

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹس ایپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

نیچے والے ناولز پڑھنے کے لیے ناول نام پر کلک کرے

[My Agent Lover By Mehwish Khan / Inteha E Ishq By Saliha Iqbal](#)

[Tashnagi E Jaan By Farwa Khalid / Ishq Nahi Junoon Ho Tum By Saleha Iqbal](#)

[Dast E Ishqam By Rimsha Hayat / Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal](#)

[Main Teri jogan By Farwa Khalid / Maseeha E Dil By Aan Fatima](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

مکمل ناول

داستان عشق

خانی ناولز

ایجنٹ 32 کیا تم نے اس کا کام تمام کر دیا اس وقت

اندھیرے کمرے میں دو وجود کھڑے تھے دونوں کے جسم

بلیک کپڑوں سے ڈھکے ہوئے تھے ان کی صرف وحشت

سے بھرپور انکھیں نظر ارہی تھی ہاں سامنے کڑے وجود

جس کی صرف گرین انکھیں نظر ارہی تھی اس نے ایک

لفظی جواب دیا لیکن کیوں اس نے بظاہر تو کچھ ایسا

غلط بھی نہیں کیا تھا پھر اس کو مارنے کی کیا وجہ تھی

پیچھے کھڑے دوسری وجود نے کہا جو ساتھ ہی ساتھ

اپنے گلوں بھی ہاتھوں سے اتار رہا تھا ویسے تو میں اس

کو چھوڑتا نہیں کیونکہ وہ ملک سے غداری کر رہا تھا

لیکن پرسوں اس نے ایک 13 سالہ بچی کاریپ کر کے اس

کا قتل کر دیا تھا یہی وجہ تھی اس کو بے دردی سے

مارنے کی آئی ایس نے تفصیل میں جواب دیا بہت اچھا

کیا چل اب گھر چلتے ہیں بہت زیادہ لیٹ ہو گیا ہے

ایجنٹ 23 نے جواب دیا وہ دونوں اپنا شکار کبھی بھی

ادھورا نہیں چھوڑتے تھے دشمن کو تڑپا تڑپا کے مارنا ان کا

پسندیدہ مشغلہ تھا، ہمیشہ اپنے دشمنوں کو جوتی کی

نوک پر رکھنے والے اپنے ملک کے لیے قربانی دینے کے لیے

ہر وقت تیار رہتے تھے،

شاہ حویلی جو اپنے پوری اب و تاب سے شاہ پور کے

علاقے میں پوری شان سے کھڑی تھی جس کے سربراہ

بشیر شاہ تھے صبح کے وقت شاہ حویلی کے سارے مکین

ڈاننگ ٹیبل پر ناشتے کے لیے موجود تھے جس کے

سربراہی کر سی پر بشیر شاہ بیٹھے تھے اور ان کے برابر

میں ان کی بیوی غزالہ بیگم موجود تھی بشیر شاہ اور

غزالہ بیگم کے تین بیٹے تھے سب سے بڑے بیٹے کا نام

ریان بشیر شاہ تھا جن کی شادی اپنے بابا کے پسند سے

اپنی تایا زاد رانیا بیگم سے ہوئی جو بہت ہی سوبر اور

صبر شکر کرنے والی عورت تھی ان کے دو بیٹے اور ایک

بیٹی تھی سب سے بڑے بیٹے کا نام ابراہیم ریان شاہ جو

سال کے ایک کامیاب بزنس مین تھے اور شاہ حویلی 28

کے سب سے بڑے وارث تھے اپنے دادا کے بے حد قریب

اور لاڈلے تھے دوسرے نمبر پر حسن ریان شاہ 23 سال

کی دنیا (law) کے تھے جو اپنی پڑھائی مکمل کر کے لو

میں داخل ہو چکے تھے تیسرے نمبر پر فاطمہ ریان شاہ

جو 21 سال کی تھی جس نے ابھی اپنی یونیورسٹی

سٹارٹ کی تھی

دوسرے نمبر پر بیٹے کا نام رفیق بشیر شاہ تھا جن کی

شادی اپنی ماموزات رابعہ بیگم سے ہوئی جو بہت

خوبصورت اور سو برسی خاتون تھی جن کے تین بچے

تھے ایک بیٹا اور دو بیٹی سب سے بڑے بیٹے کا نام زین

رفیق شاہ جو 27 سال کا ابراہیم شاہ کا بزنس پارٹنر تھا

ان دونوں نے اپنے بزنس کو بلندیوں تک پہنچانے کے لیے

ایک جیسی محنت کی تھی دونوں کو شاہ حویلی کی

لڑکیاں کھڑوس کہہ کر پکارتی تھی لیکن ان کے پیٹھ

پیچھے سامنے تو دونوں کے سامنے کسی کی زبان سے

ایک لفظ بھی نہیں نکلتا تھا اور دوسرے نمبر پر اپنے

بابا کی لاڈلی عائشہ رفیق شاہ 21 سال کی یونیورسٹی

کی طالب علم تھی اور تیسرے نمبر پر لیلہ رفیق شاہ 19

سال کی کالج کی طالب علم تھی

تیسرے نمبر پر بیٹے کا نام رضا بشیر شاہ تھا جنہوں نے

اپنی پسند سے شادی ریم بیگم سے کی تھی جو انتہا کی

معصوم اور خوبصورت تھی ہر حال میں اپنے اللہ تعالیٰ

کا شکر ادا کرنے والی عورت تھی ان کا ایک بیٹا اور ایک

بیٹی تھی بڑے بیٹے کا نام فرحان رضا شاہ جو 26 سال

کا تھا اس کو پولیس میں جانے کا بہت شوق تھا گھر

والوں نے تو بہت زیادہ منع کیا کہ تم بھی ابراہیم اور زین

کی طرح بزنس سٹارٹ کرو لیکن وہ نہ مانا اور کہا کہ

میں پولیس فورس جوائن کروں گا اور وہ آج پولیس کے

الی عہدے پر فائز تھا پھر اتنی ہے شاہ ویلی کی سب

سے چھوٹی اور معصوم زار ار ضا شاہ جو 16 سال کی

تھی اور ابھی میٹرک کے امتحان دے کر فارغ ہوئی تھی

اور ان دنوں گھر میں تھی،،

ماما میں نے آپ سے کب سے کہا تھا کہ میرے بال بناویں

زارا کے لمبے بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے اور وہ لاؤنج

میں داخل ہوئی اور بنا دیکھے بولنا شروع ہو گئی

ابراہیم اور زین جولاؤنج میں بیٹھے میٹنگ کے بارے میں

ڈسکس کر رہے تھے ان کی میٹنگ آج لیٹ تھی تب بھی وہ

لوگ آج آفس لیٹ جا رہے تھے زارا کی آواز آئی اور وہ

دونوں ان کی طرف دیکھنے لگے زین نہیں تو ایک نظر

دیکھ کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا لیکن ابراہیم کو

اس لاپرواہ لڑکی پر رچ کر غصہ آیا کہ ایسے بال کھول کر

کمرے سے باہر آنے کی کیا ضرورت تھی ریم بیگم نے اس

لاپرواہ لڑکی کو دیکھا جو بنا دیکھے ہی بولنا شروع ہو

جاتی تھی زار نے اپنی ماما کی طرف دیکھا جو

خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی وہ بھاگ کر

رانیا بیگم کے پاس گئی اور ان کی گود میں اپنا چہرہ

چھپایا اور کہا کہ اماں بچائیں رانیا بیگم نے اسے اپنی

باہوں میں چھپایا اور ریم بیگم سے کہا کہ خبردار اگر تم

نے میری بیٹی سے کچھ کہا تو لیکن بھابھی اب اس کی

حرکتیں تو دیکھیں اب یہ اتنی چھوٹی تو نہیں ہے کہ

اسے ہر بات سمجھنا پڑے ریم بیگم نے عاجزی لہجے میں

کہا کوئی بات نہیں بچی ہے وقت کے ساتھ ساتھ سمجھ

جائے گی ابراہیم شاہ نے زارا کی طرف دیکھا جو اس کی

ماما کی باہوں میں پوری طریقے سے چھپی ہوئی تھی

اور ایک انکھ سے اپنی ماما کی طرف بھی دیکھ رہی تھی

اور جب ریم بیگم اس کی طرف دیکھتی تو وہ اپنی

انکھوں پر ہاتھ رکھ لیتی ابراہیم کو اس کے بچپنے پر

غصہ آیا حالانکہ وہ بہت معصوم لگ رہی تھی اس وقت

ذین نے ابراہیم کی طرف دیکھا جو زارا کی طرف دیکھ

رہا تھا بھائی نہ دیکھ اس کی طرف وہ بہت چھوٹی ہے

زین نے کہا ابراہیم نے جب اس کی بات سنی وہ چونک پڑا

اور اس کی طرف دیکھا کہ نہ جانے وہ کیا سمجھ بیٹا ہے

میں تیرا منہ توڑ دوں گا کیا سوچ رہا ہے تو میرے بارے

میں مجھے اس جیسی بچپنے والی لڑکیوں میں ذرا

بھی انٹرسٹ نہیں ہے اول تو میں نے شادی نہیں کرنی اور

اگر کرنی بھی ہوئی تو میں میچور لڑکی سے شادی کروں

گا ابراہیم نے دے دے لہجے میں کہاں اس کو غصہ تو

بہت ایذا ہن پر لیکن ماما لوگ بیٹھی ہوئی تھی اسی لیے

وہ کچھ کہہ نہ سکا اور اس کی بچت ہو گئی بھائی اتنے

بڑے بڑے بول مت بول ایسا نہ ہوا گے جا کے تجھے ہی اس

کے لاڈ اٹھانے پڑے ذین نے اپنی طرف سے آنے والے وقت

کی پیش گوئی کی ابراہیم نے اس کی طرف جنحوار

نظروں سے دیکھا اور اس کی نظروں میں ایک وارنگ

تھی کہ اب چپ ہو جاوے نہ خواتین کے سامنے بھی تیرا

لحاظ نہیں رکھوں گا وہ دونوں یہ سب باتیں سنجیدہ

لہجے میں کر رہے تھے کہ گھر والوں کو یہی لگ رہا تھا کہ

وہ دونوں میٹنگ ڈسکس کر رہے ہیں دونوں ہی ایک

جیسے کھڑوس اور بے حد سنجیدہ رہتے تھے

اس وقت وہ چاروں کزن عائشہ کے روم میں بیٹھے یہ

ڈسکس کر رہے تھے کہ اب ان لوگوں کو کیا کرنا چاہیے

کیونکہ ان سب کے یونیورسٹی کی چھٹیاں ہو گئی تھیں

اتنے میں ہی لیلہ کہتی ہے کہ یارا بھی تو بہت سارے دن

ہیں کیوں نہ آج ہم ایک ہارر مووی دیکھ لیں اور ہارر

مووی کا نام تو سنتے ہی زارا اور فاطمہ کے پسینے چھوٹ

گئے نہیں اپنی ہم ہارر مووی نہیں دکھیں گے زارا نے

معصومیت سے کہا ہاں فاطمہ نے بھی اس کی ہاں میں

ہاں ملائی کیا یار تم دونوں اتنا ڈرتی ہو کچھ نہیں ہوتا

لیلہ نے لا پرواہی سے کہا میں پاپ کون بنا کر لاتی ہوں

عائشہ جلدی سے کچن کی طرف بھاگی اور لیلہ مووی

سلیکٹ کرنے لگی ان لوگوں نے عائشہ کے روم میں پورا

اندھیرا کر دیا لائٹس بھی سب بند کر دی اور کرسٹن وغیرہ

بھی سب ڈال دیے اب وہ چاروں صوفے پر بیٹھی ہار

مووی دیکھ رہی تھی فاطمہ تو پھر بھی دیکھ رہی تھی

لیکن زار نے تو مکمل اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تھا کہ

میں نہیں دیکھوں گی وہ چاروں اپنی مووی میں اس قدر

بڑی تھی کہ ان کو پتہ ہی نہیں چلا کہ کوئی روم کے اندر

اگیا ہے اور وہ کوئی اور نہیں ہمارے شرارتی حسن تھے

جس نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور دیکھا کہ وہ لوگ ہار

مووی دیکھ رہی ہے وہ چپکے سے بناواں پیدا کیے ان کے

صوفے کے پیچھے کھڑا ہوا وہ لوگ اسے نہ دیکھ سکے

کیونکہ روم میں پورا اندھیرا تھا حسن کو پتہ تھا کہ اگر

وہ لیلہ عائشہ اور فاطمہ میں سے کسی کو بھی ڈراتا تو

وہ اتنا نہ ڈرتی جتنا زارا ڈرتی اسی لیے اس نے زارا کو ہی

اپنا ٹارگٹ بنایا اور پیچھے سے جا کے صرف اس کے

کندھے پر ہاتھ رکھ دیا زارا جو پہلے بھی ڈری ہوئی تھی

اپنے آنکھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی جب اسے محسوس

ہوا کہ پیچھے کوئی کھڑا ہے اور اس کے بعد اسے اپنے

کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا تو اس نے عائشہ کی

طرف دیکھا اور کہا کہ اپنی دیکھیں نامیرے پیچھے کوئی

ہے زار نے روہانسی آواز میں کہا اوہ زار امووی دیکھنے

دو کوئی بھی نہیں ہے پیچھے تو میں ایسے ہی محسوس

ہو رہا ہو گا عائشہ نے اپنے ڈسٹر ب ہونے پر چڑھ کر کہا تو

زار کو بھی لگا کہ شاید اس کا وہم ہو گا لیکن دوبارہ

پیچھے سے اس کے بال کھینچے گئے تو زارا خوف سے

کانپنے لگی اور اگلے ہی پل گھر میں زارا کی چیخیں

گوںجنے لگی وہ اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کے چیخ رہی

تھی جب اگلے ہی پل عائشہ اٹھی اور روم کی لائٹس

ان کی اور حسن کو دیکھا جو زارا کے پیچھے کھڑا ہنس

ہنس کر نیچے زمین پر بیٹھ گیا تھا لیلہ نے جلدی سے

زارہ کا کندہ ہلایا اور کہا کہ دیکھو حسن ہے پیچھے اور

کوئی نہیں ہے وہ صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا اس کی

چیخوں کی آواز سن کر بڑوں میں سے تو کوئی نہیں لیکن

ینگ جنریشن جن کے کمرے اوپر فلور کی طرف بنے ہوئے

تھے تو ابراہیم زین اور فرحان بھاگ کر کمرے میں آئے

اور کہا کہ کیا ہوا لیکن جب ان لوگوں نے کمرے کا ماحول

دیکھا تو وہ لوگ سمجھ گئے تھے کہ زین نے ضرور کوئی

شرارت کی ہے گڑیا کیا ہوا تمہیں فرحان نے جب زارا کی

طرف دیکھا تو اس کا پورا چہرہ انسوا سے بھیگا ہوا تھا

وہ بھاگ کر گئی اور فرحان کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا

اور کہا کہ بھائی ح۔۔ حسن ب۔۔ ہائی ن۔۔ ن۔۔ نے زرا سے

ہچکیوں کے درمیان بولا بھی نہیں جا رہا تھا فرحان نے

جب اس کی حالت دیکھی تو وہ پریشان ہوا اور جلدی سے

اس کو صوفے پر بٹھایا اور پانی پلانے لگا اور کہا کہ چپ

ہو جاؤ گڑیا کچھ بھی نہیں ہے میں تمہارے پاس ہوں نا

کچھ بھی نہیں ہوا حسن اور زین بھی اس کی حالت

دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے اور لڑکیوں کی تو منہ سے

آواز تک نہیں نکل رہی تھی اور ابراہیم شاہ ایک طرف

کھڑا بس اپنی وحشت سے بھرپور آنکھوں سے ڈرپوک

زارا کو دیکھ رہا تھا جس کی ایک مووی دیکھنے سے یہ

حالت ہو گئی تھی اس کو اس کے بچپن میں کوئی

انٹرسٹ نہیں تھا اسی لیے وہ روم سے باہر چلا گیا دس

منٹ بعد زارا کی حالت ٹھیک ہوئی اور سب کی سانس

میں سانس آئی گڑیا کیا اب تم ٹھیک ہو زین نے اسے

سوال کیا زین نے ہمیشہ زارا کو اپنی چھوٹی بہنوں کی

طرح مانا تھا وہ تھی ہی اتنی معصوم کہ کوئی بھی

دیکھتا تو اسے اس کی معصومیت سے پیار ہو جاتا زارا

نے ہاں میں سر ہلایا شکر ہے حسن نے بلند آواز میں کہا

اور دھپ سے اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا ٹیڈی ویسے

تمہیں اتنا ڈر پوک نہیں ہونا چاہیے بس ایک ہاتھ ہی تو

رکھا تھا میں نے حسن نے اتنا معصوم چہرہ بنا کر کہا کہ

لڑکیاں تو اس کی اداکاری پر عیش عیش کرا ٹھی بھائی

زارا نے اپنی روہانسی آواز میں فرحان کو پکارا فرحان

نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور حسن کو مصنوعی ساڈاٹھا

اور کہا کہ تم چپ کرو میری بہن بہت بہادر ہے ہاں ہاں

بھائی میں نے مان لیا ہمارے ٹڈی بہت بہادر ہیں حسن

دوبارہ بھی باز نہ آیا تو لیلانے کہا کہ چلو اب بس بہت ہو

گیا چلو نکلو روم سے حسن تو اب لیلہ کی طرف متوجہ

ہوا جو سادہ سا کاٹن کا سوٹ پہنیں حسن کے دل کو بری

طرح دھڑکا گئی حسن نے لیلا کی طرف دیکھ کر کہا کہ

(your message has been successfully
ignore)

چپ کر کے نگلوروم سے لیلا نے غصے سے کہا کیوں یہ

تمہارا روم ہے صاف نظر آ رہا تھا کہ حسن اسے تنگ کر رہا

ہے تم نکلتے ہو یا پھر میں ابراہیم بھائی کو بلاؤں لیلا نے

اس بار اس کی دگتی رگ پر ہاتھ رکھا بلا لو اس مونسٹر

سے کون ڈرتا ہے بلا حسن نے اپنی فرضی کالر جاڑے

ابراہیم بھائی اپ یہاں اپ کو کچھ کام تھا اس بار عائشہ

نے بات میں اپنا حصہ ڈالا۔۔۔ وہ ب۔۔۔ بھائی میں تو بس

حسن نے جب اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی

نہیں تھا حسن کو سمجھ آیا کہ وہ لڑکیوں کے ہاتھوں

بیوقوف بن چکا ہے جب اس نے لڑکیوں کی طرف دیکھا تو

وہ ساری ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی ڈوب مرو تم

لوگ اللہ تم لوگوں کو کبھی بھی ہینڈ سم شوہر نہ دے اللہ

کرے جس سے بھی تم لوگوں کی شادی ہو وہ تم لوگوں

سے رومانس ہی نہ کرے لڑکیوں کا تو صدمے سے برا حال

تھا جبکہ حسن اپنی بد دعائیں دے کر کمرے سے جا بھکا

تھا یا یہ کیا کہہ کر گیا ہے سب سے پہلا لیلہ ہوش میں

اٹی یار چھوڑنا کون سا اس کے بولنے سے ہمیں مل جائیں

گے ایسے شوہر فاطمہ نے لاپرواہی سے کہا عائشہ نے بھی

اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور زارا کو تو جیسے کسی

بات سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا اوکے عائشہ آپ بھی

میں سونے جارہی ہوں زارا نے معصومیت سے کہا اور وہ

اپنی روم کی طرف چلی گئی

شام کا ٹائم تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی تو زارا نے

اپنی کمرے کی کھڑکی بند کی اور نیچے گارڈن کی طرف

چلنے کا سوچا وہ سب سے چپ کر گارڈن میں آئی اور

ایک طرف رکھیں جھولے پر بیٹھ گئی اور آرام آرام سے

خود کو جھولا دینے لگی اس کو اس موسم سے عشق تھا

جب بھی سردیوں کی ٹھنڈی ہوائیں شروع ہوتی تو اس

کا دل چاہتا کہ وہ کہیں باہر گھوم نہیں جائے باہر گھومنے

تو وہ نہیں جاسکتی تھی لیکن وہ گارڈن میں ہی اکراپنا

دل بہلائی تھی ابھی بھی وہ گہری سوچ میں ڈوبی خود

کو آرام آرام سے جھولا دے رہی تھی اور اس کے لمبے کالی

سیاہ زلفے ہوا کی وجہ سے ادھر ادھر اڑ رہی تھی اس نے

باہر اتے وقت اپنے بالوں کو باندھنے کی زحمت تک نہیں کی

تھی وہ ہمیشہ خود سے لاپرواہ رہنے والی لڑکیوں میں سے

تھی سچے سنورنے کی طرف تو اس کا دھیان ہی نہیں

رہتا تھا تھوڑی دیر بعد اس کی نظریں میں گیٹ کی

طرف پڑی جہاں سے بڑی گاڑی گیٹ کے اندر آئی اور وہ

سمجھ گئی کہ ابراہیم شاہ اگیا ہے اس نے دل میں سوچا

کہ اس کھڑوس مونسٹر کو بھی ابھی ہی انا تھا اس کی

نظر پڑنے سے پہلے ہی وہ گھر کے اندر بھاگ جانا چاہتی

تھی لیکن براہو اس کے دوپٹے کا جو جھولے کے اندر اٹک

گیا تھا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ابراہیم شاہ اس کی

طرف ہی ارہا تھا اس سے پہلے کہ وہ اپنا دوپٹہ آزاد کر

کے ادھر سے بھاگتی ابراہیم اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ

یہاں کیا کر رہی ہو تم ک۔۔۔ سچ۔۔۔ کچھ ب۔۔۔ بھی ت۔۔۔ تو ن۔۔۔ نہیں

زارا نے اپنی کپکپاتی آواز میں کہا اس نے بہت کوشش کی

کہ اپنا دوپٹہ آزاد کروا سکے لیکن وہ تو ایسے اٹک گیا تھا

جیسے اس نے یہیں سے کئی جانا ہی نہیں تھا وہ وہ میرا

دوپٹہ اٹک گیا۔۔۔ے زارہ نے اپنا چہرہ اس کی طرف موڑ

کر کہا اور ابراہیم تو اس اس کو دیکھ کر رہ گیا تھا اس

وقت وہ سادہ سا پنک کٹر کا فراک پہنی ہوئی تھی جس

میں وہ بالکل ڈول لگ رہی تھی اور اس کے بال جو کھلے

ہوئے تھے وہ ہوا کے دوش سے کبھی ادھر اڑتے تو کبھی

ادھر اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں اس پہ سایہ فگن

گنھری پلکیں تھمکی سی ناک اس کے بھرے بھرے گال

جو قدرتی پنکش تھے اور اس کے پنکھڑی جیسے نازک لب

ابراہیم شاہ کو وہ اس وقت ایک چھوٹی سی کیوٹ سی

پانڈا لگی زار نے ابراہیم کی طرف دیکھا جو اس کو بڑی

غور سے دیکھ رہا تھا اپ پلینز میری مدد کریں زار نے

روہانسی اواز میں کہا ابراہیم اس کی اواز کی طرف

متوجہ ہوا اور اس کو خود پر غصہ آیا کہ وہ بلا اس کو

اتنی غور سے دیکھ رہا تھا ابراہیم نے اس کا دوپٹہ جو

اٹک گیا تھا وہ نکالا اور زاراجلدی سے اندر کی طرف

بھاگی مبادہ کہیں ابراہیم اس کو روک کر ڈانٹنے ہی نہ لگ

جائے ابراہیم نے جب اس کی سپیڈ دیکھی تو وہ حیران

رہ گیا اور وہ خود بھی اس کے پیچھے اندر گیا۔۔۔

رات کے وقت سب شاہ حویلی والے لائننگ ٹیبل پر بیٹھے

کھانا کھا رہے تھے جب دادا جی نے گلا کھنکارا تو سب

ان کی طرف متوجہ ہوئے ہم نے سوچا ہے کہ کیوں نہ

ابراہیم شاہ اور زین شاہ کے ساتھ میں ہی نکاح کر دیے

جائیں بچے بڑے ہو گئے ہیں ان کی عمریں نکلی جا رہی

ہیں فاطمہ کا دل دھڑکا کہ نہ جانے زین کی شادی کس

سے ہو رہی ہے اس نے دل میں سوچا کہ کیا اب اس کی

محبت کسی اور کی ہو جائے گی اس کو رونا یا اور اس

کادل کھانے سے اچاٹ ہو گیا اور وہ اوپر اپنے کمرے میں

چلی گئی ریان شاہ نے کہا کہ بابا یہ تو بہت اچھی بات ہے

اس طرح گھر کا ماحول بھی اچھا ہو جائے گا مجھے

شادی نہیں کرنی اپ زین کی کروادیں ابراہیم نے کہا اور

تمہیں شادی کیوں نہیں کرنی دادا نے بھی دو بد جواب

دیا بھی نہیں کرنی جب کرنی ہوئی تو میں خود اپ کو

بتادوں گا اپ کروادینا ٹھیک ہے اگر تمہیں شادی نہیں

کرنی تو اپ مجھ سے کوئی بات نہیں کرنا دادا نے بالکل

بچوں کی طرح کہا اس کو پتہ تھا کہ ابراہیم شاہ ان کی

ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا خراگروہ اپنے دادا کا لاڈلا

تھا تو ابراہیم شاہ بھی اپنے دادا پر جان وارتا تھا۔۔۔

فاطمہ کا دل آج صبح سے ہی بہت زیادہ بوجھل تھا اس کو

بعد بات پر رونا رہا تھا جب بھی وہ یہ سوچتی کہ اس

کی محبت ذہن شاہ کسی اور کے پہلو میں ہو گا تو اس کا

دل درد سے بڑھ جاتا وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی وہ

سوچ رہی تھی کہ غلطی اس کی بھی ہے کیا پتہ زین بھی

اس سے محبت کرتا ہو میں نے تو ابھی تک اپنی محبت کا

اظہار بھی نہیں کیا ایک مرتبہ مجھے کوشش تو کرنی

چاہیے فاطمہ نے دل میں سوچا اور زین شاہ کے کمرے کی

طرف چل دی کمرے کی طرف پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹانے

سے پہلے اس نے اپنے آپ کو بہت ہمت دی اور کہا کہ کوئی

بات نہیں ایک مرتبہ تو مجھے اپنی محبت کے لیے سٹینڈ

لینا پڑے گا ورنہ مجھے زندگی بھر یہی غم رہے گا کہ میں

نے ایک مرتبہ بھی اپنی محبت کو پانے کے لیے کوشش ہی

نہیں کی اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے اجاؤ کی

اوازائی فاطمہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی اس نے دیکھا

زین اپنے لیپ ٹاپ لے کر بیٹا کام کر رہا تھا ذہن نے جیسے

ہی فاطمہ کو دیکھا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس کو کہا

کہ بیٹھ جاؤ زین کو حیرت بھی ہوئی کیونکہ آج سے پہلے

کبھی فاطمہ اس کے کمرے میں نہیں آئی کیا ہوا کچھ

بات کرنی ہے کیا ذہن نے نرمی سے پوچھا زین نے اس کو

ہمیشہ لیلہ کی طرح اپنی چھوٹی بہن مانا تھا فاطمہ نے

ہاں میں سر ہلایا وہ بہت زیادہ گھبرار ہی تھی اس کو ڈر

لگ رہا تھا کہ نہ جانے زین کاری ایکشن کیسا ہوگا کہو

زین نے کہا اس کو برا لگ رہا تھا کہ اگر اس وقت کو ان کے

کمرے میں اجاتا اور ان کو ایسے اکیلے بیٹھتا ہوا دیکھ کر

ضرور کوئی غلط مطلب نکالتا فاطمہ نے کہا کہ وہ دادا

جی نے اپ کی شادی کی بات کی تھی تو اپ پلینز کسی

اور سے شادی مت کرے گا اپ مجھ سے شادی کر لیں میں

اپ سے بے انتہا محبت کرتی ہوں اگر اپ نے مجھ سے

شادی نہیں کی تو میں مر جاؤں گی پلیز زین کسی اور سے

شادی مت کرنا زین نے جب اس کی بات سنی تو اس میں

تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہی تھی

آخر یہ سامنے بیٹھی لڑکی کیا بول رہی تھی جو مشکل

سے 20 سال کی بھی نہیں تھی وہ محبت کی باتیں کر

رہی تھی زین کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ نکل جاؤ

میرے کمرے سے بے غیرت لڑکی تمہیں میرے انداز سے

کب ایسا لگا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں پلیز زین میں

اپ کے اگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز مجھ سے شادی کر لیں

اپ کسی اور سے شادی مت کرنا ورنہ میں مر جاؤں گی

فاطمہ نے اس کے سامنے ہاتھ چھوڑے اور وہ رونے لگی

زین تو اس لڑکی کو دیکھ کر رہ گیا کہ یہ آخر یہ لڑکی کرنا

کیا چاہ رہی تھی نکل جاؤ میرے کمرے سے آخر تم کہنا

کیا چاہ رہی ہو اور اگر مجھے شادی کرنی بھی ہوئی تو

میں تم جیسی لڑکی سے شادی بالکل بھی نہیں کروں گا

جو اپنی عزت خود ہی برباد کرنے رات کے ٹائم ایک لڑکے

کی کمرے میں آگئی تو زین اس میں میں نے کیا گناہ کر

دیا آخر میں نے محبت ہی تو کی ہے آپ سے اس کی آپ

مجھے اتنی بڑی سزا دیں گے اور کیا لڑکیوں کو محبت

نہیں ہوتی اور کیا وہ اظہار کرنے میں پہل نہیں کرتی اور

ایسا کہاں لکھا ہے کہ محبت کرنے میں ہمیشہ لڑکے ہی پہل

کریں گے اور رات کے اس پہر اگر میں آپ کے کمرے میں

اٹی ہوں تو میں نے کوئی غلط حرکت تو نہیں کی بس میں

تو آپ سے اپنی محبت کا اظہار ہی کر رہی ہوں نا نہیں

نہیں فاطمہ شاہ تم محبت کا اظہار نہیں کر رہی تم

زبردستی مجھے شادی کرنے کے لیے کہہ رہی ہو فاطمہ نے

جب یہ سنا تو کہا کہ تو اپ نے ایک نا ایک دن کسی لڑکی

سے شادی کرنی ہے تو ہے تو پھر مجھ میں کیا کمی ہے

پہلے تو اگر دادا جی کہتے تو شاید میں تم سے شادی کر

بھی لیتا لیکن اب تو بالکل بھی نہیں کروں گا تمہاری اس

حرکت کی وجہ سے زین نے غصے سے کہا اور اس کا بازو

پکڑ کر اس کو کمرے سے باہر دھکا دیا دھکے دینے کی وجہ

سے فاطمہ زمین پر جاگری چلی جاؤ یہاں سے اگر تم دنیا

کی آخری لڑکی بھی ہوئی تب بھی میں تم سے شادی نہیں

کروں گا اور دوبارہ کبھی میرے سامنے آنے کی کوشش

بھی مت کرنا زین نے غصے سے کہا اور فاطمہ کے منہ پر

کمرے کا دروازہ بند کیا فاطمہ روتی ہوئی اٹھ کر اپنی

کمرے میں آئی اور دروازہ بند کر کے دروازے کے ساتھ ہی

بیٹھ کر رونے لگی اس نے اپنی محبت کرنے کی بہت بڑی

قیمت چکائی تھی اور وہ قیمت یہ تھی کہ اس نے اپنی

عزت نفس گواہی تھی انج زین شاہ کے سامنے لیکن وہ

بھی کیا کرتی محبت آخر چیز ہی ایسی ہے کہ انسان کو

سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیتی ہے

رات کے وقت سخت ٹھڑاتی سردی میں وہ چاروں س

لاؤنج میں بیٹھے اپنی کافی انجوائے کر رہے تھے اور

ساتھ ہی ساتھ ابھی دن بھر کی داستان ایک دوسرے کے

ساتھ شیئر بھی کر رہے تھے وہ چاروں تے ہی ایسے کوئی

ان کو دیکھ کر ہی نہیں بول سکتا تھا کہ یہ کزن ہے وہ

لوگ ہمیشہ بھائیوں کی طرح اپس میں رہتے تھے یارو

ایک بات تو بتاؤ اگر کوئی لڑکی اپ سے اپنی محبت کا

اظہار خود کرے تو کیا ہوتا ہے ذہن میں اپنے سامنے بیٹھے

ابراہیم فرحان اور حسن سے پوچھا ابراہیم اپنی عادت کے

مطابق جب ہی بیٹھا تھا وہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ تو

جاتا تھا لیکن زیادہ بولتا نہیں تھا وہ بہت کم گو اور

سنجیدہ انسان تھا البتہ فرحان اور حسن نے ایک دوسرے

کی طرف شرارت بھری نظروں سے دیکھا پیار ہوتا ہے

حسن نے کہا اور ساتھ ہی فرحان کے ساتھ ہائی فائی کیا

فرحان نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی یار تو تو بڑا

خوش نصیب نکلا ہم سب سے اگے چلا گیا اور ہمیں پتہ

بھی چلنے نہیں دیا وگدوں اس نے صرف پروپوز کیا تھا

کون سا میں نے ہاں بول کر اس سے شادی کر لی جو میں

اگے نکل گیا زین نے ان دونوں کو گھور غور کر دیکھ کر

کہا ویسے یار مجھے تو لگ رہا ہے کہ لڑکی کی اتنی سائیڈ

ہی ویک تھی حسن زین کو تنگ کرنے سے باز نہ آیا اور

کہا نہیں وہ تو بالکل ٹھیک تھی زین نے اس کو نہ

سمجھی سے دیکھا یار بات سمجھنا اس کی نظر ہی

کمزور تھی جو تجھ جیسے کدو کی شکل والے کے پاس

اتنی اور اپنی پیار کا اظہار کیا اور بڑی بات تو نے ذلیل کر

کے بھی بھیج دیا اس کو واپس یہ بات سنتے ہی فرحان کا

کہکا گونجا اور ابراہیم شاہ نے اپنی مسکراہٹ کو چھپانے

کے لیے کافی کاکپ لبوں سے لگایا اور زین تو اپنے بارے

میں یہ سن کر صدمے میں ہی چلا گیا تھا کیونکہ حسن

نے اس کے اچھے خاصے ہینڈ سم فیس کو کدو کی شکل

والا کہا تھا بس پھر اگلے ہی پل کیا ہونا تھا حسن زین

کے دونوں جوتوں کو ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اور لاؤنج میں

بھاگ رہا تھا حسن نے لاؤنج میں بیٹھتے ہی احتیاطاً زین

کے جوتے اپنے پاس ہی رکھے ہوئے تھے کیونکہ اس کو پتہ

تھا کہ کبھی بھی ان کی طرف سے ہوائی حملہ ہو سکتا

ہے ابے اوگدھے میرے جوتے تو واپس کر دے زین نے اس

کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہا نہیں اپ تو میرے پیارے

بھائی ہیں پہلا مجھ سے وعدہ کریں کہ جوتے واپس کرنے

کے بعد اپ مجھے ماریں گے نہیں ٹھیک ہے نہیں ماروں گا

جوتے واپس کرو حسن نے اگلے ہی پل ہاں میں سر ہلایا

اور اس کی طرف جوتے بڑھائے جیسے ہی زین کے جوتے

اس کے ہاتھ میں آئے تو زین نے حسن کو اپنی طرف

کھینچا اور اس کو زمین پر لٹا کر بری طرح اس کو جوتے

سے مارنے لگا اور لاؤنج میں حسن کی چیخیں گونج رہی

تھی تو کیا کھی کھی کر رہا ہے بچانا مجھے اس ڈرائی

کولاسے حسن نے فرحان سے بولا جو اسے دیکھ کر اپنا

پیٹ پکڑ کر ہنس رہا تھا حسن کو جب لگا کے فرحان کچھ

نہیں کرے گا تو اس نے چیخ کر کہا کہ ابراہیم بھائی

بچائے مجھے کچھ دیر تو ابراہیم بھی چپ رہا لیکن جب

حسن کی چیخیں بہت زیادہ اسے اریٹھ کرنے لگی تو

کہا کہ بس کر دو تم دونوں بچے نہیں رہے اب تم دونوں

کہ تم لوگوں کو ایک ایک بات سمجھانی پڑے گی گھر

والے اندر سو رہے ہیں اور حسن چیخنا بند کر دور نہ تمہیں

ٹارچر روم میں پہنچانے کے لیے مجھے ایک لمحہ بھی نہیں

لگے گا حسن نے جیسے ہی ٹارچر روم کا نام سنا اس نے

اپنا منہ بند کرنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگایا براہیم

شاہ نے ان دونوں کو ڈانٹا اور اپنا کافی کاکپ اٹھا کر روم

کی طرف چلا گیا پیچھے وہ تینوں بھی اپنے اپنے روم

میں چلے گئے تھے کیونکہ کافی لیٹ ہو گیا تھا اور صبح ان

کو کام پر بھی جانا تھا۔

عائشہ اس وقت اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑے نیچے

لون میں پیش اپ کرتے ہوئے فرحان کو دیکھ رہی تھی

اس نے آج سے پہلے فرحان کو کبھی پیار کی نظروں سے

نہیں دیکھا تھا لیکن اب نہ جانے کیوں اس کا دل کرتا تھا

کہ فرحان اس کو توجہ دے اور اس کی فکر کریں عائشہ

ابھی اپنے دل کی حالت سے انجان تھی جس میں محبت

کی چھوٹی چھوٹی کو نیلیں اگنے لگ گئی تھی ابھی تک

وہ فرحان کے چہرے پر نظر گاڑی ہوئی تھی اب جب اس

کی نظریں فرحان کی باڈی پر گئی تو اس کے گال خود

بخود سرخ ہو گئے تھے فرحان کے پیشپس ختم ہو گئے تھے

اس سے پہلے کہ وہ پیچھے موڑ کر اسے دیکھتا عائشہ

جلدی سے اپنے کمرے کے اندر داخل ہوئی اور اس نے

کھڑکی کے اگے پردے ڈال دیے اور اپنے کے سامنے کھڑے

ہو کر اپنے بال بنانے لگی اس کو یونیورسٹی جانا تھا اس

کی تیاری جیسے ہی مکمل ہوئی تو وہ نیچے ناشتہ کرنے

چلی گئی سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹے کے صبح کا گرم

گرم ناشتہ کر رہے تھے اتنے میں دادا جی کی آواز آئی اور

انہوں نے کہا کہ انج میرے ایک بہت خاص دوست کی

شادی ہے طبیعت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے میں نے ان

سے معذرت کی اور کہا کہ میرے بچے میری طرف سے

شادی میں شرکت کر دیں گے اتنے میں ہی ریحان صاحب

کی اواز آئی اور انہوں نے کہا کہ بابا انج تو میں نے

فیکٹری کے ایک بہت ضروری کام سے دوسرے شہر جانا ہے

تو سوری معذرت کے ساتھ میں نہیں اسکوں گا میرے

بھی دوست کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں

انج اس کی عیادت کرنے ہاسپٹل جاؤں گا رفیق صاحب نے

بھی اپنے نہ جانے کا مدعا بیان کیا ادا جی رضا صاحب

کی طرف بھی دیکھا جیسے کہہ رہے ہو کہ تم بھی بتادو

کہ تم نے بھی نہیں جانا تو رضا صاحب نے مسکرا کر کہا

کہ بابا انج تو میری بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے جس کے لیے

میں ایک مہینے سے محنت کر رہا تھا تو میں بھی نہیں جا

سکتا اب دادا جی نے بچوں کی طرف دیکھا جیسے ان کی

وہی آخری امید ہوں اس سے پہلے کہ ابراہیم شاہ کوئی

بہانہ بناتا نہ جانے کاتنے میں حسن نے کہا کہ کیوں نہیں

دادا جی ضرور اگر آپ کے بچے نہیں جاسکتے تو ہم بھی

تو آپ کے بچے ہیں نا ہم ضرور جائیں گے شادی پر کیوں

حسن نے کہا اور ساتھ میں فرحان کو گسیٹھا جو سب

سے لا پر واہ اپنے ناشتے میں مصروف تھا کب جانا ہے

فرحان نے کہارات اٹھ بچے تک تم لوگ نکل جانا نو بجے

تک وہاں پہنچ جاؤ گے دادا جی نے کہا تو فرحان نے زین

کی طرف دیکھا جس نے ہاں میں سر ہلایا جیسے کہہ رہا

ہو کہ ہاں چلے جائیں گے اور اب ان تینوں نے مل کر

ابراہیم شاہ کو دیکھا جیسے کہہ رہے ہو کہ تم نے بھی

ہمارے ساتھ ضرور چلنا ہے ابراہیم شاہ نے ان تینوں کو

گھور کر دیکھا اور کہا کہ فری ہونے کی کوشش کروں گا

ورنہ تم لوگ اکیلے ہی چلے جانا تو داجی نے کہا کہ

لڑکیوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر جانا اچھی بات تھوڑی نہ

ہے کہ صرف لڑکے ہی جائیں گے اور یہ بات سنتے ہی زارا

نے بچوں کی طرح کہا یا ہودا داجی یو آر بیسٹ تھینک

یو سوچ اپ کو پتہ ہے میں جانے کا بہت دل کر رہا تھا

دادا جی نے مسکرا کر کہا کہ میں جانتا ہوں میرا بیٹھا اب

رات اٹھ بجے تک سب تیار ہو کر یاد سے چلے جانا زین نے

اٹھنے سے پہلے ایک نظر فاطمہ کو دیکھا جو گم سوم

ناشتے کی پلیٹ میں بس چمچہ ہی گھمار ہی تھی اس نے

ابھی تک ایک نوالہ بھی نہیں کھایا تھا زین کو جانے کیوں

وہ چھپ چھپ اچھی نہیں لگی اس سے پہلے کہ زین اس

کو ٹھوکتا کہ ناشتہ کروں وہ اٹھی اور اپنے کمرے کی

طرف چلی گئی زین کو بھی غصہ آیا خود پر کے آخر اس

نے کیوں سوچا اس خود غرض لڑکی کے بارے میں وہ بھی

ڈاننگ ٹیبل سے اٹھا اور افس کی طرف چل دیا۔

ناشتہ کر کے ساری لڑکیاں اٹھ کر زارا کے کمرے میں آئی

اور رات کے شادی میں جانے کے لیے ڈیسا ٹیڈ کرنے لگی کہ

ان چاروں کو کیا پہننا ہے یار میرے پاس تو کوئی ڈھنگ کا

سوٹ ہی نہیں ہے پہننے کے لیے سب سے پہلے لیلہ کی آواز

اٹی بس کر دو لیلہ تو جتنی بھی شاپنگ کرو تمہارے لیے

کم ہی ہوتی ہے عائشہ نے اسے گھور کر کہا ہاں تو کیا

کروں تمہاری طرح ایک ہی سوٹ سوشادیوں میں پہن کے

جاؤں لیلہ نے کہا اور عائشہ تو صدمے میں ہی چلی گئی

تھی کہ اس نے ایک ہی سوٹ سوشادیوں میں کب پہنا

مانا کہ وہ کم شاپنگ کرتی تھی لیکن ایسا بھی نہیں تھا

کہ وہ ایک ہی سوٹ سوشادیوں میں پہنتی اس نے اپنی

بہن کم دشمن کی طرف دیکھا جو اسے دیکھ کر دانتوں

کی نمائش کر رہی تھی تمہاری شکایت تو میں بابا سے

لگاؤں گی عائشہ نے روہانسی انداز میں کہا یا رتم دونوں

بس بھی کروا بھی ڈسیاڈ کرو کہ رات شادی میں جانے کے

لیے پہننا کیا ہے لڑائی کو بڑھتا دیکھ کر فاطمہ نے کہا

ہاں عائشہ اپنی آپ تو بہت پیارے ہیں کچھ بھی پہنیں گی

تو آپ پر وہ بہت اچھا لگے گا زارا نے بھی معصومیت سے

کہا اور یہ کہتے ہوئے وہ اتنی پیاری لگی تھی کہ عائشہ نے

بے اختیار اس کا گال چوما ہاں میری گڑیا مجھے پتہ ہے

زارا بھی خوش ہو گئی کہ عائشہ کا موڈ اچھا ہو گیا تھا

اور میں میں کیا ڈائن لگتی ہوں کوئی بھی سوٹ پہنے

ہوئے کیا لیلہ سے جب ان دونوں کا پیار دیکھا نہیں گیا تو

وہ بھی بیچ میں کود پڑی یار سبھی پیارے لگتے ہیں اب

چپ کر کے سوچو نا کہ پہننا کیا ہے فاطمہ نے بیزاری سے

کہا جو بس اپنی لڑائی میں لگے ہوئے تھے اور یہ نہیں

سوچ رہے تھے کہ پہننا کیا ہے ایک تو صبح سے اس کی

طبیعت یہ سوچ کر ہی خراب ہو رہی تھی کہ وہ جو شادی

میں جارہی ہے ادھر ذین بھی ہوگا ایسا نہیں تھا کہ اس

کو ذین سے نفرت ہو گئی تھی مگر ذین شاہ نے جو اس

کے لیے بے غیرت لڑکی کا لفظ استعمال کیا تھا وہ اس کو

اپنی انا پر کافی ناگوار گزرا تھا اس لیے اس نے سوچ رکھا

تھا کہ اب وہ ذین سے اپنی محبت کے بارے میں کچھ بھی

نہیں کہیں گی اگر وہ اس کی نصیب میں لکھا ہوا ہو گا تو

اللہ تعالیٰ اسی کبھی بھی کسی اور کا نصیب بننے نہیں

دے گا یا ایسے تو کچھ بھی نہیں ہو گا ایک کام کرتے ہیں

کہ چاروں اپنے اپنے کمرے میں جا کر اپنے وارڈروب کہ

اچھے اچھے ڈریس لے کر اتے ہیں پھر جو بھی پسند ہو اوہ

چاروں مل کر ڈیسائڈ کر لیں گے عائشہ کا یہ ایڈیا

چاروں کو ہی اچھا لگا اور وہ تینوں اٹھ کر اپنے اپنے

کمرے میں چلی گئی

ابراہیم شاہ اس وقت اپنے افس میں بیٹالیپ ٹاپ پر کام

کر رہا تھا بلیک جینز کے ساتھ اس نے بلیک ہی شرٹ پہنی

ہوئی تھی آستینوں کو کمنیوں تک چڑھائے جس سے اس

کی ہاتھ کی رگیں صاف نظر آرہی تھی بال ماتھے پر

بکھرے ہوئے تھے وہ اس لک میں بھی کافی جاذب نظر

ارہا تھا دروازے پر ناک ہوا اور زین شاہ اندرائے اور کہا

کہ یار ابراہیم چلنا نہیں ہے ابراہیم نے لیپ ٹاپ سے نظر

اٹھا کر اس کی طرف سوالیہ نظم سے دیکھا جیسے ہی

کہنا چاہ رہے ہو کہ کہاں زین نے جب اس کی نظروں کا

مطلب سمجھا تو اپنے سر پر ہاتھ مارا اور کہا کہ کتنے

بلکڑ ہو گئے ہو تم ہمیں دادا جی کے کلوز فرینڈ کی بیٹی

کی شادی پر جانا تھا نا اٹھ بچے اور اپ سات بچ چکے ہیں

تو چلو تیار بھی تو ہونا ہے نا ویسے ہی ہو جائے گا کافی

دور ہے جانے میں بھی ٹائم لگ جائے گا زین نے بڑوں کی

طرح اسے سمجھایا اچھا تمہاری حسن اور فرحان سے بات

ہوئی ابراہیم لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے اسے باتیں بھی کر

رہا تھا ہاں حسن نے کہا کہ میں 15 منٹ میں گھر پہنچنے

والا ہوں اور فرحان نے کہا تھا کہ وہ الریڈی گھر پر ہے

چلو ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ مجھے افس سے ہی پک کر لینا

میں ادھر ہی روم میں ریڈی ہو جاؤں گا ابراہیم نے اپنے

افس روم کے ساتھ ایک چھوٹا سا روم بھی بنایا تھا اکثر

اوقات رات میں کام کرنے کی وجہ سے اس کو دیر ہو جاتی

تو وہ وہیں پر سو جاتا تھا تو ادھر اس کی ضرورت کی

ساری چیزیں موجود تھیں یا تو گھرا بھی زین نے اپنی

بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ ابراہیم نے اسے گھور کر

دیکھا اور کہا کہ مجھے افس سے ہی پک کر نا تم لوگ ورنہ

اکیلے ہی چلے جانا زین نے چپ ہو جانے میں ہی عافیت

جانی اور وہاں سے گھر کے لیے نکل گیا گھر پہنچنے میں

اسے تقریباً 20 منٹ لگے تھے جیسے ہی اس نے پورچ میں

اپنی گاڑی کھڑی کی اور گاڑی سے نکل کر اس کی نظروں

کی طرف گئی جہاں کرسی پر فاطمہ اکیلی بیٹھی سوچو

میں گم بہت ادا اس لگ رہی تھی اس کی لمبی بال جو کمر

سے نیچے تک اتے تھے اس وقت کھلے ہوئے تھے اور ہوا کے

دوش سے ادھر ادھر اڑ رہے تھے جہاں پر زین کھڑا تھا ادھر

سے فاطمہ کا چہرہ مکمل نظر آ رہا تھا زین نے اس کی

انکھیں دیکھی تو ان کا لے نینوں میں ڈوب جانے کا دل

چاہا اس کا دل چاہا وہ اگے جائے اور اس کی انکھوں کو

قریب سے دیکھیں اس کی لمبی پلکوں کو اپنے ہاتھوں سے

چھوئیں زین کی نظریں اس کی تیکھی ناک پر گئی زین

کو کچھ کمی لگی زین نے سوچا کہ اگر اس ناک میں

لو ننگ ہوتی تو وہ تو اس کی ناک پر ہی فدا ہو جاتا اس

کے بعد زین کی نظریں اس کے بھرے بھرے لبوں پر گئی بے

اختیار زین کے حلق میں کانٹے چبنے لگے اس کو ہوا میں

اکسیجن کی کمی محسوس ہوئی اس کا دل اسے گستاخی

کرنے پر مجبور کر رہا تھا لیکن جائز حق نہ ہونے کی وجہ

سے ذین نے اس کی طرف سے اپنی نظریں پھیر لی ذین نے

اسے گہری نظروں سے آج اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا

اور آج دیکھا تو اسے لگا کہ یہ لڑکی زین شاہ کو اپنی

محبت میں کچھ بھی کروا سکتی ہے ذین نے اس کے پاس

نہ جانے ہی بہتر سمجھا وہاں سے گھر کی طرف اندر چلا

گیاراستے میں اسے لیلہ ملی اس نے لیلی سے پوچھا کہ

کیا تم سب لوگ تیار ہو نہیں ہم نہیں تیار تو بھائی یہ

ہمارے لیلہ نے کبھی کسی کو صحیح طریقے سے جواب دیا

ہے زین نے اس کو گھوری سے نوازا اور اس کے کان پکڑ کر

کہا کہ بہت شرارتی ہو گئی ہو تم اہہہہہ بھائی چھوڑے

کیا کر رہے ہیں آپ میرا تناخو بصورت کان ہے اور ابھی

تو مجھے شادی پر بھی جانا ہے اگر ایسے میں میرے کان

کو کچھ ہو گیا تو میری بیوٹی پر اثر کر جائیں گے مناسب

لوگ مجھے بولیں گے کہ لو ایک کان والی اگئی زین نے

جب اس کی پوری بات سنی تو اس کو ہنسی تو بہت ائی

لیکن اگر وہ لیلہ کے سامنے ہستا تو لیلہ نے اور فری ہو جانا

تھا اور ان کو دیر ہو رہی تھی اسی لیے اس کے سر پر ایک

چیت لگائی اور کہا کہ جلدی سے تیار ہو جاؤ دیر ہو رہی

ہے اور خود بھی اوپر کی طرف اپنے روم میں چلا گیا تیار

ہونے۔۔

اپی میں کیسی لگ رہی ہوں عائشہ اپنے کے سامنے

کھڑی جو لیری پہن رہی تھی اتنی میں ہی اسے زارا کی

اوازائی اس کی پلٹ کر زارا کی طرف دیکھا جو واٹ

کلر کے لانگ فرائک میں بالکل ایک معصوم سی گڑیا لگ رہی

تھی بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل لگائے اور ہونٹوں پر

صرف پنک لپ لوز لگائی ہوئی تھی اور جیولری کے نام پر

چھوٹے چھوٹے ٹوپس پہن رکھی تھی عائشہ اگے بڑی اور

اس کا ماتھا چوما اور کیا کہ ہاں میری پری تو بہت پیاری

لگ رہی ہے عائشہ بھی کوئی کم پیاری نہیں لگ رہی تھی

اس نے بلیک کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا جو اس کی دودھیا

رنگت پہ بہت پیارا لگ رہا تھا زارا تو اپنی تعریف سن کر

ہی لال ہو گئی تھی عائشہ نے اس کے چہرے کی طرف

دیکھا جو لال ہوا پڑا تھا اتنی معصومیت دیکھ کر اس نے

بے اختیار ماشاء اللہ کہا اور اسے کہا کہ جلدی سے نظر کا

ٹیکا لگا لو پھر چلتے ہیں دیر ہو رہی ہے اس کے بعد عائشہ

نے اسے خود نظر کا ٹیکہ لگایا اور وہ دونوں نیچے کی

طرف چلی گئی وہ دونوں نیچے لانچ کی طرف آئی جہاں

لیلا بیٹھی موبائل میں مصروف تھی لیلہ نے جب ان

دونوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ شکر ہے تم دونوں آگئی

ورنہ میرا تو بھوک سے برا حال ہو رہا تھا تو عائشہ اس

کی طرف بڑی اور کہا کہ کچھ کھالوں جگہ بھی دور ہے

جانے میں کافی ٹائم لگ جائے گا تو لیلہ نے کہا کہ میں

اپنے بیگ میں کچھ چپس وغیرہ رکھ لیتی ہوں ورنہ اگر

میں نے ادھر کھانا کھایا تو شادی کا کھانا کھا نہیں پاؤں

گی لیلہ نے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا زارا نے

کہا کہ لیلیٰ اپنی میرے لیے بھی رکھ لینا مجھے بھی بھوک

لگ رہی ہے لیلہ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اچھا

تمہیں بھی بھوک لگتی ہے مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا لیلہ

اس کو تنگ کرنے سے باز نہیں آئی اپنی زارا نے عائشہ کی

طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ دیکھ لے لیلہ اپنی کو۔۔۔

اپنی زارا نے معصومیت سے عائشہ کی طرف دیکھا جیسے

کہہ رہی ہو کہ دیکھ لے لیلہ اپی کو مت تنگ کرو اسے

عائشہ نے لیلہ کی طرف دیکھ کر کہا اتنے میں حسن

فرحان اور ذین بھی لاؤنج اگئے تھے تیار ہو کر ان تینوں

نے بھی سیم ڈریسنگ کی تھی بس ان کے کلر الگ تھے زین

نے کریم کلر کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا فرحان نے

بلیک اور حسن نے بلو کلر کا کیا بات ہے آج تو تم نے بھی

اپنی قسم توڑ ہی لی لیلہ نے حسن کی طرف دیکھ کر کہا

تو حسن نے اسی نا سمجھی سے دیکھا جسے پوچھ رہا ہو

کہ کون سی قسم لیلہ نے اس کو اپنی طرف نہ سمجھی

سے دیکھ تھا پا کر کہا کہ نہ نہا نے کی قسم ارے بھئی تم

نے ہی تو قسم کھائی تھی کہ تم کو ایک مہینے سے پہلے

نہیں نہانا لیکن افسوس ہوا کہ تم 14 دن بعد ہی نہا نے

چلے گئے چلو کوئی بات نہیں اچھی بات ہے جب سب نے

لیلا کی بات سنی تو بے اختیار ہی لاؤنج میں سب کے

قہقہے گونجے اور حسن کا چہرہ تو دھواں دھواں ہو گیا

تھا غصے کی وجہ سے تو حسن نے کہا کہ ہاں میں نے

سوچا کہ آج ہمارے ساتھ ایک چڑیل بھی جا رہی ہے شادی

میں تو اس کی نظر اتارنے کے لیے بھی تو اس کے ساتھ

کوئی ہونا چاہیے نا تو اسی لیے میں تیار ہو گیا ان دونوں

کی بحث کو بڑھتا پا کر زین شاہ نے کہا کہ چپ کر و دیر ہو

رہی ہے چلو زین شاہ کی نظر تو اصل میں کسی اور کو

ڈھونڈ رہی تھی تو اس نے عائشہ کی طرف دیکھا اور کہا

کہ سب اگئے ہیں ابھی اس سے پہلے کہ عائشہ جواب

دیتی سیڑھیوں سے فاطمہ شاہ اتر کر رہی تھی اس نے

بھی سیم زار جیسے لانگ فرائیڈ پہنا ہوا تھا بس اس کا کلر

جس میں وہ بالکل ایک ڈول کی طرح لگ رہی تھی زین

کی نظر جب سیڑھیوں کی طرف گئی تو اس کو لگا کہ وہ

اگلی سانس نہیں لے پائے گا یہ لڑکی اس کی عشق کی

اکلوتی وارث بننے کی کوشش کر رہی تھی جو اس کو بہت

مشکل میں ڈالنے والی تھی وہ بھی اس بات سے کہا واقف

تھی بھائی چلیں وہ نیچے آگئی ہے فرحان نے زین کا کندھا

ہلایا زین ہوش میں آیا اور اس کو گھور کر دیکھا اور کہا

کہ چلو حسن ڈرائیونگ کرنے کے لیے بیٹھا اور اس کے

ساتھ ہی زین بھی بیٹھا فرنٹ سیٹ پر اس کے پیچھے

فرحان بیٹھا اور ساتھ ہی ایک سیٹ ابراہیم کے لیے

چھوڑی اور بیک پر چاروں لڑکیاں بیٹھی لیکن وہ لوگ فٹ

نہیں ہو رہی تھی جگہ کی کمی کی وجہ سے 😊 یار لیلہ

کیا کر رہی ہو میں گر جاؤں گی دھکے مت دوزین جو

اپنے موبائل میں مصروف تھا اس کو فاطمہ کی آواز آئی

جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو فاطمہ تقریباً سیٹ سے

ادھی نیچے تھی اور وہ گھور کر لیلہ کی طرف دیکھ رہی

تھی جس نے زیادہ جگہ گھیر رکھی تھی تو لیلانے کہا

کہ یار زارا تم آگے فرحان بھائی کے ساتھ بیٹھ جاؤں اگر

وہاں ابراہیم بھائی بھی بیٹھے تو تم تینوں کو زیادہ مشکل

نہیں ہوگی آخر تم ہو تو چوٹی موٹی سی عائشہ نے بھی

اس کی بات پر ہاں میں سر ہلایا تو زارا اٹھ کر فرحان

کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی اور اس نے اگے بیٹھ کر

ان تینوں کو ناراض نظروں سے دیکھا تو ان تینوں نے بھی

سوچا کہ اس کو وہاں جا کر منالینگے زارا دل میں

بڑ بڑائی اور کہا کہ مجھے اس مونسٹر کے ساتھ اکیلا چھوڑ

دیا لیکن پھر اس نے سوچا کہ کوئی بات نہیں بھائی تو ہے

ناجب وہ ادھر بیٹھیں گے تو میں بھائی کی طرف ہو

جاؤں گی حسن نے گاڑی سٹارٹ کی اور تقریباً 15 منٹ

کے بعد وہ لوگ ابراہیم شاہ کے افس کے نیچے کھڑے اس

کا انتظار کر رہے تھے زین نے ابراہیم کو کال کی اور کہا کہ

اجاہم نیچے کھڑے ہیں ابراہیم نے اوکے کہہ کر کال کٹ کر

دی اور پانچ منٹ کے بعد وہ ان کو افس سے باہر اتا ہوا

دکھائی دیا جس نے فل فور پیس پیس شریٹ پہنی ہوئی

تھی وائٹ کلر کی ابراہیم نے جیسے اپنی طرف کا دروازہ

کھولا گاڑی میں بیٹھنے کے لیے تو ادھر زارا کو بیٹھتے

ہوئے پایا زارا جلدی سے کسک کر فرحان کی طرف ہوئی

اور ابراہیم کے لیے جگہ بنائی ابراہیم تو اپنی کیوٹ سی

پانڈا کو دیکھ کر رہ گیا جو وائٹ کلر کے فراک میں بالکل

پری لگ رہی تھی زین جو اپنے موبائل میں بزی تھا اس نے

ابراہیم کی طرف دیکھا اور کہا کہ یار جلدی کر لیٹ ہو رہا

ہے بیٹھ بھی جا گاڑی میں ابراہیم ہوش میں آیا اور وہ

جلدی سے گاڑی کے اندر بیٹھا

تقریباً 15 منٹ گزرے تھے انہیں ڈرائیونگ کرتے ہوئے زین

حسن ابراہیم اور فرحان تو اپنے اپنے بزنس کے بارے میں

باتیں کر رہے تھے اور پیچھے لیلہ تو چپس کھانے میں

مصرف تھی عائشہ اپنے موبائل میں اور فاطمہ عائشہ

کی کندے پر سر رکھے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی

بس ایک زارا ہی تھی جو بورہور ہی تھی اور اس نے

فرحان کا ہاتھ لایا اور کہا کہ بھائی مجھے اپنا موبائل

دے نا براہیم نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنی پاکٹ سے

موبائل نکال کر اس کو دیا زارا نے ایک نظر ڈرتے ڈرتے

ابراہیم کی طرف دیکھا جو بظاہر تو ذین سے باتیں کرنے

میں لگا ہوا تھا لیکن اس کی نظریں ذرا پر تھی زار انے

جب دیکھا کہ وہ باتوں میں مصروف ہے تو اس نے

رلیکس انداز میں پیچھے ٹیک لگائی اور اپنے پاؤں بھی

اوپر کر لیے اور موبائل پر کینڈی کرش کھیلنے لگی وہ

ہارٹ لیول تھا جو اس سے پار نہیں ہو رہا تھا چار بار وہ

اس میں ہار چکی تھی اور اب اس کے پاس صرف لاسٹ

چانس تھا جب لاسٹ بار بھی اس سے نہ ہوا تو اس نے

غصے سے موبائل بند کیا اور فرحان کی طرف کس لیے اور

کہا کہ بھائی ہم کب پہنچیں گے مجھے بھوک لگ رہی ہے

گڑیا ابھی تو راستہ رہتا ہے اب گھر سے کچھ کھا کر کیوں

نہیں آئی ابراہیم نے بھی اس کی آواز سنی اور اس کی

طرف دیکھا جو فرحان سے چپکی تھی ایک دم ہی وہ

پلٹی اور لیلا سے کہا کہ لیلا اپ بھی میری چپس تو دیں

جو میں نے آپ کے پاس رکھوائی تھی پیچھے پلٹنے کی

وجہ سے اس کا کندھا براہیم کے کندھے سے ٹچ ہوا لیکن

زارا کو محسوس نہیں ہوا یا وہ تو مجھے بہت زیادہ

بھوک لگ رہی تھی اس لیے میں نے ساری کھالی لیلہ نے

معصومیت سے بھولنے کی کوشش کی لیکن زارا کو وہ

اس وقت ڈائن لگی زارا اگے پلٹی اور فرحان کے کندھے پر

سر رکھ کر رونا شروع کر دیا فرحان کو جب اپنا کندہ

بیگھتا ہوا محسوس ہوا تو کہا کہ گڑیا رو کیوں رہی ہیں

فرحان کی آواز سن کر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور

ابراہیم تو اس کے آنسو دیکھ کر ہی بے چین ہو گیا تھا

زارا نے روتے ہوئے فرحان سے کہا کہ بھائی لیلیٰ اپنی نے

میرے چپس کا لیے اور مجھے بھوک لگ رہی ہے وہ بولتے

ہوئے اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ فرحان نے اس کا ماتھا

چوما اور اس کے انسو صاف کر کے کہا کہ کوئی بات نہیں

ابھی اگے بیکری ائے گی تو اس سے تمہیں خرید کر دے

دوں گا چلو اب چپ کر جاؤ شاہباش ابراہیم کو غصہ تو

بہت ایسا فرحان کے چونے سے لیکن ابھی اس کے پاس کوئی

جائز حق نہیں تھا جس سے وہ زارا کو منع کر سکیں

تھوڑا آگے جا کر حسن کو ایک بیکری نظر آئی تو اس نے

وہاں پر گاڑی کی فرحان اتر کر زارا کے لیے چیزیں لینے لگا

باقی سب گاڑی میں ہی ویٹ کر رہے تھے بھائی ابراہیم

انکھیں موندے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا

جب اسی فاطمہ کی آواز آئی جی اس نے انکھیں کھول

کر فاطمہ کی طرف دیکھا مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے

ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا اور حسن سے کہا کہ جاؤ

فاطمہ کے لیے بھی کچھ لیتے آؤ یا فرحان کو کال کر دو

اس سے پہلے کہ حسن گاڑی سے اترتا تو زار نے کہا کہ

فاطمہ اپنی جو بھائی میرے لیے چیزیں لائیں گے اس میں

سے میں آپ کو بھی دے دوں گی ٹھیک ہے فاطمہ نے ہاں

میں سر ہلایا کہ چلو ٹھیک ہے ابراہیم نے اس کی طرف

دیکھا جو دوبارہ سے کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع ہو گئی

تھی کہ فرحان کب آئے گا شاید اس کو کچھ زیادہ ہی

بھوک لگتی تھی اتنے میں ہی فرحان اس سے اتنا ہوا

دکھائی دیا فرحان نے زارا کی گود میں ایک شاپر رکھا

جس میں مختلف سی چیزیں دی چاکلیٹ چپس جلیز

جو سبز و غیرہ زارا نے اس میں سے سب کو چیزیں دی اور

خود بھی کھانے لگی ادھے گھنٹے بعد وہ لوگ شادی میں

پہنچ گئے تھے وہاں جا کر ان لوگوں نے ان کا بہت اچھے

سے ویلکم کیا داداجی کے جو دوست تھے انہوں نے ان کو

مختلف لوگوں سے ملایا ان لوگوں نے وہاں کھانا کھایا

باتیں کی بہت سارا انجوائے کرنے کے بعد ابراہیم شاہ نے

جب اپنی گھڑی میں ٹائم دیکھا تو رات کے ایک بج رہے

تھے تو اس کو اندازہ ہوا کہ بہت زیادہ لیٹ ہو گیا ہے اس

نے فرحان حسن اور زین کو اشارہ کیا وہ لوگ جب اس کے

پاس آئے تو کہا کہ کیا ہوا تو ابراہیم نے کہا کہ ایک بج رہا

ہے زیادہ لیٹ ہو گیا ہے چلو گھر کے لیے نکلتے ہیں زین نے

ہاں میں سر ہلایا اور وہ لوگ دادا جی کے دوست سے مل

کر جانے لگے دادا جی کے دوست تھے بہت زیادہ اصرار کیا

تھا کہ لیٹ ہو گیا ہے آج کی رات یہی گزار لو صبح چلے

جانا لیکن ابراہیم نہ مانا اور باقی سب کو بھی کچھ

مناسب نہیں لگ رہا تھا انجان جگہ پر رکنا جبکہ ان کے

ساتھ لڑکیاں بھی تھیں اسی لیے وہ لوگ واپسی کے سفر پر

روانہ ہو گئے۔۔

گھر کی طرف جاتے ہوئے ابھی انہیں تھوڑا ٹائم ہی ہوا

تھا کہ اچانک سے ایک گولی چلی اور گاڑی کے ٹائر پر لگی

ٹائر پر گولی لگنے کی وجہ سے گاڑی کو ایک دھکا لگا

فرحان جو ڈرائیو کر رہا تھا اس نے جیسے تیسے کر کے

گاڑی کو کائی میں گرنے سے بچا یا سب لڑکے الرٹ ہو گئے

تھے اور لڑکیاں ڈر سے کانپنے لگ گئی زارا نے تو باقاعدہ

رونا شروع کر دیا تھا فاطمہ جواگے بیٹھے ہوئے ابراہیم

کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی گولی کی آواز سنتے وہ

ایک دم اٹھی اور سہمی ہوئی نگاہوں سے ابراہیم کو

دیکھنے لگی ابراہیم نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ

کچھ نہیں ہوا ابھی وہ لوگ گاڑی سے باہر نکلتے کہ ایک

دم سے گولیوں کی بو چھار شروع ہوئی ایسا نہیں تھا کہ

ان کے پاس گند نہیں تھی گن تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ

ساتھ میں لڑکیاں تھی اگر انہیں کچھ ہو جاتا تو ان سے

برداشت نہیں ہوتا براہیم ایک دم سے گاڑی سے باہر نکلا

اور فرحان کی دی ہوئی گند سے ان لوگوں کا مقابلہ کرنے

لگا اس کے پیچھے ہی زین فرحان اور حسن بھی گاڑی سے

اترے لڑکیاں گاڑی میں بیٹھے ان کی طرف دیکھ رہی

تھی اور دس منٹ کے اندر اندر ہی ان لوگوں نے سب کو

ہی مار گرایا کون تھے یہ لوگ تم لوگوں میں سے کوئی

جانتا ہے سب سے پہلے سوال کیا حسن نے نہ سمجھی سے

سر ہلایا اور فرحان نے کہا کہ ہو سکتا ہے کوئی دشمن ہو

وہ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ پیچھے سے اچانک ایک دم

سے ادھی ایا اور گن زین کی سرپر کھی اور ادھر گاڑی

میں فاطمہ کا دل منہ کو ایسا سے ایسا لگا کہ اس کی

زندگی ختم ہونے والی ہے ابراہیم شاہ جو الرٹ ہی کھڑا

تھا کون ہو تم اور کس نے بھیجا ہے تمہیں فرحان نے

اسے باتوں میں لگایا اور ابراہیم شاہ کو موقع ملتے ہی

اس نے نیچے سے ایک بڑا پتھر اٹھا کر اس آدمی کے سر پر

دے مارا ایک ساتھ تین بار سر پر پتھر لگنے کی وجہ سے

وہ آدمی دھڑم سے نیچے گرا اور آدمی کے نیچے گرنے کی

ہی دیر تھی کہ ادھر زارا کی چیخ گاڑی میں بلند ہوئی

اس کو ابراہیم سے ڈر تو لگتا تھا لیکن آج اس نے جس

طریقے کا ابراہیم کا انداز دیکھا تھا تو اسے اور بھی ڈر

لگنے لگا اس نے دل میں سوچ لیا تھا کہ وہ کبھی بھی

ابراہیم کے سامنے غلطی سے بھی نہیں جائے گی سب گاڑی

میں بیٹھو یہاں کھڑے رہنا سیو نہیں ہے ابراہیم نے سب

سے کہا اور سب گاڑی کی طرف اے لیکن گاڑی کا ٹائر پنجر

ہو چکا تھا شٹ زین نے گاڑی کے پنجر ٹائر پر لات ماری

اور کہا کہ اب کیا ہو گا تو حسن نے کہا کہ ہونا کیا ہے میں

ابھی پانچ منٹ میں ٹائر چینج کر لیتا ہوں تو کرنا کھڑے

کھڑے منہ کیا دیکھ رہا ہے رات ہو رہی ہے زین نے غصے

سے کہا حسن نے جب اس کو غصے میں دیکھا تو چپ

رہنے میں ہی عافیت جانی اور جلدی سے گاڑی کا ٹائر چینج

کرنے کے لیے اگے بڑھا اس نے ساری لڑکیوں کو باہر نکل

جانے کا کہا اور زارا کو تو جیسے موقع ہی مل گیا تھا وہ

بھاگ کر گئی اور فرحان کے سینے سے لگ کر رونا شروع

ہوئی فرحان نے کچھ نہیں کہا اور اس کو بس اپنے سینے

سے لگایا حسن کو تقریباً 10 منٹ کی لگے تھے ٹائر چینج

کرنے میں ٹائر چینج کرنے کے بعد سب گاڑی میں بیٹھنے

لگے تو فرحان نے کہا کہ یار میں ڈرائیونگ کیسے کروں گا

یہ تو سو گئی ہے۔۔۔

سب گاڑی میں بیٹھنے لگے تو فرحان نے کہا کہ یار میں

ڈرائیونگ کیسے کروں گا یہ تو سو گئی ہے ابراہیم نے زارا

کی طرف دیکھا جو اپنی تمام تر معصومیت کے ساتھ

فرحان کے سینے پر سر رکھ کے سو رہی تھی میں

ڈرائیونگ کر لیتا ہوں تم پیچھے جاؤں زین نے کہا تو

فرحان نے ہاں میں سر ہلایا اور ادھے گھنٹے بعد زین نے

گھر کے پورچ میں گاڑی روکی اور سب نکلنے لگے سب

سے لاسٹ میں لیلا تھی اور لیلا کے پیچھے حسن تھا

حسن نے جب لیلہ کی طرف غور سے دیکھا تو اس کا چہرہ

زرد پڑا ہوا تھا اور اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی اس سے

چلاتک نہیں جا رہا تھا حسین کو حیرت ہوئی اور اس نے

سوچا کہ کیا لیلہ اس حادثے سے اتنا ڈر گئی ہے کہ اس سے

چلا تک نہیں جا رہا لیلہ کی ٹانگیں بہت کانپ رہی تھی

اسے چلا نہیں جا رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ آگے جا کر

گرتی حسن نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کیا ہوا ہے ٹھیک

سے چل کیوں نہیں پارہی تم لیلہ نے اس کی طرف دیکھا

اور کہا کہ ک۔ کچ۔ کچھ نہیں چلواؤ تمہیں روم میں چھوڑ

دوں حسن کو اس وقت اسے تنگ کرنا صحیح نہیں لگا

اور لیلا بھی بنا چوں چرا کیے۔ حسن کے ساتھ اپنے کمرے

کی طرف چل پڑی کمرے میں پہنچ کر حسن نے اس کو

بیڈ پر بٹھایا اور گلاس میں پانی ڈال کر دیا اور کہا کہ

پیو پانی پینے کے بعد اس نے لیلا سے پوچھا کہ کیا اب تم

بیٹر فیل کر رہی ہو لیلہ نے ہاں میں سر ہلایا حسن نے

اس سے کہا کہ لیٹ جاؤ چینیج بعد میں کر لینا حسن

جلدی سے نیچے جھکا اور لیلا کے جوتے اتارنے لگا اور لیلہ

کو شدید جھٹکا لگا اور اس نے سوچا کہ کیا یہ وہی حسن

ہے جو دن بھر اس سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے اور اب اس کی

اتنی فکر کر رہا ہے حسن نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا

لیمپ کی روشنی میں اس کا حسین دمکتا ہوا چہرہ بے

انتہا خوبصورت لگ رہا تھا حسن کو اپنا پ بے قابو ہوتا

ہوا محسوس ہوا اس سے پہلے کہ وہ کوئی گستاخی

سرا انجام دے تھا وہ اٹھا اور بنا کچھ کہے کمرے سے باہر

نکل گیا لیلہ کو حیرت تو ہوئی لیکن وہ اس وقت اتنی

ڈسٹرب تھی کہ اس نے کچھ نہیں سوچا اور بیڈ پر آرام

کرنے کے لیے لیٹ گئی۔۔

صبح ہوتے ہی سب اس واقعے کو بھول بیٹھے تھے دوپہر

کے ٹائم زار اپنے روم میں بیٹھی بور ہو رہی تھی

اور ساتھ ہی ساتھ اس کو بھوک بھی لگ رہی تھی وہ

اٹھی اور اپنے الماری کے دراز میں کچھ ڈھونڈنے لگے کہ

شاید کچھ کھانے کے لیے بچا ہوا اور شاید اس کی قسمت

اچھی تھی کہ اس میں چاکلیٹ پڑا ہوا تھا اور وہ چاکلیٹ

کو دیکھ کر بچوں کی طرح اچھل پڑی اس نے سوچا کہ

چاکلیٹ کو نیچے لان میں جا کر کھاتی ہوں موسم بڑا

اچھا ہو رہا ہے اس نے چاکلیٹ اٹھائی اور نیچے لان کی

طرف چل پڑی ابھی وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر ہی رہی

تھی اور ساتھ ہی ساتھ کارپیر بھی کھول رہی تھی

کے سامنے سے اتے ہوئے ابراہیم نے اس کو نہ دیکھا اور

اور اس کی زار اسے بری طرح ٹکڑ ہوئی ابراہیم جو کال پہ

بات کر رہا تھا وہ زار کی طرف متوجہ نہیں ہوا لیکن

جیسے ہی اس کی نظر زارا کی طرف پڑی وہ اس کو دیکھ

کر رہ گیا اور اس نے سوچا کہ وہ اتنا برا بھی تو نہیں

ٹکرائے تھے کہ وہ رونے لگ پڑی ابراہیم نے اس کی نظروں

کی طرف دیکھا جو اس کے جوتے کو دیکھ رہی تھی

ابراہیم نے جب اپنے جوتوں کی طرف دیکھا تو وہاں زارا

کا چاکلیٹ پڑا ہوا تھا جو بری طرح سے خراب ہو گیا تھا

ابراہیم کو اس کی رونے کی وجہ سمجھائی زارا کی

انکھوں سے انسو بہنے لگے اور اس نے کہا کہ اپ نے میری

چاکلیٹ خراب کر دی اور اوپر سے مجھے اتنی بھوک لگ

رہی تھی اور ابھی کھانا بھی نہیں بنا گھر میں اب میں

کیا کھاؤں گی ابراہیم نے شاید پہلی بار زارا کو اتنا بولتے

ہوئے دیکھا تھا تو ابراہیم نے کہا کہ ایک چاکلیٹ ہی تو

تھی اس میں رونے کی کیا بات ہے ابراہیم کو دراصل اس

کے انسو اچھے نہیں لگ رہے تھے زار نے جب اس کی بات

سنی تو اس کو غصہ آیا اور اس غصے کی وجہ سے اس

کے گال لال ہو گئے تھے زار نے اور غصے سے کہا کہ اب

میں کیا کھاؤں گی آپ کا سر زار نے شاید غصے میں اگر

یہ بات کر دی تھی لیکن جب اس کو اپنی بات کا اندازہ ہوا

اور اس نے ابراہیم کی طرف دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا

تھا تمہیں نہیں لگتا کہ تمہاری بہت زیادہ زبان چلنے لگ

گئی ابراہیم نے تھوڑا ڈانٹنے والے انداز میں کہا وہ اس کو

اچھی لگنے لگی تھی وہ ایک طرف لیکن وہ اتنی بد تمیزی

سامنے والے کی برداشت نہیں کرتا تھا اور زار کی آنکھوں

سے تو آنسو برسات کی تر اشروع ہو گئے تھے اس نے بس

روتے ہوئے اپنی نظریں اٹھا کر ابراہیم کو دیکھا اور اوپر

اپنی کمرے کی طرف بھاگ گئی ابراہیم کو اندازہ نہ تھا کہ

وہ ایسی چلی جائے گی لیکن خیر اس کو میٹنگ کے لیے

دیر ہو رہی تھی وہ ایک فائل لینے گھرایا تھا تو اس نے

اپنے کمرے سے فائل لی اور افس کی طرف چل پڑا

شام کے وقت سب بڑے اور ینگ جنریشن میں بیٹھے

باتیں کر رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ موسم کو انجوائے کر

رہے تھے چائے اور سمو سوں کے ساتھ نیچے ایک طرف زارا

لیلہ عائشہ اور فاطمہ بیٹھی ہوئی تھی وہ چاروں لوڈو

کھیلنے میں مصروف تھی دادا جی نے ریان صاحب کی

طرف دیکھ کر کہا کہ ابھی تک بچے نہیں اے ذرا فون کر

کے پوچھو کہ کہاں ہے ریان صاحب ابھی اپنے فون نکالنے

ہی لگے تھے کہ ان کو مین گیٹ سے ایک گاڑی اندر آتی

ہوئی دکھائی دی جس میں سے تھکا ہارا حسن باہر آیا آج

حسن کو بھی لیٹ ہو گیا تھا ورنہ شام سات بجے تک سب

گھرا جاتے ہیں سوائے ابراہیم کے حسن سیدھا چلتا ہوا

ایا اور اپنی ماں کے برابر میں ملازمہ نے اس کے لیے

کر سی رکھی اور وہ اس پر بیٹھ گیا اور اپنی ماں کے

کندھے پر سر رکھا تو رانیا بیگم نے پیار سے اس کے سر پر

ہاتھ پھیرا اور کہا کہ آج میرے بیٹے کو زیادہ دیر نہیں ہو

گئے اس نے ایک نظر اپنی ماں کی طرف دیکھا اور دوبارہ

ان کے کندھے پر سر رکھ کر کہا کہ جی ماما ج کام بہت

زیادہ تھا اسی لیے دیر ہو گئی سب ماں بیٹے کے لاٹ کو

دیکھ کر مسکرا پڑے اور دوبارہ سے اپنی باتوں میں

مشغول ہو گئے رانیا بیگم نے ہاں میں سر ہلایا حسن نے

لیلا کی طرف دیکھا جو زمین پر بیٹھی ہوئی گیم میں

مصرف نظر رہی تھی سادہ سے کاٹن کے سوٹ میں وہ

اس کو اپنے دل کی ملکہ لگ رہی تھی حسن نے دل میں

سوچا کہ کیا خاص ہے اس لڑکی میں عام سے نین نقش

لیکن یہ دل پاگل ہوا پڑا تھا اس عام سی لڑکی کے لیے وہ

اس کا جنون تھی جس کو وہ کسی بھی قیمت پر کھونا

نہیں چاہتا تھا حسن نے دیکھا کہ لیلہ چیٹنگ کر رہی ہے

اس نے زارا کی گوٹی ہٹا کر اپنی رکھی اور جب چاپ

بیٹھ گئی حسن کو ہنسی بہت آئی لیلہ بہت شرارتی تھی

لیکن جب بھی وہ شرارت کرتی کوئی تو حسن بھی اس کا

پورا پورا ساتھ دیتا لیلہ کو محسوس ہوا کہ کوئی اسے

دیکھ رہا ہے اس نے جب اپنی نظر اٹھا کر حسن کی طرف

دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا بے اختیار لیلہ کا دل

دھڑکا اور اس کی ایک بیٹ بھی میں ہوئی وہ کوئی

چھوٹی بچی تو نہیں تھی کہ حسن کی بولتی آنکھوں کو

سمجھتی نہیں لیلہ نے جلدی سے اپنی نظریں واپس سے

نیچے کر لی حسن اب بھی اس کو ویسے ہی دیکھ رہا تھا

لیلہ نے دل میں کہا کہ بے شرم کوئی لحاظ ہی نہیں سب

بڑے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اس کو اپنی ٹھکرک پن ضرور

دکھانا ہوتا ہے حسن نے جب اس کے فیس ایکسپریشن

دیکھے تو وہ سمجھ گیا کہ وہ ضرور اس کے بارے میں ہی

کوئی بات کر رہی ہے جاؤ بیٹا کمرے میں جاؤ فریش ہو لو

پھر آرام کر کے تھوڑی دیر بعد نیچے اجانا ڈنر کے لیے

حسن نے ہاں میں چڑھ ہلایا اور اوپر کی طرف چلا گیا تو

لیلانے بھی اپنا کب سے رکھا ہوا سانس ہوا میں خارج کیا

سب بڑے اٹھ کر اندر جا رہے تھے تو دادی نے سب لڑکیوں

سے کہا کہ چلو بیٹا تم لوگ بھی اندر چلو ٹھنڈی ہوا چل

رہی ہے کہیں تم لوگوں کو بخار نہ ہو جائے لڑکیوں کا دل

تو اندر جانے کا نہیں کر رہا تھا لیکن چاروں نے چار ان کو

سب کے ساتھ اندر جانا پڑا پھر ابراہیم فرحان اور زین کے

اجانے کے بعد سب نے مل کر رات کا کھانا کھایا اور دادا

جی نے ابراہیم اور زین کو اپنے کمرے میں آنے کا کہا

فاطمہ کو پورا یقین تھا کہ دادا جی ان سے شادی کی بات

ہی کرنے والے ہیں ایک پل کے لیے تو اس کا دل دھڑکا کے

اگر زین نے شادی سے انکار کر دیا تو اس کا کیا ہو گا گلے

ہی پل وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ اگر وہ اس کے

نصیب میں ہوا تو اس کا اللہ اس کی محبت ضرور اس

کی جھولی میں ڈال دے گا ورنہ تو اس کو صبر ہی کرنا

ہوگا

دادا جی اپنے بیڈ پر بیٹھے ہوئے زین اور ابراہیم کا

انتظار کر رہے تھے کہ اتنے میں ہی زین نے دروازہ

کھٹکھٹایا اور کہا کہ دادا جی ہم اندراجائیں دادا نے ہاں

میں سر ہلایا وہ دونوں اندر ہیں اور دادا جی کے سامنے

کر سی رکھ کر بیٹھ گئے تو دادا جی نے اپنے بات کا آغاز

کیا اور کہا کہ بتاؤں کہ تم دونوں نے کیا سوچا ہے شادی

کے بارے میں دادا جی نے ابراہیم کے چہرے پر بیزاری

صاف دیکھ سکتے تھے سوچنا کیا ہے دادا جی میں جب

شادی کروں گا تو آپ کو بتا دوں گا ابراہیم نے شان بے

نیازی سے کہاداداجی نے اس کو گھور کر دیکھا لیکن آج

تو داداجی کی گھوری بھی ابراہیم پر کوئی اثر نہیں ڈال

رہی تھی داداجی نے اب زین کی طرف دیکھا تو زین نے

کہا کہ داداجی شادی کرنے کے لیے ایک عدد لڑکی کی بھی

ضرورت ہوتی ہے تو داداجی نے کہا کہ لڑکیاں گھر میں

موجود تو ہے تمہارے لیے میں نے فاطمہ کو سوچ رکھا ہے

اور اس کے لیے زارا ابراہیم نے جب زارا کا سنا تو اس نے

شکایتی انداز میں دادا جی کی طرف دیکھا اور کہا کہ

وہ بچی ہے کہا میں 28 سالہ مرد اور وہ 16 سال کی

بچی کیا سوچ کر آپ نے اس رشتے کے بارے میں سوچا

ہے مجھے شادی کرنی ہے بچہ گود نہیں لینا ابراہیم کی

انکھیں غصے کی وجہ سے لال ہو رہی تھی مانا کہ وہ

لڑکی اس کو اچھی لگنے لگی تھی لیکن اب بھی اس کو

اس کو دھواں دار عشق یا محبت نہیں ہو گیا تھا کہ

وہ اس سے شادی کے لیے راضی ہو جائے تو میں یہ

سمجھو کہ تم اس رشتے کے لیے راضی نہیں ہو دادا نے

بھی اس سے تھوڑا ناراض ہوتے ہوئے کہا تو ابراہیم نے ہاں

میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر نکل گیا اب دادا زین

کی طرف دیکھا تو زین نے کہا کہ میں سوچ کر اپ کو بتا

دوں گا تو دادا جی اس سے رخ موڑ کر بیٹھ گئے جیسے

کہہ رہے ہو کہ چلے جاؤ تم بھی زین کو اچھا تو نہیں لگا

دادا جی کو ناراض کرنا لیکن یہ اس کی زندگی بھر کا

فیصلہ تھا اس نے سوچنا تو تھا تو اسی لیے وہ بھی اٹھ

کر چلا گیا۔

رات کے دو بجے کا وقت تھا ابراہیم شاہ اپنے راکنگ چیئر

پر بیٹھا گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اس کو اپنے دل کی

سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر وہ اتنا بے چین کیوں ہو رہا

تھا وہ بھی ایک بچی کے لیے اس کو محبت تھی یہ بات

اس کا دل مان نہیں رہا تھا اس کو دادا جی کی بات یاد

آئی جب انہوں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے اگر تم دونوں کو

فاطمہ اور زار اسے شادی نہیں کرنی تو میں ان دونوں کا

رشتہ کہیں اور کر دوں گا نہ جانے کیوں لیکن یہ بات سن

کر اس کا دل ایک پل کے لیے دھڑکا تھا وہ اب بھی یہی

سوچ رہا تھا کہ کیا اس نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے زار اسے

شادی نہ کرنے کا بالا خرا اپنی سوچوں سے تنگ آکر وہ اٹھا

اور بیڈ کی طرف سونے کے لیے چلا گیا لیٹنے کے بعد بھی

اس کے ذہن سے زار کی وہ آنسوؤں سے بھری معصوم

آنکھیں ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو رہا تھا اس کا دل

کسی طور پر سکون نہیں لے پا رہا تھا اور اس کو وجہ

سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر کیا وجہ ہے اس کے دل میں

ایک پل کے لیے خیال آیا کہ کہیں اسے زار اسے محبت تو

نہیں ہو گئی ہے اگلے ہی پل اس نے اس خیال کو جھٹکا

اور کہا کہ دو ملاقاتوں میں ہی کسی سے اتنی دھواں دار

محبت نہیں ہو سکتی لیکن وہ ابھی اس بات سے ناواقف

تھا کہ صرف ایک ملاقات سے ہی لوگ عشق کی راہوں میں

حائل ہو جاتے ہیں بات تو محبت سے کئی گناہاگے نکل کر

عشق کی راہوں میں چل پڑی تھی لیکن ابھی ابراہیم شاہ

اس بات سے ناواقف تھا جس کا اسے بہت جلد ادراک ہونے

والا تھا کہ اس نے شادی سے انکار کر کے کتنا برا کیا ہے

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا کہ یہی سب سوچتے

سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی

رات کا آخری پہر تھا فاطمہ کے دل میں بہت زیادہ بے

چینی ہو رہی تھی جس کی وجہ سے وہ نیچے گارڈن میں

بیٹھی ہوئی تھی وہ تہجد پڑھنے کے لیے اٹھی تھی لیکن

دوبارہ اس کو سکون نہیں آیا تو وہ نیچے چلی آئی کر سی

پر بیٹھے آسمان کو دیکھتے ہوئے وہ اسی بات کے بارے

میں سوچ رہی تھی کہ نہ جانے زین نے دادا جی کو شادی

کے لیے انکار تو نہیں کیا ہو گا یہ سب کچھ صرف سوچتے

ہی اس کے دل میں درد ہوا لیکن دوبارہ اس نے آسمان کی

طرف دیکھا اور کہا کہ کوئی بات نہیں اس نے دوبارہ

خود کو اس بات سے مطمئن کیا کہ اگر وہ میرے نصیب

میں ہوا تو اس کو مجھ سے کوئی بھی جدا نہیں کر سکتا

رات کے اس وقت تم یہاں کیا کر رہی ہو یہ آواز سن کر

فاطمہ اچھل پڑی جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو زین

کھڑا سے ہی گھور کر دیکھ رہا تھا کچھ نہیں بس ایسے

ہی دل گھبرا رہا تھا تو سوچا تھوڑی دیر یہاں بیٹھ جاتی

ہوں فاطمہ نے اپنے نظریں نیچی کر کے اس کو جواب دیا

اچھا جانتی ہو اج دادا جی نے مجھے اور ابراہیم کو کمرے

میں کون سی بات کرنے کے لیے بلایا تھا فاطمہ نے اس

کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ بتاؤ کہ کیا بات کرنے

کے لیے بلایا تھا تو زین نے بولنا شروع کیا اور کہا کہ دادا

جی نے ہمیں شادی کی بات کرنے کے لیے بلایا تھا اور ایک

مزے کی بات بتاؤں تمہیں لڑکی بھی اپنی ہی گھر کی ہے

فاطمہ کا دل زور سے دھڑکا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا

کہ کون ہے وہ لڑکی تم زین کا جواب سن کر فاطمہ بے

انتہا خوش ہوئی لیکن اگلے ہی پل اس کا چہرہ مرجھا گیا

تھا زین نے کہا کہ میں نے شادی کے لیے انکار کر دیا ہے بے

اختیار فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے اور

اس نے زین سے کہا کہ کیوں کیا آپ نے شادی سے انکار کیا

آپ کو میری محبت نظر نہیں آتی کیا بولیں ایسے کیا ہے

کہ آپ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے زین نے جب اس

کی بات سنی تو کہا کہ جس لڑکی سے میں شادی کروں گا

وہ عزت والی ہوگی اور وہ خود سے اپنی محبت کا اقرار

کرنے رات کے پہر ایک لڑکے کے کمرے میں نہیں جائے گی

بے دھڑک اور ایک یہ بھی وجہ ہے کہ میں نے تم سے شادی

سے انکار اسی لیے کیا کہ تم خوبصورت ہی نہیں ہو تم

میں وہ کشش ہی نہیں جو میں نے اپنی ہمسفر کے لیے

سوچ رکھا ہے زین نے لاپرواہ انداز میں کہا اور ادھر ادھر

دیکھنے لگا زین کو اس کے انسو بہت ڈسٹرب کر رہے تھے

زین کا دل چاہا وہ اگے بڑھ کر اس کے انسو صاف کرے اور

اس کو زور سے گلے لگائے اور کہے کہ چپ ہو جاؤ میں

تمہارا ہی ہوں لیکن پتہ نہیں بے اختیار زین نے ایسا کیوں

کہہ دیا تھا فاطمہ روتے روتے ہنسی اور کہا کہ بہت ظالم

ہیں آپ ایک نہ ایک دن آپ کو میرے پیار کا احساس ہو

جائے گا لیکن میری شدت سے خواہش ہے کہ اس دن میں

اس دنیا سے منہ موڑ کر چلی جاؤں آج اگر آپ ظالم ہے

اور بے حس بنے ہوئے ہیں میں نے اپنی عزت نفس تک کا

خیال نہیں رکھا اور آپ کے سامنے اپنی محبت کی بھیک

مانگی لیکن آپ نے میری ایک نہیں سنی آج میں اپنے

پورے ہوش و حواس میں اقرار کرتی ہوں کہ فاطمہ شاہ

نے زین شاہ کو اپنی محبت سے آزاد کیا جائیں کسی ایسی

لڑکی سے شادی کریں جو خوبصورت ہو اور آپ کے معیار

پر پوری اترے اب اگر آپ شادی کے لیے مان بھی گئے تو

میں انکار کر دوں گی فاطمہ نے چیخ کر کہا اور روتے ہوئے

وہاں سے جانے لگی تو زین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی

طرف کھینچا اور اس کا منہ دبوچ کر کہا کہ اگر تم دنیا

کی آخری لڑکی بھی ہوئی تب بھی میں تم سے شادی نہیں

کروں گا فاطمہ زخمی آنکھوں سے مسکرائی اور کہا کہ

زین شاہ اتنے بڑے بڑے بول مت بھولیں ایسا نہ ہوا آخری

میں اپ کو ہی میرے قدموں میں گر کر بولنا پڑے کہ

مجھ سے شادی کر لو زین استہزائے انداز میں مسکرایا اور

کہا کہ چلو تو پھر تم بھی اس گھر میں ہو اور میں بھی

دیکھتے ہیں کہ کون کس کے قدموں میں گرتا ہے فاطمہ

مسکرائی اور اس کی مسکراہٹ میں کیا کچھ نہ تھا

تکلیف افیت وہ بنا کچھ بولے اس نے زین سے اپنا ہاتھ

چھڑایا اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی اور زین اس کی

جگہ کو خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگانہ جانے کیوں

اس کو وہ لڑکی اچھی لگنے لگی تھی لیکن اس کے سامنے

اکر وہ ایسی باتیں کیوں کر جانتا تھا حالانکہ اس کا خود

بھی دل تھا کہ وہ دادا جی کو فاطمہ کے لیے ہاں بول دے

گا اور اس کو اپنے نکاح میں لے لے گا لیکن زین انے والے

وقت سے انجان اپنی انا کو اونچی رکھنے کے خاطر

فاطمہ شاہ کے محبت اور خلوص کو ٹکرا رہا تھا جب

فاطمہ نے اس سے یہ کہا کہ وہ اس کے قدموں میں گر کر

اس سے بولے گا کہ مجھ سے شادی کریں وہ تب بھی نہیں

کرے گی تب زین کو بہت غصہ آیا زین نے دل میں سوچا

کہ نہ جانے کیوں مجھ وہ لڑکی اہستہ اہستہ اچھی بھی

لگنے لگی اور ہے اور اس کے سامنے اتے ہی اپنی انا کے

پرچم کو بلند کرنے کے لیے میں اس کو تکلیف بھی دے دیتا

ہوں اور بعد میں خود بھی بے چین رہتا ہوں اس نے بے

بسی سے آسمان کی طرف دیکھا اس کو خود بھی کچھ

سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے یا اس کی زندگی

میں کیا ہو رہا ہے آخر تنگ آکر وہ اوپر اپنی کمرے کی

طرف چلا گیا

دوپہر کا وقت تھا اور زارا نیچے ٹی وی لاؤنج میں

بیٹھی فل مشغول ہو کر باربی مووی دیکھ رہی تھی

ساتھ ہی اس کے لیلہ بھی بیٹھی ہوئی تھی اور دونوں

مزے سے پوپ کارن کھاتے ہوئے مووی دیکھ رہے تھے

عائشہ ان سے تنگ ہو کر کچن میں اپنے لیے کچھ بنانے

گئی تھی اتنے میں ہی فاطمہ سیڑیوں سے اترتے ہوئے

نیچے آئی اور ڈائمننگ ٹیبل کے ایک کرسی پر بیٹھی اس

کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں بے

انتہا کی لال تھی رات میں رونے کی وجہ سے اتنی میں

ہی رانیا بیگم جو اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی اس

کو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس کی طرف آئی اور

کہا کہ فاطمہ بیٹی کیا ہو گیا ہے تم ناشتے پر بھی نہیں

آئی طبیعت ٹھیک ہے تمہاری اپنی ماں کو اپنے لیے فکر

مند ہوتا دیکھ کر فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے

اور وہ ان کے گلے لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور

رانیا بیگم کے توہو اس چھوٹ گئے تھے آخر ایسا بھی کیا

ہو گیا تھا کہ فاطمہ اتنی رورہی ہے اتنے میں وہاں پر

ابراہیم اور ذین بھی آئیں جو جاگنگ سے ابھی واپس آرہے

تھے کیونکہ سنڈے کی وجہ سے وہ لوگ لیٹ اٹھے تھے تو

جو گنگ پر بھی لیٹ ہی گئے تھے فاطمہ بیٹا کیا ہو گیا ہے

کچھ بولو تو صحیح ابراہیم اور زین بھی اس کی طرف

دیکھنے لگے کہ نہ جانے کیا ہو گیا ہے فاطمہ نے جب اپنی

ماں کے سینے سے سر نکالا اور زین نے اس کی لال انکھیں

دیکھی تو اس کہ دل میں درد اٹھا اور سوچا کہ کیا وہ

ساری رات روتی رہی ہے وہ بھی اس کی وجہ سے فاطمہ

نے کہا کہ کچھ بھی نہیں اماں بس سر میں درد ہے تو اس

میں رونے والی کیا بات ہے چلو اٹھو شاہناشا ناشتہ کرو

اس کے بعد میں تمہیں دوائی دے دیتی ہوں پھر کچھ آرام

کر لینا اماں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا

اور بچن میں سے ملازمہ کو آواز دے کر کہا کہ ابراہیم زین

اور فاطمہ کے لیے ناشتہ لے آؤ ابراہیم اس کے ساتھ والی

کرسی پر بیٹھا اور کہا کہ سر میں زیادہ درد ہے تو ڈاکٹر

کے پاس لے کر جاؤں تو فاطمہ نے ناں میں سر ہلایا اور کہا

کہ نہیں بھائی دوائی لے کر آرام کروں گی تو ٹھیک ہو

جاؤں گی زین اسی کی طرف دیکھ رہا تھا فاطمہ نے ایک

پل کے لیے اس کی طرف دیکھا دونوں کی آنکھیں ملی

زین کا دل دھڑکا تو فاطمہ نے فوراً اپنی آنکھیں نیچے کر

لی ملازمہ ناشتہ لے کر آئی اور ان سب کے سامنے رکھا

فاطمہ نے جو س لیا اور اٹھ کر جانے لگی تب ابراہیم نے

کہا کہ ناشتہ تو کر لو تو فاطمہ نے کہا کہ بھائی دل نہیں

کر رہا جب بھوک لگے گی تب کھالوں گی کچھ ابراہیم نے

کہا ٹھیک ہے تو فاطمہ ٹی وی لاؤنج میں زارا اور لیلا کے

پاس چلی گئی ابھی ان تینوں کو مووی دیکھ کے ہوئے

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہاں حسن اور فرحان آگئے

حسن نے بیزاری سے ٹی وی کی طرف دیکھا جہاں باربی

مووی چل رہی تھی تو ٹی وی کا ریموٹ اٹھا کر چینل

چینج کرنے لگا لیلہ اور زار نے اس کی طرف خونخوار

نظروں سے دیکھا جیسے ہی لیلہ اٹھی اس سے ریموٹ

لینے کے لیے تو حسن بھاگنے لگا زار اٹھوا اور حسن کو

دوسری طرف سے پکڑو لیلہ نے چیخ کر زار کو پکارا اور

زار ابھی ہڑبڑا کر اٹھی اور حسن کی طرف بھاگنے لگی اب

کیا تھائی وی لاؤنج میں حسن اگے اگے اور زار اور لیلہ

اس کے پیچھے پیچھے 😊😊 دیکھو حسن رک جاؤ ورنہ

میں تمہارا سر توڑ دوں گی لیلہ کو جب لگا کے وہ حسن

کو نہیں پکڑ پائے گی تو اس نے دھمکی دی حسن کہا لگا

کر ہنسا اور کہا کہ توڑ کے دکھاؤ تم میرے ہاتھ اجاؤ سڑے

ہوئے کیت کا سڑا ہوا کنو تمہارا منہ نہ تھوڑ دیا تو بتانا

مجھے لیلادھمکی دینے سے باز نہیں آئی ٹھیک ہے جب

منہ توڑ دوں گی تو بتا دوں گا میں تمہیں بھی حسن بھی

اس کو تنگ کرنے سے باز نہیں رہا تھا اتنے میں ہی زارا

نے اواز اٹھایا اور حسن سے کہا کہ حسن بھائی رک جائیں

ورنہ میں یہ آپ کو مار دوں گی حسن نے اس کی طرف

دیکھا اور اس نے زارا کو بھی مذاق میں لیا لیکن زارا کو

غصہ آیا تو اس نے کھینچ کر واز حسن کو مارا جو سیدھا

اس کے پیر پر جا لگا اور حسن چیخ پڑا اس کی چیخ سن

کر ٹی وی لاؤنج سے فرحان اور فاطمہ اور ڈائمننگ ٹیبل

سے زین اور ابراہیم اور کچن سے عائشہ بھی نکل کر اس

کو دیکھنے لگی کہ حسن کیوں چیخ رہا تھا کیا ہوا کیوں

چیخ رہے ہو زین نے حسن کی طرف دیکھ کر کہا جو زمین

پر بیٹھا اپنا پیر پکڑے ہوئے تھا حالانکہ اس کو چوٹ

نہیں لگی تھی بس وہ ناٹک کر رہا تھا اتنے میں وہاں رانیا

بیگم اور ریم بیگم بی ائی اور انہوں نے بھی حسن کی

طرف دیکھا اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگے تو حسن

نے سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر مصنوعی کراہا اور کہا

کہ زار نے واس مجھ پر پھینکا اور وہ میرے پیر پر لگ

گیا تو ریم بیگم نے زار کی طرف دیکھا جو ابھی بھی

کھڑی حسن کو گھور رہی تھی تو ریم بیگم نے کہا کہ گھور

کیا رہی ہو اب شرم نہیں اتی تم سے بڑا بھائی ہے اور تم

اسے مار رہی ہو ایسا بھی کیا ہو گیا تھا کہ تم نے اس پر

ہاتھ اٹھایا ریم بیگم نے زارا کو غصے سے ڈانٹا لیکن ماما

ابھی زارا کچھ کہتی ہی کہ ریم بیگم نے کہا کہ چپ ہو

جاؤ زارا رونا شروع ہوئی تو رانیا بیگم نے کہا کہ ریم کیا

ہو گیا ہے بچی ہی تو ہے تو بھابھی میں کیا کروں تنگ آ

گئی ہوں میں اس کی حرکتوں سے اور اتنی بھی بچے نہیں

ہیں کہ اب یہ بڑوں پر ہاتھ اٹھاتی پھرے بات کو بڑھتا

دیکھ حسن جلدی سے اٹھا اور کہا کہ چچی مجھے کچھ

بھی نہیں ہوا میں تو بس ایسے ہی مذاق کر رہا تھا اب

زارا کو مت دانٹے اور اس کی غلطی نہیں ہے میں نے ہی

اسے تنگ کیا تھا



چچی مجھے کچھ بھی نہیں ہوا میں تو بس ایسے ہی

مذاق کر رہا تھا اب زارا کو مت دانٹے اور اس کی غلطی

نہیں ہے میں نے ہی اسے تنگ کیا تھا حسن نے ریم بیگم

کے گلے میں اپنے ہاتھ ڈال کر کہا ابراہیم جو چپ کر کے

یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا وہ اپنے دل کی حالت پہ

سخت نالہ اور غصہ تھا اسی لیے اس نے بنا کچھ سوچے

سمجھے زار اکا ہاتھ پکڑا اور اس کو اپنے ساتھ کھینچتے

ہوئے چھت کی طرف لے جانے لگا زار ایک دم ڈری اور

سوچنے لگی کہ نہ جانے ابراہیم اس کے ساتھ کیا کرے گا

حسن نے کہا بھی کہ بھائی اس کو چھوڑ دے اس کی

کوئی غلطی نہیں ہے میں ہی انہیں تنگ کر رہا تھا لیکن

ابراہیم نے کسی کی بات نہیں سنی اور اس کو کھینچتا

ہوا چھت پر لے گیا باقی سب بھی اس کے پیچھے آئے اور

ابراہیم کو دیکھا جو زارا کو سٹور روم میں بند کر رہا تھا

ریم بیگم کا کلیجہ منہ کو ایسا خراں کو پتہ تھا کہ ان کی

بچی اندھیرے سے کتنا ڈرتی ہے زار نے جب دروازے کو

بند ہوتے ہوئے دیکھا تو بے اختیار دروازہ کھٹکھٹایا اور

کہا کہ پلیز کھولیں میری کوئی غلطی نہیں ہے مجھے یہاں

بہت ڈر لگ رہا ہے یہاں کتنا اندھیرا ہے پلیز ماما کوئی ہے

باہر نکالیں مجھے ابراہیم یہ کیا کر رہے ہو تم وہ بچی ہے

ڈر جائے گی باہر نکالو اسے رانیا بیگم سے جب اس کی

چینیں برداشت نہ ہوئی تو غصے سے ابراہیم سے کہا تو

ابراہیم نے کہا کہ ماما بھی چچی جان خود ہی تو کہہ رہی

تھی کہ وہ بچی نہیں ہے اور اس کی حرکتیں بھی ایسی

ہی ہے اگر وہ ایک گھنٹہ یہاں پہ بند رہے گی تو اس کی

عقل ٹھکانے آجائے گی اور اس کو پتہ چل جائے گا کہ

اسندہ سے بڑوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا یا ر لیکن یہ کیا طریقہ

ہے اس کو کوئی اور سزا بھی تو دی جاسکتی ہے اور

ویسے بھی حسن کہہ تو رہا ہے کہ ساری غلطی اس کی ہے

اس نے کچھ بھی نہیں کیا فرحان سے جب رہا نہیں گیا

تو اس نے کہا آخر وہ کیسے چپ رہ سکتا تھا اس کی لاڈلی

بہن جو تھی ان سب کے دوران زارا مسلسل چیخ رہی

تھی کہ کوئی ہے پلیز اسے باہر نکالو براہیم نے کسی کی

بات کو سرے سے ہی اہمیت نہیں دی اور سٹور روم کے

دروازے کے باہر لاک لگا کر چلا گیا اور زارا بیچاری چیخ

کر رہ گئی کہ ماما پلینز مجھے باہر نکالے یہاں بہت اندھیرا

ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے عائشہ اپنی کیا اپ باہر ہے پلینز کوئی

ہے اب تو دروازہ بجاتے بجاتے اس کا ہاتھ درد کرنے لگا تھا

عائشہ بے اختیار دروازے کی طرف بڑھی اور کہا کہ اپنی

کی جان چپ ہو جاؤ ابھی میں تمہیں باہر نکال دیتی ہوں

زارا کو اپنے پاؤں پر کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا جب اس

نے نیچے دیکھا تو اندھیرا ہونے کی وجہ سے کچھ نظر تو

نہیں آیا لیکن تھوڑی بہت روشنی جو روشن دان کی طرف

سے آرہی تھی اس نے وہاں جا کر جب اپنے پاؤں کو دیکھا

تو وہاں پر چوہا اس کے پیر پر بڑے مزے سے بیٹھا اوپر

جانے کی کوشش کر رہا تھا بے اختیار وہ اتنا زور سے

چیخنی کے ادھر ہی سائیڈ پر سب سے چھپ کر کھڑے

ابراہیم نے بھی اس کی آواز سنی اور اس کے بعد اس کی

اوازیں انا بند ہو گئی رانیا بیگم ابراہیم سے چھابی لینے

کے لیے نیچے کی طرف جانے لگی لیکن جب اس کو وہیں

پر کھڑے دیکھا تو اس کے ہاتھ سے چابی کھینچی اور

جلدی سے جا کر سٹور روم کا دروازہ جب کھلا تو انہوں

نے اپنی چیچ کو روکنے کے لیے اپنے ہاتھ کو منہ پر رکھا

کیونکہ زارا نیچے زمین پر گری ہوئی تھی اور اس کے سر

سے خون نکل رہا تھا سٹور روم میں بہت سارا کبار پڑا ہوا

تھا اور گرتے ہوئے اس کا سر کسی نوکیلی چیز سے لگ گیا

تھا جس کی وجہ سے زمین پر اس کا خون بہہ رہا تھا

اسے دیکھ کر سب کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے تھے سب

سے پہلے فرحان کو ہوش آیا اور اس نے جلدی سے بھاگ

کر زارا کو اپنی گود میں اٹھایا اور اس کو نیچے کی طرف

لے جانے لگا تاکہ ہاسپٹل لے کر جاسکے جب سب نیچے

چلے گئے تو ابراہیم وہی اکیلا کھڑا رہا وہ جب اوپر آیا اور

سٹور روم میں زارا کا خون دیکھا تو اس کے دل میں درد

ہوا اور اس نے سوچا کہ یہ غصے میں آکر اس نے اپنی

پانڈا کے ساتھ کیا کر دیا ہے ایک دم اس کو خود پر غصہ

ایا اور جس نوکیلی چیز پر زارا کا سر لگا تھا وہی نکلی

چیز اٹھا کر اس نے زور سے اپنی سر پر ماری جہاں سے

خون کا فوارہ چھوٹنے لگا وہ رکا نہیں اور اس نے لگاتار

تین بار ایسا ہی کیا وہ چوتھی بار بھی ایسا کر گزرتا اگر

زین نے اس کا ہاتھ نہ روک تھا زین جو ابراہیم کو دیکھنے

ہی اڑتا تھا کہ وہ نہ جانے کہاں چلا گیا ہے اس کو پتہ تھا

کہ ابراہیم نے یہ سب غصے میں کر کیا تھا لیکن اس کو

کوئی نوکیلی چیز اپنی سرپرستادیکھ وہ بے اختیار اگے

بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر رکھا اور غصے سے کہا کہ تمہارا

دماغ خراب ہو گیا ہے کہ یہ کیا کر رہے ہو زین نے وہ

نوکیلی چیز اس کے ہاتھ سے لے کر دور پھینکی تو ابراہیم

نے اس کو غصے سے دور جھٹکا اور کہا کہ مار لینے دو

مجھے خود کو یہیں اسی چیز نے میری پانڈا کو بھی

چوٹ پہنچائی اور اس کا ذمہ دار بھی میں ہی تھا اس کو

بھی تو درد ہو رہا ہو گا نا وہ کتنا چیخی چلائی کتنا روئی

لیکن میں نے اس پر رحم نہیں کیا اور دیکھو میں نے اس

کے ساتھ غصے میں اکر نہ جانے کیا کر دیا میں بھی وہی

درد محسوس کرنا چاہتا ہوں جو میں نے خود اپنے ہاتھوں

سے اپنی پانڈا کو دیا یہ سب کہتے ہوئے ابراہیم شاہ بہت

جنونی انسان لگ رہا تھا زین نے جب اس کی آنکھوں میں

دیکھا تو اس کو وہاں زارا کا عکس نظر آ رہا تھا لیکن جب

اس کی نظر ابراہیم کے سر پر پڑی جہاں سے خون بہہ رہا

تھا تو اس کو لگا کے ابراہیم شاہ کو زار شاہ سے محبت

نہیں عشق ہو گیا ہے زین اگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر

نیچے لے جانے لگا اور کہا کہ چلو میرے ساتھ تمہاری پٹی

کردو تمہاری سر سے خون بہہ رہا ہے ابراہیم نے اسے اپنا

ہاتھ چھڑایا اور کہا کہ نہیں جب تک میں زار کو دیکھ نہ

لوں تب تک میں اپنی پٹی نہیں کرواؤں گا ابراہیم تمہارا

دماغ خراب ہو گیا ہے کیا خون بہہ رہا ہے تمہارا چلو میرے

ساتھ ابراہیم نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اس سے کہا

کہ نہیں میں اپنی پٹی نہیں کرواؤں گا پہلے میں زارا کو

دیکھوں گا پاگل مت بنو فرحان اس کو ہاسپٹل لے کے گیا

ہے تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ اجائیں گے ٹھیک ہے

تمہاری ہوش میں اوزین نے اس کو جھوڑا ت۔ تم

م۔ مجھے اس کے پاس لے کر جاؤ گے نا ابراہیم نے جنونی

انداز میں کہازین نے اس کو دیکھا جو بالکل بچوں کی

طرح ری ایکٹ کر رہا تھا جن سے اپنا پسندیدہ کھلونا گم

ہو جائے تو وہ ضد کرنے لگتے ہیں کہ ان کو وہی کھلونا

واپس چاہیے زین نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کو کمرے

میں لے جا کر پٹی کروانے لگا پٹی کرنے کے بعد زین نے اس

کے ہاتھ پر ایک دوائی رکھی اور کہا کہ یہ کھالو یہ پین

کمر ہے اس سے تمہیں درد نہیں ہوگا ابراہیم شاہ نے پین

کمر دور پیسٹھ کا اور کہا کہ تمہیں میں کوئی بچہ لگتا ہوں

کہ تم مجھے پین کمر کا کہہ کر نیند کی گولی دے رہے ہو

زین نے اس کو گھور کر دیکھا جس کے سر میں چوٹ لگنے

کے باوجود بھی وہ بالکل حاضر دماغ تھا چالاکی میں

اس سے کوئی بھی اگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔

فرحان حسن اور عائشہ ہی زارا کو ہاسپٹل لے کر گئے

تھے حسن اور عائشہ ہاسپٹل کے بیچ پر بیٹھے ہوئے تھے

اور فرحان بے چینی سے ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا حسن

نے بہت زیادہ دیر تک اس کو برداشت کیا لیکن جب اس

کی برداشت سے باہر ہوا تو وہ اٹھا اور کہا کہ یار بیٹھ جا

ابھی تو اس کو اندر لے کر گئے ہیں چیک اپ کروا کر باہر

جائیں گے کوئی بھی پریشانی والی بات نہیں ہے حسن نے

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور اس کی آنکھوں کی

طرف دیکھا جو سرخ ہوئی پڑی تھی فرحان کو زیادہ تر

غصہ تو نہیں آتا تھا لیکن جب آتا تھا تو اس کا غصہ کافی

خطرناک ہوتا تھا اسی وجہ سے حسن اور زین بھی غصے

میں اس سے دور دور رہتے تھے اس سے پہلے کہ فرحان

حسن کو کوئی جواب دیتا ڈاکٹر باہر آیا تو فرحان ان کے

(now she) پاس گیا اور کہا کہ ڈاکٹر میری بہن کیسی ہے

ان کے سر میں زیادہ چوٹ (will fine young man)

نہیں لگی تھی لیکن وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو

گئی تھی ہم نے ان کی پٹی کر دی ہے اور ان کو انجیکشن

بھی لگا دیا ہے دو تین گھنٹے تک وہ ہوش میں آجائیں گی

تو آپ لوگ ان کو گھر لے کر جاسکتے ہیں ڈاکٹر نے پیشہ

وراثہ انداز میں کہا اور چلے گئے اور فرحان بھی مطمئن

ہو کر بیٹھ گیا بس یار میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ وہ

ٹھیک ہو جائے گی اب سکون سے بیٹھو میں تمہارے لیے

کینٹین سے کچھ لے کر آتا ہوں کھانے کے لیے فرحان نے ہاں

میں سر ہلایا اور حسن کینٹین کی طرف چلا گیا تو عائشہ

نے فرحان سے پوچھا کہ کیا آپ ٹھیک ہیں فرحان نے اس

کی طرف ان غور سے دیکھا اور سوچا کہ وہ اتنی بھی

بری نہیں ہے جتنا وہ سوچ رہا تھا دراصل اسے عائشہ کی

عقل مندی نے امپریس کیا تھا جس نے صحیح وقت پر

سٹور روم کے اندر جا کر اس کا کندھا ہلایا تھا اس کے

کندھا ہلانے سے فرحان کو ہوش آیا اور وہ زارا کی طرف

بھاگا تھا پھر حسن چائے لے کر آیا تو ان تینوں نے مل کر

چائے پی اور دو تین گھنٹے ہاسپٹل کی بھاگ دوڑ میں بہت

جلدی گزر گئے تھے اور اب وہ لوگ زارا کو گاڑی میں بٹھا

کر گھر کی طرف روانہ تھے زارا بھی بھی گاڑی میں

انتہائی ڈری ہوئی تھی اور گاڑی میں بھی عائشہ سے

بالکل چپک کر بیٹھی ہوئی تھی زارا پی کی جان اپ

بالکل ٹھیک ہے چلو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے لمبی سانس

لو اور خود کو پرسکون کرو کچھ بھی نہیں ہوا ایک برا

خواب سمجھ کر سب بھول جاؤ زارا کی آنکھوں میں

انسو جمع ہو گئے اور اس نے ہاں میں سر ہلایا جسے کہہ

رہی ہو کہ میں ٹھیک ہوں

وہ لوگ جیسے ہی گھر پہنچے ریم بیگم گیٹ کے پاس ہی

کھڑی زارا کا انتظار کر رہی تھی وہ آگے بڑھی اس کو گلے

لگانے کے لیے لیکن زارا نے شدید ناراضگی کا اظہار کرتے

ہوئے ان سے منہ موڑ کر جانے لگی سیڑھیوں سے اوپر

جاتے وقت اس کو ابراہیم بھی نظر آیا اس نے جیسے ہی

سنا کے زار اگھر گئی ہے وہ نیچے ہی آنے والا تھا لیکن اس

کو سیڑھیوں پر ہی وہ مل گئی تو زار نے ابراہیم کو بھی

اگنور کیا اور اپنی کمرے میں چلی گئی اور باقی سب تو

ہکا بکا منہ کھولے زار کے ری ایکشن کو دیکھ رہے تھے

جس نے آج سے پہلے کبھی بھی ایسا نہیں کیا تھا کوئی

بات نہیں وہ چھوٹی ہے اور معصوم بھی وہاں ہے اس کو

اس وقت تماری ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے اس کو توجہ

دو اور اس کو پیار سے مناد سمجھاو اس طرح اگر تم سب

کے سامنے اس کی بے عزتی کرتی رہو گی اس کو ڈانٹتی

رہو گی تو ظاہر سی بات ہے وہ تم سے ناراض ضرور ہو گئی

اور اس کا حق بھی ہے ناراض ہونا تم نے اس کو ڈانٹا بھی

بہت تھا بلا وجہ اس کے لیے کھانا لے کر جاؤ اور اس کو

پیار سے مناؤ وہ مان بھی جائے گی رابعہ بیگم نے ریم

بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور انہیں جانے کا کہا تو وہ

بھی سر ہلا کر کچن کی طرف کھانا نکالنے چلی گئی اور

ابراہیم جو سیڑھیوں پر ہی کھڑا تھا اس کا دل اچانک سب

چیزوں سے بہت اچاٹ ہو گیا تو وہ بھی اپنے کمرے کی

طرف چلا گیا اس کی پانڈا اس سے ناراض تھی آخر وہ

کیسے سکون سے رہ سکتا تھا اس نے سوچا کہ وہ رات کو

ہی اس کو مناسکے گا کیونکہ ابھی تو سب گھر والے اس

کے پاس ہوں گے اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا ریم

بیگم ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لے کر جیسے ہی زارا کے روم

میں داخل ہوئی تو ہاں ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ

اندازے سے اگے بڑھی اور پھر ہاتھ مار کر ساری لائٹس ان

کی اور زارا کو دیکھا جو کمبل میں چھپی ہوئی رو رہی

تھی ریم بیگم تو تڑپ کر رہ گئی تھی ان کی لاڈلی بیٹی

جو رو رہی تھی وہ بھی ان کی وجہ سے وہ جلدی سے اگے

بڑھی اور کھانے کے ٹرے کو ٹیبل پر رکھا ہے اور اس کے

پاس بیٹھ کر پیار سے اس کے سر میں ہاتھ پھرنے لگی

اور کہا کہ میری پیاری بیٹی اپنی ماما سے ناراض ہو گئی

زارا نے کوئی جواب نہیں دیا تو ریم بیگم نے کہا کہ اپنی

ماما کو معاف نہیں کرو گی دیکھو میں تمہارا پسندیدہ

کھانا بھی لایا ہوں ابھی زارا کی طرف سے نور سپانس کا

بورڈ آیا ہے اب تو ماما کی طرف دیکھ لو اب تو میں نے

کان بھی پکڑ لیے ہیں زارا نے جب ان کی طرف دیکھا تو

پھر ہنسی کیوں کہ ریم بیگم نے اپنے کان پکڑے ہوئے تھے

زارا کو ہنستے ہوئے دیکھ کر ریم بیگم کو کچھ سکون ملا

اور انہوں نے اس کے اگے کھانا لگا اور اس کو پیار سے اپنے

ہاتھوں سے کہلاتی رہی اور کہا کہ میری بیٹی کے سر میں

درد تو نہیں ہو رہا تو زار نے کھانا کھاتے ہوئے نہ میں سر

ہلایا یم بیگم کو اپنی بیٹی کے معصومیت پر بہت پیارا یا

اور پیار سے اس کا ماتھا چوما اور کھانا کھانے کے بعد

اسے کہا کہ تم آرام کرو تھوڑی دیر جب اٹھ جاؤ گی تو

باہر آنا سب کے ساتھ بیٹھ جانا ٹھیک ہے تو زار نے ہاں

میں سر ہلایا۔

شام کے وقت زارا نیچے آئی تو سب لاونج میں بیٹھے

باتیں کر رہے تھے وہ بھی آئی اور سب کے ساتھ بیٹھی

سب نے اس کی طبیعت پوچھی اور اس نے سب کو

خوش دلی سے جواب دیا بھی وہ لوگ سب باتیں ہی کر

رہے تھے کہ ابراہیم شاہ سیڑھیوں سے اترتا ہوا آیا اور

سیدھا جا کر زارا کے سامنے کھڑا ہوا زارا کا ہاتھ پکڑ کر

اپنے سامنے کھڑا کیا اور اس سے پوچھا کہ تمہاری طبیعت

ٹھیک ہے زارا تو سب کے سامنے اس کا اس طرح کا

بیہوشی دیکھ کر ہی پریشان ہو گئی تھی ابراہیم تمہارے

سر پر یہ چوٹ کیسے لگی دادا جی تو اپنی لاڈلے پوتے کی

حالت دیکھ کر ہی خراب ہو گئے تھے جس کے پورے سر پر

سفید پٹی بننے کے باوجود بھی وہ لال ہو چکی تھی خون

بہنے کی وجہ سے کچھ نہیں بس ویسے ہی معمولی سی

چھوٹ ہے ابراہیم نے لا پرواہی سے سب کو جواب دیا اور

دوبارہ زارا کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا کہ تم نے

بتایا نہیں کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے اب درد تو نہیں ہو

رہا سر میں زارا نے دل میں سوچا کہ کیسے انسان ہیں

طبیعت پوچھ رہا ہے لیکن اپنی غلطی کے لیے کبھی معافی

نہیں مانگے گا ٹھیک ہوں میں زارا نے کہا تو ابراہیم نے

ہاں میں سر ہلایا اور اس کو بیٹھنے کے لیے کہا ابراہیم مڑا

اور کہا کہ زین اور رضا چاچو اپ سے بات کرنی ہے باہر ا

جائیں انہوں نے ہاں میں سر ہلایا اور سب مل کر ابراہیم

کے سیکریٹ روم جو کہ ابراہیم نے اپنے گھر کے بیسمنٹ

کے اندر بنایا ہوا تھا وہاں سے ابراہیم کے کمرے کے سٹڈی

روم کا دروازہ بھی کھلتا تھا زین اور رضا صاحب کرسی

پر بیٹھے اور ابراہیم ان کی طرف پیٹ کر کے کھڑا ہو گیا

کیا بات ہے ایجنٹ سب ٹھیک ہے میرے ذرائع سے خبر

ملی ہے کہ کل جس لوگوں کے ٹکھانے کا پتہ لگانے کی

کوشش کر رہے تھے وہ لوگ کل تین بجے کالج سے لڑکیاں

اغوا کر کے اڈے پر لے کر جا رہے ہیں تو ہمارے پاس زیادہ

وقت نہیں ہے ہمیں جلد از جلد پین بنانا ہو گا اٹیک کرنے

کے لیے زین اور رضا صاحب نے جب اس کی بات سنی تو

انہوں نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ چلو ٹھیک ہے پھر

دو گھنٹے کے محنت کے بعد انہوں نے اپنا پلین تیار کیا

صرف وہ لوگ نہیں تھے ان کے پلان میں اور بہت سے

سولجرز بھی شامل تھے جن کو بس ابراہیم شاہ کے ارڈر

کا انتظار تھا

اپی مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے کل میرے کالج کا پہلا ہی

دن ہے پتہ نہیں وہاں سب لوگ کیسے ہوں گے لیکن تھوڑا

تھوڑا مطمئن تو ہوں کہ چلو فاطمہ اپی تو ساتھ ہے اگر

وہاں کچھ بھی ہوا تو میں فاطمہ اپی کے پاس چلی جاؤں

گی زار انے عائشہ سے کہا وہ چاروں بیٹھ کر باتیں کر

رہی تھی لیلہ ابھی اٹھ کر گئی تھی کچن میں اس کو

بھوک لگ رہی تھی اپی مجھے میری کلاس دکھا دیں گے نا

زارانے فاطمہ کی طرف دیکھ کر کہا جو صوفے پر بیٹھی

بری طرح اپنی سوچوں میں گم تھی جب اس نے کوئی

جواب نہ دیا تو زار اس کے پاس گئی اور اس کو کندھے

سے ہلایا اور کہا کہ آپ بھی میں آپ سے بات کر رہی ہوں

فاطمہ چونک پڑی اور اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ جی

میری جان اب کیا بات کر رہی ہیں بولیں اپنی بھی میں آپ

سے کہہ رہی ہوں کہ کل میں اپ کے ساتھ کالج جاؤں گی

جب فاطمہ نے اس کی بات سنی تو اس نے ایک لمبا سانس

لیا اور خود کو ریلیکس کر کے کہا کہ جی اپ کو ڈرنے کی

کوئی بھی ضرورت نہیں ہے اگر کسی نے کچھ بھی بولا تو

اپ میرے پاس اجانا ٹھیک ہے فاطمہ نے اس کو بڑی

بہنوں کی طرح سمجھایا تو زارا بھی خوشی سے اس کے

گلے لگ گئی یار ویسے وہ سین بڑا زبردست تھا تم لوگوں

نے دیکھا تھا کہ کیسے ابراہیم بھائی نے زارا کو اپنے سامنے

کھڑا کیا تھا لیلہ اپنے ہاتھ میں پکوڑوں کی پلیٹ پکڑے

کمرے میں داخل ہوئی اور کہا تو اس میں کون سی بڑی

بات ہے ان کی وجہ سے ہی تو زارا کو چوٹ لگی تھی اور

وہی حال چال پوچھ رہے تھے عائشہ نے نہ سمجھی سے

کہا اہہہہ میری پیاری بہن کیا تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ

کہ وہ کھڑوس غلطی ہونے کے باوجود بھی کسی سے حال

چال تک نہیں پوچھتا اور یہاں تو ہمارے زار امیدم کو

ہاتھ پکڑ کے اپنے سامنے کھڑا کیا تھا اسے کیسے چھوٹی

بات ہو سکتی ہے تم نہ ہمیشہ فالتو ہی سوچتی رہو گی

اور ویسے بھی میرے بھائی اتنا بھی برا نہیں ہے جتنا تم

لوگوں نے اسے بنا دیا ہے فاطمہ نے لیلہ کی طرف گھور کر

کہا جو کبھی بھی اس کے بھائی کا پیچھا نہیں چھوڑتی

تھی یار بس کر دو تم بول تو ایسے ہی رہے ہو جیسے

بچپن سے ہم اس کے ساتھ گھر میں کبھی رہے ہی نہیں

ہیں۔ لیلہ نے بھی لا پرواہی سے اس کو جواب دیا ہاں تو

بس ذرا کم گواور سنجیدہ ہے میرا بھائی اور تو کچھ بھی

نہیں ہے اس میں ماشاء اللہ سے ساری انسانوں والی

حرکتیں ہیں فاطمہ نے کہا تو اس کی آخری بات پر لیلہ کا

کہا گو نجا اور اس نے کہا کہ بالکل ٹھیک تم بالکل ٹھیک

کہہ رہی ہو میں ہی غلط ہوں یا تم لوگ یہ اپنا براہیم

نامہ بند کرو مجھے بھی بھوک لگی ہے پکوڑے مجھے بھی

کھلاؤ عائشہ نے بیزاری سے کہا اور اس سارے واقعے میں

ذرا بالکل چپ بیٹھی ہوئی تھی اس کو نہ جانے کیوں

لیکن برا لگ رہا تھا کہ لیلہ نے ابراہیم کو کھڑوس بولا تم

کیوں ابراہیم کی یادوں میں گم بیٹھی ہو او تم بھی کھا

لولیلہ پھر بھی شرارت کرنے سے باز نہ آئی اور زار اسے

کہا تو زار نے اس کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا کہ

اللہ اپنی بہت بری ہیں اپ تینوں نے اس کی غصیلی آواز

سن کر اس کی طرف دیکھا اور بے اختیار ماشاء اللہ کہا

کیونکہ غصے کی وجہ سے اس کے دونوں چکس بالکل ریڈ

ہو گئے تھے اور وہ بے انتہا پیاری لگ رہی تھی اپ تینوں

مجھ پر ہنس رہی ہے زار نے ان سب کو اپنی طرف دیکھ

کر ہنستا پایا تو ان سے مزید ناراض ہوئی اور کہا کہ اب

میں اپ تینوں سے باتیں نہیں کروں گی یار تمہیں پتہ ہے

ایک تو تم ناراضگی میں بھی اتنی پیاری لگتی ہو کہ میرا

دل ہی نہیں کرتا تمہیں منانے کو فاطمہ نے اس کی طرف

دیکھ کر کہا تو زارا اٹھ کر دروازے کی طرف بڑی اور کہا

کہ اب میں اپ تینوں سے بالکل بھی بات نہیں کروں گی

اور دروازے سے باہر نکل گئی زار امیری بات تو سنو

عائشہ اور فاطمہ اس کو اوازیں دیتی رہ گئی لیکن اس نے

پیچھے مڑ کر نہ دیکھا ارے یار پریشان کیوں ہو رہی ہو

ایک تو وہ اتنی معصوم ہے کہ ایک چاکلیٹ دیکھ کر ہی

مان جائے گی لیلین نے اپنے پکوڑوں سے انصاف کرتے ہوئے

لاپرواہی سے کہا جیسے اس کو اس بات سے کوئی فرق ہی

نہیں پڑتا ہوا اور زارا کو منانا اس کے بائیں ہاتھ کا کچھل

ہو تو ان دونوں نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ

ٹھیک ہے پھر کھانا کھانے کے بعد رات میں اس کو منائیں

گے اور دونوں ایک ایک چاکلیٹ ضرور لانا اپنے ساتھ

لیلہ نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر کہا ٹھیک ہے میں

حسن بھائی سے کہہ کر منگواتی ہوں ابھی میں بھی

ساتھ چلتی ہوں لیلہ نے کہا اور دونوں حسن کی کمرے

کی طرف چل پڑی

وہ دونوں بے دھڑک حسن کے کمرے میں بغیر ناک کیے

ہوئے داخل ہوئی ایک دم سے دھڑام سے دروازہ کھلنے پر

حسن جو لیپ ٹاپ پر امپورٹنٹ کام کر رہا تھا اس نے

دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں لیلیٰ اور فاطمہ کو کھڑے

پایا تمیز نہیں ہے تم دونوں کو ایسے ہی کوئی بے دھڑک

نوک کیے بغیر اتا ہے کسی کے کمرے میں کیا کسی کے

کمرے میں تو کوئی بغیر نوک کیے نہیں جاتا لیکن بھائی

کے کمرے میں سب بغیر ناک کیے ہی جاتے ہیں فاطمہ نے

لاپرواہی سے کہا اور جا کر اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ

گئی اور لیلی صوفے پر بیٹھی کیوں ائے ہو تم دونوں کام

کی بات کرو میں بہت مصروف ہوں وہ تم ہمارے لیے

چاکلیٹ لے اؤگے لیلہ نے کہا تو وہ لیلہ کی طرف متوجہ

ہوا جو صوفے پر بیٹھے ہوئے تھی نہیں کسی اور سے جا

کر بولو میں مصروف ہوں حسن کے صاف نہ بول دینے پر

لیلہ اور فاطمہ کا منہ کھلا رہ گیا منہ بند کر واپس ورنہ

مکی چلی جائے گی منہ میں بہت ہی ویسے کوئی تم

بد تمیز بھائی ہو میرے فاطمہ نے اس کی طرف گھور کر

دیکھ کر کہا ہونے دو مجھے بد تمیز ابھی میں اپنا ضروری

کام چھوڑ کر تم دونوں کے لیے چاکلیٹ لانے تو جانے سے

رہا بھی فاطمہ کچھ اور کہتی کہ زین روم میں داخل ہوا

اور کہا کہ یار حسن مجھے تجھ سے کچھ اس نے ابھی

اپنی بات مکمل ہی نہیں کی تھی کہ لیلہ نے کہا کہ

دیکھو میرا بھائی بہت پیارا ہے وہ ہمارے لیے لے آئے گا

چاکلیٹ ہمیں تمہاری چاکلیٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے

جاؤ لیلہ جلدی سے اٹھی اور زین کی طرف بھاگ کر کہا

کہ بھائی اپ میرے اور فاطمہ کے لیے چاکلیٹ لے آئیں گے

ہم کب سے بیٹھ کر حسن سے کہہ رہے ہیں لیکن حسن لے

کر ہی نہیں ارہا لیلہ نے معصوم شکل بنا کر کہا تھا کہ

زین مان جائیں زین نے فاطمہ کی طرف دیکھا جو اس کے

انے کے بعد اپنی نظریں ہی نہیں اٹھا رہی تھی زین اس

کی طرف ہی دیکھ رہا تھا کہ فاطمہ نے حسن سے کہا کہ

بھائی اپ مجھے لا کر دیں گے چاکلیٹ یا نہیں تو حسن نے

اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ ابھی میں مصروف ہوں زین

جاتو ہو رہا ہے تم بھی اسی سے منگوا لو تو فاطمہ بیڈ

سے اٹھی اور لیلی سے کہا کہ لیلا تم اپنے بھائی سے منگوا

لو میں ابراہیم بھائی سے کہہ دوں گی وہ میرے لیے لے

ائیں گے ٹھیک ہے اور وہ جانے لگی ارے لیکن فاطمہ کیا

ہوا زین بھائی جاتو رہے ہیں تو وہ تمہارے لیے بھی لے

ائیں گے ابراہیم بھائی سے کیوں کہنے جارہی ہو تم لیلہ

نے اس کی طرف دیکھ کر کہا ایسے ہی تم منگوالو اپنے

بھائی سے فاطمہ نے کہا اور کمرے سے چلی گئی لیلہ اور

حسن کو تو اس کے رویے کی سمجھ ہی نہیں آئی لیکن

زین کو اس پر بہت غصہ آیا اور اس نے دل میں سوچا کہ

ہوں بڑی آئی میں کون سی اس کے لیے چاکلیٹ لے کر رہا

تھا ہاں چلو اس کو چھوڑو تم جاؤ کمرے میں مجھے

حسن سے کوئی ضروری بات کرنی ہے تو لیلانے ہاں میں

سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی اور زین حسن کو اپنی

پلان کے بارے میں بتانے لگا اور کہا کہ اگر کچھ گڑبڑ ہوئی

تو سنبھال لینا حسن نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ میں

بھی تم لوگوں کے ساتھ چلوں گا اس میں میں تو کچھ

نہیں کہہ سکتا تم ابراہیم سے پوچھ لینا اور ہاں فرحان کو

بھی یاد سے بتا دینا پلان کے بارے میں ٹھیک ہے اب میں

چلتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے کہیں جانا ہے ٹھیک ہے

حسن نے ہاں میں سر ہلایا اور زین کمرے سے باہر چلا گیا

Zubi Novels Zone

رات کا کھانا کھانے کے لیے سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے

تھے عائشہ نے زارا کی طرف دیکھا جس کا منہ پھولا ہوا

تھا عائشہ اس کے قریب ہوئی اور اس سے پوچھا کہ زرا

کیا ہوا کھانا کیوں نہیں کھا رہی ہو تم تو زرا نے اس کو

کوئی جواب نہیں دیا اور اپنا منہ دوسری طرف کر لیا

زرا کھانا کھاؤ کھانا کیوں نہیں کھا رہی ہو تم ریم بیگم

نے زرا سے کہا تو زرا نے ان کو ناراضگی سے دیکھا جیسے

کہہ رہی ہو کہ آپ کو جیسے نہیں پتہ کہ میں یہ سبزی

نہیں کھاتی ماما اب کھانا کھاؤ وہ بھی کھالی گئی

فرحان جو زارا کے پاس والی کرسی پر ہی بیٹھا تھا اس

نے اپنی ماما سے پیار سے کہا تو ریم بیگم نے ہاں میں سر

ہلا کر کھانا کھانا شروع کیا ایک دو نوالے کھاؤ اور اوپر

روم میں جاؤ تمہاری سائڈ کیبل پر میں نے تمہارے لیے پیزا

رکھا ہوا ہے وہ کھانے لینا فرحان نے دھیمی آواز میں زارا

سے کہا اور زارا کے ہاتھ تو جیسے خزانہ ہی لگ گیا تھا وہ

ایک دم سے اپنی چیر سے اٹھی اور کہاں ماما سے کہ ماما

میرے سر میں تھوڑا تھوڑا درد ہو رہا ہے کیا میں اپنے روم

میں چلی جاؤں زار نے اس قدر معصومیت سے کہا تھا کہ

کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ پیزے کے لیے ایکٹنگ

کر رہی ہے ریم بیگم جس نے فرحان کی ساری بات سن لی

تھی تو انہوں نے زارا کو گھور کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ

چلی جاؤ ابراہیم جس کی اس پہ ہی نظر تھی اپنی روح

من کی معصوم سی ایکٹنگ دیکھ کر اس کو بہت پیارا یا

اس پر اور اس کا دل چاہا وہ ابھی اٹھے اور اس کو

سختی سے اپنی باہوں میں بھر لے لیکن ایک بار پھر اس

کو اپنے سلگتے ہوئے جذباتوں پر بند باندھنا پڑا صرف اور

صرف جائز حق نہ ہونے کی وجہ سے زارا تو کب کی روم

میں جا چکی تھی لیکن ابراہیم اب بھی اس کی کرسی کو

دیکھ رہا تھا زین نے اس کا کندھا ہلایا اور کہا کہ بھائی

وہ چلی گئی ہے کھانا کھالے زین اس کی طرف متوجہ ہوا

اور اس کو گھور کر دیکھا چپ کر کے کھانا کھاؤ ورنہ

کھانا کھانے کے لائق نہیں چھوڑوں گا تمہیں ابراہیم نے

سرد انداز میں کہا اور اپنا کھانا کھانے لگا

یار جلدی کرو تم دونوں اتنا سست کیوں ہو ایسا نہ ہو وہ

سو گئی ہو لیلہ نے ایک بار پھر سے فاطمہ اور عائشہ کو

پکارا جو دونوں مزے سے کمرل میں لیٹی ہوئی تھی یار

لیلہ میں کب سے بول رہی ہوں تمہیں کہ تھوڑا صبر کر لو

سب کو سو جانے دو اس کے بعد چلے جائیں گے نہ زارا کے

پاس منالیں گے ان کو بھی فاطمہ نے چڑھنے والے انداز

میں کہا کیونکہ مسلسل ایک گھنٹے سے لیلہ ان کو یہی

کہہ رہی تھی کہ وہ سو گئی ہو گی وہ سو گئی ہو گی تو

اگر وہ سو گئی تو لیلہ نے ایک بار پھر سے یہی کہا تو کیا

ہوا اگر وہ سو گئی تو کیا ہم اسے اٹھا نہیں سکتے عائشہ

نے بھی لیلہ کو سنائی ٹھیک ہے پھر میں نہیں جاؤں گی

تم دونوں کے ساتھ پڑی رہو یہیں پہ لیلہ نے غصے سے کہا

اور اپنا موبائل اٹھا کر صوفے پر لیٹ گئی 11 بجے تک وہ

لوگ انتظار کرتے رہے کہ یہ سب سو گئے جائیں گے 11

بجے وہ لوگ اٹھی اور زارا کے کمرے کی طرف چلی گئی

وہ لوگ زارا کے کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئی زارا

بڑے مزے سے کمبل میں لیٹی سو رہی تھی فاطمہ جلدی

سے اس کے پاس گئی اور لیلہ کو زور زور سے اٹھا کر

کہنے لگی کہ لیلہ اٹھو جلدی پتہ نہیں لان میں فرحان

بھائی کو کیا ہو گیا ہے وہ اچانک سے زمین پر گر گئے ہیں

جلدی چلو زارا کو تو پہلے کچھ سمجھ نہیں آیا جب اس

کی آنکھ کھلی اور فاطمہ نے اپنی بات دوبارہ دہرائی تو

وہ حواس باختہ اٹھی اور دوپٹہ اور چپل پہنے بغیر ہی

وہ لان کی طرف بھاگنے لگی کہ آخر اس کے جان سے



پیارے بھائی کو کیا ہو گیا ہے

وہ حواس باختہ اٹھی اور دوپٹہ اور چپل پہنے بغیر ہی

وہ لان کی طرف بھاگنے لگی کہ آخر اس کے جان سے

پیارے بھائی کو کیا ہو گیا ہے زارا بھاگتی ہوئی لان کی

طرف جارہی تھی جب وہ لون کے قریب پہنچی تو وہ

حسن کو دکھائی دی تو حسن نے کہا کہ اس کو کیا ہو گیا

ہے یہ ایسے بھاگ کر کیوں ارہی ہے کہیں بھوت بھوت تو

نہیں دیکھ لیا حسن کی نظروں کی تعقب میں جب سب

نے اس طرف دیکھا تو زارا بھاگ کر ارہی تھی زارا بھاگ

کرائی اور فرحان کی گلے لگی اور کہا کہ بھائی کیا ہو گیا

ہے آپ کو آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کیوں بے ہوش ہو

گئے تھے سب ٹھیک تو ہے نا ایک ہی سانس میں زار آنے

کہا تو فرحان نے اس سے کہا کہ ریلیکس ہو جاؤ گڑیا

مجھے کچھ بھی نہیں ہوا تم سے کس نے کہا کہ میں بے

ہوش ہو گیا ہوں دیکھو تمہارے سامنے بالکل ٹھیک ٹھاک

کھڑا ہوں میں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا لیکن بھائی

فاطمہ آپی نے تو کہا تھا کہ اپ لون میں بے ہوش ہو گئے

ہیں جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ تینوں کھڑی

اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کے چکروں

میں تھی زارہ کو غصہ آیا اور ان کے پاس گئی اور فاطمہ

سے کہا کہ فاطمہ اپی اپ نے تو کہا تھا کہ بھائی لون میں

بے ہوش ہو گئے ہیں لیکن وہ تو یہاں بالکل ٹھیک ہے زارا

کے گال غصے کی وجہ سے دوبارہ لال ہو گئے تھے ہائے

فاطمہ اپنی کی جان ادھر اوہم نے تم کو سر پر اُزدینا تھا

اس لیے ایسا کہا سوری فاطمہ نے جب اپنے کان پکڑ کر

سوری کہا تو وہ اس وقت اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کہ بے

اختیار ہی زین نے اپنی نظریں اس کی طرف سے ہٹائی اور

دل میں سوچا کہ یہ لڑکی تو جادو کرنی ہے جو اہستہ

اہستہ مجھے اپنے حصار میں باندھ رہی ہے زارار ونا

شروع ہوئی اور کہا کہ ایسا سر پر انزکون دیتا ہے اگر

مجھے کچھ ہو جاتا تو اچھا سوری نامیری جان رونا تو

بند کرو دوبارہ ایسا مزاق نہیں کریں گے عائشہ نے اسے

اپنے پاس کیا اور گلے لگایا لیکن زارا تھی جو چپ ہونے کا

نام ہی نہیں لے رہی تھی تو لیلہ نے چڑ کر کہا کہ اچھا یار

بس بھی کرونا کون سا ہم تمہاری اج ہی رخصتی کر

رہے ہیں وہ بھی ابرا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ ابراہیم کا نام

لیتی تو فاطمہ نے اس کو کوئی سے ہلایا جیسے کہہ

رہی ہو کہ کیا بولنے جارہی ہو چپ ہو جاؤ لیلہ کو بھی

جب اپنی بات کا اندازہ ہوا تو وہ چپ ہو گئی حسن بھی

اس کی پوری بات سمجھ گیا تھا کہنے سے پہلے لیکن وہ

بھی چپ ہو گیا ابراہیم نے اس کو گھور کر دیکھا اور لیلہ

نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے صاف پیغام پڑا کہ سدھر

جاؤ ورنہ اور اس ورنہ کے اگے کی وہ بات وہ اچھی

طریقے سے سمجھ سکتی تھی اس لیے چپ جو ہو گئی

ابراہیم جو زارا کی طرف ہی دیکھ رہا تھا جو چپ ہونے کا

نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ اگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ

کر لے جانے لگا سب کے کلیجے دوبارہ منہ کوائے اور وہ

سمجھے کہ شاید ابراہیم دوبارہ زارا کو کوئی سزا دینے کے

لیے لے کر جا رہا ہے اس سے پہلے کہ فرحان اگے بڑھتا زارا

کا ہاتھ چھڑانے کے لیے ابراہیم نے کہا کہ کوئی پیچھے مت

انا میں بات کر کے اتا ہوں ابراہیم کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ

سب کے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی اور کسی نے

بھی اگے بڑھنے کی ہمت تک نہیں کی ابراہیم زارا کا ہاتھ

پکڑ کر سائیڈ پر لے گیا جہاں سے ان دونوں کو کوئی بھی

نہیں دیکھ سکتا تھا رونا بند کرو ابراہیم نے اس سے کہا

تو زار انے کہا کہ نہیں کروں گی رونا بند پلیر روح من

اپنے انسوصاف کرو یہ مجھے بے بس کر رہے ہیں ابراہیم

نے اس سے التجا کی اور وہ تو حیران ہو گئی تھی کہ

ابراہیم شاہ جیسا انسان اس کو پلیر بول رہا تھا تو زارا

نے اپنے انسوصاف کیے اور اس کی طرف دیکھا جیسے

کہہ رہی ہو کہ اب میں نے رونا بند کر دیا تو اب چلیں

ابراہیم نے اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ گھسائے اور کہا

کہ کیا تم مجھ سے ناراض ہو سٹور روم کے واقعی کو لے

کر تو زار نے اس کی طرف خفگی بھری نظروں سے دیکھا

اور کہا کہ کیا مجھے نہیں ناراض ہونا چاہیے آپ سے اور

یہ کہتے ہوئے زار کی آنکھوں میں دوبارہ آنسو آنا جمع ہو

گئے ابراہیم نے جب اس کی آنکھوں میں نمی کی تو کہا

کہ روح من قسم سے آج سے پہلے میں اپنی زندگی میں

کبھی بھی اتنا بے بس نہیں ہوا کہ میں تمہیں ہاتھ تک

نہیں لگا سکتا ورنہ تمہیں چپ کرانا میرے لیے کوئی اتنی

بڑی بات نہیں تھی جائز حق نہ ہونے کی وجہ سے ابراہیم

بہت مجبور تھا اور اب اس کو شدت سے اپنی غلطی کا

احساس ہو رہا تھا کہ جب دادا جی نے اس کو زار سے

شادی کرنے کے لیے کہا تھا تو اس نے منع کیوں کیا ابراہیم

سے جب برداشت نہ ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اگ کیا اور زارا

کے انصو صاف کیے پلینز چپ ہو جاؤ ورنہ میں اپنے اوپر

سے اختیار کو دوں گا پھر تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائے

گی زارا نے جب اس کی بات سنی تو اس کے گال شرم کی

وجہ سے لال ہو گئے تھے ٹ۔ٹ۔ ٹھیک۔۔۔ اے۔۔۔ بابا بن۔ی۔

نہیں ر۔و۔ روتی میں زارا نے اپنی کپکپاتی آواز میں کہا

ابراہیم نے جب اس کے گال لال دیکھے تو اس کو اپنے

اوپر سے کنٹرول ختم ہوتا ہوا محسوس ہوا جاؤں یہاں

سے اس بار ابراہیم نے سر دلہجے میں کہا زار نے حیران

ہوتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جاؤ یہاں سے اس

سے پہلے کہ میں اپنے اوپر سے اپنا اختیار کھو بیٹھوں اور

تمہارے ساتھ کچھ غلط کر لوں زار نے سر ہلایا اور جلدی

سے سب کے پاس چلی آئی اور اس کے پیچھے ابراہیم بھی

ایا ہائے میں نے کہتی تھی کہ لڑکی ہمارے ہاتھوں سے

نکل جائے گی بالکل دیکھو تو صحیح کیسے بلش کر دیے

لیلہ نے جب زرا کہ لال گال دیکھے تو اس نے بے اختیار

کہا چپ کر و تم ہر جگہ شروع ہو جاتی ہو فاطمہ نے اس

کے ہاتھ پر چینیوٹی کاٹتے ہوئے کہا زرا نے فاطمہ کی طرف

گھور کر دیکھا اور اپنا ہاتھ سہلانے لگی اب تو تم مان

گئی ہونا ناراض تو نہیں وہ ہم سے فاطمہ نے شرارت سے

کہا آپ لوگوں نے مجھے منایا ہے کیا زارا نے منہ بنا کر کہا

تو ٹھیک ہے ہم جو تمہارے لیے چاکلیٹ لائے تھے وہ ہم

خود ہی کھا لیتے ہیں تمہیں نہیں دیتے ٹھیک ہے چاکلیٹ

کے نام پر زارا کی انکھیں چھمکی اور وہ جٹ سے فاطمہ

کے قریب آئی اور کہا کہ اپی میں تو کب سے مان گئی ہوں

مجھے میری چاکلیٹ دے لائیں نہیں یار بس تو ناراض ہی

رہو وہ چاکلیٹ ہم کھا لیتا ہے عائشہ نے بھی شرارت سے

کہا زار نے جب لیلہ کی طرف دیکھا تو وہ تو باقاعدہ

چاکلیٹ کھول کر کھانے ہی والی تھی لیلہ اپنی اپ کے

پیچھے دیکھے کچھ ہے زار کی اواز اتنی تیز تھی کہ لیلہ

گھبرائی اور اپنے پیچھے دیکھا بس زار کو اسی کا انتظار

تھا اس نے جیسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا زار نے اس کے

ہاتھ سے چاکلیٹ جھپٹ لی یہ سب اتنی تیزی میں ہوا

تھا کہ کسی کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا لیکن ابراہیم جس

کی اپنی پانڈا پر ہی نظر تھی اور اس کو شرارت کا پتہ تھا

جو وہ کرنے والی ہے لیلہ کو جب زارا کی شرارت کا

سمجھ آیا تو اس نے خونخوار نظروں سے زارا کی طرف

دیکھا میری چاکلیٹ واپس کروٹ ڈی لیلانے مصنوعی

گھوری سے اس کو گھورا نہیں کروں گی واپس سے اپ

میرے لیے ہی لائی تھی نا تو اب اس کو میں ہی کھاؤں گی

زارا نے مزے سے کہا اور چاکلیٹ کھانے لگی سب کو اس

کی بچیوں جیسی حرکتیں کرتے ہوئے ہنسی ائی جو

چاکلیٹ کھا کم رہی تھی اور اپنے فیس پر لگا زیادہ رہی

تھی اور ابراہیم شاہ تو اس کو دیکھ کر نہ جانے کیسے

خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا۔

وہ ایک بار میں نشے میں دھت بیٹھنا چتی ہوئی برہنہ

لڑکیوں کو بڑی دلجمعی سے دیکھ رہا تھا جب وہ برہنہ

لڑکیوں کو ناچتے ہوئے دیکھ کر تھکا تو اس نے پاس میں

بیٹھی ہوئی لڑکی کو اپنی گود میں بٹھایا اور اس کی

گردن میں اپنا چہرہ چھپایا اور کہا کہ تمہیں اس کام کو

کرنے کے لیے کہا تھا وہ ہوا کہ نہیں ہو جائے گا وہ میرے

لیے کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے کنگ تم جیسے ہی

حسینہ کے لیے کیا کوئی کام مشکل ہو سکتا ہے کیا سے

کہتا ہوں اس گھر میں جا کر کوئی بھی مرد تمہاری

خوبصورتی میں با آسانی بہک جائے گا تمہیں وہاں جا کر

جل از جل اپنا کام پورا کرنا ہے جو میں نے کرنے کے لیے

بولا ہے اگر کسی کو تم پہ ذرا سا بے شک ہو تو تم جانتی

ہونا کہ میں تمہارے ساتھ کیا کچھ کر سکتا ہوں کنگ

نے اب اپنی پاکٹ سے چاقو نکال کر اس کی گردن پر

رکھا اور دھمکی تھی جیسے کہہ رہا ہو کہ میرے ساتھ

غدار ی کرنے کی سوچنا بھی مت ٹھیک ہے اگر تمہیں

مجھ پر بھروسہ نہیں ہے کہ میں تمہارے ساتھ غدار ی کر

سکتی ہوں تو تم مجھے مار سکتے ہو لڑکی جو اس کی

گود میں بیٹھی ہوئی تھی اس نے بڑے مزے سے افر کی

جیسے اس کو سامنے والے شخص پر یقین ہو کہ وہ کبھی

بھی اس کو نہیں مارے گا میری جان اتنی بھی جلدی کیا

ہے مرنے کی ابھی جو میں نے کرنے کے لیے کام دیا ہے پہلے

وہ تو کر لو کنگ نے اس کو اپنی گود میں اٹھایا اور گاڑی

کی طرف لے کر چل دیا کہا کہ آج تمہارے ساتھ میری

آخری رات ہے تو اس رات کو کچھ رنگین بنایا جائے کنگ

نے خباثت سے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ لڑکی بھی بے

شرمی سی مسکرائی اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے

ہی اس کے ہونٹوں پر جھکی۔

صبح فاطمہ اپنی کمرے میں بیٹھی پڑھائی کر رہی تھی

کہ اتنے میں ہی دھڑم سے دروازہ کھلا اور دندنا ہوا زین

داخل ہوا اور فاطمہ کو کچھ سمجھنے کا موقع دیا بغیر

ہی اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے سامنے کھڑا کیا اور اس کا

منہ دبوچ کر کہا کہ آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے کیوں

میری ایک بار کی کہی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی کہ

میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا تو کیوں بار بار جا کر

دادا جی سے کہتی ہو کہ مجھے ذین سے شادی کرنی ہے

فاطمہ تو پہلے اس کی بات سے حیران ہوئی لیکن جب اس

نے زین کی بات سنی تو اس سے اس کا ہاتھ اپنے منہ پر

سے ہٹایا اور کہا کہ اپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ جب

اپ کا دل چاہتا ہے اپ میرے پاس آکر مجھ پہ الزام لگاتے

ہیں آخر اپ ہوتے کون ہیں مجھ پر ایسا الزام لگانے والے

فاطمہ نے اس کو اس کے گریبان سے پکڑ کر کہا تو زین نے

اس کا ہاتھ اپنے گریبان پر سے ہٹایا اور کہا کہ خبردار آج

تو تم میری ہمت کر لی اگر اسندہ تمہارا ہاتھ میرے گریبان

تک پہنچا تو تم زندہ نہیں رہ پاؤ گی تو اپ بھی ایک بات

کان کھول کر سن لیں بار بار یہاں میرے پاس آکر مجھ پر

الزام لگانے کی آپ کو قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے اور آپ

کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں نے دادا جی سے کوئی

بات نہیں کی وہ بھی شادی کے بارے میں مانا کہ مجھے

آپ سے محبت ہوئی اور اسی محبت کا اعتراف کرنے کے

لیے میں آپ کے پاس آئی لیکن مجھ میں ابھی اتنی ہمت

نہیں ہے کہ میں خود جا کر اپنے بڑوں سے شادی کے لیے

کہہ سکوں اور جائیں یہاں سے دوبارہ میرے کمرے میں

انے کی ضرورت نہیں ہے جب ایک بار آپ کو کہہ دیا ہے کہ

نہیں کرنی آپ سے شادی تو مطلب نہیں کرنی اور دوبارہ

مجھ پر الزام لگانے سے پہلے پوری بات کی تحقیق کر لیا

کریں یوں دندنا تے ہوئے میرے پاس آنے کی آپ کو ضرورت

نہیں ہے ورنہ آج جو میں نے آپ کا لحاظ کیا ہے نا اگلی بار

میں اپ کا لحاظ تک نہیں رکھوں گی زین شاہ تواج

صدے میں تھا وہ سوچ رہا تھا کہ یہ وہ فاطمہ تو نہیں

تھی جس کو وہ بچپن سے جانتا تھا یہ تو کوئی الگ ہی

فاطمہ ہے جائیں یہاں سے فاطمہ نے دوبارہ چیخ کر کہا

تو زین بھی بنا کچھ کہے کمرے سے باہر چلا گیا زین کے

جاتے ہی فاطمہ زمین پر بیٹھ کر رونا شروع ہوئی اس نے

اسمان کی طرف دیکھ کر کہا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اپ ہی

بتائیں کیا محبت کرنا گناہ ہے بے شک اپ نے ٹھیک فرمایا

ہیں کہ نا محرم کی محبت اپ کو تباہ اور برباد کر کے رکھ

دیتی ہے میں نے کیا کیا میں نے بھی تو ایک نا محرم سے

محبت کی اور اج وہی مرد مجھے ذلت اور رسوا کرنے میں

لگا ہوا ہے اگر میں صبر کرتی اور اپنے دل پر قابو رکھتی

تو بے شک مجھے بہت اچھا انعام ملنا تھا لیکن یا اللہ

تعالیٰ میری اپ سے شدت سے خواہش ہے کہ میرا جو

بھی محرم ہو وہ زین شاہ کی طرح بالکل بھی نہ ہو بے

شک اللہ تعالیٰ میں اپ کی رضا میں راضی ہوں اپ کی

خوشی میں خوش ہوں اپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیں

اور اپ بھی مجھ سے خوش ہو جائیں میری شدت سے

خواہش ہے کہ میرا جو بھی ہم سفر ہو وہ نیک ہو اللہ

تعالیٰ جو کبھی بھی نہ کمرے کی تنہائی میں اور نہ ہی

لوگوں کی بھیڑ میں مجھے ذلت اور رسوا کریں اللہ پاک

مجھے کبھی بھی خود سے دور نہ کرنا مجھے ہمیشہ اپنے

عرش کے سائے تلے میں چھپائے رکھنا اپ کو تو پتہ ہے نا

کہ اپ کی لاڈلی بندی فاطمہ بہت ڈرپوک ہے وہ اس ظالم

دنیا کا سامنا نہیں کر سکتی اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے خود

کے پاس رکھنا مجھے کبھی بھی خود سے دور نہ ہونے دینا

فاطمہ روتے ہوئے اپنی ساری باتیں اللہ تعالیٰ سے شیئر کر

رہی تھی جو ہمارا سب سے بڑا راز دار ہوتا ہے جو ہم سے

خفا ہونے پر ہماری خفیہ باتیں کسی کو جا کر بتاتے نہیں

ہیں ہم یہ ہیں جو دنیا کی رنگینیوں میں بھٹک جاتے ہیں

اور اپنی آخرت کو بھول جاتے ہیں

اج کل ہماری مسلم کمیونٹی میں یہی سب تو ہو رہا ہے

لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے سے ساری ساری رات موبائل

فون پر باتیں کرتے رہتے ہیں حالانکہ ان کو یہ ڈر تک نہیں

ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں میں کسی کو بھی

یہاں پر جج نہیں کر رہی ہوں بس میری اپ سب سے یہی

التجاہے کہ اپنے اللہ کی طرف لوٹائیں ابھی بھی وقت

ہے ہم اللہ سے اگر پانچ منٹ بھی بیٹھ کر رو کر اپنے اللہ

سے معافی مانگیں گے نا تو وہ بے شک ہمارے سارے گناہ

معاف کر دے گا ہمارے جو اللہ ہے نا وہ ہمارے معاملے میں

بہت زیادہ رحم دل ہیں اگر ہم صرف ایک بار بھی کہتے

ہیں نا کہ یا اللہ ہم شر مندہ ہیں ہم سے غلطی ہو گئی ہمیں

معاف کر دے تو وہ بے شک ہمیں معاف کر دیتا ہے کیونکہ

اپ کو پتہ ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے جڑے ہوئے

ہاتھوں کو دیکھ کر حیا اتی ہے کہ وہ اپنے بندے کو خالی

ہاتھ کیسے لوٹائیں میرا اپ لوگوں کو بس یہی سہیل سا

چھوٹا سا میسج ہے کہ سب لڑکے اور لڑکیاں حرام ریلیشن

شپ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف آئے بے شک اللہ تعالیٰ بہتر

لے کر بہترین سے نوازتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں

اور خود کے لیے دعائیں مانگیں اور حرام ریلیشن شپ کو

چھوڑیں اور نکاح کی طرف آئیں ویسے یہ ناول کا پارٹ

نہیں تھا یہ میسج بس میں نے اپ لوگوں کو بتادیا میری

جو تھائس ہیں وہ میں نے اپ کے ساتھ شیئر کی اگر کہیں

میں غلط ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں

اور اگر میری وجہ سے کوئی ایک بھی پرسن حرام ریشین

شپ چھوڑتا ہے تو وہ میرے لیے بہت بڑی بات ہوگی

تو سب لوگ ریڈی ہیں مشن پر جانے کے لیے ابراہیم ہی

سب سے کہا وہاں پر 10 سو لجز کھڑے تھے سب نے

ہاں میں سر ہلایا براہیم نے سب کو مختلف ڈائریکشن

میں بھیجا جیسے ہی وہ لوگ اندر ہوئے وہاں پر تقریباً سو

لوگوں کا قافلہ تھا تو براہیم نے سب کو انسٹرکشن دی

اور کہا کہ ان کے لیڈر کو زندہ پکڑنا باقی جو بھی سامنے

اتے جائیں مارتے جائیں سب نے سر ہلایا اور اندر داخل

ہوئے اور دو گھنٹے کی ان تک محنت کے بعد وہ سب لوگ

کامیاب ہوئے ابراہیم کی کچھ سولجرز کو بھی چھوٹے

ائی تھی فرحان شاہ نے سب لڑکیوں کو باحفاظت نکالا

جو بہت ڈری ہوئی تھی ان سب کو ریلکس کیا اور انہیں

اپنے گھر جانے کو کہا اور وہ لوگ بھی سب اس جگہ سے

روانہ ہو گئے وہ سب بے تحاشہ تھکے ہوئے تھے ان لوگوں

کی گاڑی جیسے ہی گھر کے پورچ میں رکی تو سب اپنے

کمرے کی طرف جانے لگے ابراہیم بہت تھکا ہوا تھا اور

اس کو ایک کپ کافی کی طلب ہو رہی تھی کمرے میں

جانے سے پہلے وہ کچن کی طرف آیا اور دیکھا کہ کوئی

ہے یا نہیں لیکن کچن میں فاطمہ موجود تھی تو اس نے

فاطمہ سے کہا کہ فاطمہ پلیز ایک کپ کافی بھجوا دو روم

میں فاطمہ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ ٹھیک ہے

بھائی میں بھجواتی ہوں ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا اور

اپنے کمرے کی طرف چلا گیا جیسی وہ اپنے کمرے میں

داخل ہوا اس نے اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر رکھا اور اپنی

ٹھائی کی نوٹ ڈیلی کی اور اپنی وارڈروب سے کپڑے

نکالے اور شاور لینے باتھ روم میں چلا گیا دس منٹ بعد

وہ فریش ہو کر کمرے میں آیا اتنی میں ہی کمرے کا

دروازہ ناک ہوا اور اس نے کہا کہ اجاؤ وہ ابھی اپنے کے

سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بنا رہا تھا کہ اس نے شیشے

میں سے دیکھا کہ زار اے پہلے تو اس کو یقین نہیں آیا

لیکن جب وہ اس کے نزدیک آئے اور کہا کہ اپ کی کافی

تو وہ حیران ہوا اور کہا کہ تم کیوں لائی میں نے تو فاطمہ

سے کہا تھا براہیم نے کچھ حیران ہوتے ہوئے اس سے

کافی کا کپ پکڑا وہ فاطمہ اپی میرے لیے نوڈلز بنا رہے

ہیں تو اسی لیے یہ کافی مجھے دے دی کہ اوپر اپ کو دے

اؤں ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کے معصوم

چہرے کی طرف دیکھا جس پہ پانی کی کچھ کچھ

بوندیں موجود تھی تو ابراہیم نے کہا کہ تم ابھی سو کر

اٹھی ہو تو زار آنے ہاں میں سر ہلایا اور جلدی سے کمرے

سے جانے لگ گئی اس کا دل بہت دھڑک رہا تھا نہ جانے

کیوں لیکن اب ابراہیم کے لیے اس کی فیلنگز بہت چیلنج ہو

گئی تھی وہ ابراہیم کو پسند کرنے لگی تھی لیکن ابھی

اس کی عمر اتنی نہیں تھی کہ وہ ان جذبوں کو سمجھ

سکے اسی لیے اس کو کچھ سمجھ نہیں رہا تھا کہ اس کے

ساتھ کیا ہو رہا تھا جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلی تو

ابراہیم مسکرا پڑا آخر وہ ایک سمجھدار مرد تھا اس کی

انکھوں میں اپنے لیے پسندیدگی کیسے نہیں دیکھ سکتا

تھازار کی انکھوں میں اپنے لیے پسندیدگی دیکھنے کے

بعد ابراہیم شاہ نے سوچا کہ اب مجھے دادا جی سے بہت

جلد شادی کی بات کرنی ہوگی یہ لڑکی تو بری طرح میری

حواسوں پہ سوار ہو رہی ہے یہی سب سوچتے سوچتے

وہ سو گیا تھا

زارا کچن میں فاطمہ کے پاس آئی اور فریج کی طرف

بڑھی اور وہاں سے پانی کی بوتل نکال کر پانی پینے لگی

فاطمہ کا اس کی طرف دھیان گیا تو کہا کہ کیا ہوا زارا

سب ٹھیک تو ہے نا فاطمہ اس کے پاس آئی اور اس کا

ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس سے پوچھا تو زارا نے

معصومیت سے کہا کہ فاطمہ اپنی پتہ نہیں مجھے کیا ہو

جاتا ہے ابراہیم بھائی کو دیکھ کر میرا دل بہت زور زور

سے دھڑکنے لگتا ہے اور میں ان کے اوپر سے اپنی آنکھیں

ہٹا نہیں پاتی فاطمہ نے جب اس کی پوری بات سنی تو بے

اختیار ہے اس کا دل دھڑکا اور اس نے سوچا کہ کیا یہ

چھوٹی سی جان بھی محبت جیسے مرض میں مبتلا ہو

گئی ہے اپنی اپ سن رہی ہیں نازا رانے جب فاطمہ کو

اپنی سوچوں میں گم دیکھا تو فاطمہ کو ہلا کر پوچھا تو

فاطمہ نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ یہ سب آپ کے ساتھ

کب سے ہو رہا ہے اس دن سے اپنی جب انہوں نے مجھے

سٹور روم میں بند کیا تھا فاطمہ نے جب اس کی بات

سنی تو اس کو کہا کہ میری جان اپ کو پتہ ہے کہ یہ سب

اپ کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے تو زار نے معصومیت سے نہ

میں سر ہلایا اور پوچھا کہ اپی اپ بتائیں نا کہ یہ سب

میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے ایک طرف اگر فاطمہ کو ڈرتا

کہ زار اکو ابراہیم شاہ سے محبت ہو گئی ہے تو دوسری

طرف کہیں اس کو اطمینان بھی تھا کہ میرا بھائی کبھی

بھی زارا کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گا اور اس نے خود

بھی تو محبت کی تھی ابھی اپ بتائیں نا کیا ہوا ہے

مجھے کیوں ہو رہا ہے میرے ساتھ ایسا فاطمہ اس کی

طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ میری جان تمہیں بھائی سے

محبت ہو گئی ہے اور تم انہیں پسند کرنے لگی ہو ایسا

صرف من پسند شخص کے ساتھ ہی ہوتا ہے کہ ان کے

سامنے اجانے پر اپ کا دل دھڑکتا ہے زار کی اپ کو میں

انسو جمع ہو گئے اور کہا کہ اب بھی اب کیا ہو گا اگر کسی

کو پتہ چل گیا تو میری جان پتہ تو کسی کو تب ہی چلے

گانا جب اب کسی کو بتاؤ گے کچھ بھی نہیں ہو گا ریلیکس

ہو جاؤ میں بھائی سے بات کرتی ہوں اب ریلیکس ہو کر

جاؤں ٹھیک ہے میں نوڈلز لاتی ہوں تمہارے لیے تم کمرے

میں جاؤ زار نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنے کمرے میں

چلی گئی

بشیر شاہ ہاسپٹل سے چیک اپ کروا کر واپس گھر کی

طرف ڈرائیور کے ساتھ رہے تھے گاڑی میں کہ اتنے میں

ہی ان کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا اور اس کے سامنے ایک

لڑکی انی بشیر شاہ اور ڈرائیور جلدی سے باہر نکلے جب

انہوں نے باہر ا کے دیکھا تو زمین پر ایک لڑکی اپنے پاؤں

پکڑ کر بیٹھی ہوئی تھی بشیر شاہ جلدی سے اگے گئے اور

کہا کہ بیٹا اب ٹھیک تو ہے نازیادہ چھوٹ تو نہیں لگی اپ

کو تو سامنے والے لڑکی نے اپنے انسو سے بھری اکے اٹھا

کر کہا جی انکل میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی

نہیں ہوا دادا جی نے اس کی بات پر ہاں میں سر ہلایا اور

کہا کہ بیٹا اوگاڑی میں بیٹھو پانی پیو اور سامنے والی

لڑکی بھی اٹھی اور گاڑی میں بیٹھی بشیر شاہ نے ڈرائیور

سے کہہ کر اس کے لیے پانی منگوایا جب وہ پانی پی کر

کچھ ریلیکس ہوئی تو دادا جی نے پوچھا کہ بیٹا اپ کا نام

کیا ہے اور آپ یہاں پر کیا کر رہے تھے دعا نام ہے میرا اس

لڑکی نے جواب دیا اور میں یہاں پر جاب کی تلاش میں

اٹی تھی دادا جی نے ان کی بات سن کر کہا کہ بیٹا آپ کے

بابا اور بھائی نہیں ہیں جواب جاب تلاش کر رہی ہیں تو

یہ بات سن کر دعا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور

کہا کہ بابا اور بھائی تو پہلے بھی نہیں تھے بس میں اور

میری امی ہی گھر میں رہتی تھی اور میں ایک سکول

میں ٹیچر تھی میری امی کے اکثر طبیعت خراب رہتی

تھی جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا ہے ابھی دو

مہینے پہلے ہی اور وہاں کے محلے والے لوگوں نے مجھے یہ

کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ اکیلی لڑکی کو ہم اس محلے

میں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتے تو اب اسکول میں

میری ایک دوست تھی میں اس کے گھر دو دن سے رہ رہی

ہوں اور اج بھی میں جو آپ کی تلاش میں اسی لیے نکلی

تھی تاکہ میں اپنا اپنے لیے کرائے کا گھر لے سکوں اور اجی

نے اس کی دکھ بھری داستان سن کر اس کی طرف ترس

بھری نظروں سے دیکھا اور کہا کہ بیٹا کوئی بات نہیں

اپ میرے ساتھ میرے گھر چل سکتی ہیں وہاں میرے پوتے

اور پوتیاں بھی ہیں اور بیٹے بھی ہیں اپ کو بالکل بھی

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ سے دعا نے بشیر شاہ کی

بات سن کر کہا کہ نہیں میں ایسے کیسے اپ کے ساتھ جا

سکتی ہوں اپ ایک اجنبی ہے تو دادا جی نے کہا کہ کیا ہوا

اپ ایک بار میرے ساتھ چل کر دے کے اگر اپ کو مناسب

لگتا ہے تو اپ ادھر ہی ہمارے گھر میں رہ لیجیے گا اور

میں اپ کو بالکل اپنی بیٹی کی طرح پیار دوں گا اپ کو

بالکل بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی یہ ظالم

دنیا ایک اکیلی لڑکی کو کبھی بھی جینی نہیں دیتی بشیر

شاہ کی بات سے دعا بالکل سمت تھی لیکن ابھی بھی اس

کو مناسب نہیں لگ رہا تھا ایسے کسی اجنبی کے گھر جا کر

رہنا بشیر شاہ نے جب اس کو کشمکش میں دیکھا تو کہا

کہ بیٹی اللہ پر بھروسہ کر کے چلو میرے ساتھ تو دعائے

بھی ہاں میں سر ہلایا اور بشیر شاہ کے ساتھ شاہ

حویلی اگئی جیسے ہی وہ لوگ گھر میں آئے تو لاؤنج میں

ہی غزالہ بیگم بیٹھی ہوئی تھی جب انہوں نے بشیر شاہ

کو دیکھا تو وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے پیچھے

اتے ہوئے لڑکی کو دیکھ کر انہوں نے بشیر شاہ کی طرف

دیکھ کر کہا کہ یہ کون ہے غزالہ بیگم کی آواز سن کر

کچن میں جو رانیا بیگم اور ریم بیگم کام کر رہی تھی وہ

بھی باہرائی تو داداجی نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

اور ان کو اج گزرا ہوا واقعہ سنایا سب نے جب دعا کے

بارے میں سنا تو سب کو سامنے بیٹھی لڑکی پر ترس آیا

جس کو زندگی نے اتنے دکھ دیے تھے غزالہ بیگم نے اس

کو اپنے پاس بلایا اور اس کو گلے لگا کر کہا کہ بیٹا آپ کو

بالکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس کو اپنا

ہی گھر سمجھو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا

جھک مجھے بتا دینا ٹھیک ہے دعا نے ان کی باتیں سن

کر ان کی طرف تشکر بھری نظروں سے دیکھا اور کہا کہ

جی انٹی انٹی نہیں بیٹا سب کی طرح مجھے دادی کہو

گی تو مجھے اچھا لگے گا تو دعا نے ہاں میں سر ہلایا

غزالہ بیگم نے عائشہ کو آواز لگائی تو عائشہ جلدی سے اے

اور کہا کہ دادی جی کہیں کیا بات ہے بیٹا جاؤ اور دعا کو

اوپر والے پورشن میں جو کمرہ خالی ہے وہ دکھاؤ آج سے

یہ ہمارے ساتھ ہی رہے گی دادی کی بات سن کر عائشہ نے

ان کو نہ سمجھ نظروں سے دیکھا تو دادی نے عائشہ کو

ساری بات بتائی اور کہا کہ جاؤ دعا کو روم میں چھوڑاؤ

وہ تھک گئی ہوگی آرام کر لے گی عائشہ نے ہاں میں سر

ہلایا اور دعا کو اپنے ساتھ لے کر اوپر کی طرف چل پڑی

راستے میں ہی اسے لیلہ نظر آئی اور کہا کہ عائشہ یہ کون

ہے تو عائشہ نے اسے جواب دیا کہ روم میں جاؤ بعد میں

بتاتی ہوں لیلہ نے بھی زیادہ ضد نہیں کی اور روم میں

فاطمہ اور زارا کے پاس چلی آئی یا رتم لوگوں کو ایک

دھماکے دار خبر سناؤں لیلہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی

سپینس پھیلا یا تو زار اور فاطمہ نے اس سے کہا کہ ہاں

بتاؤ کیا ہوا ہے لیلہ نے بات کو جان بوجھ کر لمبا کیا اور

کہا کہ خود گیس کرو کہ کیا ہوا ہو گا تو فاطمہ نے بیزاری

سے کہا یا اگر بتانا ہے تو بتاؤ ورنہ مت بتاؤ تو لیلی اس

کی بات سن کر سیدھی ہوئی اور کہا کہ دادا جی کے ساتھ

کوئی لڑکی گھرائی ہے اور دادی نے کہا کہ وہ اب ہمیشہ

ہمارے ساتھ یہی رہے گی لیلہ کی بات سن کر فاطمہ اور

زارا تو شکید ہی ہو گئی تھی لیلہ اگر تمہاری یہ بات

جھوٹ نکلی تو تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا

فاطمہ کی بات سن کر لیلی نے کہا کہ یار سچ کہہ رہی ہوں

ابھی عائشہ اسے روم میں ہی چھوڑنے گئی ہے زارا کے

پاس والا روم جو خالی تھا اسی میں اچھا اب بھی لیکن

وہ ہے کون زہرا نے کہا تو لیلہ نے کہا کہ عائشہ نے کہا کہ

میں اسے روم میں چھوڑ کر آتی ہوں پھر سب بتاتی ہوں

تو زار آنے ہاں میں سر ہلایا اور وہ سب بے صبری سے

عائشہ کا انتظار کرتی رہی جیسے ہی عائشہ روم میں

داخل ہوئی تو لیلہ نے کہا کہ یار تم نے کچھ زیادہ ہی دیر

لگادی یار اب تم سوال جواب میں ٹائم ویسٹ مت کرو

فاطمہ نے کہا اور جلدی سے عائشہ سے کہا کہ بتاؤ کہ وہ

لڑکی کون ہے اور کیوں آئی ہیں یہاں پر عائشہ اس کی بے

صبری پر مسکرائی اور ان تینوں کو ساری بات بتائی جو

دادی نے اس کو بتائی تھی عائشہ کے بات سن کر لیلہ اور

فاطمہ کو دعا پر ترس آیا لیکن نہ جانے کیوں زارا کو یہ

سب سن کر کافی عجیب لگا اس کے بعد وہ چاروں بیٹھ

کر اپنا پسندیدہ مشغلہ مطلب باتوں میں مصروف ہو گئی

مجھے ابھی اور اسی وقت زارا سے نکاح کرنا ہے اپ اس

کو میرے نکاح میں دیں ابراہیم بشیر شاہ کے کمرے میں

ان کی طرف پیٹ کیے کھڑا ان سے کہہ رہا تھا لیکن ایک

دم سے تمہیں اس سے نکاح کیوں کرنا ہے ابھی کل تک تو

تم کہہ رہے تھے کہ وہ بچی ہے اور ابھی تمہیں اس سے

نکاح کرنا ہے ایسے بھی کیا وجہ ہے بشیر شاہ نے حیران

ہوتے ہوئے پوچھا وجہ کیا ہے وہ میں وقت آنے پر آپ کو

بتادوں گا لیکن ابھی اسی وقت میرا اور زارا کا نکاح

کروائیں گھر والوں کو اپ نے کیسے منانا ہے وہ اپ پر ہے

لیکن پہلے مجھے رضا سے بھی تو بات کرنی ہو گی نادادا

جی کو یہ سب اس طرح مناسب نہیں لگ رہا تھا تو رضا

چاچو گھر میں ہی ہے اپ انہیں بلا کر بتادیں ابراہیم نے

ان کا یہ بہانہ بھی رد کیا لیکن خاندان والے کیا کہیں گے

کہ کیوں راتوں رات بچوں کا نکاح کر دیا اور ہمیں کسی

نے اطلاع تک دینی ضروری نہیں سمجھی خاندان والوں

کا کیا کرنا ہے چھوڑیں انہیں اور میں ابھی صرف نکاح کے

لیے کہہ رہا ہوں بعد میں اپ چاہیں تو رخصتی دھوم دھام

سے کر لے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے ابراہیم تو جیسے آج

ٹان کر آیا تھا کہ اس نے دادا جی کی ایک بات بھی نہیں

سنی ٹھیک ہے پھر جب تک ذرا 20 سال کی نہ ہو جائے

تب تک میں اس کی رخصتی نہیں کرواؤں گا دادا جی نے

ایک اور شرط رکھی ٹھیک ہے ابراہیم نے کہا لیکن اس

نے دل میں سوچا کہ ایک بار نکاح ہو جانے سے اس کے بعد

اپ کی سنے گا کون اور پھر پتہ نہیں کیسے دادا جی نے

دو گھنٹے لگا کر سارے گھر والوں کو منایا اب سب سے

مشکل مرحلہ زارا کو منانا تھا تو دادا جی نے زارا کو اپنے

کمرے میں بلایا زارا ان کے پاس آئی اور کہا کہ جی دادو

اپ نے مجھے بلایا تو دادا جی نے ہاں میں سر ہلایا اور

اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا زارا ان کے پاس بیٹھی

اور دادا جی نے بولنا شروع کیا کہ بیٹا اگر میں اپ کی

زندگی کا کوئی اہم فیصلہ کروں تو کیا اپ کو منظور ہوگا

تو زارا نے ان کی بات سن کر کہا کہ دادا جی مجھے اپ پر

پورا بھروسہ ہے اپ کبھی بھی میرے لیے کچھ غلط فیصلہ

نہیں کر سکتی لیکن بتائیں تو صحیح کہ آپ نے فیصلہ کیا

کیا ہے زار نے یہ بھروسے والی بات کر کر دادا جی کو مان

بخشتا تو دادا جی نے کہا کہ بیٹا میں چاہتا ہوں کہ آج

ابھی آپ کا اور ابراہیم کا نکاح کر دوں تو کیا آپ کو

منظور ہے زار تو یہ سب سن کر شاکٹ ہوئی اور کہاں کے

دادا جی اتنی جلدی ابھی تو میں نے پڑھائی بھی نہیں

پوری نہیں کی اپنی تو دادا جی نے کہا کہ بیٹا آپ کو

پڑھنے سے کون منع کر رہا ہے اور ویسے بھی ابھی صرف

اپ کا نکاح ہو گا رخصتی آپ کے پڑھائی کے بعد ہی ہو گی

لیکن دادوا بھی اتنی بھی جلدی کیا ہے اس کو دراصل

ابراہیم سے ابھی بھی ڈر لگتا تھا دادا نے جب اس کے

چہرے پر ڈر محسوس کیا تو کہا کہ بیٹا آپ کو ذرا بھی

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں ہوں نا اگر ابراہیم

نے اپ سے کچھ بھی کہا تو اپ مجھے اکرتانا تو میں

اسے دیکھ لوں گا ٹھیک ہے یہ بات سن کر زارا کچھ

مطمئن ہوئی اور کہا کہ ٹھیک ہے تو کیا میں اپ کی

طرف سے ہاں سمجھو بشیر صاحب نے کہا تو زارا نے ہاں

میں سر ہلایا تو بشیر صاحب نے اس کو پیار سے اپنے گلے

لگایا اور اس کا ماتھا چوم کر کہا کہ شاباش میری بچی

جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ تیار ہو جاؤں ایک گھنٹے میں

تمہارا نکاح ہو گا ابراہیم کے ساتھ تب تک میں بھی کچھ

انتظامات کرتا ہوں تو زارا نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنے

کمرے میں چلی گئی کمرے میں وہ حیران و پریشان

بیٹھی ہوئی تھی اس کو سمجھ ہی نہیں رہا تھا کہ اس

کے ساتھ ہو کیا رہا ہے اتنے میں ہی فاطمہ لیلہ اور عائشہ

دروازہ کھول کر اس کے پاس آئی اور ان کے پیچھے دعا

بھی تھی دعا کو دیکھ کر اس نے نہ سمجھ نظروں سے

فاطمہ کی طرف دیکھا تو فاطمہ نے کہا ارے یہ دعا ہے تو

زارا نے ہاں میں سر ہلایا دیکھا میں نے تم لوگوں سے کہا

تھانا کہ پکا براہیم بھائی کا زارا کے ساتھ کچھ کچھ تو

ہے لیلا ایک بار پھر سے سٹارٹ ہو گئی تھی لیلہ تم چپ

کرو عائشہ نے اسے ڈانٹا اور زارا کی طرف اتنی اور کہا کہ

آواپی کی جان تمہیں تھوڑا سا تیار کر دوں لیکن عائشہ

اپی کیسے میرے پاس تو کوئی ڈریس بھی نہیں ہے زارا

نے روہانسی اواز میں کہا میری جان تو اس میں رونے

والے کیا بات ہے ابھی آپ کے وارڈروب میں سے کوئی اچھا

ساڈریس نکال لیتے ہیں ویسے بھی باہر والا تو کوئی بھی

نہیں سب گھر والے ہی ہیں عائشہ نے کہا تو زارا کو کچھ

اطمینان ہوا اور اس نے ہاں میں سر ہلایا اور پھر 20 منٹ

میں ہی عائشہ نے زارا کو تیار کر دیا تھا ویسے تو زارا کو

میک اپ کی ضرورت نہیں تھی وہ خود ہی اتنی پیاری اور

معصوم تھی لیکن پھر بھی عائشہ نے ہلکا سا بلش ان لگا

کے پنک کلپ کلوز لگا دی اتنے میں اس کا معصوم چہرہ

اور بھی چمک دکھا رہا تھا ابھی وہ لوگ باتیں کر رہے

تھے کہ اتنے میں ریم بیگم اندرائی اور کہا کہ جلدی سے

اس کی سر پر دوپٹہ اڑو مولوی صاحب اندر رہے ہیں

اور خود بھی زارا کو دیکھ کر بے اختیار ماشاء اللہ کہا اور

اس کے ماتھے کو چوما اور کہا کہ میری چھوٹی سی بیٹی

تو بہت پیاری لگ رہی ہے ان کی اتنی سی تعریف پر زارا

کے گال مزید گلابی ہو گئے تھے اور پھر دس منٹ کے بعد

وہ زارا رضا شاہ سے زارہ ابراہیم ریان شاہ بن گئی تھی نہ

جانے کیوں اس کو بہت ڈر بھی لگ رہا تھا اور اس کا دل

عجیب ہی انداز سے دھڑک رہا تھا

اب تو تو خوش ہے نا آخر تیرا نکاح ہو گیا جسے تو عشق

کرتا تھا زین نے ابراہیم سے کہا جو نکاح ہونے کے بعد روم

میں اگیا تھا کرتا تھا سے کیا مطلب ہے اپ کا زین شاہ

ابراہیم نے اس کو گھور کر دیکھا ائی مین اپ کرتے ہیں

تو یہیں پہ رک میں اپنی پانڈا سے مل کر اتا ہوں ابراہیم

نے کہا اور وہ جا ہی رہا تھا کہ تب ہی زین نے پیچھے سے

اواز لگا کر کہا کہ صبر نہیں ہوتا تجھ سے تو ابراہیم نے

اپنا چہرہ موڑ کر کہا کہ ہاں نہیں ہوتا تو کچھ نہیں جا یا

زین نے کہا اور ابراہیم چلا گیا ابراہیم زارا کے روم میں

داخل ہوا تو دیکھا کہ زارا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی

اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر زارا

نے بھی مڑ کر دیکھا تو ابراہیم کو کھڑا پایا ابراہیم کو

دیکھ کر اس کا دل دھڑکا اور کہا کہ آ۔۔ پ۔ی۔ہ۔ یہاں

در اصل وہ اس وقت ابراہیم کے آنے کا توقع بھی نہیں کر

رہی تھی کیوں مجھے یہاں نہیں انا چاہیے تھا ابراہیم نے

اس کے پاس اتے ہوئے کہا م۔ی۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا

زارا نے اپنی کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا تو کیا مطلب تھا

تمہارا ابراہیم نے اس کے پاس اتے ہوئے کہاں اور اس کے

معصوم چہرے کو دیکھنے لگا جو اس کی طرف آنکھ اٹھا

کر بھی نہیں دیکھ رہی تھی ابراہیم نے جب اس کا ہاتھ

اپنے ہاتھوں میں پکڑا تو محسوس کیا کہ وہ کانپ رہی

تھی تو ابراہیم نے کہا کہ کانپ کیوں نہیں ہو یا ریلیکس

ہو جاؤ کچھ نہیں کروں گا ابراہیم نے اس کا چہرہ تھوڑی

کی مدد سے اٹھایا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اتنے

میں ہی زار اکا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اس کی

دھڑکنے کی اواز ابراہیم باآسانی سن سکتا تھا ابراہیم کو

اپنی چھوٹی سی پانڈا پر بہت پیارا یا اور کہا کہ بے ہوش

مت ہو جانا جا رہا ہوں میں تو ابراہیم جیسے ہی کمرے

سے باہر نکلا تو زار نے اپنی رکاوٹ اسانس با حال کیا۔۔

زار اسیریوں سے اترتے ہوئے ڈائمنگ ٹیبل کی طرف کھانا

کھانے جا رہی تھی وہ جا کر اپنی ماما کے پاس سے ہی

کرسی پر بیٹھنے والی تھی کہ ابراہیم نے کہا کہ یہاں او

پہلے تو زارا حیران ہوئی لیکن جب اس نے ابراہیم کی

طرف دیکھا تو اس نے اسے اشارہ کیا کہ میرے پاس والی

کرسی پر بیٹھو اس نے اپنی ماما کی طرف دیکھا جنہوں

نے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ گئی اور ابراہیم کے پاس

والی کرسی پر بیٹھ گئی اور بنا لیلہ کے شرارتی آنکھوں کا

نوٹس لیے کپکپاتے ہوئی ہاتھوں سے کھانا کھانے لگی کھانا

کھانے کے دوران جب اس نے چور نظروں سے ابراہیم کی

طرف دیکھا تو وہ اپنے کھانے میں مصروف تھا تو وہ بھی

اپنا کھانا ٹھیک سے کھانے لگے اس دوران ابراہیم کچھ نہ

کچھ اٹھا کر اس کی پلیٹ میں رکھ رہا تھا جو وہ بنا

کچھ بولے کھا رہی تھی کھانا کھانے کے بعد وہ اٹھنے لگی

اپنے کمرے میں جانے کے لیے تو ابراہیم نے اس سے کہا کہ

ایک کپ کافی لے کر میری روم میں اؤ اور بنا کچھ کہے

اپنے روم کی طرف چلا گیا زار نے اپنی ماما کی طرف

دیکھا اور روہانسی اواز میں کہا کہ ماما مجھے تو کافی

بنانی نہیں اتی اب میں کیا کروں اس سے پہلے کہ ریم

بیگم کچھ بولتی ہیں فاطمہ نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں

بنا کر دیتی ہوں تم سیکھ لینا ٹھیک ہے تو زار نے ان کی

طرف دیکھا اور کہا کہ ٹھیک ہے اپنی اس کے بعد وہ

دونوں کچن میں چلی گئی کافی بنانے فاطمہ جیسے

جیسے اسے بتا رہی تھی وہ ویسے ہی سیکھ رہی تھی وہ

بڑی توجہ سے فاطمہ کے بتائے ہوئے طریقے پر کافی بنا

رہی تھی اور آخر 10 منٹ کی محنت کے بعد کافی تیار ہو

گئی تھی تو وہ بے انتہا خوش ہوئی اور کہا کہ فاطمہ اپنی

میں نے کافی بنالی فاطمہ ہنسی اس کے بچوں جیسے

اچھلنے پر اور اس نے بھی کہا کہ ہاں ہاں میری جان اپ

نے کافی بنالی اب جاؤں بھائی کو لے کر اور نہ وہ غصہ

ہو جائیں گے لیٹ آنے پر تو اس نے جلدی سے ہاں میں سر

ہلایا اور کافی کا کپ لے کر اوپر ابراہیم کے روم کی طرف

چلی گئی وہ بے حد گھبرا رہی تھی لیکن اس کو جانا تو

تھا ابراہیم کے روم کے باہر رک کر اس نے ایک لمبی سانس

لی اور خود کو ریلیکس کیا اور کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے

دروازہ ناک کرنے لگی ناک کرنے کی بعد کمرے کے اندر

داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ ابراہیم صوفے پر بیٹا لپ

ٹاپ پر کام کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ موبائل سے ایئر

بلوٹو تھ کو کنیکٹ کر کے کسی کو کل کے میٹنگ کے لیے

انسٹرکشنز دے رہا تھا ابراہیم نے جب اسے دیکھا تو اسے

اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو زارا اچھوٹے چھوٹے قدم

لیتی اس کے پاس گئی اور اس نے کافی کا کب اگے کیا جو

ابراہیم نے پکڑ کر ٹیبل پر رکھا زارا پلٹ کر جانے ہی والی

تھی جب ابراہیم نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف

کھینچا اور زارا اسیدھے اس کی گود میں گری یہ سب

اتنی ہڑبڑی میں ہوا کہ زارا کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آئی

لیکن جیسے ہی اس نے ابراہیم کی گود سے اٹھنے کی

کوشش کی تو ابراہیم نے اس پر اپنی گرفت سخت کی وہ

مجھے اس سے پہلے زار اپنی بات مکمل کرتی تو ابراہیم

نے اس کو کال کی طرف اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو کہ

ابھی کال پر بات کر رہا ہوں تو زارا کو بھی مجبور اچپ

ہونا پڑا اور اس کے کال ختم ہونے کا انتظار کرنے لگے زارا

کو اس کے گود میں بیٹے ہوئے دس منٹ سے زیادہ ہو گئے

تھے لیکن اس کی کال تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے

رہی تھی اور زار اثرم کے مارے انکھ ہی نہیں اٹھا رہی

تھی اور اب تو اس کو بار بار نیند کے جھونکے بھی رہے

تھے اس نے ابراہیم کا ہاتھ ہلا کر اس کو اپنی طرف

متوجہ کرنا چاہا تو ابراہیم نے اس کی طرف دیکھا اور ایک

ائی برواچکایا کہ بولو کیا ہوا وہ مجھے روم میں جانا ہے

نیند ارہی ہے زار نے اس سے کہا تو ابراہیم نے ہاں میں

سر ہلایا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بس پانچ منٹ زار انے

ہاں میں سر ہلایا اور لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی

جہاں پر وہ کچھ کام کر رہا تھا آخر تک ہار کر جب پانچ

منٹ گزرنے کے بعد بھی ابراہیم نے کال کٹ نہ کی تو اس

نے ابراہیم کے سینے پر اپنا سر رکھا اور سو گئی جب ادھے

گھنٹے بعد ابراہیم نے کال کٹ کی اور بلوٹو تھا اپنے کان سے

اتار کر ٹیبل پر رکھا زار کی متوجہ ہوا تو وہ بڑے مزے

سے اس کے سینے پر سر رکھ کے سو رہی تھی ابراہیم اس

کے معصوم چہرے کو دیکھ کر مسکرایا اور اس کی بند

انکھوں کو دیکھا اور اس کی لمبی پلکوں کو اپنے ہاتھوں

سے چھونے لگا اس کے بعد جب ابراہیم نے دیکھا کہ وہ

نیند کی بڑی پکی ہے تو اس نے زارا کے گال پر نرمی سے

اپنے ہونٹ رکھے تب بھی جب زارا کی نیند نہ کھلی تو

ابراہیم نے یہی عمل اس نے دوسرے گال پر بھی کیا اس

نے زارا کے معصوم چہرے کی طرف دیکھا جو خود بڑے

مزے سے سوئے ہوئے اس کے جذباتوں کو بری طریقے سے

جگا چکی تھی ابراہیم اٹھا اور اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا

اور اپنے کمرے کی لائٹ اف کر کے دوسری طرف سے بیڈ

پرا کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر سونے کی کوشش

کرنے لگا اس وقت ابراہیم کے دل کو جو سکون ملا تھا وہ

وہ لفظوں میں بیان کر ہی نہیں سکتا تھا اس نے جذبات

میں اکر زار اکو شدت سے اپنے گلے میں بینچا اور اس کے

بالوں میں ہاتھ چلاتے چلاتے خود بھی سو گیا



عائشہ اپنے کمرے میں بیٹھی کل یونیورسٹی میں ہونے

والا ٹیسٹ تیار کر رہی تھی اس نے ٹیسٹ تقریباً سارا یاد

کر لیا تھا اب اس کو شدید نیند بھی آرہی تھی اور ساتھ

ہی ساتھ اس کو بھوک بھی لگ رہی تھی بہت سستی کے

بعد وہ اٹھی اور نیچے کچن میں اپنے لیے کچھ بنانے چلی

گئی نیچے کچن میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے فریج

میں کچھ چیک کیا لیکن وہاں پر رات کا بچا ہوا کھانا پڑا

تھا تو اس نے فریج کو بند کر کے کیبنٹ نے چیک کیا جہاں

پر نوڈلز کے کچھ پیکیٹس پڑے تھے اس نے دونوڈلز کے

پیکٹس اٹھائے اور وہ اپنی لیے پکانے لگی نوڈلز کا پانی

بوائٹل رکھنے کے بعد اس نے کچھ سبزیاں اکٹھا کر کے

کاٹنے لگی ابھی وہ سبزیاں کاٹ ہی رہی تھی کہ اس کو

ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے پیچھے کوئی ہے ایک دم

سے اس نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو فرحان کو کچن کے

دروازے پر کھڑا پایا فرحان اس کے پاس آیا اور کہا کہ کیا

ہوا ڈر گئی تم عائشہ نے لمبا سانس خارج کیا اور پانی

گلاس میں ڈال کر پینے لگی تم ٹھیک ہو فرحان کو جب

اس کی حالت ٹھیک نہیں لگی تو اس نے پوچھا تو عائشہ

نے ہاں میں سر ہلایا ویسے تم رات کے اس وقت کچن میں

کیا کر رہی ہو فرحان نے بات بڑھانے کے لیے پوچھا نہ جانے

کیوں پر اس کو عائشہ سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا وہ

مجھے بھوک لگی تھی تو میں اپنے لیے کچھ بنانے نیچے

ائی تھی تو مجھے صرف نوڈلز ملے تو فرحان نے ہاں میں

سر ہلایا اور کہا کہ مجھے بھی بھوک لگ رہی ہیں مجھے

بھی کھانے ہیں لاؤ میں تمہاری کچھ مدد کر دوں تو

عائشہ نے ناں میں سر ہلایا اور کہا کہ اپ ٹیبل پر بیٹھ

جائیں میں اپ کو پکا کر دیتی ہوں فرحان نے کہا کہ نہیں

میں بیٹھوں گا نہیں لاؤ میں تمہیں یہ سبزی کاٹ کر دیتا

ہوں تو عائشہ نے اسے حیران نظروں سے دیکھا اور پوچھا

کہ کیا آپ کو یہ کاٹنی اتی ہے اتی تو نہیں ہے پر ٹرائی

کرنے میں کیا جا رہا ہے تو عائشہ نے ہاں میں سر ہلایا اور

اس کے ہاتھ میں چھری دی اور وہ آرام آرام سے سبزی کو

کاٹنے لگا اور عائشہ اس کی طرف پیار بھری نظروں سے

دیکھ رہی تھی ایک دم ہی فرحان نے اس کی طرف دکھا

تو اس کی آنکھوں میں اپنے لیے پیار دیکھ کر وہ ایک پل

کے لیے ٹٹکا عاتشہ نے بھی اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر

جلدی سے اپنی نظروں کو نیچے کر لیا اس کے بعد ان

دونوں نے بیٹھ کر نوڈلز کھائے اور اپنی اپنی کمروں کی

طرف چلے گئے



صبح ابراہیم کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ زارا

پوری کی پوری اس کے اوپر لیٹی ہوئی ہے اسے دیکھ کر

وہ ہنسا اور اس کے چہرے سے بال ہٹانے لگا جو اس کی

منہ کی طرف ارہے تھے صبح ہی صبح اس کے معصوم

چہرے کو دیکھ کر ابراہیم کی آنکھوں میں خمار اتر اور

بنا اس کی نیند کی پرواہ کیے وہ جھکا اور اس کے ہونٹوں

کے نرم ہٹ کو محسوس کرنے لگا زاراجو بڑی مزے سے

سورہی تھی اس کو سانس لینے میں دشواری ہوئی تو

ایک دم ہوئی اس کی آنکھ کھلی ابراہیم کو جب اپنے اوپر

جھکا ہوا پایا تو وہ حوس باختہ ہوئی اور اس کو کندھے

سے پکڑ کر پیچھے کرنے لگی ابراہیم جو اس کی قربت میں

بہک گیا تھا جب اس نے زارا کا ہاتھ اپنے کندھے پر

محسوس کیا جو اسے پیچھے ہٹنے کو کہہ رہی تھی تو

اس نے زارا کے ہونٹوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں سے جدا

کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جو کچی میں

کھلنے کے باعث لال ہو رہی تھی ابراہیم نے اس کی بھگے

ہو نٹوں کی طرف دیکھا اور انہیں اپنی انگوٹھے سے

سہلانے لگا اور زارا کی دل کی دھڑکنیں اتنی تیز ہو گئی

تھی کہ اس کو لگا کے ابھی اس کا دل نکل کر باہر جائے

گا ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ کیسی گزری رات زارا

بالکل بھی جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی اس کے

منہ سے الفاظ ہی نہیں نکل پارہے تھے اس نے پہلی بار

ابراہیم کا یہ روپ دیکھا تھا اسی لیے اس نے ہاں میں سر

ہلایا جیسے ہی کہہ رہی ہو کہ ٹھیک گزری کافی دیر تک

جب ابراہیم چپ تھا تو زارا نے اپنی آنکھیں اٹھا کر اس

کی طرف دیکھا جو اسی کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا تو

زارا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا کہ آ۔۔ پاپ م۔۔ می میرے

ا۔۔ واو پر سے ہٹے مجھے روم میں جانا ہے اور اگر میں نہ

اٹھوں تو ابراہیم نے اس کو تنگ کرنا چاہا پلینز مجھے کالج

جانا ہے دیر ہو جائے گی جب ابراہیم نے اس کی بات سنی

تو وہ اٹھ کر بیٹھا اور ساتھ اس کو بھی بٹھایا اور اس نے

کہا کہ میری بات کو غور سے سنو کالج میں کبھی کسی

سے کوئی چیز لے کر کھانا مت اور اگر کوئی کہے کہ کوئی

تمہیں بیک سائیڈ پر بلارہا ہے تو بالکل بھی مت جانا کیلے

اور لڑکوں سے دور رہنا اور سب سے خاص بات کسی بھی

پروفیسر کے کین میں اکیلے بالکل بھی مت جانا ٹھیک ہے

ناروح من ابراہیم نے اس کے سارے بال پیچھے کیے جو

سلکی ہونے کی وجہ سے بار بار اس کے چہرے کی طرف ا

رہے تھے اور اسے ڈسٹرب کر رہے تھے سمجھائی بے بی

گرل اگر تم نے ان ساری باتوں پر ہدایت نہیں کی تو تمہیں

سزا ملے گی سزا کا نام سن کر زارا ڈری اور اس نے جلدی

سے ہاں میں سر ہلایا اب جاؤ جلدی سے تیار ہو کر ہاؤ

میں تمہیں خود کالج چھوڑنے جاؤں گا بس یہ سننے کی

دیر تھی اور زار اوہاں سے ایسے بھاگی کے قیدی جیل سے

چھوٹ گیا ہوا براہیم بھی ایک پل کے لیے اس کی سپیڈ

کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا گلے ہی پل سر جھٹکا اور

خود بھی افس جانے کے لیے تیار ہونے لگا

زارا اور فاطمہ کالج کے لیے تیار ہو کر نیچے ڈائنگ ٹیبل

پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی کہ اتنے میں ابراہیم بھی

سیڑھیوں سے اترتا ہوا نظر آیا فاطمہ نے شرارتی آنکھوں

سے زارا کی طرف دیکھا تو زارا نے اسے نہ سمجھ نظروں

سے دیکھا فاطمہ نے اسے پیچھے دیکھنے کا اشارہ کیا

جب زارا نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں سیڑھیوں سے

اترتا ہوا ابراہیم اڑھاتھا بے اختیار ہی اس کے گال لال ہو

گئے اور اسے صبح کا منظر یاد دایا اور اس نے دوبارہ چور

نظروں سے ابراہیم کی طرف دیکھا جو بلیک پینٹ اور

ساتھ ہی بلیک شرٹ پہنے ہوئے استینوں کو کونیوں تک

چڑھائے ہوئے بہت ہی ہینڈ سم لگ رہا تھا اس نے چپکے

سے دل میں ماشاء اللہ کہا تھا ابراہیم ڈائمنگ ٹیبل تک

پہنچا اور اس نے جھک کر زارا کے ماتھے پر بوسہ دیا اور

پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسی کے پاس

کر سی پر بیٹھا اور زار اتو فاطمہ کے سامنے سر اٹھانے کے

قابل ہی نہیں رہی تھی ابراہیم نے ملازمہ کو اواز دی کہ

میرا ناشتہ لے او اس نے زار کی طرف دیکھا جو اہستہ

اہستہ اپنا ناشتہ کر رہی تھی تو ابراہیم نے بھی اس کی

پلیٹ سے ناشتہ کرنا شروع کیا تو زار نے اسے حیران

نظروں سے دیکھا اور کہا کہ اب میرا ناشتہ کیوں کر رہے

ہیں اپنا ناشتہ کریں زارا نے بچوں کی طرح پلیٹ کو اپنے

ہاتھوں میں پکڑ کر اوپر اٹھایا تو ابراہیم نے کہا کہ کوئی

بات نہیں جب میرا ناشتہ اجائے گا تو تم بھی اسی میں

سے کر لینا اور زارا کو اور کیا چاہیے تھا وہ تو تھی ہی

صدا کھانے کی شوقین تو اس نے ابراہیم کی طرف دیکھا

اور کہا کہ پکا پکچھے دیں گے نا اپنا ناشتہ تو ابراہیم

نے ہاں میں سر ہلایا اس کو پتہ تھا کہ زارا بہت فوڈی ہے

لیکن بالکل بھی اس میں جان نہیں تھی وہ بالکل پتلی

سی تھی نازک نازک سی ایسا لگتا کوئی بھی اس کو ہاتھ

لگاتا تو وہ ٹوٹ جاتی تو زارا نے اس کی بات سن کر اپنی

پلیٹ نیچے رکھی اور اس میں سے دونوں ناشتہ کرنے لگے

جب ناشتہ ختم ہوا تو ابراہیم نے کہا کہ چلو تم دونوں کو

کالج چھوڑاؤ مجھے بھی میٹنگ میں جانا ہے دیر ہو رہی

ہے تو زرارے صدے سے کہا کہ ابھی تو آپ کا ناشتہ بھی

نہیں آیا تو ابراہیم نے ٹیبل سے اپنا والٹ اٹھایا اور کہا کہ

کوئی بات نہیں میرا پیٹ بھر چکا ہے چلو جلدی کرو اس

کا صدے سے کھلا ہوا منہ دیکھ کر بے اختیار ابراہیم کو

اس پر پیار بھی بہت آیا اور اپنے لب کو دانتوں تلے دبا کر

ہنسی بھی روکنے کی کوشش کی لیکن مجھے ابھی ناشتہ

کرنا ہے مجھے بھوک لگ رہی ہے زارا نے ضدی لہجے میں

کہا تو فاطمہ نے کہا کہ یار زارا چلو کالج کی کینٹین میں

سے کچھ کھا لینا بھی دیر ہو رہی ہے بھائی چلے گئی تو

کوئی بھی نہیں ہے اور گھر پر ہمیں کالج چھوڑنے والا تو

زارا نے اپنا منہ پلایا اور صوفے پر سے اپنا بیگ اٹھا کر

ان دونوں سے پہلے ہی نکل کر باہر چلی گئی تو ابراہیم اور

فاطمہ بھی اس کے پیچھے ہی باہر چل پڑے ابراہیم نے

جیسے ہی گاڑی سٹارٹ کی تو اس کے اظہار ناراضگی پر

وہ مسکرا پڑا جو اگے بیٹھنے کے بجائے پیچھے بیٹھ گئی

تھی ابراہیم نے اسے بیک مرر سے دیکھا جو منہ پلائے

کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی زار افاطمہ کے قریب ہوئی

اور سرگوشی میں اس سے پوچھا کہ فاطمہ اپنی کیا اپ

کے پاس پیسے ہیں فاطمہ نے ہاں میں سر ہلایا اور پوچھا

کہ ہاں ہے کیوں تمہیں کیا کرنا ہے تو زارا نے بتایا کہ میں

پیسے لانا بھول گئی تو فاطمہ نے کہا کہ کوئی بات نہیں

مجھ سے لے لینا ان دونوں کی سرگوشی میں کی گئی

باتیں ابراہیم نے بخوبی سن لی تھی جو ان دونوں کی

طرف ہی متوجہ تھا ابراہیم نے دل میں سوچا کہ اب زارا

میری ذمہ داری ہے میں اتنا لاپرواہ کیسے ہو سکتا ہوں کہ

اس کی ضرورتوں کا مجھے خیال ہی نہیں ہے کالج کے

سامنے گاڑی روک کر پہلے فاطمہ اتری جب زارا اترنے لگی

تو ابراہیم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ رکھو اور جلدی

سے اپنے والٹ میں سے کچھ پیسے نکال کر اس کے ہاتھ

میں رکھ کے اور کہا کہ یہ لو اتنے پیسوں کا میں کیا کروں

گی زارا نے کہا کوئی بات نہیں رکھ لو کیا پتہ ضرورت پڑ

جائے ابراہیم نے زبردستی اس کے بیگ میں پیسے ڈال دیے

اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جاؤ اب زار نے ہاں میں سر

ہلایا اور گاڑی سے نکل کر اپنی کلاس کی طرف جانے لگی

فاطمہ اپنے کلاس میں گم سم بیٹھی ہوئی تھی تب ہی

اس کے پاس ان کے کلاس کا سب سے ہینڈ سم لڑکا معیز آیا

اور فاطمہ سے کہا کہ کیا آپ سے بات ہو سکتی ہے تو

فاطمہ کو لگا کے شاید وہ پڑھائی کے بارے میں کچھ بات

کر رہا ہو تو فاطمہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ اس کے

پاس بیٹھا اور اسے کہا کہ میں آپ سے پیار کرتا ہوں کیا

آپ میرے پروپوزل کو ایکسیپٹ کرتی ہیں معیز نے بنا

لگی لیٹی رکھے اپنی بات کہہ دی اور فاطمہ کے چہرے کی

طرف دیکھا جو بالکل سپاٹ تھا فاطمہ بنا کچھ کہے

اٹھی اور کلاس سے باہر چلی گئی معیز کو غصہ تو بہت

ایا کہ کوئی اس جیسا ہینڈ سم لڑکے کا پروپوزل بھی

ریجیکٹ کر سکتا ہے تبھی وہ غصے سے دندنا تاہوا فاطمہ

کے پیچھے کلاس سے باہر آیا اور فاطمہ کو دیکھا جو

گراؤنڈ کی طرف جارہی تھی وہ اس کے پیچھے آیا اور

اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ تمہاری

ہمت کیسے ہوئی مجھے یعنی معیز خان کو ریجیکٹ کرنے

کی آخر تم ہوتی کون ہو اج میں تمہیں بتاؤں گا کہ معیز

خان کو ریجیکٹ کرنے کی کیا سزا ہوتی ہے میرا ہاتھ

چھوڑو پاگل انسان نہیں کرتی میں تم سے پیار فاطمہ نے

اس سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی سارے سٹوڈنٹس

کھڑے ان کا تماشہ دیکھ رہے تھے ان سب میں زارا بھی

کھڑی تھی جو فاطمہ سے ملنے ارہی تھی اسی وقت میں

زارا کے دماغ نے کام کیا اور اس نے جلدی سے ابراہیم کو

کال ملائی لیکن ابراہیم نے کال اٹینڈ نہیں کی تو اس نے

جلدی سے زین کو کال میلائی جو چارپانچ رنگ کے بعد

اس نے اٹھائی اس نے جلدی سے کہا کہ زین بھائی کالج

میں پتہ نہیں کون ہے جو فاطمہ اپی کے ساتھ بد تمیزی کر

رہا ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اپ پلیر جائیں زین کا یہ

سننا تھا کہ اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور کہا کہ گڑیا ڈرو

مت میں ابھی دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں تو وہ زارا

نے کال کٹ کی اور فاطمہ کی طرف دیکھا جو اپنا ہاتھ

معیز سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی زارا کو کچھ

سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا کرے تب ہی اس نے نیچے

سے ایک پتھر اٹھایا اور اس کو کھینچ کر اس کی طرف

پھینکا جو سیدھا جا کر معیز کے ماتھے پر لگا اور وہاں سے

خون نکلنا شروع ہو گیا اس کی گرفت ڈیلی ہونے کی دیر

تھی کہ فاطمہ نے دوڑ لگائی اور ساتھ زارا کا ہاتھ پکڑا اور

کہا کہ زار اجدی باگھو وہ دونوں بھاگتے ہوئے کالج کی

بیک سائیڈ پر آئی اور وہی ایک جگہ پر چھپ گئی زین

اور ابراہیم کی گاڑی ایک ساتھ ہی کالج کے سامنے رکی اور

وہ دونوں باہر نکلے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران

ہوئے تو ابراہیم نے کہا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو تو زین نے

اسے زار کے کال کے بارے میں بتایا تو ابراہیم بنا دیر کی

ایک کالج کے اندر داخل اس کے پیچھے زین بھی تھا اور

وہ دونوں حواس باختہ زار اور فاطمہ کو ڈھونڈ رہے تھے

جب سٹوڈنٹس نے ان دونوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو

انہوں نے اسے بتایا کہ وہ دونوں بیک سائیڈ کی طرف گئی

تھی تو وہ دونوں جلدی سے بیک سائیڈ پر بھاگے زار اور

فاطمہ جو چھپی ہوئی تھی معیز اور اس کے دوستوں

نے فاطمہ کا دوپٹہ دیکھ لیا جو نظر ارہا تھا وہ تینوں

وہاں پر گئے اور کھینچ کر ان دونوں کو باہر نکالا زارا کے

منہ سے بے اختیار چیخ نکلی اور کہا کہ چھوڑ دو مجھے

پلیز جانے دو ہمیں معیز کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا کہ

اس چھوٹی سی لڑکی نے اسے پتھر مارا اس نے کھینچ کا

زارا کے گال پر تھپڑ مارا اور کہا کہ یہ تمہیں مجھے پتھر

مارنے کی سزا اس کے بعد اس کی دوسری گال پر تھپڑ

مارا اور کہا کہ یہ فاطمہ کو مجھ سے بھگانے کی سزا ارا

کا پورا چہرہ لال ہو گیا تھا اور معیز کے پانچوں انگلیاں

اس کے گال پر چھپ گئی تھی اس کا ہونٹ بھی ایک

طرف سے پٹ چکا تھا جہاں سے خون انا شروع ہو گیا تھا

اس کے بال بری طرح سے بگڑ گئے تھے اس کو تو اناج تک

کسی نے گھر میں ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اور اتنی بھاری

ہاتھ کا تھپڑ کھانے کے بعد اس کو اپنے چہرے پر بے انتہا

جلن محسوس ہوئی فاطمہ نے جب معیز کو دیکھا کہ وہ

زارا کو مار رہا ہے تو اس نے کہا کہ چھوڑ واسے پاگل

انسان میں تمہارا منہ توڑ دوں گی تمہاری ہمت کیسے

ہوئی میری بہن پر ہاتھ اٹھانے کی معیز نے جب اس کی

بات سنی تو وہ اس کی طرف گیا اور بتایا کہ ایسے ہمت

ہوئی میری وہ اس پر ہاتھ اٹھانے ہی والا تھا کہ اس کا

ہاتھ پیچھے سے زین نے پکڑا اور بری طرح سے اس کو

مارنے لگا اور ابراہیم نے اس کے دونوں دوستوں کو پکڑ کر

ایک منٹ میں دھنک کر رکھ دیا تھا وہ جلدی سے زار کی

طرف ایسا جو ایک کونے میں کھڑی رو رہی تھی زار ا جلدی

سے بھاگ کر ابراہیم کی طرف گئی اور اس کے گلے لگ کر

پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی ابراہیم تو اس کے رونے

سے ہی بے چین ہو گیا تھا اور اس کا چہرہ اپنے سینے سے

نکالا تم ٹھیک ابراہیم نے ابھی اپنی بات مکمل ہی نہیں کی

تھی جب اس کی نظر زارا کے چہرے کی طرف پڑی جو

پورا لال ہوا پڑا تھا اور اس کے چہرے پر انگلیوں کے نشان

تھے اور اس کے ہونٹ سے بھی خون نکل رہا تھا یہ سب

دیکھ کر ابراہیم کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا اور اس

نے زارا کو چھوڑا اور معیز کی طرف آیا اور بنا کچھ کہے

اس کا ہاتھ پکڑ کر اتنی زور سے مروڑا کہ اس کا ہاتھ ہی

ٹوٹ گیا اس پر بھی ابراہیم نے بس نہیں کی اور یہی

عمل اس کے دوسرے ہاتھ کے ساتھ بھی کیا اس کے بعد

اس کے منہ پر مکے مارنے لگا اس وقت وہ عام ابراہیم سے

ہٹ کر ایک ایجنٹ لگ رہا تھا اس پر جنون سوار ہو گیا

تھا اور اس کا غصہ کسی بھی طور پر کم ہونے کا نام ہی

نہیں لے رہا تھا جبکہ معیز تو کب کا بے ہوش ہو چکا تھا

زین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ بس کریا رہو بے ہوش

ہو چکا ہے اسے جان سے مارے گا کیا تو ابراہیم نے اس کا

ہاتھ جھٹکا اور کہا کہ ہاں میں اسے جان سے ہی ماروں گا

اس کی ہمت کیسے ہوئی میری زار اپہ ہاتھ اٹھانے کی بس

کریا وہ دیکھ زار اتھے بلار ہی ہے ابراہیم نے مڑ کر زارا

کی طرف دیکھا جو رو رہی تھی تو وہ جلدی سے اٹھ کر

اس کے پاس گیا تو ذین بھی فاطمہ کی طرف آیا اور اس

کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور کہا کہ تم ٹھیک ہو تمہیں

کہیں چوٹ تو نہیں آئی ناباگتے وقت لگی تو نہیں نا

تمہیں ذین میں ایک ہی سانس میں کئی سارے سوال

فاطمہ سے پوچھیں جو یک ٹک اس کی آنکھوں میں ہی

دیکھ رہی تھی جہاں پر صاف ڈر و خوف نظر آ رہا تھا

فاطمہ نے اسے اپنا ہاتھ چھڑایا اور کہا کہ ٹھیک ہوں میں

نہیں ایسے نہیں میری آنکھوں میں دیکھ کر بتاؤ کہ ہاں

ٹھیک ہو تم زین نے دوبارہ سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں

پکڑا تو فاطمہ نے غصے سے اپنا ہاتھ جھٹکا اور کہا کہ زین

شاہ اپنے الفاظ کو یاد رکھیں میں وہی بے حیا لڑکی ہوں

زین کو اس کا اپنے لیے بے حیا کالفاظ استعمال کرنا اچھا

نہیں لگا تو زین نے اسے بازو سے زور سے پکڑا اور کہا کہ

نہیں ہو تم بے حیا میرے عشق کے اکلوتی وارث ہو تم اس

دل کی ملکہ ہو تم اگر اسندہ تم نے اپنے لیے یہ گندالفظ

استعمال کیا تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا فاطمہ تو اس

کے اظہار سے حیران ہی ہو گئی تھی وہ یہی سوچ رہی

تھی کہ راتوں رات ہی زین کو کیا ہو گیا کہ وہ اس سے

محبت بھی نہیں عشق کا اعتراف کر رہا تھا لیکن ابھی وہ

اس بات سے کہاں واقف تھی کہ زین کو اس سے عشق تو

کب کا ہو چکا تھا بس اپنی انا کے پرچم کو بلند رکھنے کے

خاطر وہ اعتراف نہیں کر رہا تھا اور اب اس پر کھودینے

کا ڈراتنا حاوی ہو گیا تھا کہ اس نے اعتراف بالا خر کر ہی

دیا اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے گھر چل کر دادا

جی سے نکاح کی بات کروں گا اس کے بعد تمہیں بتاؤں گا

کہ تم کیسی لڑکی ہو جب تمہارے ساری جائز حقوق میرے

پاس ہوں گے تو آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ نے کہا کہ بات

کریں گے اور میں مان لوں گی اپنا ٹکرانا یاد ہے مجھے آج

بھی کیسے آپ نے مجھے دھکے مار کر اپنے کمرے سے باہر

نکالا تھا اگر آپ نے نکاح کے بارے میں دادا جی سے کوئی

بھی بات کی تو یاد رکھنا میں انکار کر دوں گی ابھی زین

اس کو کوئی جواب دیتا کہ ابراہیم نے کہا کہ چلو گھر

چلتے ہیں تو زین میں ہاں میں سر ہلایا اور وہ سب گھر

کے لیے نکل پڑے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے ابراہیم نے

زین سے کہا کہ تم فاطمہ کو گھر چھوڑاؤ میں زارا کو لے

کر اپنے فلیٹ میں جا رہا ہوں ابھی اس کی حالت ٹھیک

نہیں ہے گھر والوں کو کہہ دینا کہ زارا ابراہیم کے ساتھ ہے

زین نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھر

کی طرف چلا گیا

گاڑی میں زارا اداس سی بیٹھی تھی تو ابراہیم نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ بے بی گرل زیادہ درد ہو رہا ہے

گال میں تو زارا نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے بیبی گرل اگر تمہاری

آنکھ سے ایک آنسو بھی نکلا تو میں تمہیں اس سے بھی

زیادہ سخت سزا دوں گا سزا کے نام پر زارا گھبرائی اور

جلدی سے اپنی آنکھوں صاف کی گڈ گال ابراہیم نے فلیٹ

کے سامنے اپنی گاڑی روکی اور اس کی طرف اکر دروازہ

کھولا اور کہا کہ چلو آؤ زارا باہر نکلی اور اس کے ساتھ

فلیٹ کے اندر چلی گئی فلیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی

ابراہیم خود صوفے پر بیٹھا اور اسے اپنی گود میں بٹھایا

اور کہا کہ اب بتاؤ درد ہو رہا ہے یہاں زارا نے اپنے گال کی

طرف اشارہ کیا تو ابراہیم نے نرمی سے اپنے ہونٹ زارا کے

گال پر رکھے تو زارا کی دھڑکنیں یک دم تیز ہوئی اور

ابراہیم جو اس کے دوسرے گال پر بھی اپنے ہونٹ رکھنے

والا تھا زارا نے اسے بچ میں ہی روک کر اپنے ہاتھ اس کے

ہونٹ پر رکھے اور کہا کہ پلیز کیا پلیز بی بی گرل ابراہیم

نے اس کی طرف دیکھ کر کہا اور اس کا چہرہ تھوڑی کی

مدد سے اوپر اٹھایا اس سے پہلے کہ زارا کوئی جواب دے

تھی وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا اور خود کو سیراب کرنے

لگا زار نے مزاحمت کرنا چاہیے اور اپنے ہاتھوں سے اس

کو دور کرنے لگی لیکن ابراہیم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو

پکڑا اور اس کے کمر سے لگایا ایک دم ہی ابراہیم نے اسے

صوفے پر لٹایا اور خود اس کے اوپر رکھ کر اس کی گردن

پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا اور زارا کی دھڑکنیں

اتنی تیز ہو گئی تھی کہ اس کو لگا کہ اب اس کا دیوانہ

دل باہر اجائے گا۔ ابراہیم زار نے کپکپاتے ہوئے آواز

میں اس کو پکارتا تو ابراہیم نے اس کی گردن سے چہرہ

نکالا اور خمار آلود بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا

وہ م۔ ج مجھے بھوک لگ رہی ہے زار نے اس سے بچنے

کے لیے ایک بہانہ بنایا ابراہیم بھی سمجھ گیا تھا کہ ذرا

اس سے بچنے کے لیے بہانے بنا رہی ہے ابراہیم اس کے اوپر

سے اٹھا اور اس کو بھی ساتھ میں اٹھایا اور کہا کہ وہ

سامنے روم ہے جاؤ جا کر فریش ہو جاؤ تب تک

میں تمہارے لیے ارڈر کرتا ہوں کچھ لیکن میرے پاس تو

کپڑے بھی نہیں ہیں تاکہ میں چینج کر سکوں زارا نے

پریشانی سے کہا میرے ساتھ او ابراہیم نے اس کا ہاتھ

پکڑا اور کمرے کے اندر لایا اور وہ وارڈروب میں سے اسے

اپنی ایک شرٹ نکال کر دی اور ساتھ ہی پینٹ یہ پہن لو

ابراہیم نے کہا تو زار نے کہا کہ یہ تو اتنے بڑے ہیں یہ

مجھے کیسے آئیں گے تو ابراہیم نے کہا کہ ایڈجسٹ کر لو

ابھی یا پھر میں خود پہنا دوں ابراہیم نے شرارت سے کہا

تو زار نے کہا کہ نہیں نہیں میں خود پہن لوں گی اور

جلدی سے واش روم کی طرف بھاگی ابراہیم ہنسا اور بیڈ

پر بیٹھ کر اس کے لیے کچھ ارڈر کرنے لگا ارڈر کرنے کے

بعد وہ بیڈ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا کہ اتنے میں

ہی زار اواش روم سے نکل کر آئی ابراہیم نے جب اس کی

طرف دیکھا تو اس کو زار پر بے انتہا پیار آیا جو اس کے

کپڑوں میں بالکل چھوٹا سا کیوٹ سا پنڈا لگ رہی تھی

ابراہیم اس کے پاس گیا جو اس کے کپڑوں میں الجھ کے

بار بار گر رہی تھی ابراہیم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر استینوں

کو فولڈ کر کے اوپر اٹھایا اور اسی طرح پینٹ کو بھی

فولڈ کر کے اوپر اٹھایا جس سے وہ اب الجھ نہیں رہی

تھی اس کی بات ابراہیم بیٹھا اور اسے اپنی گود میں

بٹھایا زار نے کہا کہ مجھے اپنے موبائل دے میں نئے گیم

کھیلنی ہے تو ابراہیم نے اپنا موبائل اسے دیا تو زار اس

پر گیم کھیلنے لگی اور ابراہیم اسے تنگ کرنے لگا کبھی

اس کے گردن پر کس کرتا تو کبھی اس کے گال پر تو کبھی

اس کے بالوں کے ساتھ کھیلتا اور زار اہر بار یہی کہتی کہ

شاہ تنگ نہ کریں ورنہ میں اپ کا موبائل گرا دوں گی اور

ابراہیم ہنس کر یہی کہتا کہ گرا دوں اور دوبارہ اسے تنگ

کرنے لگ جاتا ابراہیم اس کا دیہان انج ہوئی واقعے پر سے

ہٹنا چاہتا تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوا تھا زار کا

دھیان ادھر سے ہٹ گیا تھا اب وہ مزے سے صوفے پر

بیٹھی پیزا کھا رہی تھی اور ابراہیم لیپ ٹاپ پر کام کرتے

اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا آخر پیزا کھانے کے

بعد تک ہار کر وہ اسی کی گود میں سو گئی ابراہیم ہنسا

اس کے معصومیت پر اور اس کے ماتھے پر ایک بوسہ دیا

اور اس کے بعد اپنا کام کرنے لگا

زین نے جیسے ہی فاطمہ کو گھر چھوڑا تو وہ ڈائریکٹ

ہی دادا جی کے کمرے کی طرف گیا اور ان سے کہا کہ میں

نے آپ سے بات کرنی ہے دادا جی جو بک پڑنے میں

مصروف تھے تو ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ ٹھیک ہے

بیٹھ جاؤ اور کہو کہ کیا بات ہے زین نے کہا کہ مجھے

بیٹھنا نہیں ہے بس آپ کو یہ بتانا تھا کہ میں نے جو

سوچنے کے لیے وقت لیا تھا وہ پورا ہوا اور مجھے فاطمہ

سے نکاح کرنا ہے آپ چاہیں تو رخصتی بعد میں کروا

سکتے ہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں بس اس کو میرے

نکاح میں دے دے دادا جی نے اس کو گھور کر دیکھا اور

کہا کہ کیا تم دونوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اس عمر میں

مجھے ذلیل ہی کرنا ہے سارے گھر والوں کے سامنے کبھی

ابراہیم کو نکاح کرنے کی پڑ جاتی ہے اور اب تمہیں بھی

نکاح کرنا ہے اور وہ بھی آج ہی ہاں مجھے اسے آج ہی

نکاح میں لینا ہے کچھ بھی کریں دادا جی لیکن شام سے

پہلے اس کی سارے جائز حقوق میرے نام ہونے چاہیے

ٹھیک ہے پہلے مجھے فاطمہ سے پوچھ لینے دو کہ اس کی

کیا مرضی ہے اگر اس کی مرضی نہ ہوئی تو میں کچھ

نہیں کر سکوں گا دادا جی نے اپنے جنونی پوتے کے سامنے

اپنے ہتھیار ڈالے پوچھ لیجئے گا اسے اور اسے یہ بھی بتا

دینا اگر اس نے انکار کرنے کی کوشش کی تو میں اس کے

ساتھ ساتھ خود کو بھی شوٹ کر دوں گا تمہارا دماغ

خراب ہو گیا ہے کیا ایسا کرنے کی سوچنا بھی مت تم جاؤ

میں فاطمہ اور باقی گھر والوں سے بات کرتا ہوں دادا

جی نے اس سے کہا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا اور کمرے

سے باہر چلا گیا

فاطمہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی زین کے کی ہوئی

باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی تبھی دروازے پر نوک

ہوا تو اس نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں دادا جی

کھڑے تھے تو جلدی سے ان کے پاس گئی اور کہا کہ دادا

جی آپ کو ناک کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ خود ہی اجاتے

تو دادا جی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا

کہ آج میں اپنی پیاری پوتی کے پاس ایک فریاد لے کر آیا

ہوں فاطمہ کا دل دھڑکا اور اس نے سوچا کہ کیا زین نے

اتنی جلدی دادا جی سے بات کر بھی لی جی دادا جی

کہیں فاطمہ نے کہا تو دادا جی نے کہا کہ بیٹا زین تم سے

نکاح کرنا چاہتا ہے مجھے بتاؤں کیا اس میں تم راضی ہو

یا نہیں تو فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنا جاری ہو گئے

اور اس نے کہا کہ نہیں دادا جی میں راضی نہیں ہوں

مجھے زین سے نکاح نہیں کرنا تو دادا جی کچھ مایوس

ہوئے اور اس سے کہا کہ کیوں بیٹا کیا کوئی وجہ ہے تو

فاطمہ نے نہ میں سر ہلایا تو داداجی نے دوبارہ پوچھا کہ

بیٹا کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے تو اس سوال کو سن کر

فاطمہ حیران رہ گئی تھی اس نے دل میں سوچا کہ کیا

اسے ذین کے علاوہ کوئی اور پسند اسکتا ہے جسے اس نے

دعاؤں میں مانگا تھا لیکن اگلے ہی پل اسے یاد آیا کہ زین

نے اس کی کیسی تیز لیل کی تھی تو اس نے دادا جی سے

کہا کہ نہیں مجھے کوئی پسند نہیں ہے لیکن میں ابھی

شادی نہیں کرنا چاہتی تو دادا جی نے اس سے کہا کہ بیٹا

شادی نہیں ابھی صرف نکاح ہی ہوگا رخصتی بعد میں

جب تم چاہے ہم کر لیں گے دادا جی اسے اسی طرح قائل

کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ اپنی پوتے کی جنونی طبیعت

سے واقف تھے کہ اگر فاطمہ نہ مانی تو وہ اس کے ساتھ

کیا کچھ کر سکتا ہے تو فاطمہ نے کہا کہ نہیں میں ابھی

ان سب کے لیے تیار نہیں ہوں فاطمہ کو بہت برا لگ رہا تھا

دادا جی کو منع کرتے ہوئے لیکن وہ کیا کرتی اسے بھی تو

اپنی عزت نفس کو قائم رکھنا تھا جسے زین بری طرح اپنے

پاؤں تلے کچل چکا تھا جب وہ اس بار بھی نہ مانی تو

دادا جی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ بیٹا خوش

رہو اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے اور پیچھے فاطمہ

بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اپنی قسمت کی ستم

ظرفی پر۔۔۔

دادا جی نے اپنے کمرے میں بیٹھے ملازما کو آواز دی اور

کہا کہ جاؤ ذین کو بلا کر لاؤ تو ملازمہ نے ہاں میں سر

ہلایا اور اوپر ذین کو بلانے چلی گئی تھوڑی ہی دیر بعد

زین دادا جی کے کمرے میں داخل ہوا اور اس سے کہا کہ

جی دادا جی کہیں تو دادا جی نے کہا کہ بیٹا فاطمہ نکاح

کے لیے نہیں مانی اب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر

سکتا زین کو غصہ تو بہت آیا اور خود سر لڑکی پر کہ

اس نے نکاح سے منع کیا تو اس نے دادا جی سے کہا کہ

کوئی بات نہیں اپ تیا ریاں کریں فاطمہ اپنے منہ سے خود

ہی مجھے قبول کرے گی نکاح میں۔ لیکن کیسے بیٹا تم

اس کے ساتھ کوئی غلط تو نہیں کرو گے دادا جی نے کہا

تو زین نے کہا کہ دادا جی اپ بے فکر ہو جائیں میں نے اگر

سیدھی طرح سے اسے کہلوایا نکاح کے لیے تو اس نے منع

کیا اب جو طریقہ میں اپناؤں گا تو ظاہر ہے وہ اسے پسند

نہیں آئے گا لیکن نکاح میں تو اسے میرے انا ہی ہو گا اتنا

کہہ کر بناداد جی کی بات سنے وہ کمرے سے نکل گیا

کمرے سے نکل کر اس نے سب سے پہلے ابراہیم کو کال

ملائی اور اس کو ساری بات بتائی اور ساتھ میں یہ بھی

بتایا کہ وہ کیا کرنے والا ہے تو اگے سے ابراہیم نے کہا کہ

زین وہ میری بہن ہے اگر اسے ذرا بی ہارٹ کیا تو میں

تمہیں چھوڑوں گا نہیں تو زین نے کہا کہ یار نہیں کرتا

ہارٹ میں میں نے جو کہا ہے تم اس میں میرا ساتھ دو گے

یا نہیں ٹھیک ہے تم سب ریڈی کرو میں پاپا سے بات کرتا

ہوں تو زین نے اسے کہا کہ تھینک یو سوچ بڑی اگے سے

ابراہیم نے بنا کچھ کہے کال کٹ کر دی زین حیران ہوا اور

کہا کہ کھڑوس کہیں گا۔۔



شام ہوئی تو دادا جی نے سارے گھر والوں کو نکاح کے

بارے میں پہلے سے ہی بتا دیا تھا سب نے تیاریاں مکمل کر

دی تھی مولوی صاحب بھی اگئے تھے جب مولوی صاحب

اندر جانے لگے تو زین نے کہا کہ اپر کیں مجھے پیپر زدے

اور بتائیں کہ کہاں کہاں سائن کرنا ہے تو مولوی صاحب

نے ہاں میں سر ہلایا اور اسے پیپر زدے اور ساتھ میں بتایا

کہ کہاں کہاں سائن کرنے ہیں زین نے اپنے پیچھے کسی کو

بھی آنے سے منع کیا اور خود ہی اکیلے فاطمہ کے کمرے

میں داخل ہوا زین نے دیکھا کہ فاطمہ بیڈ پر گھٹنوں میں

سر دیے بیٹھی ہوئی تھی وہ اس کے پاس گیا اور اس کے

ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھا اور کہا کہ یہ لوں فاطمہ یہاں پر

سائن کرو فاطمہ نے اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھا اور زین نے

جب اس کی لال انکھیں دیکھی تو اس کے دل کو کچھ ہوا

لیکن اس نے اپنے دل کو ڈپٹا اور کہا کہ اگر اج میں نے اس

پر رحم کیا تو یہ ساری زندگی میرے نام نہیں ہو پائے گی

اسی لیے کہا کہ یہاں پر سائن کرو فاطمہ نے انہیں اسے نہ

سمجھی سے دیکھا کس چیز کے پیپر ہے یہ فاطمہ نے کہا

توزین نے اسے لاپرواہی سے جواب دیا کہ نکاح کے پیپر ہے

سائن کروں یہ سننے کی دیر تھی کہ فاطمہ نے غصے سے

اسے دیکھا اور کہا کہ میں سائن نہیں کروں گی اور میں

نے دادا جی سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اپ سے نکاح نہیں

کرنا وجہ نکاح نہ کرنے کی کوئی خاص وجہ بتاؤ تو میں

خود ہی یہاں سے چلا جاؤں گا تو فاطمہ نے کہا کہ مجھے

کوئی وجہ نہیں بتانی اپ جائیں یہاں سے اور مجھے اپ

سے نکاح نہیں کرنا تو مطلب نہیں کرنا لیکن وجہ بتانی

پڑے گی تو میں کہ تمہیں مجھ سے نکاح آخر کیوں نہیں

کرنا ذین نے کہا اور غصے سے اس کا بازو پکڑ کر اپنی

طرف کھینچا تو فاطمہ نے کہا کہ ابھی ابھی اپ کو لگتا ہے

کہ مجھے اپ کو وجہ بتانے کی ضرورت ہے کیا وہ رات اپ

بھول گئے جب آپ نے مجھے دھکے مار کر اپنی کمرے سے

باہر نکلا تھا اور ساتھ میں یہیں بولا تھا کہ میں تم جیسی

بے حیا لڑکی سے کبھی بھی شادی نہیں کروں گا تو ابھی

بھی میں وہی فاطمہ ہوں کچھ بھی نہیں بدلا مجھ میں

نہ ہی میں خوبصورت ہوں اور نہ ہی میں آپ کی معیار پر

پوری اترتی ہوں جائے اور کرے کسی خوبصورت لڑکی سے

شادی اور دور رہیں مجھ سے نہیں کرنا میں نے اپ سے

نکاح فاطمہ نے غصے سے اس سے اپنا ہاتھ چڑھایا اور

چہچ کر کہا اور اس کو کمرے سے نکل جانے کو کہا زین نے

اس کی بات سنی تو اس نے کہا کہ نہیں کرو گی تم مجھ

سے نکاح تو فاطمہ نے کہا کہ نہیں تو زین نے گن نکال کر

اپنی کن پٹی پر رکھی اور کہا کہ ٹھیک ہے اگر تم مجھ سے

نکاح نہیں کرتی تو مجھے مر جانا چاہیے فاطمہ نے جب

اس کی طرف دیکھا کہ اس نے گن اپنی کنپٹی پر رکھی

ہوئی تھی تو اس کا کلیجہ منہ کو آیا اور اس نے کہا کہ

زین یہ کیا بچپنا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا ہاں ہو

گیا ہے میرا دماغ خراب اگر تم مجھ سے نکاح نہیں کرو گے

تو میں اپنی جان لے لوں گا بتاؤ کرو گی مجھ سے نکاح یا

نہیں فاطمہ نے کہا کہ زین رک جاؤ تو زین نے دوبارہ کہا کہ

مجھے صرف ہاں اور نہ میں جواب چاہیے زین اس نے

اس کو دوبارہ پکارا تو زین نے چیخ کر کہا کہ ہاں یا نہ

زین اپنی انگلی سے ٹریگر پر رکھ کر دبانے ہی والا تھا کہ

فاطمہ نے چیخ کر کہا کہ ہاں ہاں کرونگی میں تم سے

نکاح لیکن پلیز اس کو دور رکھو خود سے تو زین نے کہا

کہ ابھی نہیں پہلے نکاح کے پیپر پر سائن کرو اس کے بعد

ہی میں اسے نیچے کروں گا تو فاطمہ نے جلدی سے اس سے

پین لیا اور نکاح کے پیپر پر سائن کر دیے اور جلدی سے کہا

کہ دیکھو میں نے سائن کر دیے پیپر ز پر اب تم نیچے کرو

گن کو اور نیچے بیٹھ کر اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر



رونا شروع ہو گئی۔۔

دیکھو میں نے سائن کر دیے پیپر ز پر اب تم نیچے کرو

گن کو اور نیچے بیٹھ کر اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر

رونا شروع ہو گئی زین نے جب اس کو روتے ہوئے دیکھا تو

جلدی سے گن پیک کر اس کے پاس آیا اور کہا کہ پلیز

میری جان اب تم نے رونا نہیں ہے اب میں تمہاری زندگی

خوشیوں سے بھر دوں گا فاطمہ نے اسے خود سے دور

جھٹکا اور کہا کہ چلے جائیں یہاں سے اپ جس مطلب کے

لیے آئے تھے وہ پورا ہو گیا ہیں نا تو اب کس مقصد سے

یہاں ہے اپ نکل جائیں میرے کمرے سے اور دوبارہ میرے

پاس آنے کی کوشش بھی مت کرنا فاطمہ نے غصے سے کہا

تو زین کو بھی ابھی یہاں سے چلے جانا بہتر لگا زین نے

پیپرزا اٹھائے اور کمرے سے باہر نکل گیا باہر نکل کر

اس نے بھی نکاح کے پیپرز پر سائن کیے اور پیپرز دادا

جی کے حوالے کر کے اپنے کمرے میں چلا گیا وہ بہت

خوش تھا آخر اس کی محبت جو اس کی ہو گئی تھی اس

کو خود پر اور خود کی محبت پر پورا یقین تھا کہ وہ

فاطمہ کو منالے گا اور اسے ہمیشہ کے لیے اپنی باہوں

میں چھپالے گا لیکن ابھی بھی وہ بے چین تھا اس کو

سکون نہیں مل رہا تھا اس نے سوچا کہ اب تو نکاح بھی

ہو گیا ہے تو میرا دل بے چین کیوں ہے پھر اس کو یاد آیا

کہ میرا دل فاطمہ کی رونے سے بے چین ہے ابھی تو شام

ہو رہی تھی اس نے سوچا کہ دیر رات کو وہ فاطمہ سے

ملنے اس کے کمرے میں ضرور جائے گا اور اس سے معافی

بھی مانگ لے گا



عائشہ لون میں ادا اس ہی بیٹھی تھی اس کا دل نہ جانے

کیوں انج بات بات پر رونے کا کر رہا تھا نہ جانے کیوں لیکن

اس کی آنکھوں سے وہ ایک منظر ہٹ ہی نہیں رہا تھا جو

یونیورسٹی سے اتے ہوئے اس نے فرحان کو ہنستے ہوئے

ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا جو اس لڑکی کو گاڑی میں

بٹھا رہا تھا عائشہ بیٹھی یہی سوچ رہی تھی کہ نہ جانے

کون تھی وہ لڑکی اس نے دل میں سوچا کہ کیا فرحان کو

میری محبت میری آنکھوں سے نظر نہیں آتی آخر اس نے

ایسا کیوں کیا حالانکہ اس کو بچپن سے میری عادت کا

اتجھے سے اندازہ ہے کہ مجھے اپنی چیزوں میں شراکت

داری بالکل بھی پسند نہیں ہے پھر وہ مجھے چھوڑ کر

ایسے کیسے کسی دوسری لڑکی کو اپنی گاڑی میں بٹھا

سکتا ہے یہ سب سوچتے ہوئے عائشہ کی آنکھوں سے آنسو

جاری تھے اس نے دل میں سوچا کہ آج وہ فرحان سے

ضرور بات کرے گی اس بارے میں کہ وہ لڑکی کون تھی

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ لیلہ ہاتھ میں مٹائی

کی پلیٹ اٹھا کر اس کے پاس آئی اور کہا کہ عائشہ پہ

مٹھائی کھائیں مٹھائی تو عائشہ نے کہا کہ یہ مٹائے کس

خوشی میں لائی ہوں ارے یہ میں اس لیے لائی ہوں اپ

کو کسی نے نہیں بتایا کہ فرحان بھائی کا رشتہ پکا ہو گیا

ہے انہوں نے دادا جی کو اپنی پسند کے بارے میں بتایا تو

دادا جی نے اس کا رشتہ فون پر ہی پکا کر دیا اب دادا

جی سوچ رہے ہیں کہ ایک دو دن بعد سب گھر والوں کو

ساتھ میں لے کر جائیں گے اور باقاعدہ نکاح کی رسم کر

ائیں گے لیلہ اپنی ہی دھن میں بولی جا رہی تھی اور

عائشہ کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہوا

کیا ہے ابھی کل تک تو سب ٹھیک تھا اور ابھی اچانک یہ

سب بے اختیار اسے سانس لینے میں دشواری ہوئی تو وہ

جلدی سے اٹھی اور فرحان کے کمرے کی طرف گئی انسو

تیز رفتار سے اس کی آنکھوں سے جاری تھے جس پر وہ

بند نہیں باندھ پارہی تھی اس نے نوک کے بغیر فرحان

کے کمرے کا دروازہ کھلا اور سیدھا جا کر اس کے پاس

کھڑی ہوئی جو لپٹا پٹا پر کام کر رہا تھا اور کہا کہ اب

شادی کر رہے ہیں وہ بھی کسی اور سے اس کی حالت

دیکھ کر فرحان کا دل کٹا اور اس نے خود کو ایسے ظاہر

کیا جیسے وہ لیپ ٹاپ پر بہت ضروری کام کر رہا ہو ہاں

فرحان نے یک لفظی جواب دیا لیکن کیوں کہ آپ کو

میری محبت نظر نہیں آئی کیا آپ کو بچپن سے لے کر

ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں

حالانکہ آپ تو اس بات سے بہت اچھی طریقے سے واقف

ہیں کہ مجھے اپنی چیزوں میں شراکت داری بالکل بھی

پسند نہیں ہے پھر بھی آپ نے میری علاوہ کسی اور سے

شادی کرنے کے بارے میں کیسے سوچا مجھے صرف اسی

سوال کا جواب چاہیے کہ اگر آپ کو پتہ تھا کہ میں آپ

سے محبت کرتی ہوں تو آپ نے کسی اور کے بارے میں

کیسے سوچا عائشہ نے اس سے کہا اور اپنی آنکھیں

صاف کی تو فرحان کھڑا ہوا اور دل پر پتھر رکھ کر اس

نے یہ الفاظ ادا کیے اور کہا کہ میں تمہارا کوئی پابند نہیں

ہوں اور کیا تم نے بچپن سے لے کر اب تک مجھ سے

باقاعدہ کوئی اظہار کیا ہے جو مجھے پتہ ہوتا کہ عائشہ

میڈم مجھ سے محبت کرتی ہے ٹھیک ہے میں اپ سے اپنی

محبت کی بھیک مانگنے تو یہاں پر ہر گز نہیں آئی ہوں

لیکن اگر آپ کو پتہ تھا اور آپ نے پھر بھی شادی کرنے کے

بارے میں سوچا تو یقین مانیں آپ نے عشق میں بے

وفائی کی ہے میرے ساتھ اور یقین جانے اس بات کے لیے

میں اپ کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گی مجھے اور

لڑکیوں کی طرح مت سمجھنا کہ میں اپ کی شادی پرانے

سے انکار کر دوں گی یا پھر باہر بڑوں کے بیچ میں جا کر

اپ کو بے عزت کروں گی یا پھر ایسا کروں گی کہ اپ کی

ہونے والی دلہن جب ہماری گھر میں آئیں گے اس کے ساتھ

کوئی خدا واسطے کا بیرپالوں کی بالکل بھی ایسا مت

سمجھنا میں ایک مضبوط لڑکی ہوں جائیں اپ بھی کیا

یاد کریں گے معاف کیا میں نے اپ کو میری دعا ہے کہ اپ

اپنی زندگی میں خوش رہیں اور میری شدت سے خواہش

یہ ہوگی کہ زندگی میں کبھی بھی مجھے اپ کی ضرورت

ہو اور اگر کبھی ایسا ہوا بھی تو میں مرنے کو ترجیح

دوں گی اپ پر یہ سب کہہ کر عائشہ اس کے کمرے سے

چلی گئی اور پیچھے فرحان بت بنا کھڑا رہا وہ تو جیسے

عائشہ کی نظروں میں بے مول ہی ہو کر رہ گیا تھا ٹھیک

کہتے ہیں کہ عورت اگر محبت کرنے پر اے تو عرش پر بٹھا

دے اور اگر اسی عورت سے بے وفائی کرنے کے بارے میں

سوچیں تو وہی عورت آپ کو پٹخ کر فرش پر پھینک دیتی

ہے فرحان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس نے سوچا

کہ آخر وہ عائشہ کو کیسے بتائے کہ وہ بھی تو اس سے

عشق کرتا ہے بچپن سے اگر اس کی مجبوری نہ ہوتی تو وہ

کبھی بھی ایسا نہ کرتا آخر اس نے بھی تو عائشہ کے

علاوہ کسی دوسری عورت کے بارے میں سوچنا بھی گناہ

سمجھا تھا تنے میں ہی زین اس کے کمرے میں داخل ہوا

اور اسے دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے زین

جلدی سے اس کے پاس آیا اور کہا کہ کیا ہوا یا روکیوں

رہے ہوں فرحان اگے بڑھا اور زین کے گلے لگا اور بچوں کی

طرح رو کر کہا کہ زین میری محبت مجھے چھوڑ کر چلی

گئی ہے عائشہ جس کی آنکھوں میں میں نے اپنے لیے

بچپن سے محبت عشق اور احترام دیکھا ہے اب اسے

آنکھوں سے میں بے مول ہو گیا ہوں وہ میرا بچپن کا

عشق ہے زین اس کو میں اپنی مجبوری کیسے بتاؤں کیسے

بتاؤں میں اسے کہ میں نے اسے دیکھنے کے علاوہ کسی

دوسری عورت کو دیکھنا بھی اپنے لیے گناہ سمجھا ہے آج

وہی مجھے بول کر گئی ہے کہ میں بے وفا ہوں اسے کیسے

بتاؤں میں یار کہ میں مجبور ہوں اپنے فرض کے آگے تجھے

بھی پتہ ہے نا تجھے تو سب پتہ ہے نا تو اسے سمجھا نا وہ

میرے ساتھ ایسا نہ کرے فرحان بچوں کی طرح زین کے

گلے لگے ہوئے رو کر زین سے کہہ رہا تھا زین نے اسے کہا کہ

یار فرحان چپ ہو جا اگر تو ایسی ہمت ہارے گے تو ہم سب

کیا کریں گے یہ ہماری فیملی کے لیے ایک بہت بڑے امتحان

کا ٹائم ہے ایسے میں اگر ہم چاروں ہی ہمت ہار جائیں گے

تو ہم اگے کیسے اپنی فیملی کو پروٹیکٹ کر سکیں گے

انشاء اللہ ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا تو تو عائشہ سے

شادی کر لینا نازین میں اس کے انصو صاف کیے اور اسے

صوفے پر بٹھا کر پانی پلایا اور کہا کہ تم آرام کرو ہم بعد

میں بات کریں گے فرحان بھی اس وقت کافی ڈسٹرب تھا

اسی لیے اس نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنے بیڈ پر جا کر

لیٹ گیا

زار اپنے کمرے میں بیٹھی بورہور ہی تھی اتنے میں ہی

اسے خیال آیا کہ کیوں نہ ابراہیم کے پاس اسے موبائل لے

لو اسی پہ گیم کھیلوں گی تو وہ ابراہیم کے کمرے کی

طرف چلے گئے ابراہیم کے کمرے کے باہر پہنچ کر بغیر نوک

کیے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا ابراہیم جوا بھی

شاہور لے کر باتھ روم سے نکلا تھا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے

کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا کہ اتنے میں ہی اسے زارا اپنے روم

میں داخل ہوتی نظر آئی زارا اس کے پاس آئی اور کہا کہ

شاہ مجھے اپنا موبائل دینا میں نے گیم کھیلنی ہے ابراہیم

نے اس نے معصوم چہرے کی طرف دیکھا اور اس کا

چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اور اس کے ماتھے پر

ایک بوسہ دیا اور اسے اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھایا اور

کہا کہ اگر تمہیں موبائل چاہیے تو پہلے تمہیں بھی مجھے

کچھ دینا پڑے گا زارا ہے اس کی طرف نہ سمجھی سے

دیکھا اور کہا کہ شاہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے

اپ کو کیا چاہیے ابراہیم نے جب اس کی بات سنی تو وہ

ہنس پڑا اور کہا کہ پہلے یہاں کس کرو پھر موبائل دوں گا

ابراہیم نے اپنے ہونٹوں کی طرف اشارہ کیا اس کی بات

سن کر ہی زار اثرم سے ہی لال پیلی ہو گئی تھی کرنا تو

بہت دور کی بات تھی زار اکو جب لگا کے وہ نہیں کر

پائیں گے ایسا تو اس نے کہا کہ رہنے دے شاہ نہ دے مجھے

موبائل میں فرحان بھائی سے جا کر لے لوں گی اس کی

بات سن کر نہ جانے کیوں لیکن ابراہیم کو غصہ آیا اور

اس نے زارا کا منہ دبوچ کر کہا کہ آج کے بعد تم کسی سے

بھی کوئی بھی چیز نہیں مانگوں گی سوائے میرے اور نہ

ہی کسی کو اپنا اپ چھونے دو گی تو میں چھونے کا حق

صرف اور صرف مجھے سمجھا ئی نہ زارا پہلے تو اس کے

بدلے ہوئے روپ کو دیکھ کر ڈری ابراہیم نے زارا کا منہ

اتنی زور سے تو دبوچا تھا کہ زارا کی آنکھوں سے آنسو

بہنا شروع ہو گئے تھے ابراہیم نے جب اس کی آنکھوں

میں آنسو دیکھے تو یک دم ہی اس کا منہ چھوڑا اور اس

کے چہرے کی طرف دیکھا جو لال ہو گیا تھا یک دم ہی

ابراہیم کو خود پر غصہ آیا اور اس نے سوچا کہ ابھی ہی

تو وہ تھوڑا اس سے کھل کر بات کرنے لگی تھی اور ابھی

دوبارہ اس نے خود سے ڈرنے کی وجہ دے دی زاراروتے

ہوئے ڈریسنگ ٹیبل سے اتر کر کمرے سے باہر جانے والی

تھی کہ ابراہیم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا

اور اس کا چہرہ اپنی دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر کہا کہ

سوری یہ وہ لفظ تھا جو ابراہیم نے آج سے پہلے کسی کو

بھی نہیں کہا تھا لیکن وہ کہتے ہیں نا کہ مرد صرف اور

صرف اپنی من پسند عورت کے سامنے ہی جھکتا ہے

ابراہیم کے ساتھ بھی کچھ یہی ہوا تھا یہ لو ابراہیم نے

جلدی سے اپنی پاکٹ سے موبائل نکال کر اسے دیا تو زارا

نے اپنی آنکھیں نیچے کر کے کہا کہ ن۔ ہ نہیں و۔ ہ وہ م۔ ج

مجھے یاد آگیا کہ مجھے کالج میں کل ٹیسٹ ملا تھا تو

میں نے وہ یاد کرنا ہے ابراہیم نے جب اس کی بات سنی تو

اس نے بے بسی سے زارا کی طرف دیکھا اور کہا کہ پلینز

میری جان رونا تو بند کر و پہلے زارا نے اس کے ہاتھ اپنے

چہرے سے ہٹائے اور بنا کچھ کہے کمرے سے باہر چلی گئی

اپنے کمرے میں پہنچ کر زارا بیڈ پر لیٹی اور روتے روتے

ہی اس کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئی۔

رات کے ٹائم فاطمہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی کروٹ پر

کروٹ بدل رہی تھی لیکن نیند تھی جو آنے کا نام ہی نہیں

لے رہی تھی اتنے میں بھی اسے اپنے کمرے کا دروازہ

کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز آئی اور اس نے جلدی سے

اٹھ کر اپنی سائیڈ کالیمپ ان کیا اور دیکھا کہ کون ہے

جب وہاں پر زین کو کھڑے پایا تو اس کی سانس میں

کچھ سانس انی فاطمہ نے کہا کہ اپ یہاں پر کیا کر رہے

ہیں تو زین اس کے قریب آیا اور بیڈ پر بیٹھ کر کہا کہ

اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں کیوں کیا کوئی پابندی ہے کیا

فاطمہ نے کہا کہ اپ جائیں یہاں سے مجھے سونا ہے مجھے

نیندار ہی ہے ذین نے اس کی گود میں اپنا سر رکھا اور کہا

کہ پہلے مجھے سلاؤ مجھے اپنی کمرے میں تمہارے بغیر

نیند نہیں ارہی اسی لیے میں آیا ہوں فاطمہ اسے دیکھ کر

حیران ہوئی کہ وہ کتنا نارمل بیہوش کر رہا تھا پہلی بار

ذین کے اتنا قریب آنے پر فاطمہ کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔

پاپ ج۔ اجائیں ی۔ ہ یہاں س۔ سے مجھے نیندار ہی ہے

فاطمہ نے اتنی کپکپاتی ہوئی آواز پر قابور کھنے کی

کوشش کی مگر ہو نہیں پار ہاتھ نہیں میں نہیں جاؤں گا

زین نے اس کا ہاتھ زبردستی پکڑ کر اپنے بالوں میں رکھا

اور کہا کہ پہلے مجھے سلاؤ فاطمہ نے بے بسی سے اس

کی طرف دیکھا جو جانے کا نام بھی نہیں دے رہا تھا تو

اہستہ اہستہ اپنے ہاتھوں سے اس کے بال سہلانے لگی تو

زین نے اس کا دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر اپنے دل

کے مقام پر رکافاطمہ نے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کی

لیکن ذین نے اس کو چھوڑا نہیں کافی دیر بعد جب ذین

نے محسوس کیا کہ فاطمہ کا ہاتھ رک گیا ہے تو اس نے

انکھیں کھول کر فاطمہ کی طرف دیکھا تو وہ خود سو

گئی تھی اس کو سلانے کے بجائے ذین کو اپنی معصوم

سی بیوی کی معصومیت پر بہت پیارا یا اور اٹھ کر اسے

سیدھا کر کے بیڈ پر لٹایا اور خود بھی اس کے ساتھ لیٹ

کر اس کے معصوم چہرے کی طرف دیکھنے لگا زین کو اج

محسوس ہوا کہ اس نے اپنی انا میں اکرا اس پاک اور

صاف دل رکھنے والے لڑکی کو کتنا دکھ پہنچایا تھا وہ

بھی اپنی باتوں سے پھر اس نے سوچا کہ وہ اسے اتنا پیار

دے گا کہ فاطمہ بچھلی بلائی ہوئی ساری باتوں کو بھول

جائیں گی اور اس کے ساتھ ہنسی خوشی اپنی زندگی

گزارے گی۔۔

عائشہ اس وقت اپنے یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھی

اپنے نوٹس پر کچھ لکھنے میں مصروف تھی اس کا دل

کسی بھی چیز میں نہیں لگ رہا تھا آخر وہ خود کو کتنا

ہی مضبوط کر لے لیکن وہ اس کی بچپن کی محبت تھی

کیسے اتنے آسانی سے بھول سکتی ہے اس کے سر میں

اس وقت بہت درد ہو رہا تھا اسی لیے اس نے اپنا سامان

سمیٹا اور گھر کی طرف چل پڑی ابھی چھٹی کا ٹائم

نہیں ہوا تھا تو گیٹ پر رش بھی نہیں تھا اور ابھی تک

اس کا ڈرائیور بھی نہیں آیا تھا وہ اپنے بیگ سے موبائل

نکال رہی تھی تھا کہ ڈرائیور کو کال کر سکے کہ وہ اس

کو ابھی لینے آئے ابھی وہ کال کرنے ہی والی تھی کہ اس

کے سامنے ایک وینر کی اور ایک ادھی اس میں سے نکلا

اور عائشہ کو وین میں گھسیٹنے لگایہ سب اتنی ہڑ بڑی

میں ہو رہا تھا کہ عائشہ کو کچھ سمجھ ہی نہیں آئی اس

نے بہت ہاتھ پیر چلائی لیکن ایک ہٹے کٹے مرد کے سامنے

وہ نازک سی لڑکی کیا ہی کر سکتی تھی اس آدمی نے

اسے وین میں بٹھا کر اس کے منہ پر کلوروفوم کا رومال

رکھا جسے سونگتے عائشہ بے ہوش ہو گئی دوبارہ جب

عائشہ کو ہوش آیا تو اس کے سر میں بہت درد ہو رہا تھا

جس کی وجہ سے وہ انکھیں تک کھول نہیں پارہی تھی

اس نے زبردستی اپنی انکھیں کھولی اور ارد گرد جب

دیکھا تو اس کے پیروں تلے زمین نکلی کہ وہ کسی اور

کے کمرے میں ہیں اس نے خود کو ایک درمیانی سائز کے

کمرے میں پایا اس کی انکھیں جھٹ سے کھلی اور وہ

کھڑی ہو کر دروازے تک گئی اور اس کو پیٹنے لگی اور

چلا کر کہا کہ کوئی ہے پلیز نکالو مجھے یہاں سے کون لایا

ہے مجھے یہاں عائشہ روتے ہوئے فریاد کر رہی تھی کہ اس

کو یہاں سے نکالو لیکن پچھلے ادھے گھنٹے سے اس نے

دروازہ کو پیٹ پیٹ کر اپنی ہتھیلی سرخ کر دی تھی

چاہے وہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو لیکن اپنی عزت

چھن جانے کا خوف ہر لڑکی کو ایک پل کے لیے ہی صحیح

لیکن خوف زدہ کر دیتا ہے عائشہ کے ساتھ بھی کچھ یہی

ہو رہا تھا جب وہ تھک گئی اور اس کو لگا کہ کوئی بھی

دروازہ نہیں کھولے گا تو دروازے کے ساتھ دیوار پر ٹیک

لگا کر وہ نیچے بیٹھ گئی اور کسی کے دروازے کھلنے کا

انتظار کرنے لگے وہ پچھلے دو گھنٹے سے ٹھنڈے فرش پر

دیوار سے ٹھیک لگائے تک چھت کو گھور رہی تھی کہ

اتنے میں ہی اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی وہ جلدی

سے اٹھ کر دروازے کے سامنے آئی اور دیکھا کہ ایک آدمی

بلیک پین شرٹ پہنے چہرے پر بلیک ہی ماسک لگائی اس

کے سامنے کھڑا تھا اور اس کی کالی آنکھوں سے وحشت

ٹپک رہی تھی جسے دیکھ کر عائشہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی

میں سنسناہٹ محسوس ہوئی عائشہ نے خود کے لہجے کو

مضبوط بنایا اور کہا کہ کون ہے آپ اور کیوں لائے ہیں

مجھے اب یہاں حان خان دی ڈیول لوگ مجھے ڈیول کے

نام سے پکارتے ہیں اور میں تمہیں یہاں نکاح کرنے کے لیے

لایا ہوں ڈیول اتنا بول کر چپ ہوا یہ سب سن کر عائشہ

مزید ڈری لیکن خود میں ہمت اکٹھا کر کے اس نے غصے

والی لہجے میں کہا کہ یہ کیا بکوس کر رہے ہیں اب ہوتے

کون ہیں مجھ سے نکاح کرنے والے میں اب سے ہر گز نکاح

نہیں کروں گی یہ سننے ہی دیکھتی کہ ڈیول اس کے

قریب آیا اور اس کے منہ کو دبوچ کر کہا کہ مجھے زیادہ

بولنے والی لڑکیاں نہیں پسند مانا کہ تمہیں پیلی نظر میں

ہی دیکھ کر مجھے تم سے محبت ہو گئی تھی لیکن اس

کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں تمہاری بد تمیزیاں برداشت

کرتا پھروں اگے میرے سامنے بولنے سے پہلے ہزار بار سوچنا

یہ سب سن کر عائشہ کو غصہ آیا تو اس نے ڈیول کا ہاتھ

زور سے جھٹکا اور کہا کہ ہزار بار سوچتی ہے میری جوتی

اب ہوتے کون ہیں مجھے یہاں لانے والے ابھی کے ابھی

مجھے میرے گھر بھجوائے ورنہ ورنہ کیا کرو گی تم

ڈیول نے اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور کہا کہ لائیک

یور کا نفیڈ نس میرے سامنے کوئی بولنے کی جرات تک نہیں

کرتا اور تم چیخ رہی ہو اب یہاں سے تم میری محبت کا

اندازہ لگا سکتی ہو اگر کوئی اور میرے سامنے یہ چیخ

رہا ہوتا تو آئی سویر بے بی وہ اب تک قبر میں ہوتا اپ

یہ سب بول کر مجھے ڈرا نہیں سکتے مجھے ابھی اسی

وقت اپنے گھر جانا ہے عائشہ نے اس کی باتوں کا کوئی اثر

نہیں لیا بیچھ دوں گا میں تمہیں تمہارے گھر لیکن نکاح

ہونے کے بعد نکاح سے پہلے تو تم آج اس گھر سے نہیں نکل

سکتی ڈیول نے اپنی کالی وحشت سے بھرپور آنکھوں

سے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو عائشہ نے کہا کہ میں

نہیں کروں گی اب سے نکاح تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے

ڈیول نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو عائشہ نے ہاں میں

سر ہلایا تو ڈیول نے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے موبائل نکالا

اور کسی کو کال ملا کر کہا کہ ہاں وہ جو میں نے تمہیں

رفیق شاہ کو مارنے سے روک رکھا تھا اب ان کہ بیجے

میں تمہاری پستول کے ساتھ کے ساتھ گولیاں جانی چاہیے

اگر ایک بھی گولی کا نشانہ مس ہوا تو میں تمہیں اس

دنیا سے مس کر دوں گا عائشہ نے جب اپنے بابا کا نام سنا

اور ساتھ میں ڈیول کی باتیں سنی تو اس کا دل اندر سے

کا نپا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ سامنے کھڑا انسان

اتنا گھٹیا ہو سکتا ہے عائشہ جلدی سے ڈیول کے پاس آئی

اور اس کا گریبان پکڑ کر کہا گئے اگر میرے بابا کو کچھ

بھی ہوا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گی ڈیول نے اس

کا ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹایا اور کہا کہ نہ نہ بے بی یہ

غلطی دوبارہ مت کرنا ایسا نہ ہو کہ ابھی میں نے صرف

نشانے پر تمہارے بابا کو رکھا ہے اگے جا کر میں تمہاری

ماما کو بھی ڈیول نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر عائشہ

کی طرف انکھ ماری جیسے کہہ رہا ہو کہ اگے کی بات تم

خود سمجھ گئی ہو گی بے بسی سے عائشہ کی انکھوں سے

انسو نکلنے لگے اور اس نے کہا کہ میں تیار ہوں نکاح کے

لیے لیکن مجھ سے وعدہ کرو کہ نکاح کے بعد تم مجھے

میرے گھر جانے دو گے عائشہ نے ماسک میں اس کے

ہنستے ہوئے چہرے کی طرف نفرت سے دیکھا ڈیول بنا

کچھ کہیں اس کے روم سے باہر نکلا اور اس کے جانے کے

ٹھیک پانچ منٹ بعد ایک ملازمہ ہاتھ میں نکاح کے سپر

لائی اور اسے سائن کرنے کو کہا عائشہ ایک پل کو حیران

تو ہوئی کہ اس نے یہ سب اتنی جلدی کیسے ارنج کیا بی

بی پلیز جلدی کریں ورنہ دیر ہونے پر صاحب جی مجھے

نو کری سے نکال بھی سکتے ہیں ملازمہ نے اس سے التجا

کی تو عائشہ نے اس کی طرف دیکھ کر پیپر ز اس کے ہاتھ

سے لیے اور سائن کر کے واپس اسے تھمائیں اور وہ پیپر ز

لے کر روم سے باہر چلی گئی اس کے بعد وہ اٹھی اور بیڈ

سے اپنا بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل کر چلی گئی اس

نے دیکھا کہ گھر میں کوئی بھی نہیں ہے تو وہ جلدی سے

گھر کے گیٹ سے باہر نکل آئی باہر نکل کر اس نے دیکھا

کہ ڈیول گاڑی کے پاس کھڑا اسی کا انتظار کر رہا تھا اسے

دیکھ کر ڈیول نے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور

عائشہ بھی بنا کچھ کہے گاڑی میں بیٹھ گئی اسے ہی پتہ

تھا کہ اگر وہ گاڑی میں نہ بیٹھتی تو الٹا اسے ہی دیر

ہوتی جو وہ اس وقت انورڈ نہیں کر سکتی تھی اسے بس

جلدی سے اپنے گھر جانا تھا پورے راستے میں ان دونوں

کی آپس میں کوئی بھی بات نہیں ہوئی اور 15 منٹ کے

بعد ڈیول نے اس کے گھر سے تھوڑی پیچھے گاڑی روکی

عائشہ حیران نہیں ہوئی کہ اسے اس کے گھر کا ایڈریس

کیسے پتہ چلا پچھلے تین گھنٹے سے اس کے ساتھ جو بھی

ہوا اس سے وہ ڈیول کی پاور کا باسانی اندازہ لگا سکتی

تھی وہ گاڑی سے اترنے ہی والی تھی کہ ڈیول نے اس کا

ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو عائشہ جو اپنے ہی

دھیان میں گاڑی سے اترنے والی تھی جھٹکا لگنے کی وجہ

سے اس کا سر ڈیول کے سینے سے لگا عائشہ جلدی سے

پیچھے ہوئی اور کہا کہ یہ کیا بد تمیزی ہے تو ڈیول نے کہا

کہ نانابی بے اسے بد تمیزی نہیں کہتے اب تو میرے پاس

تمہارے سارے جائز حقوق ہیں تو اسے پیار کرنا کہتے ہیں

ڈیول اگے بڑھا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا ابھی وہ

اگے اس کے گال پر اپنے لب رکھنے ہی والا تھا کہ عائشہ

نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے زور سے دور جھٹکا

اور جلدی سے گاڑی سے نکل کر اپنے گھر کی طرف بھاگنے

کے انداز میں چلی گئی ڈیول کو غصہ تو بہت پیار لیکن

اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں بے بی اس غلطی کی سزا

اگلی بار ملنے پر ضرور دوں گا

صبح صبح ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے

اور ابراہیم ادھر سے ادھر نظریں دوڑا رہا تھا کہ زارا کدھر

ہے پچھلے دو دن سے وہ بالکل بھی اس کے سامنے نہیں

آئی تھی اور نہ ہی اس کے ساتھ کالج جا رہی تھی اور وہ

بھی اپنے کام میں اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ نہ اس نے

گھر میں کسی سے زارا کے بارے میں سوچا اور نہ ہی اس

سے خود ملنے گیا اج اس کی میٹنگ لیٹ تھی تو اس کو

افس لیٹ جانے تھا تو ابھی وہ زارا کے پاس اٹھ کر جانے

ہی والا تھا کہ فاطمہ نے کہا کہ بھائی اپ اوپر جا رہے تو

ابراہیم نے سر ہلایا تو اج میں اس کے ہاتھ میں سوپ کی

ٹرے دی اور کہا کہ بھائی یہ زارا کے کمرے میں دے انا تو

ابراہیم نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیوں وہ ناشتہ

کیوں نہیں کر رہی اور یہ سوپ کیوں تو فاطمہ نے کہا کہ

بھائی دو دن سے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کو

بخار ہو رہا ہے وہ کچھ ٹھیک سے کھا نہیں پارہی تھی

اسی لیے میں نے سوچا کہ اس کے لیے سوپ بنالوں اپ

اس کو یہ دے انا یہ سن کر ابراہیم کہ دل کو کچھ ہوا

اور اس نے سوچا کہ کیا اب وہ اتنا لا پرواہ ہو گیا ہے کہ

اس کو یہ تک نہیں پتہ کہ دو دن سے اس کی بیوی کو

بخار ہے اور اسی پتہ تک نہیں چلا اتنی لا پرواہی اسے

خود پر بے تحاشہ غصہ آنے لگا کہ وہ زارا کے معاملے میں

اتنا غیر ذمہ دار کیسے ہو سکتا ہے وہ جلدی سے اوپر کی

طرف بنا کچھ کہے بھاگا اور فاطمہ نیچے ٹرے پکڑے ہی

رہ گئی ابراہیم زارا کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے

دیکھا کہ وہ بلینکٹ اپنے سر تک اوڑے سو رہی ہے یا جاگ

رہی ہے اسے اندازہ نہ ہوا ابراہیم نے بیٹھ کے پاس جا کر

اس کے سر سے بلینکٹ ہٹایا تو اس کا بخار سے پتتا ہوا

چہرہ دیکھ کر اسے خود پر ایک اور بار غصہ آنے لگا اس

نے جلدی سے ایک باؤل میں ٹھنڈا پانی لیا اور اس کے سر

پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے لگا اور جلدی سے اپنا

موبائل نکال کر فیملی ڈاکٹر کو کال کی اور کہا کہ اگلے

دس منٹ میں تم مجھے یہاں چاہیے ہو ابراہیم کالہجہ

اتنا سر تھا ڈاکٹر سے بات کرتے ہوئے کہ ڈاکٹر نے دس منٹ

سے پہلے جانا ہی بہتر سمجھا اور کہا کہ جی جی سر میں

ابھی اتنا ہوں اور پھر ایسے ہی ہوا اگلے دس منٹ میں وہ

زارا کا چیک اپ کر رہا تھا سارے گھر والے زارا کے کمرے

میں موجود تھے اور ڈاکٹر اسی چیک کر رہا تھا چیک

کرنے کے بعد ڈاکٹر نے کہا کہ زیادہ پریشانی والی بات نہیں

ہے بس نارمل سائٹ پرچر ہیں دوائیاں لکھ کر دے رہا ہوں

اپ یہ کھلا دینا لیکن دھیان رہے کہ دوائیاں دینے سے پہلے

کچھ ہلکی غذا کھلا دینا تو فرحان اگے بڑھا اور ڈاکٹر کے

ہاتھ سے دوائی کی پرچی لی اور ڈاکٹر کے ساتھ ہی باہر

... نکل گیا

ابراہیم زارا کے پاس بیٹھا اس کے ہوش میں آنے کا انتظار

کر رہا تھا ابھی بس تھوڑی ہی دیر میں صبح ہونے والی

تھی اور ساری رات ابراہیم نے زارا کے سر پر ٹھنڈے پانی

کی پٹیاں لگی تھی تاکہ اس کے بخار کی شدت کو کم کر

سکیں وہ بس اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا

کہ اس کو کچھ کھلا کر دوائیاں دے دے اس کو بے انتہا

تھکن کا احساس ہو رہا تھا لیکن وہ زار کے پاس سے ہل

تک نہیں رہا تھا اس کے بالوں میں انگلیاں چلائے وہ اس

کے معصوم چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی حسین

انکھیں جو اس وقت بند تھی اس کی تھی کی ناک

چھوٹی سی ناک ابراہیم کو اتنی پیاری لگی کہ نرمی سے

اس کی ناک پر اپنے لب رکھے اس کے بعد اس کے ہونٹوں

کو دیکھ کر ابراہیم کو ہوا میں اکسیجن کی کمی

محسوس ہوتی دکھائی تھی اس نے جلدی سے گلاس میں

پانی ڈال کر پیا اور زارا کی طرف دیکھا جو ابھی بھی

سکون سے سو رہی تھی ابراہیم سے جب رہا نہیں گیا تو

وہ بے اختیار جھکا اور اس کے ہونٹوں کو قید کر کے خود

کو سیراب کرنے لگا اس کے پنکڑیوں جیسے لبوں کو چھو

کر ابراہیم اس کی قربت میں کھو گیا زارا کو نیند میں

جب اپنے ہونٹوں پر چبن سی محسوس ہوئی تو اس کی

انکھ کھلی اور اس نے ابراہیم کو خود پر جھکے پایا اور

اس کے کندھے کو ہلا کر اس کو خود سے ہٹانا چاہا ابراہیم

کو اس کا ڈسٹرب کرنا پسند نہیں آیا تو زارا کے ہونٹوں کو

اور شدت سے اپنے ہونٹوں میں قید کیا اور اس کے دونوں

ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں لاک کر دیا زارا کو اپنا

دیوانہ دل باہر نکلتا ہوا محسوس ہوا اور اس نے مزاحمت

کرنا چھوڑ دی جب ابراہیم نے اس کا ہلنا محسوس نہ کیا

تو وہ اپنی مرضی سے پیچھے ہوا اور زارا کی طرف

دیکھنے لگا جس کی سانسیں بری طرح سے اتھل پٹھل ہو

رہی تھی تھوڑی دیر بعد جب اس کی سانسیں ٹھیک ہوئی

تو اس نے ابراہیم کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا کہ میں

ناراض ہوں آپ سے اور منہ پھلا کر دوسری طرف دیکھنے

لگی ابراہیم کو اس کا ناراضگی کا اظہار کرنا بہت پسند

ایا تو ابراہیم نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں منالوں گا

اپنی روح من کو سچی اپ مجھے منائیں گے زار انے جب

منانے والی بات سنی تو اس نے بچوں کی طرح ایکساٹڈ

ہو کر پوچھا تو ابراہیم اس کے ایسا کرنے پر مسکرایا اور

کہا کہ ہاں میں ضرور مناؤں گا لیکن دوائی کھانے کے بعد

پہلے تم پوری طرح ٹھیک ہو جاؤ اس کے بعد میں تمہیں

مناؤں گا یہ بات سن کر زار امزید ناراض ہوئی اور اس نے

کہا کہ نہ ہی میں دوائی کھاؤں گی اور نہ ہی میں اپ سے

بات کروں گی جائیں یہاں سے ٹھیک ہے مت کرنا بات لیکن

پہلے دوائی کھا لو ابراہیم اس کے صحت کے معاملے میں

بالکل بھی کمپر و مائز نہیں کرنے والا تھا اور نہ ہی وہ اس

معاملے میں اس کے نخرے اٹھانے والا تھا ابراہیم نے سائیڈ

ٹیبل سے سوپ اٹھایا جو ابھی ملازمہ رکھ کر گئی تھی

اور اس کو پلانے لگا زار نے منہ پھلا کر بنا کچھ کہے

سوپ پیاجب تک ابراہیم اسے پلاتا رہا اس کے بعد ابراہیم

نے اس کو میڈیسن دی دوائی کھانے کے بعد اس نے پانی

کا گلاس ابراہیم کو واپس دیا ابراہیم نے ٹیبل پر پانی کا

گلاس رکھا اور اس کی طرف دیکھا تو زار نے کہا کہ اب

اپ جائیں یہاں سے کیوں میں کیوں یہاں سے جاؤں

مجھے تو ابھی اپنی جان کو منانا ہے نا براہیم نے اس کی

طرف دیکھ کر کہا اور اس کو کھینچ کر اپنی گود میں

بٹھایا زار نے اس کی گود میں بیٹھ کر اس کے سینے میں

اپنا چہرہ چھپایا اور کہا کہ بہت برے ہیں اپ میں اپ سے

بالکل بھی بات نہیں کروں گی دو دن سے میں اپ کا

انتظار کر رہی تھی لیکن اپ بالکل بھی نہیں آئے میرے

پاس ابراہیم نے اس کی شکوے سن کر اپنا ہاتھ اس کے

بالوں میں پیراہ اور کہا کہ میری جان میں بڑی تھا

ابراہیم نے کہا اور اسے اپنا سینہ بیگتھا ہوا محسوس ہوا

کام آپ کے لیے مجھ سے زیادہ ضروری ہے زارا نے اپنا

چہرہ اس کے سینے سے نکال کر سوس سوس کرتے ہوئے کہا

ابراہیم نے اپنی پاکٹ سے رومال نکالا اور اس کی ناک

صاف کرتے ہوئے کہا کہ نہیں میری جان اپ سے زیادہ

ضروری میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے تو پھر اے کیوں

نہیں زار نے اس کا ہاتھ اٹھایا اور اس کی شرٹ سے اپنی

انکھیں صاف کی زار کی حرکت دیکھ کر ابراہیم حیران

ہوا کہ اسے غصہ کیوں نہیں رہا وہ جو شکن زدہ کپڑے

تک نہیں پہنتا تھا آج اس کی بیوی اس کے شرٹ سے اپنی

ناک صاف کر رہی ہے اور اس کو غصہ ہی نہیں رہا اچھا

سوری دوبارہ ایسا نہیں ہوگا براہیم نے اس سے کہا جو

دوبارہ اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا رہی تھی پکا

اس کی بات سن کر زار نے اپنا چہرہ اس کے سامنے کر کے

کہا تو براہیم نے ہاں میں سر ہلایا تو زار نے کہا کہ

ٹھیک ہے جب آپ میرے لیے چاکلیٹس اور کیک لائیں گے

تب میں آپ کا سوری ایکسیپٹ کر لوں گی زار نے

انتہائی معصومیت سے کہا تو ابراہیم کو اس پر بہت پیار

ایا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا کہ ضرور میری

جان میں اپ کے لیے چاکلیٹ اور کیک لے اوں گا زار انے

ہاں میں سر ہلا کر دوبارہ اس کے سینے میں اپنا چہرہ

چھپایا جیسے وہ اس کی فیورٹ جگہ ہو۔۔

کیا تم نے اب تک ابھی اپنا کام جاری نہیں کیا ایک خفیہ

جگہ پر بیٹھی وہ دونوں لڑکیاں باتیں کر رہی تھی ایک

لڑکی نے بلیک کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا اور ساتھ ہی بلیک

حجاب سے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا اور سامنے والی لڑکی

ریڈ عبائی میں بیٹھی ہوئی تھی سیم اس نے بھی اپنا

چہرہ چھپایا ہوا تھا تو ریڈ عبایا والی نے بلیک حجاب

والی سے کہا تو اس نے کہا کہ ابھی تک تو میں گھر میں

سب کو ابزر و کر رہی تھی کہ کون کیسا ہے کل سے میں

اپنا کام بھی سٹارٹ کر دوں گی اس کی بات سن کر ریڈ

عبا یا والی نے کہا کہ ٹھیک ہے جلدی سے اپنا کام سٹارٹ

کر و آخر ہم نے کنگ کو اس کی برتھ ڈے پر خوش بھی تو

کرنا ہے تمہاری معصومیت کو دیکھتے ہی کنگ نے تمہیں

اس گھر میں اسی لیے بھیجا ہے تاکہ ابراہیم شاہ کو تم

پھنسا سکو اس کی بات سن کر بلیک حجاب والی نے کہا

کہ اس کو پسانہ اتنا انسان نہیں ہے وہ انتہائی شاطر انسان

ہے اور اپنی بیوی سے بے انتہا پیار کرتا ہے مرد چاہے اپنی

بیوی سے کتنا ہی پیار کیوں نہ کرتا ہوں ایک نہ ایک دن

کسی دوسری عورت کی معصومیت میں اہی جاتا ہے اور

تم نے اسی کمزور لمحے پر وار کرنا ہے سمجھائی نہ ریڈ

عبائے والی لڑکی نے اسے سمجھایا تو بلیک حجاب والی

لڑکی نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ ٹھیک ہے اب میں

چلتی ہوں زیادہ دیر ہو گئی تو سب پوچھیں گے کہ کہاں

گئی تھی بلیک حجاب والی نے کہا اور چلی گئی۔۔

عائشہ اپنے کمرے میں زمین پر بیٹھی اپنے ہونے والے

نقصان کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کیسے اس نے اپنی

باپ کی زندگی بچانے کے لیے اپنی محبت کو داؤ پر لگایا

اس نے کبھی سوچا تک نہیں تھا کہ وہ فرحان کے علاوہ

کسی اور کے نکاح میں آئے گی وہ اپنی قسمت کی ستم

ظرفی پر مسکرائی اور سوچا کہ اب تو فرحان میرے لیے

نامحرم ہو گیا ہو گا بے اختیار ہی اسے ڈیول سے نفرت

محسوس ہوئی جس نے زبردستی اس سے نکاح کیا تھا یہ

سب سوچتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

اس نے اپنے آپ کو قسمت کے حوالے کر دیا تھا ویسے بھی

اس کے مطابق اب اس کی زندگی میں بچا ہی کیا تھا جب

اس نے اپنی محبت کو ہی کھو دیا ابھی وہ یہ سب سوچ

ہی رہی تھی کہ اس کے کمرے کی لائٹ اچانک اف ہوئی

اور کمرے میں چاروں طرف اندھیرا چھا گیا اس کو

اندھیرے سے ڈر تو نہیں لگتا تھا پر سر اٹھانے پر اسے

کمرے میں ایک کالا سایہ نظر آیا جس کو دیکھ کر اس کے

منہ سے چیخ نکلنے ہی والی تھی کہ وہ کالا سایہ اس کے

نزدیک آیا اور اس کی چیخ کو منہ میں ہی دبایا عائشہ

کی آنکھیں خوف سے مزید پھیل گئی تو سامنے والے نے

کہا کہ چیخنا مت ہاتھ ہٹا رہا ہوں یہ اواز عائشہ کو کچھ

جانی پہچانی لگی تو بس سامنے والے کے ہاتھ ہٹانے کی

دیر تھی کہ اس نے پوچھا کہ کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے

ہو ڈیول یوں ڈیول نے بس اتنا کہا تو عائشہ کو مزید

غصہ ایا اور کہا کہ یہاں کیوں ائے ہو تم اگر کسی نے

تمہیں دیکھ لیا تو تو اگر کسی نے دیکھ لیا تو بتادوں گا

کہ اپنی بیوی کے کمرے میں آیا ہوں کسی غیر سے ملنے تو

نہیں ایاز بردستی کی بیوی عائشہ نے اس کی بات سن کر

اسے بتانا ضروری سمجھا تو ڈیول اس کے قریب ہوا اور

اس کا گال سہلاتے ہوئے کہا کہ تمہارے لیے زبردستی ہوگی

میرے لیے نہیں ہے جو بھی ہو لیکن اپ نے میرے ساتھ

زبردستی کی ہے اور یہ بات میں اپنی پوری زندگی کبھی

بھی نہیں بولوں گی عائشہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا اس

کا ہاتھ سہلانے میں لگا ہوا تھا اور ہاتھ جھٹکنے کی ہی

دیر تھی کہ ڈیول نے اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ پھنسا یا

اور اس کے ہونٹوں پر جھکا اور اسے شدت سے اپنے

ہونٹوں میں قید کیا کہ عائشہ بن پانی کی مچھلی کی

طرح پڑھ پڑھا کر رہ گئی تھی اس کی قید میں عائشہ نے

خود کو چھڑانے کے لیے اس کی پیٹھ پہ کافی مکے مارے

لیکن ڈیول تھا جس پر کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا اور وہ

بس شدت سے جھکا عائشہ پر اپنی وحشتیں لٹا رہا تھا

عائشہ کو اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی ڈیول جب

تک اس سے پیچھے نہ ہٹا جب تک اس نے عائشہ کی آخری

سانس تک محسوس نہیں کی اور ڈیول کو جب لگا کے اب

اس کی سانس بند ہونے والی ہے تب وہ پیچھے ہٹا اور

عائشہ اپنی سانسے درست کرنے کی کوشش کرنے لگی اس

کے ہونٹوں پر بے انتہا جلن ہو رہی تھی اس نے جب اپنا

ہاتھ اپنے ہونٹ پر لگایا تو وہاں پر خون لگا ہوا تھا اس نے

سامنے اس جنگلی درندے کو دیکھا جو اسے دیکھ کر ہی

مسکرا رہا تھا عائشہ نے بے اختیار اپنا ہاتھ انکے کیا اور

اس کا ماسک اٹھانے کی کوشش کی کہ ڈیول نے اس کا

ہاتھ نیچ میں ہی روک دیا اور کہا کہ نہ نہ بے بی ابھی

غلطی مت کرنا ایسا نہ ہو تمہیں وقت سے پہلے سب پتہ

چل جائے اور تم پچھتاؤ یہ سن کر عائشہ کو مزید غصہ

ایا اور اس نے کہا کہ ہاتھ چھوڑو میرا ذلیل انسان تمہاری

ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی نہیں کرتی میں تم سے

محبت آخر کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا جو تم بن بلائے میری

زندگی میں اے زبردستی مجھ سے نکاح کیا اور اب مجھے

میری مرضی کے بغیر ہی تم چھو رہے ہو ڈیول نے اسے

اپنے قریب کیا اور اس کا منہ دبوچ کر کہا کہ اگر مجھ سے

محبت نہیں کرتی تو کیا تم اس فرحان سے محبت کرتی ہو

گیا ڈیول کی یہ بات سن کر عائشہ دنگ رہ گئی تھی اور

اس نے سوچا کہ یہ سب ڈیول کو کب پتہ چلا کہ میں

فرحان سے محبت کرتی ہوں ڈیول نے جب اس کو سوچ

میں ڈوبتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ بے بی مجھے سب تمہاری

انکھوں سے پتہ چل جاتا ہے اس لیے زیادہ سوچ میں

ڈوبنے کی ضرورت نہیں ہے ڈیول نے چاند کی ہلکی سی

چمکتی ہوئی روشنی میں عائشہ کا حسن دیکھا جو کسی

بھی مرد کو باسانی بہکا سکتا تھا اور وہ بھی بہک رہا تھا

عائشہ نے جب ڈیول کی طرف دیکھا تو اس کی انکھیں

سے بہت کچھ پیغام دے رہی تھی جس سے عائشہ ڈری اور

کہا کہ اب تم جاؤ یہاں سے ایسا نہ ہو کوئی ڈیول نے اس

کی بات کا جواب نہیں دیا اور اس کی گردن پر شدت سے

اپنی دانت گاڑے جس سے عائشہ چیخ کر رہ گئی تھی

عائشہ نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی اور کہا

کہ جنگلی درندے تمہیں مجھ پر رحم کیوں نہیں اتا ڈیول

تاجو اس کی گردن سے ہٹنے کا نام ہی نہیں دے رہا تھا اور

عائشہ کو اپنی گردن پر بے انتہا درد محسوس ہوا ڈیول

جب اپنی مرضی سے پیچھے ہوا تو عائشہ کی گردن کی

طرف دیکھا جہاں سے ہلکا ہلکا خون نکل رہا تھا ایسہ بے

بی ابھی تو میں نے تمہیں اپنی درندگی دکھائی بھی نہیں

ہے میں تو اپنی گولڈن نائٹ کا انتظار کر رہا ہوں جس

میں میں تم پر اپنی وحشتیں لٹاؤں گا ویسے تم ہو تو

بہت مضبوط لیکن پھر بھی اس رات تمہاری نازک سی

جان بہت مشکل میں پڑھنے والی ہے ڈیول نے بے باکی سے

اس کی طرف انکھ مار کر کہا اور دوبارہ اس کی گردن پر

نرمی سے اپنے ہونٹ رکھے جیسے اپنے دیے زخم پر مرہم

رکھ رہا ہوں عائشہ تو چپ چھاپ کھڑی اس کی باتیں سن

رہی تھی کچھ کہنے کو بچا ہی کیا تھا وہ تھک رہی تھی

ٹوٹ رہی تھی اس کو کسی سہارے کی ضرورت تھی ابھی

تو ایک ہی دن گزرا تھا اور وہ اپنی زندگی سے بری طرح

تنگ آگئی تھی اس کا شدت سے دل چاہا کہ یہ سب کچھ

چھوڑ چھاڑ کر کسی دور خلا میں چلی جائیں جہاں نہ

کوئی فرحان ہو نہ اس کی محبت ہو اور نہ ہی ڈیول ہو

اور نہ ہی اس کے بابا کے مرنے کا ڈر ہو جب وہ اپنی

سوچوں سے نکل کر باہر آئی تو اس نے ارد گرد دیکھا تو

ڈیول بھی موجود نہیں تھا اور اس کے روم کی لائٹس

بھی ان ہو گئی تھی وہ زمین پر بیٹھی اور شدت سے

رونے لگی اس کو سمجھ ہی نہیں رہا تھا کہ آخر اس کی

زندگی میں ہو کیا رہا ہے ایک طرف اپنی محبت کو کونے

کا دکھ اور دوسری طرف کسی اجنبی انسان کے ساتھ ایک

انچاہے رشتے میں بندھنے کا دکھ یہ سب سوچتے ہیں

ابھی وہ اپنی قسمت پر ماتم کناں تھی کہ اس کے دروازے

پر دستک ہوئی تو اس نے جلدی سے اپنے انصو صاف کیے

اور اپنی اواز پر قابو پا کر کہا کہ کون تو وہ دوسری طرف

سے فاطمہ نے کہا کہ عائشہ نیچے کھانے پر اجاؤ سب

انتظار کر رہے ہیں تمہارا تو عائشہ نے کہا کہ ٹھیک ہے میں

پانچ منٹ میں اتی ہوں تم جاؤ ٹھیک ہے فاطمہ نے کہا

اور چلی گئی عائشہ کا کھانا کھانے کا تو بالکل بھی دل

نہیں کر رہا تھا لیکن اگر وہ نیچے نہیں جاتی تو یقیناً سب

اس کے کمرے میں آجاتے جو وہ اس وقت بالکل بھی نہیں

چاہتی تھی اسی لیے وہ فریش ہو کر انی باتھ روم سے

اور اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر نیچے چلی گئی کھانا

کھانے کے دوران دادا جی نے فرحان سے کہا کہ فرحان تم

نے اس لڑکی سے پتہ کیا اس کے گھر کب جانا ہے تو لے کر

یہ سب سن کر عائشہ کے دل کو دکھ ہوا لیکن اس نے خود

پر کنٹرول کیا اور سوچا کہ اب وہ اس کے لیے نامحرم ہے

فرحان نے عائشہ کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں نیچے

اپنی پلیٹ پر جھکی ہوئی تھی اور اس نے اس بات پر

کوئی رسپانس ہی نہیں کیا تھا اس کو بے انتہاد دکھ ہوا

اور اس نے سوچا کہ کیا اب عائشہ اس کی بچپن کی

محبت کو دو ہی دن میں بھول گئی ہے کیا فرحان میں تم

سے بات کر رہا ہوں دادا جی نے اس کو ایک بار پھر اپنی

طرف متوجہ کرا تو اس نے غائب دماغی سے دادا جی کی

طرف دیکھا اور کہا کہ جی میں فون کر کے اس سے پوچھ

کراپ کو بتادوں گا تو دادا جی نے اسکی بات سن کر ہاں

میں سر ہلایا اور کہا کہ ٹھیک ہے عائشہ بیٹی تم کھانا

کیوں نہیں کھا رہی رفیق شاہ نے اس کی طرف دیکھا جو

بس پلیٹ میں اپنا چمچ گھمار ہی تھی اور کھا نہیں رہی

تھی تو عائشہ نے ان کی طرف اپنے انکھیں اٹھا کر دیکھا

اور کہا کہ بابا میں کھا رہی ہوں بیٹا تمہاری انکھیں اتنی

لال کیوں ہو رہی ہے تم روئی ہو کیا رفیق صاحب نے اس

کی انکھیں دیکھ کر کہا جو بے انتہا لال ہو رہی تھی یہ

سب سن کر عائشہ کو بے انتہار ونا یا اس کا دل چاہا کہ

وہ بھاگ کر اپنے باپ کے سینے لگے اور اپنے سارے غم

انہیں بتادیں لیکن اس نے خود پر قابو کیا اور کہا کہ

نہیں بابامیری انکھوں میں انفیکشن ہو گیا ہے ابھی کمرے

سے نکلنے سے پہلے ہی میں نے ان میں ڈراپس ڈالی تھی

تبھی آپ کو ایسا لگ رہا ہو گا کہ میں رو رہی ہوں عائشہ

کی بات سن کر انہوں نے ہاں میں سر ہلایا آخر وہ ایک

باپ تھے اپنی بیٹی کے دل کی بات کیسے نہیں جان سکتے

تھے لیکن وہ اس معاملے میں بہت بے بس تھی وہ کچھ

بھی نہیں کر سکتی تھی فرحان بھی اسی کی طرف دیکھ

رہا تھا آخر وہ اسے بچپن سے ہی جانتا تھا اس کو پتہ تھا

کہ عائشہ بہانے بنا رہی ہے وہ رو کر کمرے سے نکلی ہے

اسی لیے اس کی آنکھیں لال ہو رہی ہے اس نے عائشہ سے

اکیلے میں بات کرنے کا سوچا اور اپنے کھانے کی طرف

متوجہ ہوا،

وہ چاروں اپنے خفیہ روم میں بیٹھے کچھ باتیں ڈسکس

کر رہے تھے تم نے اس کا پیچھا کیا تھا براہیم نے حسن

کی طرف دیکھ کر کہا تو حسن نے کہا کہ ہاں میں اس کے

پیچھے گیا تھا اور مجھے اس جگہ کا بھی معلوم ہو گیا ہے

وہاں پردہ لڑکیاں تھی اور کسی کنگ کے بارے میں باتیں

کر رہی تھی دونوں کی باتیں بھی میں نے سن لی ہے اور

فون میں ریکارڈ بھی کیا تھا میں ابھی تم لوگوں کو سناتا

ہوں حسن نے اپنا فون نکالا اور ریکارڈنگ ان کی جس

میں دو لڑکیوں کی صاف صاف اوازیں سنائی دے رہی

تھی اور چاروں نے بخوبی سب سنا تھا فون ریکارڈنگ

ختم ہوتے ہی زین نے کہا کہ ہمیں جلد از جلد ان سب کے

پلان کے بارے میں پتہ کرنا ہو گا ایسا نہ ہو کہ ہمیں دیر ہو

جائے بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم یہ کنگ کون ہے یہ پتہ

لگانا پڑے گا فرحان نے کہا لیکن اس سے بھی پہلے یہ پتہ

لگانا پڑے گا کہ یہ دونوں لڑکیاں کس پلان کے تحت ہماری

گھر میں اینٹری مار رہی ہے ایک نے تو فرحان کو پسالیا

ہے اور دوسری کا ٹارگٹ ابراہیم ہے زین نے کہا فرحان

تمہیں پتہ لگانا ہو گا جلد از جلد کہ یہ کنگ کون ہے تم

پولیس میں ہو تو تمہیں اسانی سے سب پتہ چل سکتا ہے

اور کسی کا تم پر شک بھی نہیں جائے گا ابراہیم نے

سنجیدہ لہجے میں کہا تو فرحان نے ہاں میں سر ہلایا

تمہیں میں نے کچھ پیپر بنانے کے لیے کہا تھا ابراہیم نے

حسن کی طرف دیکھ کر کہا ہاں وہ پیپر ز تو تقریباً مکمل

ہو ہی گئے ہیں ایک دو دن تک وہ ریڈی ہو کر آجائیں گے

اس کی بات سن کر ابراہیم دوبارہ چپ ہوا مجھے ڈر ہے

کہیں وہ دوبارہ عائشہ یازارا میں سے کسی کو نقصان نہ

پہنچائے زین نے کہا ہاں ہمیں کچھ ٹائم کے لیے ہی صحیح

انہیں ایسے فیل کروانا ہو گا جیسے ہمیں ان سے سچ میں

ہی پیار ہو گیا ہے اور ہم ان کے ساتھ ہیں میرے پاس ایک

پلان ہے زین نے جب سب کو اپنے پلان کے بارے میں بتایا

تو ابراہیم نے اسے گھور کر دیکھا اور کہا کہ اگر یہ سب

کچھ ہو گیا تو زارا کو ضرور دکھ پہنچے گا اور ایسا میں

ہر گز نہیں ہونے دوں گا ابراہیم نے اتنی سرد لہجے میں کہا

تھا کہ ان تینوں کو ہی اس کے سامنے چپ ہونا پڑا تو پھر

کیا ہمارے پاس کوئی پلان ہے فرحان نے اس کی طرف

دیکھ کر کہا تو ابراہیم نے کہا کہ فی الحال پلان تو کوئی

نہیں ہے لیکن پہلے ہمیں ان کی طرف سے کسی حملے کا

انتظار کرنا ہو گا اس کے بعد ہی ہم کچھ سوچنا پڑے گا کہ

کرنا کیا ہے ابراہیم کی بات سن کر سب چپ ہوئے کہ اتنے

میں ہی دروازے پر دستک ہوئی اور ابراہیم کا ڈرائیور اندر

ایا اور ٹیبل پر کیک اور بہت سارے چاکلیٹ رکھے تو

ابراہیم نے اسے جانے کا اشارہ کیا کیک اور چاکلیٹس دیکھ

کر حسن کی آنکھیں چمکی اور کہا کہ ارے واہ بھائی یہ

اپ ہمارے لیے لائے ہیں اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر چاکلیٹ

اٹھانے لگا تھا کہ ابراہیم نے سر دلہجے میں کہا کہ نہیں

تو حسن نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور کہا کہ یہ سب کس لیے

ہیں تمہیں بتانا میں ضروری نہیں سمجھتا براہیم نے

لاپرواہ لہجے میں کہا تو پھر یہ سب کس لیے لائے ہو

بچے تو تمہارے ہیں نہیں کہ تم ان کے لیے لاؤ اس بار

فرحان نے کہا اگر تم سب بھول گئے ہو تو میں یاد دلاتا

ہوں کہ میری ایک عدد بیوی بھی ہے تو تینوں نے اس کی

بات سن کر اونچی آواز میں کہا اوووو بھائی اپ نے اتنی

جلدی ہماری ٹڈی کو ناراض بھی کر دیا کہ اسے منانے کے

لیے اپ کو چاکلیٹ اور کیک لانا پڑ رہا ہے حسن نے شرارتی

لہجے میں کہا اگر تمہیں مار چر روم میں بند نہیں ہونا

چپ کرو ابراہیم کی بات سن کر تو حسن ایسے جب ہوا

جیسے اس نے کبھی بولنا سیکھا ہی نہ ہوا ابراہیم اٹھا

کیک اور چاکلیٹس اٹھا کر گھر کی طرف چل پڑا اور اس

کے پیچھے وہ تینوں بھی چل پڑے گھر کے اندر داخل ہوتے

ہی اس نے لاؤنج کی طرف دیکھا جہاں ساری خواتین

بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور ان سب میں دعا بھی شامل

تھی زار اور فاطمہ نیچے جب کہ باقی سب صوفوں پر

بیٹھے ہوئے تھے ان چاروں کو گھر کے اندر داخل ہوتا

دیکھ کر دادی نے ماشاء اللہ کہا وہ چاروں لگ ہی اتنے

پیارے رہے تھے دادی کی نظروں کی طرف سب نے دیکھا

تو وہ چاروں ان تک پہنچ چکے تھے حسن تو بھاگ کر

رانیا بیگم کے بغل میں ہی بیٹھ گیا جہاں پر لیلہ بھی

بیٹھی ہوئی تھی فرحان بھی جا کر اپنی ماما کے پاس

بیٹھا اور زین جا کر فاطمہ کے پیچھے جو صوفہ خالی پڑا

تھا اس پر بیٹھا اور ساتھ ابراہیم کو بھی انے کو کہا

ابراہیم اگے بڑھا اور جہاں زارازمین پر بیٹھی ہوئی تھی

اس کی گود میں چاکلیٹس اور کیک رکھے اور کہا کہ یہ لو

اور ساتھ ہی زین کے ساتھ صوفے پر بیٹھاتے سارے

چاکلیٹس اور کیک کودیکھ کر زارا خوشی سے اچھل پڑی

اور کہا کہ بہت بہت شکریہ آپ کا ابراہیم کو اس کے

چہرے کی خوشی دیکھ کر ہی اپنی ساری تھکن اترتی

ہوئی محسوس ہوئی ابراہیم تم اس کی عادتیں بگاڑ رہے

ہودادی نے ابراہیم سے کہا تو ریم بیگم نے بھی ان کے ہاں

میں ہاں ملائی زارا بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی تو

ابراہیم نے کہا کہ بیوی ہے میری وہ اگر میں اس کی

خواہشات کو پورا نہیں کروں گا تو کون کرے گا اس کی

بات سن کر دادی اور ریم بیگم ہنسی اور زارا کی طرف

دیکھا جس کے گال لال ہو گئے تھے شرم کی وجہ سے دعا

نے بھی زارا کی طرف مسکرا کر دیکھا لیلہ اپنی جگہ سے

اٹھی اور زار اور فاطمہ کے ساتھ نیچے بیٹھی اور ساتھ

ہی عائشہ کو اشارہ کیا انے کا عائشہ بھی اٹھی اور ان کے

ساتھ بیٹھی تو لیلانے کہا کہ اج سنڈے نائٹ ہے کل

چھٹی بھی ہے تو ہم مووی بھی دیکھیں گے اور ڈھیر

سارے گیمز بھی کھیلیں گے لیلہ کی بات سن کر سب نے

ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ ٹھیک ہے حسن نے ان کی بات

سنی تو کہا کہ ہم بھی تم لوگوں کے ساتھ مووی دیکھیں

گے اس کی بات سن کر لیلہ نے اس کی طرف گھور کر

دیکھا اور کہا کہ تم کیوں ہر وقت لڑکیوں کے بیچ میں

رہنے سے خوش ہوتے ہو کیونکہ وہاں تم ہوتی ہو حسن نے

اس کی طرف آنکھ مار کر کہا بے شرم کہیں کے شرم کے

دن تو تم پیدا ہی نہیں ہوئے تھے نالیلہ نے چڑ کر کہا جو

ہمیشہ اسے ہی تنگ کیا کرتا تھا نہیں یا شرم والے دن

میں تمہارے ساتھ ہی تو بیٹھا تھا حسن کی بات سن کر

سب کا کہنا گونجا تو وہ لیلہ نے کہا کہ اگر ابراہیم بھائی

بھی مووی دیکھنے آئیں گے تبھی تم کو انے دوں گی ورنہ

نہیں لیلہ کو پتہ تھا کہ ابراہیم کو مووی میں انٹر سٹ

نہیں ہوتا اسی لیے وہ نہیں آئے گا تو ساتھ میں حسن بھی

نہیں اپنے گا اس کی بات سن کر حسن تھوڑا مایوس ہوا

کیونکہ اس کو بھی پتہ تھا کہ ابراہیم کبھی بھی نہیں آئے

گا اور لیلہ نے جان بوجھ کر ہی یہ شرط رکھی تھی یہ

سب باتیں ابراہیم اور زین بخوبی سن رہے تھے اسی وقت

حسن کے شرارتی دماغ میں ایک ایڈیا یا تو اس نے زارا

سے کہا کہ زارا ذرا بھائی سے پوچھو کہ وہ مووی دیکھنے

آئیں گے یا نہیں اس سے پہلے لیلہ اسے روک تھی زارا

نے ابراہیم کی طرف دیکھ کر کہا کہ اپ آئیں گے مووی

دیکھنے زار انے اس قدر معصومیت سے پوچھا تھا کہ

ابراہیم نہ ہی نہیں کر پایا اور اس نے بے اختیار ہاں میں

سر ہلایا فرحان اور زین حسن کی چلا کی پر مسکرائے

لیلہ نے حسن کی طرف خون خنخوار نظروں سے دیکھا اور

اس کے کندھے پر ایک مکمار کر اپنی کمرے کی طرف

جلدی سے بھاگ گئی بڑے بھی سب ان کی نوک جوک دیکھ

کر مسکرا رہے تھے تو دادی نے کہا کہ دعا کو بھی اپنے

ساتھ لے جانا وہ بھی تم سب کے ساتھ مووی دیکھ لے گی

دعا کی تو جیسے دل کی مراد پوری ہوئی تھی اس نے

سوچا کہ اسی بہانے وہ ابراہیم کے تھوڑا پاس رہ پائے گی

دادی کی بات سن کر عائشہ نے ہاں میں سر ہلایا زارا

اٹھی اور اپنے کیک اور چاکلیٹس اٹھا کر روم میں چلی

گئی ساتھ میں بھی اٹھ کر جانی ہی والی تھی کہ زین نے

کہا کہ فاطمہ ایک کپ کافی لے کر میرے روم میں آؤ اس

کی بات سن کر فاطمہ نے کہا کہ وہ سامنے کچن میں

ملازمہ ہے اپ ان سے بول دیں مجھے کافی بنانی نہیں اتی

یہ کیا بد تمیزی ہے فاطمہ وہ شوہر ہے تمہارا عزت کیا

کروں اس کی رانیا بیگم کے ڈانٹنے پر فاطمہ نے ہاں میں

سر ہلایا اور کچن کی طرف زین کے لیے کافی بنانے چلی

گئی

فاطمہ کافی کاکپ لے کر زین کے کمرے میں داخل ہوئی

تو اس کو بیٹ پر بیٹھے پایا فاطمہ بنا کچھ کہے اگے بری

اور سائیڈ ٹیبل پر کافی کاکپ رکھ کر جانے ہی والی تھی

کہ زین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر اپنے ساتھ بٹھایا

تو فاطمہ نے کہا کہ یہ کیا بد تمیزی ہے زین نے اسے اپنے

اور قریب کیا اور کہا کہ جان من اسے بد تمیزی نہیں پیار

کرنا کہتے ہیں فاطمہ اس کی بات سن کر استہزا انداز میں

مسکرائی اور کہا کہ کیا میں جان سکتی ہوں کہ آپ جیسے

پتھر دل انسان کو پیار کب ہو اغالبا آپ کے تو یہی الفاظ

تھے نا کہ اگر میں دنیا کی آخری لڑکی ہوئی تب بھی آپ

مجھ سے شادی نہیں کریں گے اور ہاں شاید آپ نے یہ بھی

کہا تھا کہ میں آپ کی معیار پر پورا نہیں اترتی اور نہ ہی

میں خوبصورت ہوں اس کی باتیں سن کر زین کو اپنے

بولے ہوئے الفاظوں پر سخت پچھتاوا ہوا تو اس نے فاطمہ

سے کہا کہ بھول کیوں نہیں جاتی وہ سب اس کی بات

سن کر فاطمہ نے حیران ہونے والے انداز میں کہا کہ کیا

واقعی کیا وہ بھولنے والی باتیں تھی زین نے اس بار کوئی

جواب نہیں دیا اور اس کے قریب ہو کر اس کے ماتھے پر

اپنے لب رکھیں فاطمہ نے اسے خود سے دور کرنے کی

کوشش کی تو زین نے اسے بیڈ پر لٹایا اور خود اس کے

اوپر اگیا یہ سب اتنا ہر بڑی میں ہوا کہ فاطمہ کو کچھ

سمجھ ہی نہیں آیا اس سے پہلے کہ فاطمہ کچھ بولنے کے

لیے اپنا منہ کھولتی زین نے جلدی سے اگے ہو کر اس کے

ہونٹوں پر اپنے ہونٹ نرمی سے رکھے زین اسے اتنی نرمی

سے چھو رہا تھا کہ فاطمہ کے ہاتھ خود بخود زین کے بالوں

میں گئے زین اس کا ساتھ پا کر مسکرایا اور نرمی سے

اس کے ہونٹ اپنی ہونٹوں سے جدا کیے اور اس کی گردن

پر جا بجا بیگھا لمس چھوڑنے لگا زین کے اس قدم پر تو

فاطمہ تڑپ کر رہی رہ گئی تھی اور اپنی سانسوں کو

درست کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی فاطمہ کی

پوری گردن زین تھے مونچھوں کی چبن سے لال ہو گئی

تھی اور فاطمہ کو بے انتہا جلن محسوس ہو رہی تھی

اپنی گردن پر دوسری طرف زین اس کی قربت میں گم

اہستہ اہستہ اپنا ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے لے جانے لگا

اور اس کی شرٹ کی زپ کھولنے ہی لگا تھا کہ فاطمہ کو

ہوش آیا تو اس نے جلدی سے زین کو خود سے دور جھٹکا

زین نے اس کی گردن سے اپنا چہرہ نکالا اور کہا کہ کیا

ہو ادور ہٹے مجھ سے فاطمہ نے کہا کیوں کیا تمہیں میرا

چھوٹا چھا نہیں لگ رہا ہے زین نے اس کے سگھے ہونٹ

سہلاتے ہوئے کہا ایسا کرنے سے فاطمہ نے خود کو بے بس

محسوس کیا اور زین نے اپنی قربت کا خمار اس کی

آنکھوں میں دیکھا اس سے پہلے کہ زین دوبارہ اس کے

ہونٹوں پر جھکتا فاطمہ نے اسے دور ہٹایا اور خود جلدی

سے بیڈ سے اٹھی اور اپنا دوپٹہ اٹھا کر بنا کچھ کہے زین

کے کمرے سے باہر چلی گئی پیچھے زین مسکرایا اور اس

نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور خود سے کہا کہ کوئی

بات نہیں جانے من ایک نہ ایک دن تو میں تم کو منا کر

رہوں گا اور اس دن تمہاری یہ سب مزاحمتیں کام نہیں

آئیں گی،

رات کے وقت سب ینگ جنریشن ابراہیم کے کمرے میں

بیٹھے مووی سلیکٹ کرنے میں بحث کر رہے تھے کوئی

کہہ رہا تھا کہ ہارر مووی دیکھیں گے تو کوئی کہہ رہا تھا

کہ نہیں رومینٹک مووی دیکھیں گے تو اتنے میں لیلہ نے

کہا کہ ایک منٹ ہم دو چٹس لے لیتے ہیں اور اس ایک پر

رومینٹک مووی لکھ لیتے ہیں اور ایک پر ہارر مووی پھر

ان دونوں کو اچھا لیں گے پر کسی بھی ایک پر سن سے

ایک پر چچی اٹھانے کو کہیں گے اس میں جو بھی مووی

سلیکٹ ہوئی ہار ریار و مینٹک وہ ہم دیکھیں گے اس کی

بات سن کر سب نے ہمیں سر ہلایا تو لیلہ جلدی سے اٹھی

اور اس نے چٹس پر رومینٹک اور ہار رمووی لکھ کر

چٹس کو بند کیا اور اس کو ہلا کر زار اسے کہا کہ اس

میں سے ایک چٹ اٹھاؤ تو زار نے ایک چٹ اٹھائی وہ

دل میں دعائیں بھی کر رہی تھی کہ اللہ کرے کہ ہار

مووی نہ نکلے لیکن شاید اس وقت اس کی دعا قبول نہیں

ہوئی تھی اور جیسے ہی چھٹ کو کھول کر دیکھا تو

اس میں ہارر مووی لکھا ہوا تھا زار نے ڈر کر فاطمہ کی

طرف دیکھا جس کے چہرے پر بھی ہارڈر مووی کا نام سن

کر ڈرا گیا تھا اس کے بعد لیلہ نے ان دونوں کی ایک نہ

سنی اور ہارر مووی ان کرنے لگی ابراہیم کا روم بڑا ہونے

کی وجہ سے وہ لوگ ایزیلی صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے

پر فاطمہ اور زارا نیچے کارپیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی زارا

اور فاطمہ کے پیچھے ہی زین اور ابراہیم صوفوں پر بیٹھے

ہوئے تھے اس کے بعد ایک صوفے پر لیلہ عائشہ اور دعا

بیٹھی ہوئی تھی اور اس سے اگلے صوفے پر حسن اور

فرحان بیٹھے ہوئے تھے روم میں پورا اندھیرا تھا مووی

سٹارٹ ہونے ہی لگی تھی کہ زارا اگے ہو کر ابراہیم کے

ٹانگوں کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی ابراہیم کو پتہ تھا کہ

اسے ڈر لگ رہا ہے اسی لیے اسے اٹھا کر صوفے پر اپنے برابر

میں بٹھایا فاطمہ نے جب زارا کی طرف دیکھا تو ادھر

زارا نہیں تھی اس نے پیچھے مڑ کر صوفے کی طرف دیکھا

تو زارا ابراہیم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ بھی جلدی

سے اٹھ کر عائشہ کے پاس جانے ہی والی تھی کہ زین نے

اس کا ہاتھ کی کھینچ کر اپنے پاس صوفے پر بٹھا دیا اور

اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور مووی کی طرف دیکھنے

لگے جو سٹارٹ ہو گئی تھی مووی سٹارٹ ہوئے 20 منٹ

ہی گزرے تھے اور اس 20 منٹ میں ذرا آنے ایک بار بھی

سکرین کی طرف نہیں دیکھا تھا وہ بس ابراہیم کے سینے

میں اپنا چہرہ چھپائے ہوئے بیٹھی تھی اور ابراہیم بھی

اسے اپنے سینے سے لگائے بیٹھا ہوا تھا

فاطمہ کو بہت ڈر لگ رہا تھا اسی لیے وہ زین کے قریب

ہوئی تو زین نے اس کی طرف دیکھا تو فاطمہ نے کہا کہ

جگہ نہیں ہے تو زین نے ہاں میں سر ہلایا اور دوبارہ

سکرین کی طرف دیکھنے لگا تھوڑی دیر بعد فاطمہ پھر

اس کے قریب ہوئی تو زین نے پھر اس کی طرف دیکھا

فاطمہ نے کچھ نہیں کہا زین کو پتہ تھا اسے ڈر لگ رہا ہے

اسی لیے اسے اپنے قریب کیا اور اپنا ایک ہاتھ اس کے گرد

پھلایا اور اسے اپنی باہوں میں چھپالیا تو فاطمہ کو

کچھ سکون ملا زین میں اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور

کہا کہ جان من ڈرو مت میں ساتھ ہی ہوں تمہارے اور

اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا،

ابراہیم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کر رہا تھا جو

اسے سونے کا پتادے رہی تھی کہ زارا سو گئی ہے ابراہیم

کے سارے جذبات جگا کر زارا اطمینان سے اس کی گردن

میں اپنا چہرہ چھپائے سو رہی تھی حسن مووی دیکھیں

بور ہو رہا تھا تو اس نے فرحان سے کہا کہ یار تجھے نہیں

لگتا کہ بہت بور ہو رہا ہے یہ سب کیوں نہ کچھ ڈرایا جائے

ان کو تو فرحان نے اس کا چہرہ ابراہیم اور زین کی طرف

موڑا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھو دونوں نے اپنی بیویوں

کو اپنے پاس چھپا رکھا ہے تو تم کسلے ڈراؤ گے تو اس نے

فرحان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اب تو دیکھ کے میں کیا

کرتا ہوں حسن جلدی سے اٹھا اور اپنی بال بگاڑے اور

عائشہ کی طرف گیا اور عائشہ کو اٹھنے کے لیے کہا

اندھیرا ہونے کی وجہ سے ایک پل عائشہ کو دیکھ کر ڈر

لگا کے پتہ نہیں یہ کون ہے لیکن جب اس نے اشارہ کیا کہ

فرحان کے پاس جاؤ تو وہ سمجھ گئی کہ حسن کو دوبارہ

کوئی شرارت سوچ رہی ہے،،

حسن جلدی سے اٹھا اور اپنی بال بگاڑے اور

عائشہ کی طرف گیا اور عائشہ کو اٹھنے کے لیے کہا

اندھیرا ہونے کی وجہ سے ایک پل عائشہ کو دیکھ کر ڈر

لگا کے پتہ نہیں یہ کون ہے لیکن جب اس نے اشارہ کیا کہ

فرحان کے پاس جاؤ تو وہ سمجھ گئی کہ حسن کو دوبارہ

کوئی شرارت سوچ رہی ہے حسن نے کچھ نہیں کیا اور

چپ چاپ اس کے پاس بیٹھ گیا لیلہ کو نیند آرہی تھی

اس لیے وہ اونگنے لگی ایک پل کے لیے اس نے سوچا کہ

عائشہ کے گود میں سر رکھ کر سولیں اور اس نے حسن

کو عائشہ سمجھ کر اس کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں

بند کرنے ہی والی تھی کہ حسن اس کے اوپر جھکا اس نے

جیسے ہی حسن کو دیکھا نیند میں ہونے کی وجہ سے لیلا

ڈر کر بے اختیار چنچیں تو اتنا زور سے چیخی تھی کہ

سب ہڑبڑا کر اٹھے اور زاراجو ابراہیم کی گردن میں چہرہ

چھپائے مزے سے سو رہی تھی چیخ سننے کی وجہ سے

اس کی بھی آنکھ کھلی لیکن اس کی آنکھ کھلتی ہی

سکرین کی طرف گئی جہاں پر ہارر سین چل رہا تھا اس

کو ایسا لگا کے اس کا دل بند ہو جائے گا بے اختیار اور اس

کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور اس نے ابراہیم کی

شرٹ پر اپنی گرفت مضبوط کی ابراہیم کو اپنا کندھا

بگھتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے چونک کر زارا کی طرف

دیکھا جو رو رہی تھی ابراہیم نے زارا کو اپنے آگے کیا اور

اس سے پوچھا کہ میری جان روح من کیوں رو رہی ہو

کچھ بھی نہیں ہوا میں تمہارے پاس ہوں دیکھو ابراہیم

کو اپنے پاس محسوس کر کے زار اور ہچکیوں سے رونے

لگی زین جلدی سے ہڑ بڑا کر اٹھا اور اس نے لائٹ ان کی

اور دیکھا کہ لیلہ کا چہرہ خوف کی وجہ سے سفید پڑ گیا

ہے وہ جلدی سے اپنی بہن کے پاس گیا اور اس کو کندھے

سے ہلا کر کہا کہ لیلہ میری گڑیا اپ ٹھیک ہو اپ اپ کو

کچھ ہوا تو نہیں دیکھو بھائی پاس ہے کچھ بھی نہیں ہوا

میری طرف دیکھو لیلہ نے ذین کی طرف دیکھا وہ اس کو

کچھ اطمینان ہوا اور وہ ذین کہ گلے لگی اس کو اپنے

گلے سے لگائیں ذین نے غصے سے حسن کی طرف دیکھا جو

خود بھی شرمندہ نظر آ رہا تھا اس کو اندازہ نہ تھا کہ اتنا

سب کچھ ہو جائے گا وہ تو بس ایک چھوٹی سی شرارت

کر رہا تھا اپ سب زار کی طرف متوجہ ہوئے جو ہچکیوں

کی طرح ابراہیم کی گردن میں چہرہ چھپا ہے رورہی تھی

اور ابراہیم اسے اپنے گلے سے لگائیں چپ کرانے کی کوشش

کر رہا تھا جو چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

ابراہیم کا پہلے ہی حسن کی حرکت پر غصہ ساتویں

آسمان پر پہنچ چکا تھا اوپر سے زارا کا چپ نہ ہونا اس کے

غصے کو مزید ہوا دی تو اس نے غصے سے زارا کو اپنی

گردن سے کھینچ کر باہر نکالا اور کہا کہ چب اب تمہاری

کوئی آواز نہیں انی چاہیے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں

ہوگا ابراہیم کی آنکھیں لال ہو گئی تھی غصے کی وجہ سے

اور اس نے اتنی سرلہجے میں کہا تھا کہ سب کے دلوں

میں ڈر پیدا ہوا زارا بھی اس کو دیکھ کر ڈری اور رونا

بند کیا اس کو اصل میں دکھ ہوا تھا کہ وہ اس کو چپ

کرانے کے بجائے غصہ کر رہا ہے اس پر ابراہیم نے اس کا

ہاتھ اتنی زور سے دبوچا ہوا تھا کہ زارا کو اپنے ہاتھ میں

درد محسوس ہوا فرحان نے اپنی بہن کے چہرے پر درد

محسوس کیا تو اس سے رہانہ گیا اور وہ ابراہیم کے پاس

گیا اور زارا کا ہاتھ چھڑا کر کہا کہ تیرا دماغ خراب ہو گیا

ہے کیا کہیں کا غصہ کہیں اور نکال رہا ہے ہاتھ چھوڑ اس

کا درد ہو رہا ہے اسے کیا تجھے نظر نہیں ارہا فرحان نے

بھی غصے سے کہا جب ابراہیم نے زارا کے ہاتھ کی طرف

دیکھا جہاں پر اس کی انگلیوں کے نشان چھپے ہوئے تھے

ہاں تو اور کیا کروں وہ چپ ہی نہیں ہو رہی تھی دماغ

خراب کر کے رکھ دیا تھا کب سے ابراہیم کو غصے میں

ہونے کی وجہ سے اپنے بولے ہوئے الفاظوں کا پتہ نہیں چل

رہا تھا ہاں تو اگر وہ چپ نہیں ہو رہی تھی تو اس کو پیار

سے بھی تو سمجھا جاسکتا تھا نا اتنا جاہرا نہ سلوک کرنے

کی کیا ضرورت تھی بیوی ہے وہ تمہاری باندی نہیں ہے

کوئی کہ تم اس کے ساتھ یہ سلوک کرتے پھر واور یہی

سوچتے رہو کہ اس کے اگے پیچھے کوئی پوچھنے والا نہیں

ہے دوبارہ اگر تم نے یہی سلوک اور یہی رویہ میری بہن

کے ساتھ رکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا فرحان کو

بھی اپنی بہن کے لیے برا لگ رہا تھا ان دونوں کو لڑتا

دیکھ کر زارا بے انتہا ڈری اور بنا کچھ کہے چپ کر کے روم

سے باہر چلی گئی ان دونوں نے بھی اپنی لڑائی میں زارا

کا جانا محسوس ہی نہیں کیا ان کی لڑائی کو بڑتا دیکھ

زین اگے آیا اور کہا کہ یار کیا ہو گیا تم لوگوں کو واپس

میں کیوں لڑ رہے ہو جو بھی بات کرنی ہے آرام سے کرو

اس میں لڑنے کی کوئی بات نہیں ہے کہ تم دونوں واپس

میں بچوں کی طرح لڑ رہے ہو زین کی بات سن کر وہ

دونوں چپ ہوئے اور دونوں نے پیچھے مڑ کر زارا کو

دیکھنا چاہا لیکن زارا کو ناپا کر سب نے ادھر ادھر دیکھا

تو دعائے کہا کہ وہ اپنے روم میں چلی گئی تھی جب تم

لوگ لڑ رہے تھے اس کے بات سن کر ابراہیم زارا کے کمرے

میں جانے ہی والا تھا کہ پیچھے سے زین نے اسے روک کر

کہا کہ یارا بھی وہ ہرٹ ہے صبح دیکھ لیں گے صبح بات کر

لینا اس سے زین کی بات سن کر ابراہیم نے ہا میں سر ہلایا

اور سب ایک ایک کر کے اس کے روم سے جانے لگے جب

سب چلے گئے تو ابراہیم نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا اور

واپس آکر صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اس نے بہت

برا کیا زارا کے ساتھ اسے اس پر غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا

وہ کتنی ہرٹ ہوئی ہوگی آج دن میں ہی تو اسے منایا تھا

اس نے بے بسی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور سوچا

کہ وہ غصے میں کیا کر جاتا ہے ایسے بالکل بھی اندازہ

نہیں یوتا وہ اپنی چھوٹی سی جان اتنا غصہ کیسے کر

سکتا ہے وہ تو پہلے بھی اسے ڈر ڈر کر بات کرتی تھی اب

جو تھوڑا کھلنے لگی تھی تو اس نے زارا کو دوبارہ ناراض

کر دیا اس کا ہچکیوں سے رونا براہیم کو یاد آیا تو وہ بے

اختیار اٹھا اور دیوار پر اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر مارا لگاتار

تین چار بار مکہ مارنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ پورا سرخ

ہو گیا تھا پر اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا،،،،

زار اپنے کمرے میں اتنی بیڈ پر لیٹ کر اس نے رونا

شروع کیا ہاتھ کا درد تو ایک طرف تھا لیکن جب ابراہیم

نے یہ کہا تھا کہ اس نے دماغ خراب کر رکھا ہے تو وہ اسے

بہت برا لگا اس نے خود سے سوچا کہ وہ ابراہیم سے دوری

بنائی رہے گی وہ خود کو اس کا بہت عادی بنا چکی اب وہ

اس کے پاس نہیں جائے گی آخر اس سے زیادہ وہ سوچ

بھی کیا سکتی تھی یہ اتج ہی ایسے ہوتی ہے کہ ایک بات

ذہن میں بیٹھ جائے تو دوبارہ اتنی آسانی سے بھولی نہیں

جاتی زار کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا،

یہ کمسن لڑکی کون ہے کنگ ایک سونے پر بیٹھا تھا میں

شراب کا گلاس پکڑے موبائل میں زارہ کی تصویر دیکھ

کر کہا تو اس کے پاس جو آدمی کھڑے تھے اس کے انہوں

نے کہا کہ بہت سی عاشی نے بھیجا ہے اور ساتھ یہ

پیغام بھی بھیجا ہے کہ بوس سے پوچھ لیں اگر اچھی ہے

تو اٹھو لیں اس بندے کی باتیں سن کر کنک کی آنکھوں

میں ہوس جاگی اور اس نے جلدی سے کہا کہ یہ بھی

کوئی پوچھنے والی بات ہے جلدی سے عاشی سے کہو کہ

یہ لڑکی مجھے کل ہی کل اپنے بستر پر چاہیے کنگ کی

طرف سے جو پیغام ملا تو اس کے بندے نے کہا کہ ٹھیک

ہے باس میں عاشی کو یہ میسج پہنچا دوں گا،

انج سنڈے ہونے کی وجہ سے سب دیر سے اٹھے تو ناشتہ

بھی سب نے الگ الگ کیا براہیم ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے

ناشتہ کر رہا تھا اس کا دل نہیں لگ رہا تھا انجانہ جانے

کیوں اسے صبح سے بے چینی ہو رہی تھی جیسے انج اس

کی بہت اہم چیز کھونے والی ہے اس کے دل میں ایک پل

کے لیے خیال آیا کہ شاید کل رات سے زار اناراض ہے اس

سے اسی لیے اس کو ایسا فیل ہو رہا ہو یہی سوچ کر اس

نے اپنے بے چین دل کو مطمئن کیا ساتھ بیٹھے زین نے اس

کا کندھا ہلا کر کہا کہ یار ناشتہ کرنا کن سوچوں میں ڈوبا

ہوا ہے تو ابراہیم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا

اور ہاں میں سر ہلا کر ناشتے کی طرف متوجہ ہوا اتنے

میں ہی فاطمہ ائے اور ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر ملازمہ سے

اپنا ناشتہ منگوانے لگی ابراہیم نے فاطمہ کی طرف دیکھ

کر کہا کہ زارا اٹھ گئی ناشتہ نہیں کرنا اس نے تو فاطمہ

نے کہا کہ پتہ نہیں بھائی مجھے تو نہیں پتہ میں تو خود

ابھی اٹھی ہوں ٹھیک ہے ابراہیم نے کہا اور ناشتہ کرنے لگا

ناشتہ کرنے کے بعد ابراہیم اٹھا اور اپنے کمرے میں فریش

ہونے کے لیے چلا گیا زارا کے کمرے کی طرف سے گزرنے

کے وقت اس نے دیکھا کہ زارا کے کمرے کی لائٹس ان

تھی اس کا مطلب اور جاگ چکی ہے اس نے سوچا کہ زارا

کی کمرے کی طرف جا کر اس کو منالوں لیکن پھر اس کے

دل میں آیا کہ نہیں پہلے جو کام پینڈنگ پر ہے وہ مکمل کر

لوں اس کے بعد زارا کو اطمینان سے منالوں گا اور یہی پر

اس سے غلطی ہوئی اور وہ بنا زارا کو منائیں اپنے کمرے

کی طرف چلا گیا،

زارا لون میں جھولے پر بیٹھی ٹھنڈے موسم کو انجوائے

کر رہی تھی کہ اتنے میں ہی اس کے بعد فاطمہ آئی اور

کہا کہ زارا مجھے کالج کا کچھ سامان لینے باہر جانا ہے

کیا تمہیں بھی کسی چیز کی ضرورت ہے تو تم بھی میرے

ساتھ چلو اس کی بات سن کر زارا خوش ہوئی وہ اس کو

تو بس موقع چاہیے تھا اس موسم میں گھر سے باہر نکلنے

کا تو اس نے فاطمہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ فاطمہ اپنی

مجھے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے پر پھر بھی میں

اپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں ٹھیک ہے پھر تم جلدی سے

تیار ہو جاؤ پھر ہم دونوں ساتھ چلتے ہیں زیادہ دیر نہ ہو

جائے پھر شام کے وقت ماما جانے نہیں دے گی زارا نے

ہاں میں سر ہلایا اور جلدی سے اوپر اپنے کمرے میں تیار

ہونے چلی گئی پانچ منٹ بعد زارا تیار ہو کر فاطمہ کے

کمرے میں گئی تو فاطمہ بھی تیار تھی تو اس نے کہا کہ

فاطمہ اپنی چلیں تو فاطمہ نے ہا میں سر ہلایا اور دونوں

نیچے کی طرف گھر سے باہر جانے ہی والی تھی کہ ابراہیم

اور زین جو دونوں باہر جا رہے تھے ان دونوں نے روک کر

کہا کہ کہاں جا رہی ہو تم دونوں ابراہیم نے زارا کی طرف

دیکھا جو اس کی طرف دیکھ تک نہیں رہی تھی نیچے

زمین کو گھورنے میں مصروف تھی تو فاطمہ نے جواب

دیا کہ بھائی ہم کچھ کالج کی بکس وغیرہ لینے ہیں

ڈرائیور کے ساتھ قریبی مارکیٹ تک جا رہے تھے تو ذین

نے اس کی بات سن کر کہا کہ ٹھیک ہے اجاؤ ہم بھی ادھر

ہی جا رہے ہیں تم دونوں بھی ہمارے ساتھ چلو زمین نے

ابراہیم کی طرف دیکھا جس نے بھی ہاں میں سر ہلایا

جیسے کہہ رہا ہو کہ ٹھیک ہے چلو فاطمہ نے بھی ہاں میں

سر ہلایا لیکن زرا کا بالکل بھی دل نہیں جا رہا تھا ابراہیم

کے ساتھ کہیں باہر جانے کا لیکن اگر وہ نہ جاتی تو اس

موسم کو انجوائے نہیں کر پاتی اسی لیے نہ چاہتے ہوئے

بھی اسے اس کے ساتھ جانا پڑا زرا جب تک گاڑی کے پاس

پہنچتی وہ تینوں بیٹھ چکے تھے اس وہ جلدی سے جا کر

فاطمہ کے ساتھ پیچھے والی سیٹ پر بیٹھی تو ابراہیم نے

گاڑی سٹارٹ کر کے گھر سے باہر نکالی،،

مارکیٹ تک پہنچ کر زین نے گاڑی رکی اور ان دونوں سے

کہا کہ وہ سامنے بک کی شاپ ہے اس سے ادھر ادھر مت

جانا ہے فاطمہ نے ہاں میں سر ہلا کر اتری جب زارا اترنے

لگی تو ابراہیم نے اس کی طرف کچھ پیسے بڑھائے اور کہا

کہ یہ لوگ جو خریدنا ہے خرید لینا تو زار نے پہلے پیسوں

کو دیکھا اس کے بعد ابراہیم کو پھر اپنی آنکھیں نیچے کر

کے جواب دیا کہ میں کچھ لینے نہیں آئے میں تو بس ایسے

ہی فاطمہ اپی کے ساتھ آئی تھی یہ کہہ کر وہ گاڑی سے

اتر گئی اور ابراہیم حیران رہ گیا تھا زار کہ جواب پر

نہیں بلکہ اس کے غصے والے لہجے پر ابھی تو اس نے

کچھ کیا بھی نہیں تھا ابراہیم نے سوچا زین نے اس کا

کندھا ہلا کر کہا کہ بھائی واپس آ جا کل رات والا ہی غصہ

ہے وہ ناراض ہے تجھ سے تو نے ابھی تک اس کو منایا نہیں

تو ابراہیم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ

نہیں یار مجھے ٹائم ہی نہیں ملا افس کا پینڈنگ ورک کر

رہا تھا یا اس کی بات سن کر زین نے کہا کہ یار تجھے

اسے وقت دینا چاہیے تھا وہ الریڈی تجھ سے ناراض تھی

کوئی بات نہیں گھر جا کر اس کو منالوں گا ابراہیم نے کہا

اور سیٹ پر پیچھے کی طرف اپنا سر رکھ کر انکھیں بند

کی،

وہ دونوں بک شاپ پر کھڑی تب ہی ان کے پاس ایک بزرگ

ادمی آیا اور کہا کہ بیٹا یہ رومال مجھ سے بھی خرید لو

دو دن سے میں نے کچھ کھایا ہی نہیں ہے زارا اور فاطمہ

نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو انہیں ترس آیا اور اس

بوڑھے آدمی پر ویسے تو ان دونوں کو رومال کی کوئی

ضرورت نہیں تھی پر پھر بھی ان دونوں نے اس بزرگ کی

مدد کرنے کے لیے ان سے دو رومال خریدے فاطمہ نے

دونوں رومال زارا کے ہاتھ میں دیے اور اس بزرگ کو پیسے

تھمائیں تو اس بزرگ نے کہا کہ بہت بہت شکریہ بیٹا یہ

کہتے ہوئے وہ وہاں سے چلا گیا زار نے رومال کو کھول کر

اسے سونگنا اسے وہ خوشبو عجیب سی لگی اور اس کا

سر بھاری ہونے لگا اسے چکر سے آنے لگے اس نے بے اختیار

فاطمہ کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ نے کہا کہ کیا ہوا چکرار ہے

ہیں کیا فاطمہ بھی پریشان ہوئی اور اس کے ہاتھ سے

رومال لے کر اسے خود سے دور پھینکا اور جلدی سے زار

کو سنبھالنے لگی جو بس بے ہوش ہونے ہی والی تھی اور

اس نے گاڑی کی طرف دیکھا جہاں زین اور ابراہیم باتیں

کر رہے تھے بازار میں بہت زیادہ رش ہونے کی وجہ سے وہ

انہیں پکار بھی نہیں سکتی تھی اور نہ ہی وہ دونوں ان

دونوں کی طرف متوجہ تھے تبھی ایک عورت سامنے آئی

فاطمہ کے اور کہا کہ کیا میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں

فاطمہ جو پہلے ہی وہ بزرگ کے رومال دینے سے ڈری ہوئی

تھی اس نے ڈائریکٹلی عورت سے کہا کہ نہیں میں خود کر

لوں گی اپ کا بہت بہت شکریہ وہ عورت پھر بھی باز نہ

ائی اور فاطمہ کے ہاتھ سے زارا کو کینچا اور اسے اپنے

کندھے پر لٹکا کر وہاں سے بھاگنے لگی فاطمہ حیران رہ

گئی تھی اس نے عورت کی طرف بھاگنے کے بجائے جلدی

سے گاڑی کے قریب آئی اور فاطمہ کو اپنی طرف ہوا اس

باختہ بھاگتا دیکھ کر زین نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ

کھولا اور کہا کہ کیا ہوا فاطمہ سب ٹھیک تو ہے نا اور زارا

کہاں ہے اتنے میں ابراہیم بھی اس کے پاس آیا فاطمہ نے

انہیں بزرگ کا واقعہ سنایا اور ساتھ کہا کہ وہ عورت زارا

کو لے کر بھاگ گئی اس کی بات سن کر ابراہیم اور زین

دونوں حیران ہوئے اور فاطمہ سے کہا کہ کس طرف بھاگی

تھی وہ عورت زارا کو لے کر فاطمہ نے جلدی سے اس جگہ

کی طرف اشارہ کیا تو وہ تینوں اس جگہ کی طرف بھاگ

گئے اس جگہ پر پہنچ کر ابراہیم نے دیکھا کہ وہ عورت

زارا کو ایک گلی کی طرف لے کر جا رہی ہے تو وہ تینوں

بھی جلدی سے اس گلی کی طرف گئے اس سے پہلے کہ وہ

زارا کو لے کر اس سے چھڑاتے وہ عورت ایک گھر کے اندر

جا کر غائب ہو گئی وہ لوگ اس گھر کے اندر جانے ہی والے

تھے کہ پیچھے سے انہیں فاطمہ کی چیخ سنائی دی انہوں

نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی آدمی فاطمہ کو کھینچ کر

اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا اور وہ آدمی کوئی اور نہیں

وہی بزرگ تھا جس نے انہیں رومال دیے تھے زین اس کی

طرف بھاگا لیکن اس سے پہلے ہی بزرگ آدمی نے فاطمہ

کو وہ رومال سنگایا اور فاطمہ ادھر ہی بے ہوش ہو گئے

اور اسے اٹھا کر دوسرے گھر میں غائب ہو گیا،

انہیں فاطمہ کی چیخ سنائی دی انہوں نے پیچھے مڑ کر

دیکھا تو کوئی آدمی فاطمہ کو کھینچ کر اپنے ساتھ لے کر

جا رہا تھا اور وہ آدمی کوئی اور نہیں وہی بزرگ تھا جس

نے انہیں رومال دیے تھے زین اس کی طرف بھاگا لیکن

اس سے پہلے ہی بزرگ آدمی نے فاطمہ کو وہ رومال

سنگایا اور فاطمہ ادھر ہی بے ہوش ہو گئے اور اسے اٹھا کر

دوسرے گھر میں غائب ہو گیا ابراہیم اور زین نے ایک

دوسرے کی طرف دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ انہیں کیا

کرنا ہے ابراہیم زارا کی طرف بھاگا اور زین فاطمہ کی

طرف ابراہیم جیسے ہی اس گھر کے اندر داخل ہوا ہو

گھر کاڑکباڑ سے بھرا ہوا تھا اس گھر میں کوئی بھی

کمرہ نہ تھا بس ایک صحن تھا جو کچرے سے بھرا ہوا تھا

بظاہر تو ادھر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا براہیم کو لیکن اس

کو پتہ تھا کہ ادھر ضرور کوئی خفیہ دروازہ ہو گا جس

سے لے کر وہ زارا کو غائب ہوا ہے اس نے پورا ایک گھنٹہ

دروازے کو ادھر ادھر بہت ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن

اس کے ہاتھ کوئی بھی سراغ نہیں لگا اس کا دماغ ماؤف

ہو رہا تھا اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے

اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی زندگی چھن گئی اور وہ

صرف دیکھتا ہی رہ گیا اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار

زارا کا معصوم چہرہ اربا تھا جو اس سے کل رات ناراض

ہوئی تھی اسے خود پر غصہ آیا کہ اس نے کام کیوں کیا

زارا کو منایا کیوں نہیں صبح یار کچھ پتہ چلا زین کی

اواز اسے سوچوں سے باہر لے کر آئی اس نے زین کی طرف

دیکھا اور کہا کہ نہیں یہاں پر کچھ بھی نہیں ہے نہ

کوئی خفیہ دروازہ اور نہ ہی کوئی سراغ جس سے ہمیں

پتہ چل سکے کہ وہ لے کر کہاں گئی ہے زارا کو بالکل سیم

اسی طرح کا گھر ہے جس سے میں باہر نکل کر آیا ہوں

اس میں بھی کوئی کمرہ نہیں ہے صرف سہن ہی ہے اور

اس گھر کا صحن بھی کچرے سے بھرا ہوا ہے میں نے وہاں

پر بہت چیک کیا لیکن وہاں پر بھی کوئی خفیہ دروازہ

نہیں ملا مجھے ابراہیم کی بات سن کر زین نے جواب دیا

ابراہیم اور زین دونوں کے چہرے خوف سے سفید پڑھنے

لگے تھے آخر اپنی زندگیوں کو کھونے کا ڈر کسی نہیں ہوتا

ان دونوں کے سفید چہروں کو کیمرے کی آنکھ دور بیٹھے

کنگ کو اپنے روم میں دکھائی دے رہے تھے دونوں کے

چہرے پر ڈر اور خوف دیکھ کر کنگ کو بہت مزہ آرہا تھا

اور وہ زور زور سے قہقہے لگا رہا تھا اپنے کمرے میں کنگ

خود سے بڑبڑانے لگا اور کہا کہ اب اے گامزہ آخر میں بھی

تو دیکھوں کہ ان دونوں لڑکیوں کو کہ وہ دونوں کیسے

لگتی ہے کہ یہ دونوں پاگل ہے ان کے پیچھے اس کے بعد

کنگ کو وہ دونوں اس گھر سے نکلتے ہوئے دکھائی دیے

انہیں گھر سے نکلتا ہوا دیکھ کر کنگ بھی اٹھا اور اپنے

کمرے سے باہر چلا گیا،

مجھے سمجھ نہیں رہا ہے اگر تم دونوں کو ان کے پلان

کے بارے میں پتہ ہے تو پھر تم دونوں اگے کچھ کرتے

کیوں نہیں ہو ابراہیم اور زین نے جب سے فرحان کو بتایا

تھا کہ زار اور فاطمہ کنڈ نیپ ہو چکی ہے کنگ کے

اد میوں کے ہاتھوں تب سے ہی وہ ان دونوں کو کہہ رہا تھا

کہ وہ دونوں کچھ کرتے کیوں نہیں حالانکہ زین اور

ابراہیم اب اطمینان و سکون سے بیٹھے تھے زین اٹھا اور

اس نے اسے کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ یار سکون کرو اس

کنگ نام کے آدمی کو پتہ ہے کہ وہ دونوں ہماری کمزوریاں

ہیں اسی لیے وہ ان کو اتنی جلدی نہیں مارے گا ان

دونوں کے ذریعے ہی تو وہ ہمیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے

جس میں ہمیں اسے کامیاب نہیں ہونے دینا اور ہمیں اس

وقت یہ بھی پتہ ہے کہ زار اور فاطمہ کہاں پر ہے لیکن

تھوڑا انتظار کرو اور کنگ کو اپنا جشن منانے دو مجھے

یقین ہے وہ ہمیں خود سے فون کرے گا بلانے کے لیے اس

کی بات سن کر فرحان نے کہا کہ اس گھر میں تم دونوں

کو کوئی خفیہ دروازہ یا راستہ نہیں ملا تو براہیم نے کہا

کہ وہاں پر خفیہ راستہ تھا اور وہاں پر ایک سی سی ٹی

وی کیمرہ بھی لگا ہوا تھا ایسے میں اگر ہم دونوں خفیہ

راستے سے اندر جاتے تو ان لوگوں کو پتہ چل جاتا اور وہ

لوگ پہلے سے ہی چو کننا ہو جاتی اسی لیے ہم نے ایسا تاثر

دیا کہ ہمیں کوئی راستہ ملا ہی نہیں ہے اس کی بات سن

کر فرحان نے کہا کہ تم دونوں کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ

وہ تم دونوں کے کمزوریوں کو اتنی جلدی نہیں مارے گا

پر کنگ ابھی اپنی جیت کے نشے میں ان دونوں کو کوئی

بھی نقصان پہنچا سکتا ہے اس لیے مجھے نہیں لگتا کہ

ہمیں کنگ کے فون کال کا انتظار کرنا چاہیے ہمیں خود ہی

اس جگہ جانا پڑے گا ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے فرحان

کی بات سن کر کب سے چپ بیٹھے حسن نے بھی کہا کہ

ہاں میں فرحان کی بات سے سمت ہوں ہمیں چلنا چاہیے

ٹھیک ہے اگر تم دونوں کو یہی ٹھیک لگ رہا ہے تو ہم چلتے

ہیں زین نے کہا تو تینوں نے ابراہیم کی طرف دیکھا جس

نے ہاں میں سر ہلایا جیسے کہہ رہا ہو کہ ٹھیک ہے ان

چاروں نے اپنے پاس گن و غیرہ رکھی اور اس جگہ کی

طرف چل پڑے جہاں کنگ نے زارا اور فاطمہ کو رکھا ہوا

تھا،،،

زارا کو جب ہوش آیا تو اس نے اہستہ اہستہ اپنی آنکھیں

کھولی اور خود کو ایک انجان جگہ دیکھ کر ڈری وہ

جلدی سے اٹھی اس نے ارد گرد دیکھا تو کمرے کے ایک

کونے میں فاطمہ بھی بے ہوش پڑی ہوئی تھی وہ جلدی

سے بھاگ کر فاطمہ کے پاس گئی اور اسے ہلا کر دیکھا اور

کہا کہ فاطمہ اپنی فاطمہ اپنی اٹھیں اس کے زور زور سے

ہلانے پر فاطمہ کی ذرا سی انکھیں کھلی اس کا سر اتنا

بھاری ہو رہا تھا کہ اس سے اٹھاتک نہیں جا رہا تھا زار انے

اسے اٹھانے میں مدد کی بیٹھنے کے بعد اس کی پوری

انکھیں کھلی اور زار کی طرف دیکھا سے جلدی سے

اپنے گلے لگایا اور کہا کہ میری جان اب ٹھیک ہو زار نے

روتے ہوئے کہا کہ جی اپنی میں ٹھیک ہوں لیکن ہم کہاں

ہیں فاطمہ نے پیار سے اس کے انسو صاف کیے اور کہا کہ

رو نہیں ہم بہت جلد یہاں سے نکل جائیں گے چلو اٹھو

یہاں سے نکلنے کے لیے کوئی راستہ ڈھونڈتے ہیں زار نے

جلدی سے اپنے انسو صاف کیے اور ہاں میں سر ہلایا ان

دونوں نے اپنے ارد گرد کمرے میں کوئی بھی راستہ تلاش

کرنے کی کوشش کی لیکن کمرے میں اونچی اونچی

دیواروں اور دروازے کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا جب ان

دونوں کو کوئی ایسا نظر نہیں آیا تو دونوں دیوار سے

ٹیک لگا کر بیٹھ گئی دونوں بالکل چھپ تھی بولنے کے لیے

جیسے کچھ بچا ہی نہیں تھا ادھے گھنٹے بعد انہیں

دروازے کی طرف کوئی اتنا ہوا محسوس ہوا زارا ڈر کر

فاطمہ کے قریب ہوئی فاطمہ نے اسے اپنی باہوں میں

چھپایا اور کہا کہ اپنی جان کچھ بھی نہیں ہوا ڈرو

مت دروازہ کھلا اور وہی عورت داخل ہوئی جو زارا کو

لے کر بھاگی تھی اور یہاں لے کر آئی تھی اسے دیکھ کر

زارا مزید ڈری اور فاطمہ کے مزید قریب ہوئی وہ عورت

جلدی سے اس کے پاس گئی اور زارا کا ہاتھ پکڑ کر

کھینچنے لگی کہ چل تجھے کنگ نے اپنے کمرے میں بلایا

ہے اس کی بات سن کر زارا ڈری اور فاطمہ کی طرف دیکھ

کر کہا کہ اپ بھی پلیز مجھے نہیں جانا نہیں کہیں نا

فاطمہ نے بھی اسے خود سے لگایا اور اس کا ہاتھ اپنی

طرف کھنچا کے چھوڑوں میری بہن کو وہ کہیں نہیں جائے

گی تمہارے ساتھ اس عورت نے فاطمہ کی طرف دیکھا

اور اس کے گال پر ایک زوردار تھپڑ مارا جس سے وہ دور

جاگیری اور اس کے ہونٹ سے خون نکلنے لگا اور زارا

کو کھینچتے ہوئے روم سے باہر لے گئی اور دوبارہ سے روم

کو لاک کر دیا فاطمہ چیختی رہ گئی کہ چھوڑو میری بہن

کو لیکن اس کی کسی نے نہ سنی اس عورت نے اسے کنگ

کے کمرے کے کمرے میں چھوڑا اور وہاں سے چلی گئی

کنگ تو زارا کے چہرے کی معصومیت اور خوبصورتی

دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا جو تصویر سے زیادہ اصل میں

زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی اس نے اپنے ایک ہاتھ میں

شراب کا گلاس اٹھایا اور اس کی طرف چل پڑا اسے اپنی

طرف اتادیکھ زار آنے روتے ہوئے کہا کہ پلیز مجھے یہاں

سے جانے دو میرے قریب مت او لیکن کنگ پر تو ہوس

چڑھ چکی تھی کنگ اس کے قریب گیا اور اس کے چہرے

پر جھکنے ہی والا تھا کہ زارا نے اسے خود سے دور جھٹکا

اور وہاں سے بھاگنے لگی کہ کنگ نے اسے اپنی طرف

کھینچ کر ایک زوردار تھپڑ لگایا اور کہا کہ مجھ سے باگھے

گی ابھی تجھے بتاتا ہوں یہ کہتے ہی کہ اس کی گردن پر

جھکا اور وہاں پوری شدت سے اپنے دانت گاڑ دیے زارا

زور سے چیخنی اور اسے خود سے دور کرنے کی کوشش

کرنے لگے لیکن اس کی نازک جان اس ہٹے کٹے مرد کو

نہیں ہٹا پارہی تھی خود سے چھوڑ مجھے پاگل انسان

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی اپنی عزت کو

کھودینے کے ڈر سے زار آنے سے پوری قوت سے دور دھکا

دیا شراب کے نشے میں دھت کنگ دو سے تین قدم پیچھے

ہٹا کنگ نے اسے غصے سے کہا کہ دیکھ اپنے آپ کو آرام

سے میرے حوالے کر دے ورنہ تجھے ہی تکلیف اٹھانی پڑے

گی تو وہ زار انے چیخ کر کہا کہ مر جاؤں گی پر خود کو

تمہارے حوالے نہیں کروں گی یہ سننے کی دیر تھی کے

کنگ اس کے پاس آیا اور اسے لگتا دو سے تین تھپڑ مارے

تھپڑ اتنی زور سے لگے تھے کہ زار زمین پر جا گری اور

کنگ نے اسے دبو چھا اور اس کے اوپر لیٹ کر اس کے گال

پر جھکا اور وہاں پر بھی شدت سے اپنے دانت گاڑے زارا

تکلیف سے کراہی لیکن وہاں فرق کی سے پر رہا تھا خدا را

میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں چھوڑو مجھے اس

کی بات سن کر زور سے ہنسا اور اس کے ہونٹوں کی طرف

جھکنے ہی والا تھا کہ اچانک دروازہ کھولا اور کنگ کا

ایک آدمی اندر آیا کنگ نے غصے سے کہا کہ تمہارا دماغ

خراب ہو گیا ہے کیا جب میں نے کسی کو بھی کمرے میں

انے سے منع کیا تھا تو تمہاری ہمت کرتے ہوئے کمرے کے

اندرا نے کی تو کنگ کے ادمی نے کہا کہ باس معافی چاہتا

ہوں لیکن سی سی ٹی وی کیمرے میں دیکھا گیا ہے کہ

وہ چاروں اڈے میں اچکے ہیں اس کی بات سن کر کنگ

کو مزہ آیا اور اس نے کہا کہ ٹھیک ہے اب اس کھیل کو

کچھ اور انٹر سٹنگ بناتے ہیں اس نے سامنے کھڑے اپنے

ادمی سے کہا کہ اس کو اٹھاؤ اور اسی کمرے میں چھوڑ

اؤ جہاں پہلے رکھا تھا زارا اپنی جان خلاصی پر اللہ کا

شکر ادا کرتی وہاں سے چلی آئی اور فاطمہ کے پاس پہنچ

کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کہاں کے اپی کیا

ہمیں بچانے کوئی بھی نہیں آئے گا اس کے چہرے اور

گردن پر دانتوں کے نشان دیکھ کر بے اختیار فاطمہ کی

آنکھوں سے بھی انسو بہ نکلے اور اس نے زار سے کہا کہ

میری جان اس نے آپ کے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کیا نا

فاطمہ کی بات سن کر زار نے نامیں سر ہلایا تو فاطمہ

کچھ مطمئن ہوئی،،

وہ چاروں جیسے ہی کنگ کے اڈے میں داخل ہوئے تو

ابراہیم نے سب سے کہا کہ الگ الگ راستے سے جاؤ اور

بلوٹو تھ کنکشن ان رکھنا تاکہ سب اپس میں جڑے رہیں

سب نے ہاں میں سر ہلایا اور چاروں الگ الگ راستے پر

چل پڑے کنگ کے اد میوں کو پہلے ہی پتہ چل چکا تھا کہ

وہ چاروں اندر داخل ہو چکے ہیں اسی لیے وہ سب کی

حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے فرحان دھیرے دھیرے اگے

بڑھ رہا تھا اور جو بھی راستے میں آ رہا تھا اسے

خاموشی سے موت کی نیند سلارہا تھا اس نے چار

اد میوں کو مار گرایا وہ پانچویں اد می کی طرف بڑھنے

ہی لگا تھا کہ پیچھے سے ایک اد می آیا اور اس کے سر پر

گن رکھی اور کہا کہ جہاں میں بول رہا ہوں وہاں سیدھے

سے چل ورنہ تیرا بچھاڑا دوں گا اور گن نیچے رکھ

فرحان نے گن نیچے لے کے اور خاموشی سے اس کے بتائے



Zubi Novels Zone

ہوئے راستے پر چل پڑا،

حسن سب سے پہلے سی سی ٹی وی روم میں اندر داخل

ہوا تاکہ سارے کیمروں کو بند کر سکیں سی سی ٹی وی

روم میں دو آدمی تھے حسن خاموشی سے اگے بڑھا اور

ان دونوں کے سر کے بیچ بیچ کا نشانہ لیا اور دونوں کو

مار گرایا اور جتنے بھی سکریں تھے ان سب کو گولی

ماری اور سارے سکریں کھٹک سے بند ہو گئے اپنا کام کر

کے وہ اگے کی طرف چل پڑا اور سارے کمروں کو کھول

کھول کر دیکھ رہا تھا لیکن زیادہ تر کمرے خالی ہی تھے

اخری کمرے کو دیکھنے کے لیے جیسے ہی حسن نے دروازہ

کھولا پیچھے سے ایک ادمی نے اس کے سر پر ڈنڈا مارا

اور حسن کے سر سے خون بہنا شروع ہوا لیکن اس نے اپنے

حواس پر قابو پایا اور خود کو بے ہوش ہونے سے بچایا

اس ادمی نے حسن کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر اپنے ساتھ لے

گیا،

زین جو زار اور فاطمہ کو اوپر والے فلور کے کمروں میں

دیکھ رہا تھا دو کمروں کو چیک کرنے کے بعد تیسرے

کمرے سے جب وہ باہر نکل رہا تھا تو پیچھے سے دو آدمی

ائے اور اس سے گن لی ایک آدمی نے پیچھے سے اس کے

ہاتھ پکڑے اور دوسرے آدمی نے اس کے سر پر گن پکڑی

اور کہا کہ چلو اور اسے اپنے ساتھ لے کر چل پڑے،،

ابراہیم نے تقریباً پورے اڈے کو کنگ کو دیکھنے کے لیے

چان مارا لیکن اب بس ایک واحد ہال ہی بچا تھا نیچے کی

طرف جہاں اس نے نہیں دیکھا تھا اس بیچ اس کے سامنے

جتنے بھی آدمی آئے اس نے انہیں مار گرایا وہ دھیرے

دھیرے حال کی طرف بڑھنے لگا اور حال پہنچ کر اسے

حیرت کا دھچکا لگا جہاں کنگ صوفے پر بیٹھا تھا اور

اس کے بالکل سامنے فرحان حسن اور زین کو باندھا گیا

تھا اسے دیکھ کر کنگ نے کہا کہ او او ہم تمہارا ہی انتظار

کر رہے تھے ہم نے سوچا کہ تم او گے تب ہی ہم کھیل

شروع کریں گے ورنہ تمہارے ساتھ چیٹنگ ہو جائے گی

ابراہیم نے اس کی بات سنی اور استہزائے انداز میں مسکرایا

اور اس کے بالکل سامنے صوفے پر جا کر پیر پر پیر رکھ کر

شاہانہ انداز میں بیٹھا اس کا ایڈیٹیوڈ دیکھ کر ایک پل

کے لیے تو کنگ بھی حیران رہ گیا تھا کہ موت اس کے سر

پر منڈلا رہی ہے اور اسے تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں

پڑھ رہا چلو پھر شروع کرو مجھے دیر ہو رہی ہے گھر

بھی جانا ہے تو کنگ میں اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ

ابھی تو ایک اور سر پرانز باقی ہے اپنے ادھی کو اشارہ کیا

کہ جاؤ لے کر او تو وہ جلدی سے ایک کمرے میں گھسا اور

وہاں سے زار اور فاطمہ کو کھینچتے ہوئے باہر لے کر آیا

زارا اور فاطمہ تو ابراہیم لوگوں کو دیکھ کر ہی رونا

شروع ہوئی زارا نے ابراہیم کی طرف دیکھا جو اس کی

طرف دیکھ نہیں رہا تھا لیکن زارا نے بھاگ کر اس کے

پاس جانا چاہا لیکن پیچھے سے اسی عورت نے اسے پکڑا

جو اسے کھینچ کر یہاں لے کر آئی تھی کنگ نے اپنے ایک

ادمی کو اشارہ کیا کہ اس کو وہاں لے جا کر باندھو تو وہ

ادمی فاطمہ کو لے کر زین کے ساتھ ہی باندھ دیا زین نے

جب اسے اپنے قریب محسوس کیا ہے تو اس کے دل کو

اطمینان ہوا کہ وہ ٹھیک ہے لیکن اس کے چہرے کی طرف

دیکھنے کے ہی دیر تھی کہ ذہن کے جسم میں غصے کے

شرارے پھوٹنے لگے کس نے مارا تمہیں زین نے دے دے

غصے سے چیخ کر کہا اس کی آواز سن کر پہلے تو فاطمہ

ڈری لیکن پھر اس نے ڈرتے ڈرتے سامنے کھڑی اس عورت

کی طرف اشارہ کیا جس نے اسے تھپڑ مارا تھا اس عورت

کی طرف دیکھ کر زین نے ہا میں سر ہلایا اور دوبارہ

ابراہیم کی طرف دیکھنے لگے جس کے بس ایک اشارے کا

انتظار تھا ورنہ ہاتھوں کو کھولنا ان کے لیے کوئی بڑی بات

نہیں تھی کیا ہے نایار تمہاری بیوی بہت سویٹ ہے میں

اسے چکنے ہی والا تھا کہ تم اگئے تھوڑی دیر سے اجاتے

تم کنگ نے خباثت سے ہنستے ہوئے ابراہیم کی طرف آنکھ

مار کر کہا تو ابراہیم کی آنکھیں غصے سے لال ہوئی اور

اس نے کہا کہ بکو اس بند کرو اور جو بات کرنی ہے وہ کرو

اس کے بات سن کر کنگ سیدھا ہوا اور کہا کہ تمہارے پاس

دواپشن ہیں یا تو تم اپنے سارے ساتھیوں کو چھڑا کر باہر

لے کر جاؤں کنگ نے زین لوگوں کی طرف اشارہ کر کر کہا

اور دوسراپشن یہ ہے کہ یا تو ان سب کو یہاں چھوڑ کر

اپنی بیوی کو لے کر جاسکتے ہو،،

تمہارے پاس دو اپشن ہیں یا تو تم اپنے سارے ساتھیوں کو

چھڑا کر باہر لے کر جاؤں کنگ نے زین لوگوں کی طرف

اشارہ کر کر کہا اور دوسرا اپشن یہ ہے کہ یا تو ان سب کو

یہاں چھوڑ کر اپنی بیوی کو لے کر جاسکتے ہو کنگ نے

خباثت سے مسکرا کر کہا ابراہیم نے اس کی بات سن کر

کہا کہ کیوں نہ میں بیچ کاراستہ نکالوں اور تمہیں مار کر

میں دونوں کو ہی لے جاؤں میرا یہ ایڈیا کیسے لگا تو

کنگ نے ہنس کر کہا کہ یہ غلطی کرنے کی سوچنا بھی مت

اور اپنی جیکٹ کول کر دکھائیں جہاں پر بم فٹ تھے کنگ

نے کہا کہ اگر تم نے مجھے ایک گولی بھی ماری تو یہ پورا

اڈہ تباہ ہو جائے گا تمہارے ساتھ ابراہیم سوچ میں پڑ گیا

کہ اب وہ اگے کیا کرے تو اتنے میں ہی فرحان نے چیخ کر

کہا کہ تو زارا کو اپنے ساتھ لے کر جاہم سب اپنا اپ خود

بچا سکتے ہیں تو اس کی بات سن کر ابراہیم نے بنا ایک

پل ضائع کیے کنگ سے کہا کہ ٹھیک ہے میرے سارے

ساتھیوں کو چھوڑ دو ابراہیم کی بات سن کر زارا کو ایسا

لگا کہ پورے اڈے کی چھت اس کے سر پر اگری ہوا خروہ

ایسا کیسے کر سکتا تھا اگر وہ اس کو بچانے کے لیے مذاق

میں بھی ایسا بول رہا تھا تو کیوں کیا اس کی جان اس

کے لیے اتنی اذرا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو یہاں چھوڑ کر

جانے کا سوچ سکتا ہے کنگ نے کہا لگا کر کہا کہ کیا

تمہیں اپنی بیوی کی ضرورت نہیں ہے جو تم اپنے

ساتھیوں کو لے کر جا رہے ہو اس کی بات سن کر ابراہیم

اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور کہا کہ نہیں ہے مجھے ضرورت

اس کی تم میرے ساتھیوں کو رہا کر وایک ہی پل میں

زار اکا دل جو ابراہیم کی محبت کے سنگ ابھی بڑھنا

شروع ہوا تھا شیشے کی طرح چکنا چور ہو گیا لیکن اس

کی اواز باہر تک نہیں آئی زارا میں تو اپنی جگہ سے ہلنے

کی سکت تک باقی نہ رہی تھی اسے خود پر حیرت ہوئی

کہ یہ سب سننے کے بعد بھی وہ زندہ کیوں تھی کنگ نے

اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو اس کا آدمی بھاگ کر گیا

اور سب کے ہاتھ کھولنے لگا ہاتھ کھولنے کے بعد سب لائن

سے باہر نکلنے لگے تو فاطمہ نے کہا کہ بھائی اپ وہ اپ

کی بیوی ہے اپ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں

زین جو اس کے پیچھے ہی چل رہا تھا اسے پتہ تھا کہ

ابراہیم کے دماغ میں ضرور کوئی پلان ہو گا اس نے فاطمہ

کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھینچ کر باہر کی طرف لے جانے

لگاسب کے باہر چلے جانے کے بعد زار نے خود کو یقین

دلایا کہ اس کا بھائی اور شوہر اس کو ایک غلیظ آدمی

کے حوالے کر کے جا چکے ہیں زار کی دماغ میں جو بھی

باتیں ارہی تھی وہ اس کی اتج کے مطابق ہی ارہی تھی

اخرا گر 16 سال کی لڑکی کو اس کا بھائی اور شوہر ایک

غلیظ آدمی کے حوالے کر کے جائیں تو وہ اور کیا سوچ

سکتی ہے ظاہر ہے وہ اپنے بھائی اور شوہر سے بدگمان ہی

ہوں گی اب میچور تو وہ تھی نہیں کہ وہ ایسا سوچ سکے

کہ وہ دوبارہ اسے بچانے ارہے ہیں اسی لیے اس کے دماغ

میں اس وقت جو بھی آیا اس کو صحیح لگا اور اس نے

سوچا اس غلیظ آدمی کو اپنا اپ سونپنے کی بجائے اچھا

ہے کہ میں مر ہی جاؤں کنگ اپنی جگہ سے اٹھا اور سوچو

میں گم زار کے پاس قدم بقدم بڑھانے لگا جب وہ اس کے

قریب گیا اور اس کو چھونے کے لیے ہاتھ بڑھانے ہی لگا تھا

تو زار اہوش میں آئی اور اسے خود سے دور جھٹکا اور

جلدی سے پیچھے ایک شیشے کا ٹیبل پڑا تھا وہاں سے

چھری اٹھا کر اپنی کلائی پر رکھی اور کہا کہ اب اگر ایک

قدم بھی تم نے اگے بڑھایا مجھے چھونے کی کوشش کی

تو میں اپنی نبض کاٹ دوں گی اس کی حرکت دیکھ کر

کنگ ایک پل کے لیے حیران ہوا کہ اتنی چھوٹی سی لڑکی

میں اتنی ہمت کیسے آگئی لیکن اس کے ہاتھ میں چھری

دیکھ کر بھی کنگ رکا نہیں اور دوبارہ سے اٹھ کر اس کے

پاس جانے ہی لگا تھا کہ پیچھے سے ایک دھرم کی آواز

آئی جیسے کچھ گراہو بہت بلندی سے کنگ نے اپنی ایک

ادمی کو باہر دیکھنے کے لیے بھیجا کہ کیا ہوا ہے لیکن وہ

ادمی وہاں سے وہ بوکھلا کر واپس بھاگا بھاگا آیا کہ باہر

سے اس ابراہیم شاہ نے پورے اڈے میں جگہ جگہ بم

فکس کر رکھے ہیں اور ریموٹ اس کے پاس ہی ہے پانچ

منٹ میں پورا اڈہ تباہ ہو جائے گا ابھی پہلا بوم ہی پھٹا

تھا اس کی بات سننے کے بعد کنگ کا چہرہ خوف سے پیلا

پڑ گیا اور زارا کو وہی چھوڑ کر اس نے اپنے سارے

ساتھیوں کو پیغام دیا کہ خفیہ راستے سے باہر نکلوا اس

کے بعد زارا کی پھلک جو پکنے کی دیر تھی کہ پورا اڈہ

خالی ہو گیا تھا اس کے دل میں ایک پل کے لیے خیال آیا

کہ کیا وہ ادھر ہی مر جائے گی لیکن اس کا یہ خیال تھا

غلط ثابت ہوا جب ابراہیم کے ساتھ ہی سب اندر داخل

ہوئے ابراہیم اس کے گلے لگنے کے لیے آگے ہوا تب اس نے

ابراہیم کو خود سے دور کرنے کے لیے دھکا دیا کہ ابراہیم

دو سے تین قدم پیچھے ہوا سب اس کی اس حرکت کی

وجہ سے شدید حیران ہوئے فرحان اگے بڑھا اور اس سے

کہا کہ زارا میری گڑیا یہ کیا کر رہی ہو تم تم نے ابراہیم کو

دکھا کیوں دیا تو زارا نے چیخ کر کہا کہ مت بولے مجھے

گڑیا جب آپ لوگ مجھے یہاں چھوڑ کر جا رہے تھے تب کیا

آپ کو آپ کی گڑیا کی یاد نہیں آئی اس کی بات سن کر

فرحان اس کے قریب ہوا اور کہا کہ یہ ہمارا ہی پلان تھا

کہ ہم ایسا ہی کریں گے تم ایک تھی تو اس طرف ہم چار

تھے اسی لیے ابراہیم نے پہلے ہمیں نکالنا صحیح سمجھا

اور کہا کہ بعد میں زارا کو نکال لیں گے اس کی بات سن

کر زارا ہنسی اور اس کی ہنسی میں سب نے صاف درد

محسوس کیا تھا یہ یہ دیکھ رہے ہیں آپ یہ کیا ہے اس

نے میرے ساتھ میں سمجھتی ہوں کہ آپ لوگ چار تھے

اور میں ایک تھی مجھے بعد میں اسانی سے نکالا جا

سکتا تھا لیکن اگر اس دو منٹ کے وقفے میں وہ ذلیل

انسان دوبارہ میرے پاس اتنا تواپ سوچ سکتے ہیں کہ وہ

میرا کیا حشر کرتا زار نے روتے ہوئے اپنی گردن اور گال

کی طرف اشارہ کیا جہاں پر کنگ کی وحشت کے نشان تھے

اور ان کو دھکے دینے کی بات کر رہے ہیں اپنا زار نے اب

کی بار ابراہیم کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ان کو دھکے

دینے کی بات کر رہے ہیں اپنی یہ میرے نام نہاد شوہر ہے جو

سب کے سامنے کہتے ہیں کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں

میں کہتی ہوں اگر اس کو میری ضرورت نہیں ہے تو اب

اب دوبارہ مجھے بچانے کے لیے یہاں سے نہیں نکالنے کیوں آئے

ہیں کیا ان کے لیے میری ذات اتنی بھی اہمیت نہیں

رکھتی کہ یہ چار لوگوں کے بیچ مجھے یہ کہیں گے کہ ان

کو میری ضرورت نہیں ہے زارا نے چیخ کر کہا اور زمین

پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی اس کی

حالت دیکھ کر سب کو اپنی غلطی پر شدت سے پچھتاوا

ہوا اور سب نے سوچا کہ وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی تھی کہ

دومنٹ کے وقفے میں وہ وحشی درندہ اس کے ساتھ کچھ

بھی کر سکتا تھا زارا کی حالت دیکھ کر ابراہیم کا دل

ایسا تھا جیسے کسی نے مٹی میں لے کر مسل دیا ہوا آخر

اس سے اتنی بڑی غلطی کیسے ہو سکتی تھی اس میں

ملنے کی سکت تک باقی نہ رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا

وہ اگے جائے زارا کو اپنی باہوں میں چھپالے اور کہیں کہ

کوئی تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا جب تک تمہارا ابراہیم

تمہارے ساتھ ہے لیکن کیسے اس نے تو خود ہی ایسا کیا

تھا اس کو خود ہی تو چھوڑ کر گیا تھا یہاں پہ،،

فاطمہ جلدی سے بھاگ کر زارا کے پاس گئے اور اسے اپنے

گلے لگایا اور کہا کہ پلیز میری جان چپ ہو جائے دیکھو

کچھ بھی نہیں ہوا تو بالکل ٹھیک ہو زارا نہیں اس کی

بات سن کر اپنے انسو صاف کیے اور اٹھ کر بنا کسی کی

طرف دیکھے باہر کی طرف چلی گئی فاطمہ بھی اس کے

پیچھے بھاگ کر گئی زین ابراہیم کے پاس گیا اور اس کو

ہلا کر کہا کہ ابراہیم تو ٹھیک ہے اس کی بات سن کر

ابراہیم جھونکا اور اس کی طرف دیکھا اور اس کے بعد

اس نے سر دٹھڑاتے ہوئے لہجے نے کہا کہ مجھے کنگ

زندہ سلامت اپنے سامنے چاہیے اس کے بعد اس کے ساتھ

کیا کرنا ہے وہ اگے میرا کام ہے ابراہیم نے بس اتنا ہی کہا

اور باہر کی طرف چلا گیا باقی سب بھی اس کے پیچھے

چلے گئے اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا،

گھر پہنچتے ہی زار اپنے روم میں گئے اس کا کسی بھی

بات کرنے کا کوئی بھی موڈ نہیں تھا اس وقت اور جس

حادثے سے وہ بھی گزر کرائی تھی اس کو یہیں سے ہی لگا

کہ وہ کسی سے بھی بات نہ کریں سبھی اس کی ذہنی

ٹینشن سے واقف تھے اس لیے کوئی بھی اس کے پیچھے نہ

گیا دوپہر سے شام اور شام سے رات ہوئی لیکن زار کو

کسی نے بھی اپنے کمرے سے نکلتے نہیں دیکھا جب سب

رات کے کھانے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تو دادا جی نے

کہا کہ زارا کہاں ہے اس کو بھی بلا کر لاؤ تو عائشہ نے ہا

میں سر ہلایا اور کہا کہ میں بلا کر لاتی ہوں اس سے پہلے

کہ عائشہ زارا کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی زارا نے خود

کمرے کا دروازہ کھولا عائشہ کو اپنے کمرے کے باہر کڑا

دیکھ کر کہا کہ چلیں اپنی اپ مجھے کھانا کھانے کے

لیے بلانے آئی تھی تو عائشہ نے ہاں میں سر ہلایا اور وہ

دونوں ساتھ نیچے کی طرف کھانا کھانے چلی آئی زارا

اور عائشہ کو اتنا ہوا دیکھ کر سب اپنے کھانے کی طرف

متوجہ ہوئے زارا اسیدھے اپنے پرانی والی کرسی پر جا کر

بیٹھی اور بنا کسی سے کچھ بولے کھانا کھانا شروع کیا

سب زارہ کا اتنا سنجیدہ انداز دیکھ کر اور اس کے رویے

کے حوالے سے کافی پریشان تھے کسی کو کچھ بھی

سمجھ نہیں ارہا تھا کہ وہ اخر زار اسے بات کیا کریں سب

ہی چپ تھے اتنے میں فرحان نے زار اسے کہا کہ گڑیا

تمہیں تو یہ سبزی اچھی نہیں لگتی نہ تم جاؤ میں

تمہارے لیے پیزا آرڈر کر دیتا ہوں زار نے اس کی بات کا

کوئی جواب نہیں دیا اور چپ چاپ کھانا کھاتی رہی کھانا

کھانے کے بعد وہ اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی سب

کو اندازہ تھا کہ وہ ایسا ہی ناراض ہوگی لیکن وہ اتنا

شدید ناراض ہوگی اور چپ ہو جائے گی کسی سے گلاتک

نہیں کرے گی اتنا تو کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا،

کھانا کھانے کے بعد جب سب اپنے اپنے روم میں چلے گئے

تو ابراہیم اٹھا اور زارا کے کمرے میں داخل ہوا زارا نے

دروازہ کھولنے کی آواز سنی تو اس نے دروازے کی طرف

دیکھا جہاں ابراہیم کھڑا تھا اس نے سپارٹ لہجے میں

کہا کہ کیوں اے ہیں آپ یہاں زار اپنی جگہ سے اٹھ

کھڑی ہوئی بیوی ہو تم میری پورا حق رکھتا ہوں میں تم

پر میرا جب دل چاہے میں یہاں پراؤں گا ابراہیم نے سرد

لہجے میں زار اسے کہا زار تو اس سائیکو انسان کو دیکھ

کر ہی رہ گئی تھی جو اس سے معافی مانگنے کے بجائے

حق جتانے اگیا تھا واقعی آپ کو یاد ہے کہ میں آپ کی

بیوی ہوں زار نے طنز میں ڈبو کر اسے ایک تیر مارا

ابراہیم قدم بہ قدم چلتا اس کے پاس جانے لگا اس کو اپنے

قریب اتادیکھ پیچھے ہوئی اور ایک انگلی اٹھا کر کہا کہ

خبردار میرے پاس آنے کی کوشش بھی مت کرنا ابراہیم

اس کی بات کا اثر لیے بغیر اس کی طرف گیا اور اس کی

کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچ کر کہا کہ زار

ابراہیم شاہ تم مر کر بھی مجھ سے اپنا اپ جدا نہیں کر

سکتی پھر یہ تو بہت چھوٹی سی بات ہے کہ تم کہو کہ

میرے پاس نہ آؤ اور میں مان کر تمہارے پاس نہ آؤں زارا

نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں دیوانگی اور جنون

نظر آ رہا تھا اس کے لیے یہ کیسی محبت ہے آپ کی کہ آپ

مجھے وہاں اکیلے چھوڑ کر آگئے تھے زارا نے طے کر رکھا

تھا کہ ابراہیم اس بار کچھ بھی بولے وہ بالکل بھی ماننے

کو تیار نہیں تھی میں مانتا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی

ہے اور میں اپنی اس غلطی کو سدھارنے کی کوشش بھی

کروں گا ابراہیم نے کہتے ہوئے اس کے گلابی گالوں پر اپنے

ہونٹ رکھے جہاں اس وحشی درندے کا لمس ابھی بھی

ہلکا ہلکا موجود تھا اس کے ایسا کرنے پر زار کے جسم

میں غصے کی لہر دوڑی اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں

سے ابراہیم کو خود سے دور جھٹکا اور غصے سے بھری

اواز میں کہا کہ خبردار خبردار جو میرے قریب بھی آنے

کی کوشش کی اب آپ یہ سب حرکتیں کر کر مجھے منا

نہیں سکتی اس ایک حادثے نے مجھے سمجھا دیا ہے کہ

کون میرا اپنا ہے اور کون پرایا اسی لیے آپ کو بھی یہ

جھوٹی ہمدردی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس کے دور

جھٹکنے پر اور اس کے الفاظوں نے ابراہیم کو بہت غصہ

دلا یا اور وہ ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچا اور

اس کے بالوں کو مٹی میں دبوچ کر کہا کہ کچھ زیادہ ہی

زبان کھل گئی ہے تمہاری لگتا ہے کہ مجھے دادا جی سے

رخصتی کی بات کرنی پڑے گی اور تمہیں اپنے طریقے سے

منانا پڑے گا اس کی بات سن کر زارا کے دل میں درد

ہوا اور اس نے سوچا کہ ابھی بھی یہ خود قرض اورانا

میں ڈوبا ہوا انسان اسے منانے کے بجائے اپنی مطلب کی

بات کر رہا ہے اس کے چہرے پر درد کے اثار دیکھ کر

ابراہیم نے اپنی گرفت ڈیلی کی اور نرمی سے کہا کہ میری

جان مجھے معاف کر دو میں جانتا ہوں کہ میں نے غلط کیا

لیکن اس وقت جو مجھے صحیح لگا میں نے وہ کیا

مجھے اس بات کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ

وحشی درندہ اس طرح بھی کچھ کر سکتا ہے اس کی بات

سن کر زار نے کہا کہ مجھے اندازہ ہے کل کو اگر آپ کے

سامنے ایسی سچویشن دوبارہ آئی تو آپ ایک بار پھر

مجھے چھوڑ کر سامنے والے کو ہی چنیں گے کیونکہ میں

تو کبھی آپ کی فرسٹ پرائورٹی میں آئی ہی نہیں ہوں

زار اس پتھر دل انسان کے سامنے کوئی انسو بہانا نہیں

چاہتی تھی اسی لیے اسے رخ موڑ کر کہا کہ پلیز چائے

میرے روم سے نہیں کرنی مجھے بات اپ سے اس کی

بات سن کر ابراہیم یہاں سے جانے کا ارادہ تو نہیں رکھتا

تھا لیکن امپورٹنٹ کال آنے کی وجہ سے اس کو مجبوراً

یہاں سے جانا پڑا لیکن جاتے جاتے بھی وہ زارا کو یہ باور

کروا گیا تھا کہ وہ اس کے کہنے پر نہیں جا رہا یہاں سے

ابراہیم کے جانے کے بعد زارا نے اپنے روم کا دروازہ لاک کیا

اور اپنے بیڈ پر اکر لیٹ گئی سونے کے لیے،،

زین اس وقت فاطمہ کے روم میں بیٹھا تھا فاطمہ واش

روم سے فریش ہو کر باہر آئی اور زین کو اپنے روم میں

بیٹھے پایا تو کہا کہ کیوں آئے ہیں آپ یہاں اس کا بغیر

دوپٹے کا حسن دیکھ کر زین پر تو اس کی قربت کا خمار

چڑھنے لگا زین کی بے باک نظر خود پر محسوس کرتے

فاطمہ کے جسم میں ایک سرسی لہر دوڑی اور اس نے

جلدی سے ادھر ادھر دوپٹہ لینے کے لیے اپنی نظریں دوڑائی

لیکن دوپٹہ بھی اسے زین کے پاس ہی پڑا ہوا نظر آیا اور

وہ اس وقت زین کے پاس جانے کا رسک بالکل بھی نہیں

لے سکتی تھی زین نے اس کی جانب دیکھا دوپٹے کے

لیے ادھر سے ادھر نظر گھمار ہی تھی اس کو اپنی جان

کی اس معصوم ادھر جی بھر کر پیارا یا اور قدم بقدم

اس کی طرف بڑھا کر کہا کہ میری جان تمہیں میرے

سامنے یہ دوپٹہ لینے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے اس

کے پاس پہنچ گئے ذین نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر

اپنی طرف کھینچا فاطمہ نے گھبرا کر اسے خود سے دور

کرنے کی کوشش کی لیکن ذہن کی گرفت مضبوط تھی وہ

خود کو چھڑا نہیں پائی زین نے مسکرا کر کہا کہ تمہیں

کیوں مجھ سے دور جانے کی جلدی پڑی رہتی ہے،،

میری جان تمہیں میرے سامنے یہ دوپٹہ لینے کی بالکل

بھی ضرورت نہیں ہے اس کے پاس پہنچ کر ذین نے اس

کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچا فاطمہ نے

گھبرا کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی لیکن ذین

کی گرفت مضبوط تھی وہ خود کو چھڑا نہیں پائی زین

نے مسکرا کر کہا کہ تمہیں کیوں مجھ سے دور جانے کی

جلدی پڑی رہتی ہے تو فاطمہ نے چڑھ کر جواب دیا کہ وہ

اس لے کے اپ ایک انتہائی بے شرم انسان ہے میری جان

اسے بے شرمی نہیں اس سے پیار کرنا کہتے ہیں تو نہ

کریں اپ مجھ سے پیار دور رہیں مجھ سے فاطمہ نے چھیڑ

کر جواب دیا بس یہی کام تو نہیں ہوتا مجھ سے دور رہنے

کا باقی کچھ بھی کرنے کے لیے بول دو میں فٹاٹ کر کے

دکھا دوں گا زین اتنی معصومیت سے جواب دیا کہ فاطمہ

حیران رہ گئی آپ اتنے معصوم ہے تو نہیں جتنے بن رہے

ہیں فاطمہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا میری

جان میں اور بھی بہت کچھ ہوں جو میں تمہارے سامنے

بنا نہیں چاہتا کہتے ہی زین اگے ہوا اور اس کے کھلے ہوئے

گلابی گال پر اپنے ہونٹ رکھے زین کی شدت محسوس کر

کے فاطمہ کے جسم میں ایک سرد لہر دوڑی زین دوبارہ

اس کے دوسرے گال کی طرف جھکنے ہی لگا تھا کہ فاطمہ

نے گھبرا کر اپنے ہاتھ ذین کے ہونٹ پر رکھے اور کہا کہ

ا۔ پ جائیں یہاں سے مجھے سونا ہے اس کے بعد سن کر

ذین نے اس کے ہاتھ ہٹائے اور اس کے کپکپاتے ہوئے جسم

کو خود میں بینچا کہ فاطمہ کو سانس لینے میں

مشکل ہوئی فاطمہ نے اسے خود سے دور پھینکنے کی

کوشش کی اور کہا کہ مجھے سانس نہیں آرہا پلیر دور

رہیں زین نے اسے اپنے اگے کیا اور اس کا چہرہ اپنے

دونوں ہاتھوں میں بھر کر اس کی کپکپاتے ہوئے ہونٹوں پر

اپنے ہونٹ رکھے اور اسے شدت سے چھونے لگا فاطمہ کی

انکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئی یہ پہلی بار تھا

جب فاطمہ نے اس کے لمس میں جنون دیکھا تھا زین

کی شدت سے فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے زین کو

جب لگا کہ اب فاطمہ کو سانس نہیں آرہی تو وہ نرمی سے

پیچھے ہوا اور فاطمہ کی طرف دیکھا جو اپنی سانسیں

درست کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھی جب اس کی

سانسیں نارمل ہوئی اور اس نے زین کی طرف دیکھا تو

اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر زین بے ساختہ مسکرایا

اور کہا کہ میرے نازک سی بیوی میری شدتیں تو آپ کو

برداشت کرنی ہوگی نافرمانی تو کچھ بولنے کے قابل ہی

نہیں رہی تھی اس کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا زین

نے نرمی سے اسے اپنے گلے لگایا اور کہا کہ میری زندگی

کبھی بھی مجھ سے دور مت جانا اور نہ یقین کریں یہ زین

رفیق شاہ لمحے میں ویران بنجر کی طرح ہو جائے گا

فاطمہ کہاں اس کی بولتی آنکھوں کا مقابلہ کر سکتی تھی

اس لیے اس نے چپ جانے میں ہی عافیت جانی زین نے

اس کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پر لٹایا اور اس کے سائیڈ میں

بیٹھ کر اس کی بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگا فاطمہ

تو بس اس کی کیرنگ انداز دیکھ کر رہ گئی تھی ذین نے

اس کی طرف دیکھا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا

کہ سو جاؤ زندگی ورنہ تمہاری یہ نازک جان ساری رات

میری شدتیں برداشت نہیں کر پائے گی اس کی بات سن

کر فاطمہ نے جٹ سے اپنی انکھیں بند کی زین اس کی

طرف دیکھ کر مسکرایا اور اس کے بالوں میں انگلیاں

چلانے لگا،

زار اپنی روم میں سو رہی تھی جب نیچے سے چننے

کی آواز پر اس نے ہڑبڑا کر اپنی انکھیں کھولی اور جلدی

سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر نیچے کی طرف دوڑ لگائی سیریوں

سے اتر کر اس نے لاؤنج میں دیکھا کہ تقریباً وہاں پر سب

ہی کھڑے تھے ہو جلدی سے عائشہ کے پاس گئی اور کہا

کہ عائشہ اپنی کیا ہوا پتہ نہیں یہ لوگ نہ جانے کس

سازش کے تحت ہمارے گھر میں گھسے ہیں اور کھانے میں

زہر ملا رہے تھے سلو پوائزن والا براہیم ان سے وہی

پوچھ رہا ہے کہ وہ کس کے کہنے پر آئے ہیں اور گھر میں

داخل ہونے میں کس نے ان کی مدد کی عائشہ کی بات

سن کر زارا کو بھی ان لوگوں سے خوف محسوس ہوا کہ

نہ جانے کیسی کیسی چالیں چلتے ہیں لوگ بتاؤ تم لوگ

کس کے کہنے پر اے ہوا براہیم اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ

زارا کو اس سے خوف محسوس ہوا ایک ملازم اس کے

پاؤں میں گر کر گر گڑا ہوا بولا کہ صاحب ہمیں معاف کر

دیں ہم کنگ کے کہنے پر اس گھر میں اے تھے اور اس گھر

میں گھسنے میں زار امیدم نے ہماری مدد کی تھی اور

انہوں نے ہی ہمیں کہا تھا کہ ابراہیم شاہ کو کھانے میں

زہر ملا کے دینا ہے یہ سب ان کا اور کنگ کا مشترکہ پلان

تھا اس کے بعد سن کر سب گھر والوں نے بے یقینی سے

زار کی طرف دیکھا اور زار تو حیران رہ گئی تھی کہ آخر

وہ جو ان لوگوں کو جانتی تک نہیں تھی پھر ان لوگوں نے

ایسا گھٹیا الزام اس پر کیوں لگایا یہ جھوٹ بول رہے ہیں

میں توان کو جانتے تک نہیں ہوں زار امزید ابھی اپنی

صفائی میں کچھ بول تھی کہ ابراہیم شاہ نے اسے چپ

رہنے کا اشارہ کیا ابراہیم نے اس ملازم کو بنا ایک پل

ضائع کیے ایک زوردار تھپڑ مارا اور کہا یہ تمہاری ہمت

کیسی ہوئی ابراہیم شاہ کی بیوی پر الزام لگانے کی

تمہیں کیا لگتا ہے تم زار اکا نام لو گے تو میں تمہارا یقین

کر لوں گا ابراہیم نے اسے ایک اور تھڑ لگایا اور کہا کہ

اسندہ میری بیوی کا نام اپنی زبان پر لانے سے پہلے اس

تھڑ کو ضرور یاد کر لینا اور فرحان سے کہا کہ جاؤ ان کو

ٹارچر روم میں بند کر دو اور بنا کسی کی طرف دیکھے

ابراہیم غصے میں گھر سے نکل گیا رانیا بیگم نے بے

ساختہ حسن سے کہا کہ جلدی جاؤ اس کے پیچھے وہ

غصے میں ہے کہیں خود کے ساتھ کچھ کرنے لے آخر

ابراہیم کے غصے سے کون واقف نہیں تھا اسی لیے تو کوئی

اس کے معاملے میں بولتا تک نہیں تھا اس کے غصے کی

وجہ سے زارا بھی بنا کسی سے کچھ بولے اپنے روم میں

چلی گئی وہ ابراہیم سے ناراض ضرور تھی پر انج ابراہیم

نے جب اس پر اعتبار کیا تو اس کو بہت اچھا لگا لیکن اب

بھی اتنی جلدی وہ راضی ہونے کے موڈ میں نہیں تھی،،

عائشہ اپنی ایک فرینڈ کے ساتھ کیفے میں بیٹھی اس کا

برتھ ڈے سیلیبریٹ کر رہی تھی اسے مسلسل خود پر

کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہو رہی تھی اس نے

دو تین بار ارد گرد نظریں گھما کر پورے کیفے میں بھی

دیکھا لیکن کوئی بھی اس کو نظر نہیں آیا لیکن جب وہ

دوبارہ اپنی کافی پینے لگتی تو پھر اسے ایسا لگتا کہ

کوئی اسے اگ اگلتی نظروں سے دیکھ رہا ہے جب وہ لوگ

وہاں سے جانے لگے تو بیچ میں ہی ایک ویٹر نے اس کے

کپڑوں پر گرم کافی گرا دی ایم سو سو ری میڈم مجھے

بالکل بھی پتہ نہیں چلا کہ میرے پیچھے اپ ارہی ہیں

ویٹر نے اس سے معافی مانگی معافی مانگنے کا اب کیا

مطلب ہے اس کا سارا ڈریس تو خراب کر دیا نا تم نے

دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے کیا عائشہ کی دوست ویٹر

کو اچھا خاصا سنانے کے موڈ میں تھی لیکن عائشہ نے اس

کا ہاتھ دبایا اور کہا کہ تم میرا پنچ منٹ ویٹ کرو میں

اس کو واش کر کے اتی ہوں اور اپ جائیں یہاں سے کوئی

بات نہیں عائشہ نے ویٹر کی طرف دیکھ کر کہا تو ویٹر

وہاں سے فوراً چلا گیا،

عائشہ واش روم کے اندرائی اور واش بیسن کے سامنے

کھڑے ہو کر اپنے کپڑے کو ٹشو پیپر سے صاف کرنے لگی

ابھی اسے صاف کیے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ

اسے دروازہ لاک کرنے کی آواز آئی اس نے بے اختیار پیچھے

دیکھا پیچھے دیکھنے پر اس سے ایک شخص کھڑا نظر آیا

جو فل بلیک ڈریس میں تھا صرف اس کی آنکھیں ہی نظر

آ رہی تھی اور اس کی وحشت سے بھرپور آنکھوں کو

دیکھ کر عائشہ کی ریڈ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی اور

اس نے ڈر کر پوچھا کہ کون ہے آپ اور دروازہ کیوں لاگ

کیا آپ نے حان خان دی ڈیول بے بی دودن ملنے کیا نہیں

ایا تم تو مجھے بھول ہی گئی ڈیول کا نام سن کر عائشہ

کے چہرے پر خوف ایا گھر کے مسئلے میں الجھ کر وہ تو

اس ڈیول نام کے مسئلے کو بھول تھک گئی تھی اس کے

چہرے پر خوف دیکھ کر ڈیول مسکرایا اور کہا کہ بے بی

ڈر کیوں رہی ہو کچھ نہیں بولوں گا وہ کیا ہے ناکہ اس

کینے میں میں اپنے ایک کام سے آیا تھا تو تم بھی اتفاق

سے یہاں ملی تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ لہجہ اپنی

بیوی کے ساتھ کر لیا جائے ویسے بھی نکاح ہونے کے بعد

سے ہم دونوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا ہی نہیں کھایا

ڈیول تو بالکل ایسے ریکٹ کر رہا تھا جیسے ان دونوں کا

بالکل نارمل نکاح ہوا ہو مجھے بھوک نہیں ہے اور ویسے

بھی میں لیٹ ہو رہی ہوں مجھے گھر جانا ہے میرا دوست

بھی باہر میرا انتظار کر رہی ہے میں نہیں جاسکتی آپ کے

ساتھ عائشہ نے اس کے ساتھ نہ جانے کا بہانہ بنایا

ڈیول نے بنا کچھ بولے اس کا موبائل اٹھایا اور ایک میسج

بھیج دیا عائشہ حیران ہوئی اور اس سے کہا کہ کس کو

میسج کیا آپ نے عائشہ نے اپنا ان باکس کھول کر دیکھا

تو وہاں پر ڈیول نے اس کی دوست کو میسج کیا تھا کہ

مجھے میرا ڈرائیور لینے ارہا ہے میں اس کے ساتھ چلی

جاؤں گی تم بھی چلی جاؤ اللہ حافظ لیکن میری ڈریس

بھی تو دیکھیں وہ بھی تو ساری خراب ہو گئی ہے عائشہ

نے نہ جانے کا ایک اور بہانہ بنایا تو ڈیول نے کہا کہ کوئی

بات نہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں تم میرے ساتھ ایسے

ہی جاسکتی ہو اس کی بات سن کر عائشہ نے اپنے دانت

پیسے اور منہ میں بڑبڑائی کے اب تو اس سائیکو کے ساتھ

جانا ہی پڑے گا اور اندر سے اسے ڈر بھی لگ رہا تھا لیکن

ڈیول کے سامنے کہاں کسی کی چلنی تھی،

یار زار اجاؤنا بھائی کے کمرے میں وہ کب سے تمہیں بلا

رہے ہیں گن چکر بنا کے رکھ دیا تم لوگوں نے مجھے بھائی

کے پاس جاؤ تو بس ایک یہی بات سننے کو ملتی ہے کہ

کسی بھی حال میں اس کو کمرے میں لے کر آؤ اور تمہارے

پاس آؤ تو تم یہی کہتی ہو کہ میں نے جانا ہی نہیں اب

میں کیا کروں تھک گئی ہوں میں بار بار اتے جاتے ہوئے

فاطمہ تو زچ ہو گئی تھی یہ چوتھی بار تھا جب وہ زارا

کے پاس آرہی تھی لیکن اس کے منہ پر صرف ایک ہی

جواب تھا کہ مجھے نہیں جانا تو نہیں جانا بس یار مجھے

نہیں جانا تمہارے بھائی کے کمرے میں تم اس کو بتا کیوں

نہیں دیتی زار نے ایک بار اور اس کی طرف دیکھ کر کہا

تو یہ بات تم خود جا کر بھائی کو بتا دو میں دوبارہ نہیں

جاسکتی اگر اب میں دوبارہ گئی تو وہ تمہارے پاس

دوبارہ بولانے بھیج دیں گے اس لیے تم ایک ہی بار جاؤ

بھائی کو منع کر کر اؤ کہ میں نے نہیں انا فاطمہ کی بات

سن کر زار انے ہاں میں سر ہلایا اور ابراہیم کے کمرے کی

طرف چلی گئی کمرے کے اندر داخل ہو کر زار انے دیکھا

کہ ابراہیم سگریٹ جلائے صوفے پر بیٹھا تھا زار انے

فاصلے پر رک کر کہا کہ بتائیں کیوں بلایا ہے مجھے پاس

اوگی تب ہی بتا پاؤں گا ابراہیم کا سردلجہ سن کر زار

کو اس سے ڈر لگا تو زار انے کپکپاتے ہوئے کہا کہ وہ ہی سے

بتائیں اگر تم دو منٹ کے اندر یہاں آکر میرے پاس نہیں

بیٹھی تو تمہیں ساری رات یہیں پر میرے ساتھ ایک بیڈ

پر گزارنی پڑے گی اس کی بات سن کر زارا ڈری اور

چھوٹے چھوٹے قدم لے کر صوفے کے قریب پہنچی تو

ابراہیم نے ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنے پاس کھینچ کر

اپنی گود میں بٹھایا زارا نے اس کی گود سے اٹھنے کی

کوشش کی لیکن ابراہیم کی گرفت سخت ہونے کی وجہ

سے وہ اٹھ نہیں پائی اس کو ابراہیم کی انگلیاں اپنے کمر

میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی ابراہیم نے اس سے

کچھ بھی نہیں بولا تھا بس چپ چاپ اسے اپنی گود میں

بٹھائے سگریٹ پی رہا تھا زار اس کی گود میں بیٹھے

بیٹھے تھک گئی تھی لیکن وہ تھا جو بولنے کا نام ہی نہیں

لے رہا تھا کافی دیر گزرنے کے بعد جب ابراہیم کچھ نہ

بولا تو زار نے ڈرتے ڈرتے ہمت سے کہا کہ اپ کو کیا بات

کرنی تھی بولیں جب ابراہیم نے اس کی بات کا جواب نہ

دیا تو زار نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا جو اسے ہی

دیکھ رہا تھا تو زار نے گہرا کر اپنی آنکھیں نیچے کریں

زار اکو شدید نیندار ہی تھی لیکن ابراہیم تھا جو نہ کچھ

بول رہا تھا اور نہ ہی اسے اٹھنے دے رہا تھا تک ہار گئے

زار نے اس کے کندھے پر اپنا سر رکھا اور سو گئی ابراہیم

ساری رات اسے اپنی گود میں بٹھائے صوفے پر بیٹھا رہا

نہ جانے کیوں لیکن ابراہیم کے دل میں ایک خوف سا بیٹھ

گیا تھا زارا کو کھودینے کا جس فیلڈ میں وہ تھا اس

میں اس کے کم دشمن نہیں تھے اور اس کو پتہ تھا کہ

دشمن ہمیشہ اپ کی کمزوری پر ہی سب سے پہلے وار کرتے

ہیں جیسے کہ کنگ نے کیا تھا ارج تک بڑے سے بڑے دشمن

کا سامنا کرتے ہوئے اسے کبھی بھی خوف محسوس نہیں

ہوا لیکن جب زار کی بات ائی تو اس کے دل میں ایک

عجیب سا خوف پیدا ہوا اسے کھودینے کا اسی لیے اس

کا ارادہ تھا کہ وہ دادا جی سے رخصتی کی بات کرے اور

وہ کل صبح ہی دادا جی سے رخصتی کی بات کرنے والا تھا

تاکہ زار ہمیشہ اس کے پاس رہیں ابراہیم نے اس کے

معصوم چہرے کی طرف دیکھا جو اس کے کندھے پر سر

رکھ کے ہی سو گئی تھی ابراہیم نے ویسے ہی صوفے کی

پشت سے اپنا سر ٹھکایا اور اسے زور سے اپنی باہوں میں

بچیں سو گیا،،

ہمیں جلد از جلد زارا کو اپنے راستے سے ہٹانا ہو گا دعا اور

عاشی اس وقت فون پر بات کر رہے تھے ہاں یار لیکن

کیسے کچھ سمجھ نہیں ارہا کہ کرنا کیا ہے دعا نے عاشی

سے کہا تم زارا کو ابراہیم کی نظروں میں برابر بنانے کی

کوشش کرو اس کی عزت کو ابراہیم کی نظروں میں

مشکوک بناؤں اور باقی تو تم خود سمجھدار ہو عاشی نے

کہا تو دعا نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے ابھی تو رات ہو رہی

ہے کل صبح ہوتی ہی میں اپنا پہلا وار کروں گی سب کی

چہیتی زارا شاہ پرہاں یہی ٹھیک رہے گا چلو اب دیر ہو

رہی ہے میں بھی سوتی ہوں تم بھی سوچا ہو اللہ حافظ

یہ کہہ کر عاشی نے کال کٹ کر دی اور دعا بھی اطمینان

سے اپنے بیڈ پر سو گئی،،

صبح نیند سے اٹھ کر دعا فریش ہوئی اور بالکل اسی ٹائم

پر اپنے کمرے سے باہر نکلی جس ٹائم پر زارا نکلتی ہے اس

نے اپنے کمرے کے دروازے میں کھڑے ہو کر زارا کا بہت

انتظار کیا لیکن وہ نہیں نکلی آخر میں اس کو اپنے کمرے

سے نکلنا پڑا اور اس نے جیسے ہی اپنے کمرے کا دروازہ

کھولا تو زارا کو ابراہیم کے کمرے سے نکلتا ہوا دیکھ اور

اس کے تن بدن میں اگ ہی لگ گئی تھی اس لڑکی کو وہ

جتنا ابراہیم سے دور کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے

تھے اتنا ہی وہ ابراہیم کے قریب ہو رہی تھی دعا جلدی

سے اس کے راستے میں آئی اور اس کے کندھے پر اتنا زور

سے اپنا کندھا مارا کہ زارا پیچھے کی طرف گر پڑی اس

کو گرا ہوا دیکھ کر جلدی سے دعا اس کے قریب آئے اور

کہا کہ ایم سو سوری میں نے تمہیں دیکھا نہیں تھا تو

میں زیادہ لگی تو نہیں نادعا نے اپنی مصنوعی فکر سے

کہا گزارا نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ نہیں زیادہ

نہیں لگی سو سوری کی کوئی بات نہیں۔ یہ سارا واقعہ

ابراہیم نے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا زارا کے

چہرے پر درد محسوس کر کے ابراہیم کو اپنے دل میں درد

ہوا تھا وہ دعا سے اس واقعے کا بدلہ ضرور لینے والا تھا

ابراہیم اپنے دل میں سوچا تھا،،،



زارا کے چہرے پر درد محسوس کر کے ابراہیم کو اپنے دل

میں درد ہوا تھا وہ دعا سے اس واقعے کا بدلہ ضرور لینے

والا تھا ابراہیم اپنے دل میں سوچکا تھا سب ناشتے کی

ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے کہ اتنے میں

ابراہیم نے دادا جی سے کہا کہ مجھے رخصتی چاہیے دادا

جی نے اس کے بعد سن کر چونک کر اپنا سراٹھایا اور اس

کی طرف دیکھ کر کہا کہ رخصتی کیسی ہم میں تو سب

طے ہوا تھا کہ جب تک زارا کی پڑھائی مکمل نہیں ہو

جاتی ہم رخصتی نہیں کریں گے اور ابھی وہ بہت چھوٹی

بھی ہے اس لائیک نہیں ہے کہ شادی جیسے ذمہ داری کو

سنجھال سکیں دادا جی کی بات سن کر زارا کے دل کو

تھوڑا اطمینان ہوا کہ شکر ہے کہ کوئی تو اس گھر میں ہے

جس نے میرے بارے میں بھی سوچا مجھے زارا کی

پڑھائی سے کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے وہ شادی کے بعد

بھی اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتی ہے لیکن مجھے مسئلہ

ہے جب ہم میں سب طے ہو چکا تھا کہ ہم رخصتی زارا

کے پڑھائی کے بعد ہی کریں گے تو اب جلدی کرنے کا کیا

مقصد ہے دادا جی نے اس کی طرف سوالیہ نظر سے دیکھا

وہ میری بیوی ہے میں جب چاہے اس کی رخصتی مانگ

سکتا ہوں اس میں اتنا بھی کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے

مجھے وہ اپنے پاس چاہیے تو مطلب چاہیے مجھے اس کی

پڑھائی سے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ بعد میں بھی جاری

رکھ سکتی ہے لیکن مجھے تین دن کے اندر اندر رخصتی

چاہیے کیا مطلب ہے تمہارا شادی بیا کوئی گڈا کٹی کا

کھیل ہے کہ جب تمہارا دل چاہے تم ایک دن کے اندر اندر

نکاح کروادو اور جب تمہارا دل چاہے تو تم تین دن کے

اندر رخصتی مانگ لو اور ہم تمہارے سارے شرطیں پوری

کرتے رہیں ساری باتیں مانتے رہیں ریحان شاہ نے بھی اس

کو سمجھانا چاہا کہ اتنا جلدی سب کچھ پائسیبل نہیں ہو

پائے گا ٹھیک ہے تو اگر آپ سب کو نہیں ماننا رخصتی کے

لیے تو میں چلا جاتا ہوں گھر کو چھوڑ کر جب آپ

رخصتی کے لیے مان جائیں تو مجھے کال کر کے بلا لینا

ابراہیم کی بات سن کر دادا جی نے انہیں گھور کر دیکھا

جسے اپنے لاڈلے پوتے کی ساری چلا کیوں کا پتہ تھا اس

سے پہلے کہ ابراہیم اٹھ کر جاتا دادا جی نے کہا کہ ٹھیک

ہے میں اس بارے میں سوچوں گا سوچنا نہیں ہے دادا

جی اس پر عمل بھی کرنا ہے ابراہیم کی بات ماننے کے سوا

دادا جی کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ تھا اسی لیے انہوں

نے مجبوراً ہاں میں سر ہلا دیا اور ساتھ ہی دادا جی نے

سب گھر والوں سے کہا کہ اگلے ہفتے رخصتی رکھ لیں گے

تین دن میں اتنی جلدی ساری تیاریاں نہیں ہو پائیں گی

اوپر سے مہمانوں نے بھی انا ہو گا دادا جی کی بات سن کر

زین نے بھی جٹ سے کہا کہ دادا جی مجھے بھی رخصتی

چاہیے دادا جی نے گھور کر زین کی طرف دیکھا اور کہا

کہ تمہیں کیوں چاہیے اب تمہاری کون سی پریشانیاں آگئی

دادا جی کی بات سن کر زین نے بھی بے باکی سے جواب

دیا کہ وہ میرا اب اکیلے گزارا نہیں ہوتا اس کے بعد سن کر

دادا جی کا قہقہہ گونجا جب کہ ساری خواتین نے اسے

گھور کر دیکھا فاطمہ بیچاری تو شرم سے اٹھ کر اپنے

کمرے میں ہی چلی گئی تھی دادا جی نے اس کی طرف

دیکھ کر کہا کہ ٹھیک ہے تمہارا بھی بندوبست کرتا ہوں

میں تھینک یو دادا جی لیکن اگر آپ میرا بندوبست بھی

ابراہیم کے ساتھ ہی کریں گے تو مجھے زیادہ خوشی

محسوس ہوگی زین اب بھی شرارت سے باز نہیں رہا تھا

اس کی بات سن کر دادا جی نے اپنا ماتھا پیٹھا اور کہا کہ

نہ جانے یہ دونوں بے شرم کس پر چلے گئے ہیں دادا جی

کی بات سن کر ابراہیم تو افس کے لیے نکل گیا جبکہ زین

جاتے جاتے بھی دادا جی سے کہہ گیا کہ ہم اپ پر ہی گئے

ہیں اس سے پہلے کہ دادا جی اس کی طرف دیکھ کر کچھ

کہتے وہ گھر سے باہر نکل گیا اب اگے کیا کرنا ہے اپنے باپ

کو سوالیہ نظر سے دیکھا تو دادا جی نے کہا کہ کرنا کیا ہے

دونوں کی ساتھ رخصتی کروا لیتے ہیں سارے گھر والوں

کو پریشانیاں لاحق ہوئی سب سے زیادہ لڑکیوں کو کہ وہ

اتنی جلدی شاپنگ کیسے پوری کریں گی اور خواتین کو

شادی کے انتظامات کی دوا جی نے اٹھنے سے پہلے زارا

اور فاطمہ کو اپنے کمرے میں بلایا لاڈلے پوتوں کی بات

تو انہوں نے مان لی تھی لیکن اب انہیں اپنی لاڈلی

ہوتیہوں کو بھی تو منانا تھا،

مجھے اپ سے شادی نہیں کرنی تھی اپ نے کیوں دادا جی

سے کہا کہ مجھے رخصتی چاہیے اس سے پہلے کہ ابراہیم

اپنی گاڑی میں بیٹھ کر افس کے لیے نکلتا اسے پیچھے سے

زارا کی آواز آئی اس نے پیچھے مڑ کر زارا کو دیکھا اور

اسے کھینچ کر اپنی باہوں میں بھرا اور کہا کہ میری جان

یوں دور رہ کر بات نہیں کرتے پاس اؤاب بتاؤ کہ کیا

مسئلہ ہے کیوں شادی نہیں کرنی وجہ بتاؤ مجھے زارا نے

گھبرا کر اسے خود سے دور کرنا چاہا لیکن ابراہیم کی

گرفت مضبوط تھی مجھے اپ سے شادی نہیں کرنی زارا

نے خود کو مضبوط بناتے ہوئے کہا ابراہیم نرمی سے جھکا

اور اس کے گال پر اپنے ہونٹ رکھے اور کہا کہ کیوں نہیں

کریں گے شادی ابراہیم کے لمس پر زارا اکیپا اٹھی کہا کہ

یہ اپ کا بیڈ روم نہیں ہے کوئی بھی اسکتا ہے یہاں پر

ابراہیم نے اس کی بات سن کر اسے خود کے اور قریب کیا

اور کہا کہ کیا کروں میری کیوٹ سی پانڈا دور ہی نہیں رہا

جاتا تم سے بچ۔ چھوڑیں زارا نے اسے خود سے دور کرنے

کی کوشش کی ابراہیم نے اسے چھوڑا اور کہا کہ یہ جتنا

تم مجھے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی ہوں اتنے

میں تمہیں میری شدتیں برداشت کرنی ہوگی یاد رکھنا

تمہیں میری ہر ایک افیت کا سود سمیت حساب دینا ہوگا

اس کی بہت ہی سن کر زارا گھبرا اٹھی اور جلدی سے بنا

کچھ بولے گھر کے اندر بھاگ گئے اس کی سپیڈ دیکھ کر

ابراہیم مسکرایا اور گاڑی میں بیٹھ کر افس کے لیے نکل

گیا،

زار اور فاطمہ اپنے کالج کے گراؤنڈ میں دیکھی ایک

دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف تھی اج دونوں کی

اتفاق سے کلاس کینسل ہو گئی تھی اسی لیے وہ دونوں

باتیں کر رہی تھی اپنی اپ کو نہیں لگتا کہ ہماری شادی

کچھ زیادہ ہی جلدی ہو رہی ہے زار نے فاطمہ سے کہا ہاں

یار لیکن کیا کیا جاسکتا ہے اب دادا جی کی بات تو ماننی

ہو گی نا آخر وہ ہمارے بڑے ہیں ہمارے لیے کچھ غلط

تھوڑی نہ سوچ سکتے ہیں فاطمہ نے اسے سمجھانا چاہا

ہاں اپنی میں سب چیزوں سے واقف ہوں لیکن یہ بہت

زیادہ جلدی ہو رہا ہے اسی لیے مجھے ایکسیپٹ کرنے میں

ٹائم بھی لگ رہا ہے اپ نے دیکھا کتنی ہر بڑی میں پہلے میرا

نکاح ہوا اور اب اتنی ہی ہر بڑی میں رخصتی ہو رہی ہے

زارا نے اسے اپنی دل کی بات سمجھانی چاہیے میری جان

تمہیں کچھ بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ویسے

بھی تم اپنی ہی تو گھر ہو رخصت ہو رہی ہوں تمہیں پرانے

گھر تھوڑی نہ جانا ہے اس کی بات سن کر زارا کو تھوڑا

اطمینان ہوا اور کہا کہ اپنی ایک یہی بات تو ہے جو اچھی

ہے ورنہ اگر کسی دوسرے کے جانا ہوتا تو میں کبھی بھی

دادا جی کی بات نہ مانتی اس کی بات سن کر فاطمہ

مسکرائی اور کہا کہ اب چلو جلدی سے میری کلاس بھی

سٹارٹ ہونے والی ہے اور تمہاری بھی کہیں دیر نہ ہو جائے

ہمیں اس کی بات سن کر زار آنے ہاں میں سر ہلایا اور

دونوں اپنی اپنی کلاس کی طرف چلی گئی،،



شادی کی تیاریاں جیسی بھی ہڑ بڑی میں ہوئی لیکن

سٹارٹ ہو چکی تھی اور آج سب یگ جزیشن شاپنگ پر

جانے کا ارادہ رکھتے تھے ابھی 11 ہی بجے تھے اور وہ

چاروں گھر سے نکلنے ہی والی تھی کہ لاؤنج میں انہیں

دعا بیٹھی نظر آئی تو عائشہ نے اس سے کہا کہ دعا تم

بھی ہمارے ساتھ چلو شاپنگ کر لینا شادی کی اس کی

بات سن کر دعا نے دل میں کہا کہ ایک یہی تو موقع ملا ہے

ابراہیم کے ساتھ تھوڑا وقت گزارنے کا یہ بھی میں ان

لوگوں کے ساتھ چلی جاؤں تو دعا نے بہانہ بنایا کہ نہیں

اپی ابھی میرا باہر جانے کا بالکل بھی دل نہیں ہے میں بعد

میں دادی کے ساتھ چلی جاؤں گی اس کی بات سن کر

انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور وہ چاروں شاپنگ پر چلی

گئی ان چاروں کی پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری دادا جی

نے حسن کو دی تھی اور اس وقت بھی حسن انہیں مول

کے سامنے چھوڑا اور کہا کہ جب تم لوگ فری ہو جاؤ تو

مجھے ٹیکس یا پھر کال کر لینا میں تم لوگوں کو لینے

جاؤں گا اس کی بات سن کر عائشہ نے ہاں میں سر ہلایا

اور چاروں مول کے اندر چلی گئی اور شاپنگ کرنے میں

مصروف ہو گئی حسن کو بھی اپنا ضروری کام کرنا تھا

اسی لیے وہ بھی وہاں سے چلا گیا،

دوسری طرف ابراہیم جیسے ہی گھر میں داخل ہوا تو اس

نے نظر ادھر ادھر دوڑائی کے کہیں اس کو زارا نظر آجائے

لیکن زاراپورے گھر میں کہیں بھی نہیں تھی اس کے سر

میں بے انتہا درد ہو رہا تھا اسی لیے بنا کسی سے کچھ

بولے وہ اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا اور جانے سے پہلے

ملازمہ سے کہا تھا کہ میرے لیے ایک کپ کافی بھجوا دینا

ملازمہ نے کافی بنائی اور اس کے لیے اوپر لے جانے ہی لگی

تھی کہ بیچ میں ہی اسے دعا نے روکا اور کہا کہ لاؤ

مجھے دو تم میرے لیے کچھ ہلکا پھلکا سا بنادو مجھے

بھوک لگی ہے یہ میں ابراہیم کو خود دے اتی ہوں اس کی

بات سن کر ملازمہ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا کہ نہیں

بی بی جی ابراہیم صاحب اس وقت غصے میں ہیں کئی

ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو ڈانٹ دیں میں خود ہی دے اتی

ہوں اس کے بعد آپ کے لیے کچھ بنالوں گی ملازمہ

کی بات سن کر دعائے غصے بھرے لہجے میں کہا کہ تمہیں

میری بات سمجھ نہیں اتی جاؤ کچن میں اور مجھے کافی

دو میں خود دے اتی ہوں ابراہیم کو تو ملازمہ کو بھی

مجبور اسے کافی کی ٹرے تھمائی پڑی اور ٹرے لے کر دعا

اوپر ابراہیم کے کمرے کی طرف چلی گئی اس نے جیسے

ہی ناک کیا تو اندر سے یس کی آواز آئی وہ اندر داخل

ہوئی تو ابراہیم صوفے پر بیٹھا تھا اور اپنے شوز اتار رہا

تھا دعا کی طرف دیکھ کر ابراہیم حیران نہیں ہوا کیونکہ

اس کی نظروں میں جو کچھ بھی تھا وہ ابراہیم جیسا

شاطر اور سمجھدار مرد باسانی سمجھ سکتا تھا ابراہیم

نے سپاٹ لہجے میں کہا کہ تم کیوں اتنی ملازمہ نہیں تھی

کیا اس کے سر دلہجے کو محسوس کر کے دعا ڈری لیکن

خود کو مضبوط بناتے ہوئے کہا کہ وہ مجھے بھوک لگی

تھی تو ملازمہ میرے لیے کچھ بنا رہی تھی تو اس لیے

میں نے سوچا کہ میں اپ کو کافی خود دے اتی ہوں اس

کی بات سن کر ابراہیم نے دوبارہ اسی سرد لہجے میں

جواب دیا کہ ٹھیک ہے ٹرے ٹیبل پر رکھو اور جاؤ کمرے

سے اس کی بات سن کر دعا کو شدید غصہ آیا اس نے ٹرے

ٹیبل پر رکھی اور کہا کہ اپ کا سردرد دہورہا ہے تو میں دبا

دوں ابراہیم نے اپنی لال انکھیں اٹھا کر کہا کہ تمہیں

میری ایک بات سمجھ نہیں اتی جاؤ کمرے سے ابراہیم کو

اس کی موجودگی اپنے کمرے میں کوفت میں مبتلا کر

رہی تھی ابراہیم کے لال انکھیں دیکھ کر دعا کو اس سے

خوف محسوس ہوا اور وہ جلدی سے کمرے سے چلی گئی

اس کے جانے کے بعد ابراہیم نے اپنا موبائل اٹھا کے حسن

کو کال کی اور کہا کہ کہاں ہو تم لوگ تو اگے سے حسن نے

جواب دیا کہ بھائی ابھی ان لوگوں میں مال چھوڑ کر آیا

ہوں تو ابراہیم نے کہا کہ ٹھیک ہے زارا کو واپس لے کر

جاؤ ابراہیم نے اتنے سرد لہجے میں کہا تھا کہ اگے حسن

نے کوئی سوال نہیں کیا اور کہا کہ ٹھیک ہے بھائی میں لے

کر آجاتا ہوں اس کی بات سن کر ابراہیم نے بنا کچھ بولے

کال کٹ کی اور زارا کا انتظار کرنے لگا،

دوسری طرف حسن نے مول کے باہر پہنچ کر عائشہ کو کال

کی اور کہا کہ زارا کو باہر بھیج دو ابراہیم بھائی نے کہا ہے

کہ اس کو گھر لے کر آ جاؤ تم لوگ اپنی شاپنگ کمپلیٹ

کر لو میں دوبارہ لینے آ جاؤں گا تم لوگوں کو اس کی بات

سن کر عائشہ نے کہا کہ سب ٹھیک تو ہے نا کوئی مسئلہ تو

نہیں ہوا تو حسن نے کہا کہ نہیں کچھ بھی نہیں ہوا تم پر

زارا کو باہر بھیج دو ٹھیک ہے میں بھیج دیتی ہوں

عائشہ نے کہا اور پاس ہی کھڑی زارا کو کہا کہ جاؤ حسن

تمہیں نیچے لینے آیا ہے ابراہیم بھائی نے کہا ہے کہ زارا کو

گھر بھیج دے اس کی بات سن کر زارا نے غصے بھرے

لہجے میں کہا کہ لیکن اپنی ابھی تو میں نے اپنی

شاپنگ ہی نہیں کی اتنی جلدی میں کیسے چلی جاؤں

میں نہیں جاؤں گی اپ ان کو بول دیں اس کی بات سن

کر عائشہ نے کہا کہ زارا یاد تمہیں ابراہیم بھائی کے غصے

کا تو پتہ ہے نا پھر کیوں ان کے غصے کو بڑھا رہے ہوا گروہ

بلارہے ہیں تو چلی جاؤ نا عائشہ اپنی کی بات سن کر زارا

نے منہ بسور کر کہا کہ ٹھیک ہے اور پھر زارا نیچے حسن

کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف چلی گئی،

گھر پہنچنے تک زارا کا منہ پھلا ہوا تھا اور جیسے ہی گھر

کے اندر داخل ہوئی ابراہیم اسے لان میں ہی ٹہلتا ہوا نظر

ایزارانے اس کو نظر انداز کر کے منہ پھلا کر گھر کے اندر

جانا چاہا لیکن ابراہیم نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے کمرے

میں لے گیا کمرے میں لا کر ابراہیم نے دروازہ بند کیا اور

اس کو زور سے گلے لگایا اس کو گلے لگانے کے بعد ابراہیم

کے دل میں ٹھنڈک پیدا ہوئی اور وہ سکون سے کھڑا اس

کو گلے لگائے رہا دوسری طرف زارا حیران و پریشان تھی

کہ اخرا براہیم کو کیا ہو گیا جب کافی دیر گزرنے کے بعد

بھی براہیم پیچھے نہ ہٹا تو زار نے کہا کہ شاہ اپ ٹھیک

ہے براہیم نے بنا کچھ بولے اس کو اٹھایا اور بیٹ پر لے

جا کر اسے بٹھا کے اس کی گود میں اپنا اثر رکھا اور

سکون سے اپنی آنکھیں موند لی اور زار کا ایک ہاتھ اپنے

سر میں رکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ میرا سرد باؤ زار نے

دھیرے دھیرے اپنے نازک ہاتھوں سے اس کا سرد بانا شروع

کیا اور ابراہیم کو بہت سکون پہنچا ابراہیم کا دل چاہا کہ

یہ وقت اسی جگہ رک جائے لیکن وقت بھلا کہاں کسی کے

لیے رکا ہے اب تک کافی دیر بعد جب زار نے اپنا ہاتھ

اٹھایا تو ابراہیم کو سویا ہوا پایا زار نے اس کے چہرے

کی طرف دیکھا اس وقت ابراہیم زار کو بھی انتہا

خوبصورت لگا اس کے مغرور نین نقش زار کا دل دھڑکا

گئے زارا نے اپنا ہاتھ دھیرے سے اس کی پلکوں پر رکھا اور

اسے چھونے لگی اس کے چھونے سے ابراہیم نے کسمسا کر

زارا کی طرف کروٹ لی اور اس کی کمر کے گرد اپنے

ہاتھوں کی گرفت مضبوط کی زارا کو اس کی گرم گرم

سانسیں اپنی پیٹ پر پڑتی ہوئی محسوس ہوئی اور اگلے

ہی پل اس کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا زارا نے

اسے کندے سے ہلایا کہا کر جگنا چاہا تو ابراہیم نے

نیند میں کہا کہ روح من مجھے تھوڑی دیر سکون سے سو

لینے دوزار ا کو اپنی دھڑکنیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی

کیونکہ بولتے وقت ابراہیم کے ہونٹ اس کے پیٹ کو چھو

رہے تھے زار انے دل میں سوچا کہ یہ خود تو سکون سے

سو گئے مجھے بے سکون کر کے جب بیٹھے بیٹھے زارا

تھک گئی تو اس نے بھی بیڈ کی پشت سے اپنا سر ٹھیکایا

اور وہ بھی سونے کی کوشش کرنے لگی کوئی بھی نہیں

جانتا تھا کہ ابراہیم جو اپنی روح من کو ذرا سی تکلیف

افیت میں دیکھ کر برداشت نہیں کر پاتا تھا وہ اگے جا کر

اسے کتنی اذیتوں سے نوازنے والا تھا؟

اس نے بھی بیڈ کی پشت سے اپنا سر ٹھیکایا اور وہ بھی

سونے کی کوشش کرنے لگی کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ

ابراہیم جو اپنی روح من کو ذرا سی تکلیف اذیت میں

دیکھ کر برداشت نہیں کر پاتا تھا وہ اگے جا کر اسے کتنی

اذیتوں سے نوازنے والا تھا،

کافی دیر بعد جب ابراہیم سو کر اٹھا تو اس نے کو اپنی

چھوٹی سی جان پر بہت پیارا یا جس نے اس کی نیند

خراب نہیں کی تھی بلکہ خود بے ارامی سے سو رہی تھی

ابراہیم کو برا لگا کے وہ تکلیف میں ہے ابراہیم نے اسے

کھینچ کر نیچے بیڈ پر لٹایا اور اس کے ماتھے پر اپنی

محبت کی محر ثبت کی ابراہیم کی شدت کو محسوس

کرتے زار انہند میں بھی کانپ کر رہ گئی تھی ابراہیم نے

جب اس کی لرزتی پلکوں کو محسوس کیا تو اسے پتہ لگا

کہ زار جاگ رہی ہے تو ابراہیم اس کا گال سہلاتے ہوئے

کہا کہ میری جان انکھیں کھولوں لیکن زار ا تھی جس

کی شرم کی وجہ سے انکھ ہی نہیں کھل پارہی تھی اس

کی شرم کو محسوس کر کے ابراہیم نے شرارت سے اس کے

گال پر اپنی بیرڈرب کی اپنی گال پر داڑھی کی چبن کو

محسوس کر کے زیادہ کی دھڑکنیں دھک دھک کرنے لگ

گئی تھی اس سے پہلے کہ ابراہیم اس کی گردن پر جھکتا

زارانے جھٹ سے اپنی انکھیں کھولی اور اس کے ہونٹوں

پر اپنے ہاتھ رکھے ابراہیم نے اپنی خمار الود بری نظروں

سے اس کی طرف دیکھا اس کی بولتی آنکھوں کی تاب

نہ لا کر زار آنے گھبرا کر اپنی نظریں نیچے کی اس کے

گھبرا کر نظریں نیچی کر لینے سے ابراہیم کے چہرے پر

گہری مسکراہٹ آئی اس وقت وہ ابراہیم کو شرم و حیا

میں گری بہت اپنی اپنی سی لگی ابراہیم جھکا اور اس

کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کر کہا کہ روح من مجھ سے

کبھی دور مت ہونا نہ ہی مجھے کبھی چھوڑ کر جانا میرا

سکون ہو تم جب تم آس پاس نہیں ہوتی تو دل عجیب سا

بے چین ہو جاتا ہے تم میرے لیے اتنی ضروری ہو گئی ہو

کہ جب سانس لینے لگتا ہوں تو کمی سے محسوس ہوتی

ہے جب تم پاس نہیں ہوتی ابراہیم کی باتیں سن کر زارا

کو اپنی قسمت پر رشک ہوتا ہوا محسوس ہوا اور اس نے

دل میں سوچا کہ یہ کھڑوس سنجیدہ انسان بھی کسی

کو اتنی شدت سے پیار و محبت کر سکتا ہے بے اختیار زارا

کا ہاتھ اٹھا اور اس کے بالوں میں پھیرتے ہوئے کہا کہ میں

اپ کو کبھی بھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گی زارا کی بات

سن کر ابراہیم کو اپنی روح سرشار ہوتے ہوئے محسوس

ہوئی اور اس نے زارا کی گردن پر زور سے بائٹ کیا کہ زارا

سی کر کے رہ گئی تھی اس کی گردن پر اپنے کارنامے کے

نشان کو دیکھ کر ابراہیم مسکرایا اور اسے کہا کہ روح من

جلدی سے چلی جاؤ ورنہ میں خود پر سے اختیار کو دوں

گا ابراہیم کے بولنے کی دیر تھی کہ زارا کرے سے ایسے

غائب ہوئی جیسے وہ کبھی اتنی ہی نہ ہو اس کی پھرتی

دیکھ کر ابراہیم بھی مسکرا دیا،

تم نے کوئی پلان بنایا نہیں عاشی نے دعا سے پوچھا وہ

دونوں ایک دوسرے سے فون پر بات کر رہے تھے ہاں

مجھے بس اس کی بارات والے دن کا انتظار ہے جب وہ

سب سے خود کہے گا کہ مجھے زارا سے شادی نہیں کرنی

اس کی بات سن کر عاشی نے کہا کہ ایسے بھی کیا کرنے

والے ہو تم جیسے تم مجھے بھی بتانا نہیں چاہ رہی تو

دعا نے اس کے جواب میں کہا کہ تم بس دیکھتی جاؤ

ویسے تم بھی تو فرحان کے ساتھ آنے والی ہونا جی بالکل

فرحان نے مجھے انوائٹ تو کیا ہے عاشی نے جواب دیا

اور تم نے فرحان سے بات کی کہ وہ تم سے نکاح کرے گا یا

نہیں کرے گا دعائے عاشی سے پوچھا ہاں یا وہ تو

پیچھے پاگل پڑا ہوا ہے بس میں نہیں کہتا تھا کہ ابھی

کچھ دن رک جائے لیکن آج ہی میں اس سے بات کرنے والی

ہوں اس بارے میں کہ اب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ

سکتا ہے اس کی بات سن کر دعا نے کہا کہ نہیں ابھی بات

مت کرنا ابھی گھر میں سب شادی کی تیاریوں میں

مصرف ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ کوئی بھی اس کی بات

مانے گا اسی لیے بعد میں ہی بات کرنا ٹھیک ہے عاشی نے

کہا اور کال کٹ کر دی دعا بھی کال کٹ ہونے کے بعد اپنے

بیڈ پر بیٹھی اپنے پلان کے بارے میں سوچ رہی تھی جو

اس نے ترتیب دیا تھا اور اس پلین کے بعد اس کو پورا

یقین تھا کہ ابراہیم اسی سے شادی کرے گا اپنے سوچ کے

اختتام پر وہ خود ہی مسکرا دی لیکن نہ جانے ان سب

کی قسمت میں کیا لکھا تھا کس نے کس کا ہونا تھا یہ دو

وقت آنے پر ہی پتہ چلنا تھا،،

عائشہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی نیچے فرحان کو

کسی سے فون پر بات کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور ساتھ

ہی ساتھ سوچ رہی تھی کہ نہ جانے یہ شخص کس کی

نصیب میں لکھا ہے نہ جانے کیوں لیکن اب جب وہ فرحان

کو دیکھتی تھی تو اس کو شرم سی محسوس ہوتی اور

اسے لگتا کہ جیسے وہ ڈیول سے بے وفائی کر رہی ہو

فرحان اس کے دل کے سب سے اوپر والی مسند پر ابھی

بھی پورے حق سے بیٹھا تھا یہ سب کچھ سوچتے ہوئے

عائشہ کو پتہ نہ چلا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری

ہو گئے تھے فرحان کو اپنی پشت پر کسی کی نظروں کی

تپش محسوس ہوئی ہو جیسے ہی پلٹنے لگا تھا عائشہ نے

جلدی سے اپنی کھڑکی کے پردے اپنے اگے ڈال دیے تھے

جس سے وہ چھپ گئی تھی ابھی وہ کھڑکی کی طرف

سے پلٹنے ہی لگی تھی کہ اپنے پیچھے ڈیول کو دیکھ کر

اس کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی تھی اس نے اپنے

دل پر ہاتھ رکھا جو بری طرح سے دھڑک رہا تھا اور ڈیول

کی طرف دیکھ کر غصے بھرے لہجے میں کہا کہ تمہارا

دماغ خراب ہو گیا ہے کیا جو اس طرح سے میرے پیچھے

کھڑے ہو ڈیول جو کب سے کھڑا اسے فرحان کو دیکھتے

دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں لال ہو گئی تھی اس نے

عائشہ کو بازو سے کھینچ کر اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ

دماغ تو میں تمہارا ٹھکانے لگانے آیا ہوں کہ تم یوں میرے

نکاح میں ہو کر غیر مردوں کو گھور گھور کر دیکھتی ہو

ڈیول کے اتنا کہنے کے ہی دیر تھی کہ عائشہ تو اس الزام

پر تڑپ اٹھی اسے بلا کہا منظور تھا یوں اپنی ذات کے

بارے میں کسی کے منہ سے سننا اس نے ڈیول سے کچھ

نہیں کہا تھا لیکن بے اختیار اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ

انسو بہنا جاری ہو چکے تھے اس کے انسو کو دیکھ کر

ڈیول نے ہاتھ بڑھا کے اس کے انسو صاف کیے اور کہا کہ

میری جان تمہارے انسو مجھ پر کوئی اثر نہیں ڈالنے والے

ایک نہ ایک دن تو تمہیں میری دسترس میں انا ہی ہوگا

اسی دن میں تم سے سارے حساب بے باک کروں گا عائشہ

نے اس سے کچھ بھی کہا نہیں تھا اسے پتہ تھا اگر وہ

کچھ بولے گی تب بھی وہ یقین نہیں کرے گا تو اس سے

بہتر چپ رہنا ہی تھا اسے چپ دیکھ کر ڈیول نیچے جھکا

اور اس کی گردن پر زور سے اپنے دانت گاڑے کہ عائشہ

سک اٹھی لیکن ڈیول کو عائشہ کی سسکی سے کوئی

فرق نہیں پڑا اور وہ اس کی گردن پر جگہ جگہ اپنے دانت

گاڑتے رہا تکلیف کی وجہ سے عائشہ سے کڑا رہنا محال ہو

گیا تھا اسے یقین تھا کہ اگر وہ ڈیول نے اسے پکڑا نہ ہوتا

تو وہ ضرور زمین بوس ہو جاتی اب تک جب تکلیف حد

سے زیادہ ہوئی اور ڈیول پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا

تو عائشہ نے اسے کندھے سے پکڑ کر پیچھے کرنا چاہا ڈیول

کو اس کی مزاحمت نے ڈسٹرب کیا تو اس نے پیچھے ہٹ

کر اس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا اور اس پر اپنی

شدتیں لٹانے لگا ڈیول کا غصہ تاجو کم ہونے کا نام ہی

نہیں لے رہا تھا اور اس نے پانچ منٹ میں عائشہ کو بے

حال کر کے رکھ دیا تھا سرخ گردن ہونٹوں سے نکلتا ہوا

خون بکرے بال روئی روئی سی انکھیں ایک پل کے لیے

ہی سہی لیکن ڈھول کے دل میں درد اٹھا لیکن اگلے ہی پل

اس نے یہ سوچ کر خود کو مطمئن کیا کہ یہ اس کی سزا

تھی اس نے عائشہ سے کہا کہ میری جان یہ تمہاری

چھوٹی سی سزا تھی اب اگر میں نے تمہیں اپنے اس کزن

کو گھورتے ہوئے دیکھا تو اس سے زیادہ بڑی سزا دوں گا

ڈیول نے عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھایا اور سائیڈ

دراز میں سے ٹیوب نکال کر عائشہ کی گردن پر لگانے لگا

ٹیوب لگنے کی وجہ سے عائشہ کی گردن میں جلن ہونے

لگی تو اس نے بے اختیار ڈیول کا ہاتھ ہٹایا اور کہا کہ

میں بعد میں لگالوں گی اس کی سرخ چہرے کو دیکھ کر

ڈیول سمجھ گیا کہ اس کو تکلیف ہو رہی ہے اس نے

عائشہ کو اگے کر کے اپنے گلے لگایا اور کہا کہ میری سوچ

سے بھی زیادہ نازک ہیں آپ عائشہ نے کچھ نہیں کہا بس

چپ چاپ اس کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی رہی شاید وہ

خود سے بھی جنگ لڑتے لڑتے تھک چکی تھی اسی لیے اس

کو بھی کسی کا سہارا چاہیے تھا جو ڈیول کی صورت میں

اسے مل رہا تھا،،،

زار اس وقت اکیلی کالج کی کینٹننگ میں بیٹھی چائے

پی رہی تھی چائے پی کر وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور

کینٹن سے باہر جانے ہی والی تھی کہ ایک لڑکا اس سے

ٹکرایا اس سے پہلے کہ زارا زمین بوس ہوتی اس لڑکے نے

ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے پاس کھینچا زارا نے گھبرا کر اسے

خود سے دور کیا لیکن اتنے ٹائم میں پیچھے سے کسی نے

ان دونوں کی تصاویر لے لی تھی جس میں وہ لڑکا صاف

زار پر جھکا ہوا نظر ا رہا تھا اور ایسے لگ رہا تھا جیسے

وہ لوگ ایک دوسرے کو کس کر رہے ہیں زار نے جلدی سے

اسے خود سے دور کیا اور وہاں سے چلی گئی،،،

ابراہیم اپنی افس میں بیٹالیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مگن

تھا تنے میں ہی اس کے موبائل پر ایک میسج آیا تو اس

نے اگنور کیا لیکن ایک کے بعد کئی نوٹیفکیشن ایک ساتھ

انے پر ابراہیم کو اپنے موبائل کی طرف متوجہ ہونا پڑا

موبائل ان کرنے پر اس نے جب میسجز دیکھے تو اس کی

گردن کی تنی رگیں باہر کو نکل آئی شدید غصے میں ہونے

کی وجہ سے اس نے اپنی آنکھیں بن کے اور خود کو

کنٹرول کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا غصہ کسی طور

پر کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اس کی آنکھیں بری

لال ہو چکی تھی اس کو اپنی دماغ کی رگیں پڑتی ہوئی

محسوس ہوئی اس کا عشق کسی اور کی باہوں میں تھا

غصے میں اپنے خاص آدمی کو کال کی اور کہا کہ نمبر

بھیج رہا ہوں اس کی لو کیشن بتاؤ اور بنا کچھ کہیں کال

کٹ کی اور اسے نمبر بھیج دیا اور اگلے دس منٹ میں اس

کے موبائل پر لو کیشن آگئی تھی اس نے اپنی ٹیبل سے

گاڑی کی چھاپی اٹھائی اور لوکیشن کی جانب نکل گیا وہ

جگہ اس کے افس سے تقریباً دھڑے گھنٹے کی دوری پر تھی

ابراہیم نے اتنی رش ڈرائیونگ کی کہ اس جگہ پر 20 منٹ

تک پہنچ گیا تھا اس جگہ پہنچ کر اسے گہرا دھچکا لگا

کیونکہ وہاں ایک بوسیدہ ٹھوٹی پھوٹی عمارت تھی جہاں

پر کسی بھی زی روح کا نام و نشان تک نہ تھا ابراہیم

اندر گیا اور اس نے یہاں وہاں کچھ دیکھا کہ کوئی اندر ہے

یا نہیں لیکن وہاں پر اسے ایک ٹوٹی ہوئی سم کے علاوہ

کچھ نہیں ملا وہ ایک ماہر ایجنٹ تھا جس کسی نے بھی

اس کو وہ تصویریں بھیجی تھی وہ اسے بہت قریب سے

جانتا تھا جیسے اسے پتہ ہو کہ ابراہیم اس کی لوکیشن

ضرور نکالے گا اور ہر حال میں اس تک پہنچ جائے گا اسی

لیے اس کے آنے سے پہلے ہی سم توڑ دی گئی تھی ابراہیم

کو شدید غصہ آیا لیکن وہ جو کوئی بھی تھا اسے کسی

بھی حال میں چھوڑنے والا نہیں تھا اس کے لیے یہ

چھوٹی بات ہر گز کوئی بھی نہیں تھی کہ اس کا عشق سی

اور کی باہوں میں تھا اور کسی نے اتنی غلیظ تصویریں بنا

لی تھی اسے زار پر خود سے زیادہ بھروسہ تھا یہاں سے

اسے ایک اور بات سمجھائی کہ جو کوئی بھی تھا وہ

اسے زار اسے بدگمان کرنا چاہتا تھا دوسری طرف سے غصہ

زارا پر بھی آیا کہ آخر وہ اتنا معصوم کیوں تھی دیر ہونے

کی وجہ سے وہ اٹھا گھر کی طرف نکل گیا گھر جانے پر

وہ زارا کی کلاس لینے کے بارے میں ارادہ رکھتا تھا

کیونکہ اس نے پہلے سے ہی زارا کو اس بار کے بارے میں

بتا دیا تھا کہ کالج میں وہ لڑکوں سے دوری بنائے رکھے،،

اس وقت رات کے دو بج رہے تھے پوری شاہ حویلی

اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی ایسے میں رانیا بیگم

چپتی چپاتی دعا کے کمرے میں داخل ہوئی اور دعا کو

نیند سے اٹھایا دعا اس وقت رانیا بیگم کو اپنے کمرے

میں پا کر جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا دعا نے کہا کہ اپ

یہاں کیا کر رہی ہیں تو رانیا بیگم نے کہا کہ اٹھو جاؤ منہ

دھو کر اؤ مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے رانیا

بیگم کی بات سن کر دعائے دل میں کہا کہ پتہ نہیں بڑھیا

کس کام سے اتنی ہے جو رات کے دو بجے بھی سونے نہیں

دے رہی دعائے ہاں میں سر ہلایا اور اٹھ کر باتھ روم میں

گئی اور منہ دھو کر واپس اتنی اور کہا کہ جی بولے کیا

بات کرنی ہے آپ کو رانیا بیگم نے اس سے کہا کہ کل تم

جس کسی سے بھی فون پر بات کر رہی تھی میں نے

تمہاری ساری باتیں سن لی تھی اس کی بات سن کر دعا کا

چہرہ زرد پڑ گیا اور اسے لگا کہ شاید اس کا اس گھر میں

یہ آخری لمحہ ہے اس کا زرد چہرہ دیکھ کر رانیا بیگم

مکروہ ہنسی ہنسی اور کہا کہ تمہارا چہرہ ابھی سے زرد

کیوں پڑ رہا ہے گھبراؤ نہیں میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں

گی بلکہ میں تو خود چاہتی ہوں کہ ابراہیم کی شادی زارا

سے نہیں ہو اس کی بات سن کر دعا نے حیرانی سے کہا کہ

لیکن آپ ایسا کیوں چاہتی ہیں اور اگر آپ کو اتنی ہی

پر اہم ہے زار اسے تو آپ خود جا کر دادا جی سے بات کیوں

نہیں کرتی اور آپ نے ان دونوں کا نکاح کیوں ہونے دیا پھر

دعا نے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کافی سوال

پوچھے جو اس کے دل میں تھے تو رانیا بیگم نے اس کی

طرف دیکھ کر کہا کہ نکاح ہونے تک تو مجھے ان دونوں

کی شادی سے کوئی بھی مسئلہ نہیں تھا لیکن پرسوں جو

ملازم گھر میں پکڑا گیا تھا تم نے اس کے منہ سے سچ

نہیں سنا تھا کیا اس نے کہا تھا کہ اس کو گھر میں داخل

کروانے والی زارا ہے اور وہ اوپر سے میرے بیٹے کو کھانے

میں زہر ملا کے دے رہی ہے اس کنگ کی مدد سے میرا بیٹا

جو اس سے پاگلو کی طرح محبت کرتا ہے وہ اس کو

اس طرح مارے گی مجھے بالکل کسی صورت بھی یہ

قبول نہیں ہے اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ تم نے جو پلان

بنایا ہے بارات والے دن کا وہ مجھے بتاؤ تاکہ میں اس میں

تمہاری مدد کروں اور زارا اور ابراہیم کی رخصتی ہونے سے

روک سکوں لیکن اپ ڈائریکٹ جا کر دادا جی سے بھی تو

بات کر سکتی ہے نا آخر کار ابراہیم اپ کے بیٹے ہیں ان پر

اپ کا حق تو ہو گا ہی نہ دعا کو ابھی بھی کہیں کہیں

شک ہو رہا تھا رانیا بیگم پر تم سے کس نے کہا کہ ابراہیم

میرا بیٹا ہے رانیا بیگم نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو

دعا نے ہونقوں کی طرح منہ کھول کر انہیں دیکھا

ابراہیم کو بس میں نے اپنے بچوں کی طرح بچپن سے پالا

ہے لیکن یہ سچ ہے کہ وہ میری کوک سے پیدا نہیں ہوا تو

دعا نے حیرت سے کہا کہ پھر وہ کس کے بیٹے ہیں تو رانیا

بیگم نے کہا کہ ابراہیم کے والد ریان شاہ نے ایک شادی

پہلے بھی کر رکھی تھی چھپکے سے ان کی پہلی بیوی

ابراہیم کو پیدا کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھی

اس کے بعد دادا جی نے میرا رشتہ ان سے کیا تو مجھے

مجبور اہی صحیح لیکن ابراہیم کو پالنا پڑا رانیا بیگم کی

بات سن کر دعا کہیں حد تک مطمئن ہو گئی تھی اور اس

نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر جو بھی کرنا ہے میں اپ کو بتا

دوں گی صبح ویسے سب سے پہلے ہمارا ٹارگٹ یہی رہنا

چاہیے کہ ہم ابراہیم کو زارا سے جتنا بدگمان کر سکتے ہیں

اتنا ہمیں کرنا ہے دعا نے رانیا بیگم سے کہا تو رانیا بیگم

ہنسی اور کہا کہ بس اتنا سا کام مانا کہ میں ابراہیم کی

سوتیلی ماں ہوں لیکن سگی ماؤں سے زیادہ اگ بند کر کے

بھروسہ کرتا ہے وہ مجھ پہ کل صبح تم دیکھنا میں کیسے

زارا کو اس کی مہندی کا گفٹ دیتی ہوں وہ بھی ابراہیم

کی طرف سے رانیا بیگم نے پراسرار انداز میں کہا اور اس

کے کمرے سے چلی گئی دعا بھی مطمئن ہو کر سونے کے

لیے لیٹ گئے آخر جو سب اس نے کرنا تھا اس کے لیے اس

کو کسی نہ کسی کی ساتھ کی ضرورت تو تھی تو اس

میں اگر رانیا بیگم ہوتی تو اس سے زیادہ اچھا اس کے لیے

کچھ بھی نہیں تھا،

انج صبح سے ہی شاہ حویلی میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی

آخر بھگدڑ کیوں نہ مچی رہتی انج ان کے دوپوتوں کا

مہندی کا فنکشن جو تھاساری تیاریاں تقریباً مکمل ہو

چکی تھی مہندی کا فنکشن سٹارٹ ہونے میں بس کچھ

ہی ٹائم باقی تھا زارا اور فاطمہ بھی ایک کمرے میں

گھسی بیٹھی پارلروالی سے میک اپ کروارہی تھی وہ

دونوں بھی تقریباً تیار تھی بس بالروالی دوپٹہ سیٹ کر

رہی تھی فاطمہ کا دوپٹہ سیٹ کرنے کے بعد وہ زارا کی

طرف انی پور والی کو وہ بالکل گڑیا جیسی لگ رہی تھی

جیسے اگر اس کو کسی نے سخت ہاتھ بھی لگایا تو وہ

ٹوٹ جائے گی فاطمہ نے بھی اسے دیکھ کر کئی بار

ماشاء اللہ کہا تھا آخر گرین کلر کے لہنگے میں ہلکا پھلکا

سامیک اپ کیے وہ بھی انتہا پیاری لگ رہی تھی فاطمہ

نے بھی سیم زار کی طرح گرین کلر کالہنگہ پینا ہوا تھا

اور وہ بھی اپنے جاذب لک کے ساتھ کسی حور سے کم

نہیں لگ رہی تھی پولروالی نے دونوں کا دوپٹہ سیٹ کر

کے ان دونوں کو بٹھایا کہ اتنے میں ہی دروازے سے لیلہ

اور عائشہ اندر داخل ہوئی اور ان دونوں کو تیار دیکھ کر

بے اختیار دونوں نے ماشاء اللہ کہا اور کہا کہ تم دونوں

بہت ہی پیاری لگ رہی ہو لیکن مجھ سے کم لیلہ کی بات

سن کر زارا ہنسی اور کہا کہ لیلہ اب بھی اج تو میری

مہندی ہے تو اج تو مجھے اپ سے زیادہ پیارا لگنا چاہیے نا

تو لیلانے کہا کہ نہیں میری جان دن چاہے کسی کا بھی ہو

لیکن پیارا تو ہمیشہ لیلہ نہیں لگنا ہوتا ہے لیلہ نے ایک ادا

سے کہا اور اپنے بال پیچھے کی طرف جھٹکے گرین اور

یو کلر کا شارٹ فرائک پہنے لیلہ بھی اپنی شرارتی آنکھوں

کے ساتھ کسی کا بھی دل گھائل کرنے کی صلاحیت

رکھتی تھی عائشہ نے ان سب سے الگ بلیک کلر کا لانگ

فرائک پہنا ہوا تھا بالوں کو ایسا ہی کھلا چھوڑے وہ بھی

ڈول کی طرح معلوم ہو رہی تھی لیلہ اور زارا کی باتوں پر

عائشہ نے ہنس کر کہا کہ چلو اب تم دونوں بس بھی کرو

نیچے دیر ہو رہی ہے چلو سب تو لیلہ نے کہا کہ ارے

بورنگ لڑکی ایسے ہی کیسے چلے جائیں پہلے دالہنوں کے

ساتھ مجھے فوٹو شوٹ تو کر لینے دو اپنا لیلہ نے اپنا فون

نکالا اور تصویریں لینا سٹارٹ ہو چکی تھی جوان تینوں

کے مطابق کبھی نہ ختم ہونے والی تھی،

یار ابراہیم تو کب ارہا ہے تیری وجہ سے دادا مجھے دوبار

ڈانٹ چکے ہیں زین نے غصیلے لہجے میں ابراہیم کو فون

کر کے کہا تو اگے سے ابراہیم نے جواب دیا کہ مسٹر زین

کیا آپ بھول گئے ہیں کہ آپ اس وقت کس سے بات کر رہے

ہیں تو زین اپنی ٹون میں واپس آیا اور کہا کہ یا رافس

میں بوس ہو گا تو اپنا لیکن اس وقت میں گھر میں رہ کر

تم سے بات کر رہا ہوں اسی لیے تم میرے بھائی کے علاوہ

کچھ بھی نہیں لگتے زین نے بے پرواہی سے جواب دیا تو

اگے سے ابراہیم نے کہا کہ یہ بھائے والا جنون تو میں

تمہارے گھرا کر نکال لو نگاریہ سب چھوڑ جلدی سے

اجاد ادا جی نے تیری وجہ سے مجھے دو بار ڈانٹ دیا ہے

اج اگر تو بھول گیا ہے تو تیری بھی مہندی ہے اور تیری

دلہن بھی تیرا انتظار کر رہی ہے زین نے جان بوجھ کر زارا

کی یاد دلائی اس کو تاکہ وہ جلدی سے اجائے اسی طرح

دوسری طرف ابراہیم کا دل بھی مچل اٹھا زارا کے نام پر

اور اس نے کہا کہ بس تھوڑا کام رہ گیا ہے میں وہ وائسٹ

اپ کر کے اتنا ہوں ٹھیک ہے یار جلدی اجازت نے اس سے

کہا اور کال کٹ کر دی اور پھر 15 منٹ کے بعد ابراہیم

اپنے کمرے میں کھڑا تیار ہو رہا تھا وائٹ کلر کی شلوار

قمیض پہنے اوپر بلڈ واسکٹ ابراہیم کے شخصیت کو

مزید ابھار رہی تھی اتنے میں ہی زین اس کے کمرے میں

داخل ہوا اور کہا کہ یار جلدی کر دیر ہو رہی ہے زین نے

بھی ابراہیم کی طرح سیم کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس

کہ مغرور نین نقش پر بھی وائٹ کلر بہت جج رہا تھا

ابراہیم نے اس کی بات سن کر کہا کہ ہاں چلو دونوں ساتھ

ہی کمرے سے باہر آئے دوسری طرف سے عائشہ بھی زارا

اور فاطمہ کو کمرے سے باہر لے آئی دونوں کے ایک ساتھ

کمرے سے نکلنے پر ابراہیم کی نظر زارا پر پڑی تو اس کو

لگا کہ وہ سانس نہیں لے پائے گا خوبصورت تو وہ ابراہیم

کو ہمیشہ سے ہی لگتی تھی لیکن اس کے چہرے کی

معصومیت پر تو ابراہیم فدا ہی ہو جاتا تھا ہر بار پہلی بار

کی طرح دوسری طرف ذین کا بھی وہی حال تھا وہ سستے

کی حالت میں کھڑا فاطمہ کی طرف دیکھ رہا تھا وہ

دونوں نہ جانے کتنی ہی دیر زار اور فاطمہ کو دیکھتے

رہے جب پیچھے سے اکر حسن نے ان دونوں کو ہلایا اور

کہا کہ یارا گے بھی چلو تو ان دونوں کو ہوش آیا اور وہ

اگے چلے گئے اور ان کے پیچھے ہی عائشہ زارا کو اور لیلہ

فاطمہ کو ہاتھ سے پکڑے سیڑیوں سے اتارنے لگی رانیا

بیگم نے زارا کو دیکھ کر ان کا موڈ بری طرح خراب ہوا

اور انہوں نے پیچھے سے دعا کو اشارہ کیا جیسے کہہ رہی

ہو کہ اب اپنے پلان پر عمل کرتے ہیں دعا نے بھی ہاں میں

سر ہلایا رانیا بیگم نے جلدی سے سیڑھیوں کی طرف چڑھ

کر کہا کہ ارے میری دونوں پیاری بیٹیاں کسی کی نظر نہ

لگے ان کو باتوں میں مشغول دیکھ کر دعا جلدی سے زارا

کے پیچھے آئی اور اس کے لہنگے پر پیچھے سے اپنا پاؤں

رکھا زارا کو خبر نہ ہوئی اس نے جیسے ہی سیڑھیوں سے

اپنا پاؤں نیچے رکھا پیچھے سے دعا کا لہنگے پر پاؤں

رکھے رہنے کی وجہ سے زارا کو ایک دھکا لگا جس کے

وجہ سے وہ گرنے لگی تو اس نے رانیا بیگم کو کندھوں

سے تھاما اور رانیا بیگم نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو

پیچھے سیڑھیوں سے گرا دیا اتنے میں ہی دعا نے چیخ کر

کہا کہ ابراہیم ابراہیم جیسے ہی پلٹا تو اسے ایسے ہی لگا

کے زارا نے رانیا بیگم کو سیڑھیوں سے دھکے دیا ہے کیونکہ

زارا کے ہاتھ رانیا بیگم کے کندھے پر تھے سب جلدی سے

ان کی طرف بھاگے پانچ چھ سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ

سے ان کو چھوٹ تو نہیں آئی تھی لیکن جان بوجھ کر

اپنی پاؤں پہ ہاتھ رکھ کے چہنچہ جا رہی تھی ابراہیم نے

جلدی سے کہا کہ ماما اب ٹھیک ہے اے چلیں میں آپ کو

ہاسپٹل لے کے چلتا ہوں آپ کو زیادہ چھوٹ تو نہیں لگی نا

حسن بھی ان کی دوسری طرف آکر بیٹھا اپنی ماں کو فکر

سے دیکھ رہا تھا تو رانیا بیگم نے کہا کہ نہیں نہیں بیٹا

میری وجہ سے تم اپنی مہندی کا فنکشن خراب نہیں کرو

میں بالکل ٹھیک ہوں بس پاؤں میں تھوڑا درد ہے ان کی

بات سن کر ابراہیم نے بے چینی سے کہا کہ ماماے میں

اپ کو ہاسپٹل لے کے چلتا ہوں ناڈاکٹر سے ایک بار چیک

اپ ہو جائے گا اپ کا تو ٹھیک رہے گا تو رانیا بیگم جھوٹا

نے پیار دکھاتے ہوئے کہا کہ بیٹا میں بالکل ٹھیک ہوں بس

مجھے میرے کمرے تک چھوڑ دو اور کسی ملازما سے

کہہ دینا کہ وہ میرے پاؤں پہ مالش کر دے تو میں بالکل

ٹھیک ہو جاؤں گی ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا اور انہیں

اٹھا کر روم میں لے جانے لگا تھا کہ اتنے میں حسن نے کہا

کہ بھائی اپ جائیں باہر اپ کا سب ویٹ کر رہے ہیں ماما

کو میں لے چلتا ہوں روم میں اس کی بات سن کر ابراہیم

نے کہا کہ ٹھیک ہے تم جاؤ ابراہیم نے زارا کو دیکھنے کے

لیے ادھر سے ادھر نظری درائی تو وہ پیچھے سیڑھیوں پر

خوف سے تھر تھری کانپ رہی تھی اس سے اتنا بھی نہیں

ہو رہا تھا کہ وہ نیچے رانیا بیگم کے پاس جاسکے اس کا

کانپنا محسوس کر کے ابراہیم جلدی سے اس کے پاس گیا

اور اسے پاس کر کے اپنے گلے لگایا اور کہا کہ اپ ٹھیک ہے

ناپ کو کچھ ہوا تو نہیں تو زارا نے انسو بھری آنکھوں

سے اسے کہا کہ و۔ و۔ وہ وہ تائی اماں اس کے انسو بھری

انکھیں اور اس کی ادھوری بات کو ابراہیم سمجھ گیا اور

کہا کہ ماما بالکل ٹھیک ہیں انہیں کچھ بھی نہیں ہوا چپ

کرو چلو تمہاری آنکھ سے یہ انسو نہیں نکلنے چاہیے

ابراہیم نہیں سختی سے کہا تو زارا نے جلدی سے اپنی

انکھیں صاف کی زارا کی اتنی جلدی بات مان لینے پر

ابراہیم نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا کہ جاؤں

میری جان باہر جاؤ سب مہمان انتظار کر رہے ہیں آپ کا

میں بھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں ابراہیم کی بات سن کر

زارا نے ہاں میں سر ہلایا اور عائشہ کے ساتھ باہر سٹیج

کی طرف چلی گئی پیچھے دعا کھڑی ان دونوں کو آگ

اگلتی نظروں سے دیکھ رہی تھی،،

دعا غصے سے رانیا بیگم کی کمرے میں داخل ہوئی اور

کہا کہ آپ کا بیٹا تو پکارا کے عشق میں مر شد ہی لگتا

ہے اس نے تو زارا سے سختی سے بات تک نہیں کی ڈانٹنا

تو بہت دور کی بات ہے،،



دعا غصے سے رانیا بیگم کی کمرے میں داخل ہوئی اور

کہا کہ اپ کا بیٹا تو پکا زارا کے عشق میں مر شد ہی لگتا

ہے اس نے تو زارا سے سختی سے بات تک نہیں کی ڈانٹنا

تو بہت دور کی بات ہے تو رانیا بیگم نے اسے حیرت سے

دیکھا اور کہا کہ سچ بول رہی ہو تم کیا براہیم نے غصہ

ذرا سا بھی نہیں ڈانٹا تو زارا نے کہا کہ ڈانٹنا تو کیا الٹا

اسے گلے لگایا اور نیچے سٹیج کی طرف بیچ دیا مجھے تو

سمجھ نہیں اتا کہ آخر یہ ابراہیم شاہ بنا کس مٹی سے ہے

اس کے سامنے جو بھی کر لو اسے زارا صحیح لگتی ہے

باقی سب غلط لگتے ہیں اب تو مجھے میرا بارات کے دن

والا پلان بھی فلاپ ہوتا ہوا نظر آرہا ہے ہمیں کچھ بڑا کرنا

ہو گا اسے صرف کپڑے پھاڑ لینے سے اور کمرے کے اندر

چیخ لینے سے کچھ نہیں ہو گا دعا نے رانیا بیگم کی طرف

دیکھ کر کہا تو رانیا بیگم نے ہاں میں سر ہلایا تو اب ہم

کیا کریں گے رانیا بیگم نے دعا سے کہا گلے ہی پل دعا

کچھ سوچ کر مسکرائی اور کہا کہ ویسے مجھے اپ کی

ایکٹنگ پر یقین ہے جس طریقے سے اج اپ نے ایکٹنگ کی

ہے اگے بھی اپ بہت اچھا سا میلو ڈرامہ کریٹ کر سکتی

ہیں بس کسی کو اپ کی ایکٹنگ فیک نہ لگے کیا تمہارا

ابراہیم کے پیار میں سچ میں دماغ خراب ہو گیا ہے یہاں

ڈرامہ یا میلوا کیٹنگ کہاں سے آگئی رانیا بیگم نے اسے

دیکھ کر کہا جو نہ جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی دعا

رانیا بیگم کو دیکھ کر مسکرائی اور ان کے پاس جا کر بیٹھ

پر بیٹھی اور انہیں اپنے بارات کے دن کے پلان کے بارے

میں آگاہ کرنے لگی جیسے جیسے دعا پلان کے بارے میں

رانیا بیگم کو بتا رہی تھی رانیا بیگم کی آنکھوں کی چمک

ساتھ ہی ساتھ بڑھتی جا رہی تھی سب کچھ سن لینے کے

بعد رانیا بیگم نے دعا کی طرف دیکھ کر کہا کہ ارے واہ

تم تو بہت سمجھدار ہو گی ہو اس پلان پر عمل کر کے

یقیناً براہیم زار اسے بالکل بھی رخصتی نہیں کرے گا اور

باقی کام تم مجھ پر چھوڑ دو تم اپنے حصے کا کام اچھے

سے کر لینا جی جی بالکل یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے

بس یہاں پر اپ کی ایکٹنگ جو ہے وہ ٹاپ کی ہونی چاہیے

ذرا سا بھی کسی کو شک نہیں پڑنا چاہیے اپ پر ہاں ہاں

ٹھیک ہے اب جاؤ مجھے آرام کرنے دو ویسے ہی صبح سے

کام کر کر کے تھک گئی ہوں میں رانیا بیگم کی بات سن کر

دعا نے ہاں میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر چلی گئی،

باہر سیٹج کو بہت اچھی طریقے سے پھولوں سے سجایا

گیا تھا اور بیچ میں ہی دو صوفے رکھے گئے تھے جہاں پر

ابھی ایک پرزار اور ایک پر فاطمہ بیٹھی ہوئی تھی نکاح

ہونے کی وجہ سے مہندی کا فنکشن کمبائن رکھا گیا تھا

اسی لیے وہ سب ابھی ابراہیم اور زین کا انتظار کر رہے

تھے جنہوں نے کہا تھا کہ وہ بس تھوڑی ہی دیر میں آنے

والے ہیں دادی سب مہمانوں میں گھری بیٹھی اپنی

دونوں پوتیوں کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی

اور وہیں لیلہ کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھی جو ایک

جگہ بھی ٹک کر نہیں بیٹھ رہی تھی کبھی زارا کے پاس

جا کر تصویریں بناتی تو کبھی فاطمہ کے پاس جا کر

تصویریں بناتی وہ سب تو ٹھیک تھا لیکن جب اس نے

ڈھول کی والی عورتوں کے پاس جا کر ان کے بیچ ناچنا

شروع کیا تو دادی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور اس نے

عائشہ کو بلا کر سختی سے تاکید کی کہ لیلہ سے کہو کہ

ایک جگہ تک کر بیٹھے اسے ناچنے کی بالکل بھی ضرورت

نہیں ہے یہاں غیر مرد ہیں اور اسے یوں ناچنا اچھا نہیں

لگتا اس دادی کی بات سن کر عائشہ نے ہاں میں سر ہلایا

اور جلدی سے لیلہ کے پاس گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا

کہ اؤ مجھے تم سے ایک کام ہے لیلی ارے ارے کرتے رہ

گئی اور عائشہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر سائیڈ پر لائی اور کہا

کہ یہ کیا بد تمیزی ہے کیا تمہیں یہاں پر غیر مرد نظر

نہیں ارہے جو تم سب کے بیچ یونا چنا شروع ہو گئی کبھی

تو ٹھک کر بیٹھ جایا کرو لیلہ نے اس کی بات سن کر کہا

کہ یار عائشہ کیا ہو گیا ہے کبھی کبھی ہی تو شادی کا

فنکشن اتا ہے ہر روز تو ہمارے گھر میں ایسے فنکشنز۔

نہیں ہوتے رہتے ہیں لیلہ کا بات سن کر تو عائشہ کا دماغ

ہی گھوم گیا اور اس نے کہا کہ شادی چاہے ایک دن بعد ہو

یا ایک سال بعد کسی بھی گھر میں ہو لیکن انہیں اللہ کی

محدود کردہ حدود کو کراس کرنا سراسر بیوقوفی ہے وہ

اللہ جنہوں نے ہمیں غیر مردوں سے پردہ کرنے کے لیے کہا

ہے ان کے بیچ میں تم کیسے ناچ سکتی ہو خود کا نہیں تو

کم از کم خود کے بھاپ اور بھائیوں کا ہی خیال کر لو

عائشہ کی باتیں سن کر لیلیٰ شرمندہ ہوئی اور کہا کہ

سوری عائشہ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا اریلی

سوری میں بالکل بھی دوبارہ ایسے کسی بھی فنکشن میں

نہیں ناچوں گی لے لیں کی بات سننے کے بعد عائشہ نے

پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میں تمہاری

بڑی بہن ہوں جہاں تک مجھے سمجھنا چاہیے تھا میں نے

تمہیں سمجھایا اگے تمہارا کام ہے اور مجھے امید ہے کہ

تم میری باتوں کو سمجھ گئی ہو گی اور اگے سے کبھی

بھی ایسا کام نہیں کروں گی لیلہ نے صرف ہاں میں سر

ہلایا تو عائشہ نے کہا کہ چلو مہندی کا فنکشن اب سٹارٹ

ہی ہونے والا ہے عائشہ نے پیار سے اس کا ہاتھ پکڑا اور

اسے سب کے بیچ لے گئی،

فاطمہ سیٹج پر بیٹھی بیٹھی بور ہو گئی تھی کہ اتنے

میں ہی لیلہ نے کہا کہ لوا براہیم بھائی اور زین بھائی ا

گئے ہیں زین کا نام سن کر اس کا دل دھڑکا سٹیج پر

پہنچ کر زین اس کے پاس بیٹھا تو فاطمہ گھبرا کر اس

سے تھوڑا دور ہوئی زین کو اس کا دور جانا کہاں برداشت

تھا دوپٹے کے اندر سے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے

اپنی جانب کھینچا اور کہا کہ میری جان اب دور نہیں

ہونا ورنہ یہاں پر مہمانوں کا لحاظ بھی نہیں کروں

گامیں اس کے بعد سن کر فاطمہ دل میں بڑبڑائی کہ بے

شرم انسان اور چپ کر کے بیٹھ گئی کیونکہ یہاں پر

کچھ بولنا اس کو ہی مہنگا پڑ سکتا تھا اسے چپ بیٹھے

دیکھ زین نے اس کے کمر پر دھیرے دھیرے اپنا ہاتھ سہلانا

شروع کیا فاطمہ تو زین کی حرکت سے کانپ کر رہ گئی

تھی اور جلدی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہٹانا

چاہا تو زین نے اس کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کی تو

فاطمہ نے اس کی طرف التجایا نظروں سے دیکھا جیسے

کہہ رہی ہو کہ پلیز نہ کریں اس کی نظروں کا پیغام

سمجھ کر زین نے کہا کہ ایک شرط پر اپنا ہاتھ ہٹاؤں گا

پاپا نے اس کی بات سن کر ہاں میں سر ہلایا جیسے کہہ

رہی ہو کہ کیا بتائیں تو زین نے کہا کہ میں رات کو

تمہارے کمرے میں اوں گا اور میری شرط یہ ہے کہ تم

ایسے ہی میرے لیے تیار ہو کر بیٹھو تاکہ میں تمہاری

خوبصورتی کو اور نزدیک سے اور اچھے طریقے سے دیکھ

سکوں زین کی بات سن کر فاطمہ کا دل ایک پل کے لیے

دھڑکا اور اسے زین کی بات اچھے سے سمجھ گئی تھی

کہ زین اس کے کمرے میں کیوں انا چاہ رہا ہے لیکن ابھی

فی الحال اس مصیبت سے اپنی جان چھڑانے کے لیے

فاطمہ نے جلد بازی میں ہاں میں سر ہلایا کیا تمہیں میرے

شرط منظور ہے زین نے فاطمہ سے پوچھا تو فاطمہ نے

ہاں میں سر ہلایا تو زین نے کہا کہ ایسے نہیں میری جان

منہ سے بولو کہ ہاں منظور ہے فاطمہ نے بے بسی سے اس

کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہ۔ ہاں م۔ منظور ہے فاطمہ کی

بات سن کر ذہن شرارتی انداز میں مسکرایا اور اس کی کمر

کو زور سے دبا کر چھوڑ دیا فاطمہ نے اس کو گھور کر

دیکھا لیکن اس کی بولتی آنکھوں میں بھی وہ زیادہ دیر

تک دیکھ نہیں پائی اور گھبرا کر اپنی نظریں نیچی کی

اس کے گھبرا کر نظریں نیچی کر لینے پر زین مسکرایا اور

اگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر اپنی محبت کی پہلی مہر

ثبت کی زین کے ایسا کر لینے سے پورے لون میں شوراٹھا

ینگسٹر زکازین تو بے شرمی سے مسکرا دیا لیکن فاطمہ

بیچاری تو شرم سے لال ہو گئی تھی اس سے پہلے کہ

ذین اس کی شرم سی گلنار چہرے کو دیکھ کر کچھ

بولتا دادی نے سٹیج کے اوپر اتے ہوئے کہا کہ مہندی کی

رسم سٹارٹ کرتے ہیں تو زین چپ ہو کر بیٹھ گیا،

لیلہ تک ہار کر ایک کرسی پر بیٹھی اپنے موبائل میں لی

ہوئی اپنی تصویروں کو دیکھ رہی تھی تو حسن جو

فرحان کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا اس نے لیلہ کو اکیلے

بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس کا دل مچل اٹھا اس حسینہ کے

پاس جا کر بات کرنے کا تو وہ ادھر سے اٹھا اور لیلہ کے

پاس اگر بیٹھ کر اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگایہ

لڑکی اس کے اکلوتے عشق کی بچپن سے وارث رہی تھی

اور اس کے پورے دل پر حق جما کر بیٹھی ہوئی تھی لیلہ

نے حسن کی نظروں کی تپش اپنی پر محسوس کر کے اس

کی طرف دیکھ کر ایک اتنی برواچکا کر پوچھا کہ کیا ہوا

حسن نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور ناں میں سر

ہلایا اور کہا کہ کچھ بھی نہیں بس آج تم بہت خوبصورت

لگ رہی ہو تو لیلانے چھڑ کر کہا کہ مجھے پتہ ہے کوئی

نئی بات بتاؤں نہیں بات تو یہ ہے میری جان کے تم دن

بدن میرے عشق میں اضافہ کرتی چلی جا رہی ہو اور یہ

بات تمہارے لیے بالکل اچھی ثابت نہیں ہونے والی شادی

کے بعد حسن کی بات سن کر لیلہ گھبرائی اور کہا کہ ک۔

ک۔ کیا م۔ مطلب ہے آ۔ آپ کا اس کی گھبرائی ہوئی آواز

سن کر حسن مسکرایا اور کہا کہ یہی مطلب ہے میری جان

کہ میں تمہارے لیے تڑپ رہا ہوں اور اسی تڑپ کا بدلہ میں

تم سے شادی کے بعد لینے کا ارادہ رکھتا ہوں حسن نے اس

کا ہاتھ جو ٹیبل پر رکھا ہوا تھا ٹیبل پر سے اٹھا کر ٹیبل کے

نیچے کر کے اس کی انگلیوں سے کھینچنے لگا ہاتھ چھوڑو

میرا ٹھکر کی انسان تو کیا تمہیں کوئی اور نہیں ملی یہاں

پر فلرٹ کرنے کے لیے جو تم مجھ پر ہی اپنا ٹھکر ک پن

جھاڑ رہے ہوں ہو لیلہ نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی بہت

کوشش کی لیکن حسن تھا جو اس کا ہاتھ چھوڑنے کا نام

ہی نہیں لے رہا تھا جیسے تم ابھی میرا دھڑک پن سمجھ

رہی ہونا اس کا میں نے شادی کے بعد تم سے بدلہ نہ لیا تو

کہنا ہاتھ چھوڑو میرا بے شرم انسان کیا شادی شادی لگا

رکھا ہے لیلہ اپنا ہاتھ کھینچ کر کھڑی ہوئی اور اس کے

بالوں کو زور سے اپنی مٹی میں پکڑ کر زور سے کھینچا

اور وہاں سے بھاگ گئے حسن اس حملے کے لیے بالکل بھی

تیار نہیں تھا اس کے منہ سے بے اختیار ایک چیخ نکلی

لیکن جب تک وہ لیلہ کی طرف دیکھتا وہ وہاں سے بھاگ

چکی تھی حسن نے غصے سے لیلہ کی طرف دیکھا جو

اسے ہی دیکھ رہی تھی تو حسن نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا

اور ایک انگلی اٹھا کر کہا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب تو

تمہاری خیر نہیں اب تم مجھ سے بچ کر دکھاؤ لیلہ نے بھی

دور سے اپنے بال پیچھے کی طرف جھٹکے اور ادائے بے

نیازی سے کہا کہ کر لو جو کرنا ہے مجھے کوئی فرق نہیں

پڑتا،

مہندی کا فنکشن ابھی ختم نہیں ہوا تھا لیکن فاطمہ اور

زارا کے تھکن کو محسوس کرتے ہوئے دادی نے ان دونوں کو

اپنے اپنے کمرے میں بھجوا دیا تھا زارا نے تو کمرے میں

جا کر ہی اپنے جو لیری وغیرہ اتاری اور جلدی سے اس

باری لہنگے سے اپنی جان چھڑائی وہ بے انتہا تھکی ہوئی

تھی اور اس کو نیند بھی بہت آرہی تھی وہ بیڈ پر

بیٹھی ہی والی تھی کہ اسے شدید پیاس کا احساس ہوا

اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کے جھک کودیکھا جو خالی تھا

بے بسی سے اس نے جگ کودیکھا اس سے اٹھا بھی نہیں

جارہا تھا اور اسے نیند بھی بہت آرہی تھی آخر میں وہ

منہ بسور کراٹھی اور جگ کو ہاتھ میں لے کر نیچے کی

طرف کچن میں پانی لینے چلی گئی کچن کے اندر جاتے ہی

اسے رانیا بیگم نظر آئی جو پانی گرم کر رہی تھی وہ

جلدی سے ان کے پاس گئی اور کہا کہ تائی ماں اپ کا

پاؤں ٹھیک ہے تو رانیا بیگم نے مصنوعی پیار دکھاتے ہوئے

کہا کہ جی بیٹا میرے پاس بالکل ٹھیک ہے بس تھوڑا سا

درد کر رہا ہے تو میں نے سوچا پانی گرم کر کے اس میں

تھوڑی دیر کے لیے جب رکھوں گی تو ٹھیک ہو جائے گا ان

کی بات سن کر زار نے ہاں میں سر ہلایا اور فریج سے

پانی کی بوتل نکال کر اپنے جگ میں پانی ڈالنے لگی جگ

بھر جانے کے بعد اس نے بوتل فریج میں رکھی اور وہ

جانے ہی والی تھی کہ اسے گرم پانی کی چھینٹیں اپنے

پاؤں پر محسوس ہوئی اہہہہہ اس سے پہلے کہ وہ

پیچھے مڑ کر دیکھتی رانیا بیگم نے ایک چیخ ماری زارا

نے گھبرا کر ان کی طرف دیکھا تو گرم پانی سارا ان کے

پاؤں پر گرا ہوا تھا اور وہ زمین پر بیٹھے اپنے پاؤں کو

پکڑی تڑپ رہی تھی رانیا بیگم کی چیخ سن کر ابراہیم جو

لان میں کسی سے فون پر بات کر رہا تھا وہ کچن کی

طرف بھاگ کر ایسا عاٹشہ بھی جو اپنے کمرے کی طرف جا

رہی تھی وہ بھی بھاگ کر کچن کی طرف ائی تائی اماں

اب ٹھیک ہے ہوش میں اگر زار انے ان کی طرف بھاگ کر

کہا چیل نہ پہنے ہونے کی وجہ سے گرم پانی زار کے

پاؤں پر بھی لگا اس کو جلن کا احساس ہوا لیکن اس نے

نظر انداز کیا اس سے پہلے کہ وہ کسی کو چیخ کر بلاتی

ابراہیم اور عائشہ کچن میں داخل ہوتے ہوئے نظر آئے

ابراہیم جلدی سے بھاگ کر اپنی ماما کے پاس آیا اور کہا کہ

کیا ہوا ماما پ ٹھیک تو ہے نا اور یہ سب کیسے ہوا

ابراہیم نے جلدی سے اپنی ماما کو گود میں اٹھایا اور

لاونج میں آکر صوفے پر بٹھا کر کہا زارا اور عائشہ بھی

اس کے پیچھے ائی رانیا بیگم رو رہی تھی تو ابراہیم نے

بے چین ہو کر کہا کہ بتائیں ماما یہ سب کیسے ہوا اور آپ

کچن میں کیا کر رہی تھی تو رانیا بیگم نے روتے ہوئے کہا

کہ بیٹا میں اپنے پاؤں کا درد کم کرنے کے لیے پانی گرم کر

رہی تھی لیکن۔۔ رانیا بیگم نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر

زارا کی طرف دیکھا جو انہیں ہی دیکھ رہی تھی لیکن

لیکن کیا ماما گے بات کہے ان کی بات ادھوری چھوڑ دینے

پر ابراہیم نے کہا تو زارا میرے پاس آئی اور کہا کہ اس

ٹائم میں نے آپ کو سیڑھیوں سے دھکا نہیں دیا تھا آپ

جان بوجھ کر گری تھی تاکہ آپ مجھے ابراہیم کی نظروں

میں غلط ثابت کر سکیں اور غصے میں آکر سارا گرم

پانی میرے پاؤں پر انڈیل دیا رانیا بیگم کی بات سن کر

زارا نے شوق انداز میں ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تائی

ماں یہ سب میں نے کب کیا اب جھوٹ کیوں بول رہے ہیں

میں تو بچن میں صرف پانی۔۔ ابھی اس نے اپنی بات

مکمل بھی نہیں کی تھی کہ ابراہیم نے اس سے کہا کہ

جاؤ اپنے کمرے میں ابراہیم اتنی زور سے دھاڑا کہ زارا تو

کیا اس کے پاس کھڑی عائشہ کا دل بھی دہل اٹھا زارا نے

بے یقینی اور آنسو بھری آنکھوں سے ابراہیم کی طرف

دیکھا جو اسے اپنی صفائی میں بولنے کا ایک موقع تک

نہیں دے رہا تھا۔ لیکن اپ میری بات زار نے اپنی

صفائی میں کچھ بولنا چاہا کہ ابراہیم نے عائشہ کی طرف

دیکھا اور اسے غصے بھری آنکھوں سے کہا کہ اس سے

کمرے میں لے کر جاؤں اس کے بولنے سے پہلے ہی زارا

روتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی ابراہیم نے

غصے سے اپنی آنکھیں بند کی اور رانیا بیگم کو اٹھا کر

ہاسپٹل کی طرف لے گیا،،

فاطمہ اپنے کمرے میں تیار بیٹھی کب سے زین کا انتظار

کر رہی تھی جو انے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا دو سے تین

گھنٹے بیٹھنے کی وجہ سے فاطمہ کو شدید تھکن کا

احساس ہو رہا تھا اس نے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائی

اور اس کے ٹیک لگانے کی ہی دیر تھی کہ وہ نیند کی

واد یوں میں اترتی چلی گئی دیر رات میں زین فاطمہ کی

کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی چھوٹی سی

نازک سی بیوی اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی ہے اسے

اس وقت فاطمہ پر بھی انتہا پیارا یا جس نے نہ اپنے

کپڑے چینج کیے تھے اور نہ ہی اپنی جیولری اتاری تھی

زین اہستہ سے اس کے پاس بیٹھا اور اسے پاؤں سے

کھینچ کر آرام سے بیڈ پر لٹایا اور اہستہ اہستہ کر کے اس

کی جیولری اتاری جیولری اتار لینے کے بعد اس نے فاطمہ

کے بالوں سے پنس نکالی تو فاطمہ کے بال کھول کر اس

کے چہرے پر اگتے اس کے بال چہرے سے ہٹانے کے لیے

زین نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے بال دھیرے دھیرے سے

ہٹانے لگا تھا لیکن فاطمہ کو اپنے چہرے پر کچھ رینگتا ہوا

محسوس ہوا تو وہ یک دم ہی نیند سے جاگی اور اپنے

پاس زین کو بیٹھا ہوا دیکھ کر پر سکون ہوئی زین اپنے

تو مجھے ڈرا ہی دیا فاطمہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھے کہا

تو زین نے اسے اپنے قریب کر کر باہوں میں لیا اور کہا کہ

میری چھوٹی سی بیوی کیوں ڈر گئی پہلے اپ چھوڑی تو

صحیح پھر ہی بتا پاؤں گی میں زین کی گرم گرم

سانسیں اپنی پیشانی پر محسوس کر کے فاطمہ نے کہا

زین نے کہا کہ نہیں ایسے ہی میرے پاس رہ کر جواب دو

و۔ وہ فاطمہ کچھ بولنے ہی جا رہی تھی کہ زین نے اس کا

چہرہ تھوڑی سی تام کر اوپر اٹھایا اور اس کے گال پر

نرمی سے اپنے ہونٹ رکھے اور اسے کہا کہ چپ کیوں ہو

گئی کہو نا ک۔ ک۔ کیسے کہوں اپ پیچھے تو ہوں نہیں

میری جان میں پیچھے نہیں ہو سکتا اب ایسے ہی بات

کریں مجھ سے زین نے اس کے دوسرے گال پر بھی اپنا

ہونٹ رکھتے ہوئے کہا فاطمہ کا دیوانہ دل دھڑک دھڑک کر

پاگل ہو رہا تھا زین کی قربت میں اسے سانس لینا محال

ہو رہا تھا اس کے گال شرم سے بالکل ہو گئے تھے اس سے

پہلے کہ زین دوبارہ اس کے چہرے پر جھکتا فاطمہ نے

روہانسی آواز میں کہا کہ سا۔ سا۔ سانس ن۔ ن۔ نہیں ارہی

اس کی بات سن کر ذین مسکرایا اور کہا کہ میری جان

ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے ابھی سے تمہارا یہ

حال ہے تو بعد میں تو میری شدت کیسے برداشت کروں

گی زین نے مسکرا کر کہا اور اس کے ہونٹوں کو اپنے

انگوٹھے سے سہلانے لگا اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں

میں تھا مے وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا اور اس پر اپنی

شدتیں لوٹاتا چلا گیا فاطمہ نے خود کو اس کے مضبوط

گرفت سے بہت ہٹانے کی کوشش کی لیکن جب بھی وہ

ذین کو خود سے ہٹانے کی کوشش کرتی زین اس کے

ہونٹوں پر اپنی گرفت اور سخت کرلیتا فاطمہ کو بالکل

بھی سانس نہیں آرہی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے

لگے اپنے چہرے پر گیلا پن محسوس کر کے زین ہوش

میں آیا اور نرمی سے اس سے جدا ہوا زین نے فاطمہ کے

چہرے کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ پورا سرخ ہو گیا تھا

اور اسے سانس نہیں لیا جا رہا تھا فاطمہ بے حال سی اس

کے کندھے سے لگی زور زور سے اپنی سانسوں کو درست

کرنے کی کوشش کرنے میں لگے ہوئے تھی زین نے اہستہ

اہستہ اس کی پیٹھ سہلائی جب فاطمہ کی سانسے

درست ہوئی تو اس نے بے اختیار اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر

زین کے عین دل والی جگہ پر مارا زین اس حملے کے لیے

بالکل بھی تیار نہیں تھا، ہسہہ ظالم لڑکی مار ڈالازین

نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اپ کو درد ہو فاطمہ

اس کے قریب ہوئی اور مصنوعی فکر دکھاتے ہوئے کہا تو

زین نے ہاں میں سر ہلایا تو فاطمہ نے کہا کہ بہت اچھا ہوا

تو زین نے اس کی طرف گھور کر دیکھا اور اس کی گال

پر زور سے بانٹ کیا کہ فاطمہ تڑپ کر رہ گئی تھی زین

جب اس سے پیچھے ہوا تو فاطمہ نے انسو بھری آنکھوں

سے کہا کہ بہت ظالم ہیں آپ زین نے ہنس کر کہا کہ

ظالم میں نہیں بیوی آپ نازک بہت ہیں تو فاطمہ نے اس

کی طرف گھورا اور کہا کہ چھوڑیں مجھے مجھے یہ لہنگا

چینج کرنے دیں بہت الجھن ہو رہی ہے اور بھاری بھی

بہت ہے یہ تم کہو تو میں چینج کروادوں زین نے شرارت

سے کہا کوئی ضرورت نہیں ہے اگر آپ نے میری مدد کرنی

ہے تو پلیز کمرے سے چلے جائیں تاکہ میں ایزی چیلنج کر

کے سو سکون میں بہت تھک گئی ہوں ارے میری جان تک

گئی ہو تو چیلنج کر کے میرے پاس اجاؤ میری باہوں میں

ہی سو جانا قسم سے بہت سکون ملے گا تمہیں تم جاتے

ہو کمرے سے یا نہیں تم میں نہ شرم کی بہت کمی ہے

فاطمہ نے اسے خود سے دور کرتے ہوئے کہا ائی نو بے بی

مجھ میں شرم کی کمی ہے لیکن بالکل تمہیں شادی کے بعد

رو مینس کی کمی کبھی بھی محسوس ہونے نہیں دوں گا

میں زین نے دوبارہ سے اسے اپنی باہوں میں بھرا تم ابھی

اس وقت جاتے ہو یا نہیں شرم کی وجہ سے فاطمہ کے گال

دوبارہ گلابی ہو گئے تھے میں بالکل بھی نہیں جاؤں گا

یہاں سے بلکہ آج کی رات میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گا

اس کمرے میں فاطمہ نے بے بسی سے کہا کہ پھر مجھے

چلیج تو کرنے دے مجھے الجھن ہو رہی ہے اس کی بات

سن کر زین نے کہا کہ مطلب تم مجھے اجازت دے رہی ہو

رات اس کمرے میں گزارنے کی فاطمہ تو زچ ہو کر رہ گئی

تھی وہ اس کے باتوں میں سے اپنی مطلب کی باتیں نکال

کر اسے مزید تنگ کرنے میں لگا ہوا تھا فاطمہ نے کچھ

کہنے کے بجائے اپنی انسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر زین

کی طرف دیکھا دوسری طرف زین نے اس کی آنکھوں

میں نمی دیکھی تو اس کا دل بے چین ہوا اور کہا کہ میری

جان رو تو نہیں پلیز میں تو بس ایسے ہی مذاق کر رہا تھا

سچی میں میں چلا جاؤں گا جاؤ تم چینیج کر لو زین کی

جلد بازی میں کہنے پر فاطمہ کو ہنسی تو بہت اتنی لیکن

اس وقت اگر وہ ہستی تو وہ خود ہی پستی ایسا اس کا

سوچنا تھا زین نے اسے اپنی باہوں سے جدا کیا تو فاطمہ

جلدی سے واش روم کی طرف چلی گئی اور زین اپنے

کمرے میں چلا گیا،

اج بارات کا دن تھا گھر میں گہما گہمی کا ماحول بنا ہوا

تھا ہر طرف کوئی کسی کام میں بڑی نظر ا رہا تھا تو کوئی

کسی کام میں مصروف تھا کسی کو بھی بیٹھنے کی

مہلت تک نہیں مل رہی تھی ایسے میں ایک عائشہ ہی

تھی جو اپنی کمرے میں بند بیٹھی ہوئی تھی نہ جانے وہ

کس بات کا سوگ منارہی تھی لیکن بے انتہا تیار ہوتے ہوئے

اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس کا دل نہ جانے

اج کیوں بو جھل بو جھل سا ہو رہا تھا اسے بات بات پر رونا

ارہا تھا اس نے دل میں سوچا کہ اپنی محبت کو کھونا اتنا

اسان تو نہیں ہوتا اور پھر سب سے بڑی بات جب وہ اپ

کی آنکھوں کے سامنے ہی ایک ہی گھر میں رہتا ہوا اور دن

میں 10 مرتبہ اپ کا اس سے سامنا ہوا اور اپ کا دل اسے

اپ کو دیکھنے سے بھی روکے تو یہ سب اتنا کہاں اسان

ہوتا ہے کئی دنوں سے ڈیول بھی اس سے ملنے نہیں ارہا

تھا جو بات عائشہ کو سکون سے رہنے پر مجبور کر رہی

تھی لیکن دوسری طرف اگر وہ فرحان کی طرف متوجہ

ہوتی تو اس کے دل میں درد اٹھتا کہ وہ وجاہت سے

بھرپور مرد پر اس کا کوئی بھی حق نہیں ہے اور وہ کسی

اور کے حصے میں لکھا جانے والا شخص تھا وہ اپنی

انکھوں میں کا جل لگانے کی کوشش کرتی جو اس کے

انسوں کے ساتھ بہہ جا رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا

پورا چہرہ خراب ہو گیا تھا وہ باتھ روم گئی اور اپنا چہرہ

دھو کر واپس آئی اپنا دوپٹہ اتار کر ایک سائیڈ پر رکھا

اور اپنے بال کھول کر انہیں سلجانے لگی اسے اپنی پشت

پر نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو اس نے پیچھے مڑ کر

دیکھا جہاں ڈیول پاؤں پر پاؤں رکھ کے صوفے پر بیٹھا

اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے دیکھنے پر ڈیول اٹھا اور

اس کے پاس آیا اور اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا

عائشہ اس کے اس انداز سے ڈری اور اس کا دل دھڑک اٹھا

یہ ا۔ آپ ک۔ کیا ک۔ کر رہے ہیں پلیز پیچھے ہوں عائشہ نے

کہا تو ڈیول نے کہا کہ بے بی مجھے سکون لینے دو بہت

دنوں سے بے سکون ہوں میں اس کی آواز میں درد کو

محسوس کر کے نہ جانے کیوں عائشہ بھی چپ ہو گئی

ڈیول نے اسے اپنے قریب کر کے زور سے گلے لگایا اور اس

کے بالوں کو گردن سے ہٹایا اس کی گردن کی طرف دیکھا

جہاں پہلے کے نشان ابھی تک موجود تھے ڈیول دھیرے

دھیرے اس نشانوں پر اپنا انگوٹھا پھیرنے لگا اور جھک

کر نرمی سے اسی جگہ پر اپنی لب رکھے جہاں پر زخموں

کے نشان بنے ہوئے تھے عائشہ اج اس کے لمس میں نرمی

محسوس کر کے حیران تھی ورنہ پہلے ڈیول اس کے جتنی

بار بھی اس کے قریب آیا تھا اس کے لمس میں یا تو

زبردستی ہوتی تھی یا پھر جنونیت ڈیول نے اس کا ہاتھ

پکڑ کر صوفے پر اپنے پاس بٹھایا عائشہ کی روئی روئی

سی انکھیں دیکھ کر ڈیول کے دل میں درد اٹھا اور اس نے

دھیرے سے اس کی پلکوں کو چھوا اور کہا کہ کیوں روئی

تھی اپ عائشہ نے اس سے نظریں چرائی اور کہا کہ میں

نہیں روئی تو ڈیول نے کہا کہ اپ کی انکھیں پھر لال

کیوں ہو رہی ہے ڈیول کے اتنے نرمی سے پوچھنے پر عائشہ

کی انکھوں میں دوبارہ انسو جمع ہونے لگے ڈیول نے اس

کا چہرہ تھوڑی سی تھام کر اوپر اٹھایا اور اس کی آنکھوں

میں دیکھ کر کہا کہ میری جان کیوں اپنی ان خوبصورت

آنکھوں پر ظلم کر رہی ہو کسی نے کچھ کہا ہے کیا کیوں

رورہی ہو وجہ تو بتاؤ عائشہ نے دل میں سوچا کہ اگر

میں نے اس سامنے سر پھرے انسان کو وجہ بتائی کہ وہ

اپنی محبت کو کھودینے پر رورہی ہے تو وہ اسے قتل

کرنے سے بھی گریزنہ کرتا کہ۔ کچھ نہ۔ نہیں۔ وہ باہر

بارات ہے انج میری بہنوں کی مجھے دیر ہو رہی ہے کیا میں

جاؤں ڈیول نے صاف اس کا بات کو بدلنا محسوس کیا

تھا شاید وہ بھی کہیں نہ کہیں اس کے رونے کی وجہ

جانتا تھا نہیں تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھی رہو پھر میں

نے جانا ہے نہ جانے پھر کب اوں اس کی بات سن کر عائشہ

نے اس کی طرف دیکھا اور ہمت کر کے پوچھا کہ اپ

مجھے اپنا چہرہ کیوں نہیں دکھاتے ڈول اس کی بات پر

ہنسا اور کہا کہ اگر آپ نے میرا چہرہ دیکھا تو یقین کریں

دوبارہ اس چہرے کو دیکھنے کا آپ کا دل نہیں کرے گا

کیوں عائشہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا کچھ نہیں صحیح

وقت آنے پر اپنا چہرہ بھی دکھا دوں گا تمہیں تمہیں اتنی

جلدی کیوں ہے میرا چہرہ دیکھنے کی نہیں میں نے تو بس

ایسے ہی پوچھا عائشہ نے کہا اور ادھر ادھر کمرے میں

نظر دوڑانے لگی اور ڈیول اس کے چہرے کی طرف ہی

دیکھ رہا تھا جو اس سے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے میں

لگی ہوئی تھی ڈیول کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر

کب سے عائشہ محسوس کر رہی تھی آخر میں اس نے تنگ

اکر کہا کہ اپ کا دل نہیں بھر رہا مجھے دیکھنے سے میں

نے نیچے جانا ہے دیر ہو رہی ہے عائشہ کی بات سن کر

ڈیول نے اسے اپنے قریب کھینچا اور اس کی گال پر نرمی

سے اپنے لب رکھے اور کہا کہ کیا کروں میری جان تمہارے

معاملے میں میں بے بس ہوتا جا رہا ہوں جتنا بھی تمہیں

دیکھوں دل بھرتا ہی نہیں ہے ہر بار دل یہی کہتا ہے کہ

ایک بار اور صحیح ڈیول کی بات سن کر عائشہ کی گال

نہ جانے کیوں گلابی ہوئے اس کے گلابی پھولے ہوئے گالوں

کو دیکھ کر ڈیول سے رہا نہیں گیا اور وہاں پر اپنا بھیگا

لمس چھوڑتا گیا دو ہی منٹ میں اس نے عائشہ کا حلیہ

بگاڑ کر رکھ دیا تھا اور عائشہ کا تو ایسے حال تھا جیسے

ابھی دل باہر اجائے گا تھوڑی دیر بعد ڈیول اس سے دور

ہوا اور کہا کہ میری نظریں ہر وقت تم پر ہی ٹکی ہوئی

ہے میں تمہیں باہر فنکشن میں کسی بھی لڑکے سے بات

کرتا ہوا نہ دیکھوں اب باہر جاؤ اور جانے سے پہلے اپنے بال

باندھ کر جانا اس کی بات سن کر عائشہ نے ہاں میں سر

ہلایا اور جلدی سے اپنے بال باندھے ڈیول نے اسے یہی کہا

تھا کہ تب ہی جاؤں گا جب تم اپنی بال باندھ دو گی

بال باندھ دینے کے بعد اس نے ڈیول کی طرف دیکھا تو وہ

صوفے پر سے اٹھا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر چلا

گیا،

پوری رات رونے کی وجہ سے اس وقت زارا کے سر میں

شدید درد ہو رہا تھا اور اس کا گلا بھی بیٹھ گیا تھا اس

کو رانیا بیگم کی رویے سے تکلیف تو ہوئی تھی لیکن کہیں

زیادہ تکلیف اس کو ابراہیم کے لہجے سے ہوئی تھی جس

نے اس کی بات سننے کا موقع ہی نہیں دیا اور نہ ہی اسے

اپنی صفائی میں کچھ بولنے کا موقع دیا بس سیدھا سا

کہہ دیا کہ چلی جاؤ اپنی کمرے میں رات اس کو خیال

تھا کہ ابراہیم اسے منانے آئے گا لیکن رات نہ آنے کی وجہ

سے اس کے دل میں بدگمانی پیدا ہونے لگی اور اس نے

سوچا کہ ابراہیم بلا میری بات پر یقین کیوں کرے گا اس

کو تو اپنی ماما کی بات پر ہی یقین ہو گا وہ اٹھی اور آئے

کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے چہرے کو دیکھنے لگی جو اس

وقت پورا لال ہوا پڑا تھا اور اسے بات کرنے میں بھی

تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ اس کے گلے میں بہت زیادہ درد

تھا ج اس کی بارات تھی اور اس کا یہ حال تھا وہ باتھ

روم گئی فریش ہونے کے لیے 20 منٹ بعد وہ واش روم

سے باہر آئی اب کافی حد تک وہ خود کو بہتر محسوس کر

رہی تھی ابھی پو ل ر جانے میں کافی ٹائم تھا اور اس کو

ابھی بھوک لگ رہی تھی وہ نیچے کی طرف ناشتہ کرنے کے

لیے جانی ہی والی تھی کہ اسی ٹائم دروازہ کھلا اور

ابراہیم اس کے کمرے میں داخل ہوا ابراہیم کو اپنے کمرے

میں اتنا ہوا دیکھ کر اس نے ابراہیم کی طرف سے اپنا منہ

موڑ لیا اس کے منہ موڑ لینے سے ابراہیم کو اس کی

ناراضگی کا بخوبی اندازہ ہوا اس نے دروازہ لاک کیا اور

اس کے پاس آکر پیچھے سے اس کو اپنی باہوں میں بھرا

اور کہا کہ میری کیوٹ سی پانڈا مجھ سے ناراض ہے زارا

چپ رہی اس نے کچھ بھی نہیں بولا اسے اپنی بات کا

جواب نہ دیتے دیکھ کر ابراہیم نے کہا کہ اوہو اس کا

مطلب بہت زیادہ ناراض ہے ابراہیم نے اس کا رخ اپنی

طرف کیا اور کہا کہ سوری میری جان کل رات میں نے

غصے میں اکر اپنی روح من کو کچھ زیادہ ہی ڈانٹ دیا

تھازار کی انکھوں میں انسو جمع ہونے لگے اور اس نے

بہت ہی مشکل سے کہا کہ اپ میرے کمرے سے جائیں

مجھے آپ سے بات نہیں کرنی اس کی آواز سن کر ابراہیم

کے دل میں درد اٹھا اور اس نے سوچا کہ وہ اپنی چھوٹی

سی بیوی سے اتنا غافل کیسے رہ سکتا ہے میری جان آپ

پوری رات روتی رہی ہیں کیا اپنا گلا تو دیکھے کتنا بیٹھ

گیا ہے ابراہیم کی بات سن کر زار آنے نفی میں سر ہلایا

اور اسے خود سے دور کرنے لگی ابراہیم نے اسے اپنے پاس

کیا اور اس کے انسوپیار سے صاف کیے اور کہا کہ کیوں

رورہی ہے اپ اس نے جیسے بے بسی سے کہا تھا خرزارا

کارونا سے کہاں برداشت تھا۔ اپن۔ نے م۔ مجھے کل

ڈانٹا۔ تھا۔ اور م۔ میری ب۔ بات پر ی۔ یقین بھی

نہیں کیا تھا اس کی بات سن کر ابراہیم نے کہا کہ میری

جان اپ کو زندگی میں کبھی بھی میرے سامنے صفائی

دینے کی ضرورت نہیں ہے مجھے اپ پر پورا یقین ہے اور

مجھے پتہ تھا اما پر اپ نے گرم پانی نہیں گرایا تھا اما

جھوٹ بول رہی تھی مجھے پہلے سے ہی سب پتہ تھا اور

تمہیں کبھی بھی کسی کے سامنے اپنی صفائی دینے کی

بالکل بھی ضرورت نہیں ہے میرے سامنے تو قطعاً نہیں

اس کے بات سن کر زار آنے اس کی طرف حیرانی سے

دیکھا اور کہا کہ پھر اپ نے مجھے ڈانٹا کیوں تھا وہ اسی

لیے کہ اپ کچن میں بغیر چیل کے چلی گئی تھی اور اپ

کے پیروں پر بھی گرم پانی کی چھینٹے لگی تھی جو

مجھے بالکل بھی برداشت نہیں تھا اپ کی لا پرواہی پر

مجھے غصہ آیا اور اسی لیے میں نے اپ کو ڈانٹ دیا جس

کے لیے میں ابھی سوری کرنے آیا ہوں اپنی کیوٹ سی پانڈا

سے ابراہیم نے معصومیت سے کہتے اپنی دونوں کان

پکڑے اسے اپنے کان پکڑے دیکھ زارا ہنسی اگر زین لوگ

ابراہیم کو اس حال میں اپنی بیوی کے نخرے اٹھاتے دیکھ

تھے تو وہ ضرور غش کھا کر گر جاتے بقول ان کے ابراہیم

بے انتہا سنجیدہ اور کھڑوس انسان ہے اسے ہنستے ہوئے

دیکھ کر ابراہیم نے کہا کہ کیا میری کیوٹ سے پانڈا بیوی

نے مجھے معاف کر دیا تو زار نے ہا میں سر ہلایا کیونکہ

بولا تو اس سے جا نہیں رہا تھا اسی لیے وہ پاس ہوئی اور

ابراہیم کے سینے پر اپنا سر رکھا اور بہت ہی مشکل سے

صرف اتنا کہا کہ مجھے کبھی خود سے دور نہ کیجیے گا

ورنہ اس بار آپ کو معاف نہیں کر پاؤں گی اس کی بات

سن کر ابراہیم نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا کہ

میری جان میں اپنی پچھلی غلطی پر بہت شرمندہ ہوں

اور میں دوبارہ ایسا کبھی بھی نہیں کروں گا ورنہ ہی

اپنی کیوٹ سی پانڈابیوی کے کے بغیر میرا گزارا ہوتا ہے

یار تم نے تو ابھی سے اپنی طبیعت خراب کر لی آج تو

ہماری بارات تھی آج کی رات کامیں نے بہت برسوں سے

انتظار کیا تھا اور آج ہی کی رات مجھے تمہیں اپنی محبت

کے بارش میں پھور پھور بھگونا تھا لیکن دیکھو تو صبح

تم نے ابھی سے اپنی حالت خراب کر دی تاکہ تمہیں میری

شدت برداشت نہ کرنا پڑے اور وہ ابھی مزید بھی کچھ

بولتا کہ زارا نے گھبرا کر اس کے منہ پر اپنی دونوں ہاتھ

رکھے جیسے کہنا چاہ رہی ہوں کہ چپ کر جائیں ابراہیم

نے شرارت سے اس کے سرخ چہرے کی طرف دیکھا جو

اور بھی لال ہو گیا تھا اس کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے

ابراہیم نے زیادہ اسے تنگ نہیں کیا اور کہا کہ ناشتہ کیا تم

نے تو زارا نے نفی میں سر ہلایا تو ابراہیم نے اپنا موبائل

نکال کر ملازم کو کال کی اور کہا کہ 10 منٹ کے اندر

ناشتہ لے کر اؤزار ابی بی کے کمرے میں اور فون بند کر

دیا فون بند کرنے کے بعد ابراہیم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ

پر بٹھایا تو زار نے اس کی گود میں اپنا سر رکھا اور اس

کا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھا جیسے ابراہیم سے کہہ رہی ہو

کہ دبائیں میرا سر ابراہیم دھیرے دھیرے اس کا سر دبائے

لگا زار کو سکون محسوس ہوا دس منٹ تک ابراہیم

مسلسل اس کا سردبانے لگا اس کے بعد ملازم جب ناشتہ

دے کر گیا تو ابراہیم نے اسے بٹھا کر خود اپنے ہاتھوں سے

ناشتہ کروایا اس کے بعد سردرد اور گلے کی درد کی دوا

دی اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا کہ میری جان

تھوڑی دیر آرام کرو اس کے بعد بارات کا فنکشن سٹارٹ

ہو جانا ہے مجھے ضروری کام سے باہر جانا ہے انشاء اللہ

جلدی اجاؤں گا اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کمرے سے

چلا گیا اور زار نے بھی خود پر کسبل ٹھیک کیا اور آرام

کرنے لگی،

پورا پلین ریڈی ہے نا کچھ گڑ بڑ تو نہیں ہے دعا نے جلدی

سے رانیا بیگم کے پاس اتے ہوئے کہا وہ سب لوگ ریڈی ہو

گئے تھے ابھی تھوڑی ہی دیر میں بارات کا فنکشن سٹارٹ

ہونے والا تھا اور انہوں نے ابھی ہال کے لیے نکلنا تھا ہاں

سب ریڈی ہے بس تم یہ بتاؤ کہ تمہیں وہ تصویریں کہاں

سے ملی اور تمہیں کیسے پتہ لگا کہ وہ سب تصویریں

کسی نے ابراہیم کو سینڈ کی تھی اوہو اپ وہ چھوڑیں

وہ میرے حصے کا کام تھا اور میں کر چکی اب اپنے

حصے کے کام پر فوکس کریں ذرا بھی پلان کو ادھر ادھر

نہیں کرنا دعائے رانیا بیگم سے کہا جو اپنے بال بنانے میں

لگی ہوئی تھی ٹھیک ہے ٹھیک ہے تمہیں مجھے زیادہ

باتیں سنانے کی ضرورت نہیں ہے یہ میرا گھر ہے اور میں

تمہاری سچائی ساری گھر والوں کو بتا کر دو منٹ میں

یہاں سے باہر بھی نکلوا سکتی ہوں اسی لیے اپنی اوقات

میں رہا کرو رانیا بیگم نے اس کے لہجے میں اپنے لیے

ناگواری کو محسوس کر کے اسے اپنی حیثیت بتانی چاہیے

ارے میری پیاری ساسو ماں اپ بھی نا میں کیسے اپ سے

بد تمیزی کر سکتی ہوں ایک اپ ہی تو ہیں جو پورے گھر

میں میرا ساتھ دے رہی ہیں اور اپنے بیٹے سے میرا نکاح

بھی کروا رہی ہیں تو میں کیسے اپ کے لیے برا سوچ

سکتی ہوں یا پھر بول سکتی ہوں دعا نے رانیا بیگم کے

گلے میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا اور دل میں سوچا کہ

ایک بار نکاح ہو جائے پھر سب سے پہلے اس بڑھیا کی ہی

عقل ٹکانے لگاؤں گی اس کی بات سن کر رانیا بیگم نے کہا

کہ ٹھیک ہے اب پیچھے ہٹو مجھے تیار ہونے دو ٹھیک ہے

اپ تیار ہو کر باہر گاڑی میں اجائیے گا میں ادھر ہی اپ کا

انتظار کر رہی ہوں دعا نے اتنا کہا اور رانیا بیگم کی کمرے

سے چلی گئی،،،

یار جلدی کرو اور کتنا ٹائم لگے گا بابا بار بار گھر سے کال

پہ کالز کر رہے ہیں کہ کب انا ہے تم لوگوں نے مہمان انتظار

کر رہے ہیں عائشہ نے زارا اور فاطمہ کے پاس اکر پو چھا

جو بیو ٹیشن کے سامنے بیٹھی اپنی جیولری سیٹ کروا

رہی تھی جی بس میں نے ان دونوں کی جیولری سیٹ

کرنی ہے پھر اپ لوگ جاسکتے ہیں بیو ٹیشن نے عائشہ کو

دیکھ کر کہا تو عائشہ نے ہاں میں سر ہلایا اور فاطمہ سے

پوچھا کہ یہ لیلہ کہاں ہے نظر نہیں آرہی ادھر ادھر ہو

گئی کہیں پکچر لے رہی ہو گی فاطمہ نے کہا اور اپنا لہنگہ

پکڑ کر کھڑی ہوئی سرخ ڈارک کلر کا لہنگہ پہنے ڈارک

میک اپ کیے جیولری پہنیں دوپٹہ پینوں سے سیٹ کیے

اپنے بالوں کو جڑے میں قید کیے فاطمہ اسماں سے اتری

ہوئی حور پری ہی لگ رہی تھی جو بٹک کر اس دنیا میں

اگئی تھی دوسری طرف زاراریڈ کلر کا فراک پہنیں

لمبے بالوں کو جوڑے میں قید کیے جیولری پہنے ریڈ کلر

کی لپسٹک لگائے کھری ابراہیم کے حواس گم کرنے کے لیے

بالکل ریڈی کھری تھی اس کے چہرے کی معصومیت اسے

سب سے منفرد بناتی تھی اور اس وقت بھی ایسا ہی ہوا

وہ ریڈ کلر کے لانگ فرائیڈ میں بالکل ایک ڈول لگ رہی تھی

ماشاء اللہ اپ دونوں بے انتہا پیاری لگ رہی ہیں پولروالی

نے دونوں کی تعریف کی اور وہاں سے چلی گئی عائشہ نے

بھی ان دونوں کی طرف دیکھا جو بے انتہا حسین لگ رہی

تھی اور کہا کہ آج تو ابراہیم بھائی اور زین بھائی کی خیر

نہیں ہے پکا دونوں نے دیکھ کر بے ہوش ہو جانا ہے عائشہ

نے شرارت سے ایک آنکھ دبائی تو زارا اور فاطمہ کے

چہرے سرخ ہوئے یار چلو جلدی کرو یہ شرمانے کا ٹائم

نہیں ہے بہت زیادہ دیر ہو گئی ہے اور یہ لیلہ پتہ نہیں اب

کہاں چلی گئی ہے حد ہوتی ہے اس لڑکی کی ہر جگہ

تصویریں لینے لگ جاتی ہیں عائشہ بڑائی تو فاطمہ نے

کہا کہ اس کو کال کر لو نا جلدی عائشہ نے اس کو کال کی

اور کہا کہ اگر دو منٹ کے اندر اندر تم باہر نہیں آئی تو ہم

تم کو چھوڑ کر بس جانے ہی والے ہیں عائشہ کی بات سن

کر لیلہ بوکھلائی ہوئی پولر سے باہر آئی جہاں وہ لوگ

اسی کا انتظار کر رہی تھی عائشہ نے اسے دیکھ کر کہا کہ

جناب اعلیٰ اگر آپ کا حکم ہو تو ہم شادی میں جائیں ہاں

ہاں کیوں نہیں یار جلدی کرو مجھے بھی دیر ہو رہی ہے

لیلانے کہا اور جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئی عائشہ تو

حیران کڑی لیلہ کے اس حرکت پر اسے گھورتی نہ سکی

کیونکہ وہ گاڑیوں میں بیٹھ گئی تھی تو فاطمہ نے پیچھے

سے کہا کہ یار عائشہ جلدی کرو اب تم دیر کر رہی ہو تو

عائشہ بھی جلدی سے گاڑی میں بیٹھی اور وہ سب ہال

کی طرف روانہ ہو گئے،،

ابراہیم سچچ پر بیٹھا بے چینی سے زارا کا انتظار کر رہا

تھا اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ اگر اس وقت اس

کے سامنے زارا ہوتی تو وہ اسے اپنی گلے سے لگا لیتا صبح

دوائی دینے کے بعد سے اس نے زارا کو دیکھا تک نہیں تھا

دوبارہ اس نے زارا کے پاس جانا چاہا لیکن کسی نے اس کو

چھوڑا نہیں اور دوسری طرف زارا بھی پور چلی گئی تھی

کافی دیر بیٹھے رہنے کے بعد جب اس کے صبر کا پیمانہ

لبریز ہوا تو وہ اٹھا اور ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا سٹیج پر

ہی پاس ہی بیٹھے زین نے کہا کہ یار بیٹھ جاتو کیوں اتنا

بے چین ہو رہا ہے اجائے گی ابھی وہ زین کی بس اتنی

کہنے کی دیر تھی کہ ابراہیم جو پہلے ہی غصے میں تھا

اس نے سرد لہجے میں زین سے کہا کہ تو چپ بیٹھ جا

ایسا نہ ہو میں شادی کے دن ہی تیرا یہ منہ تیرا کردوں

اس کی بات سن کر زین نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی

کیونکہ اس کو شادی کے پہلے ہی دن اپنی بیوی کو سو جا

ہوا منہ دکھانے کا کوئی بھی شوق نہیں تھا ویسے ذرا تو

میرالحاظ نہیں ذرا تھوڑی سی جو عزت کر لیا کرو میری

اخرا کلو تا بہنوئی ہونے والا ہوں میں تمہارا زین پھر بھی

کہنے سے باز نہ آیا ابراہیم اس کی طرف لپکنے ہی لگا تھا

کہ زین نے کہا کہ وہ دیکھو زارا اور فاطمہ اگئی زین کے

بس اتنا کہنے کی ہی دیر تھی کہ ابراہیم نے بے چینی سے

ہال کے گیٹ کی طرف دیکھا جہاں فاطمہ اپنے بابا کا ہاتھ

پکڑے سیٹج کے قریب رہی تھی سیٹج کے قریب

پہنچنے پر زین جلدی سے اٹھا اور اسے ہاتھ دے کر اپنے

پاس بٹھایا اور کہا کہ جان من ارج تو فل مار لینے کا ارادہ

بنایا ہے کیا تم نے مطلب یہ اتنا حسین لگنے کی کیا

ضرورت تھی کہ ابھی سے نیت خراب ہو رہی ہے میری

فاطمہ اس کی باتوں سے گھبرا کر جلدی سے سونے پر

بیٹھی تو زین بھی مسکرا کر اس کے پاس ہی بیٹھا

دوسری طرف ابراہیم بے چینی سے زارا کا انتظار کر رہا تھا

تو ابراہیم کا انتظار ختم ہوا اور جیسے ہی اس نے دیکھا

کہ اس کی چھوٹی سی کیوٹ سی پانڈا اپنے ریڈ فرائڈ کو

تھامے بہت ہی مشکل سے اس کے پاس اپنے چھوٹے

چھوٹے قدموں سے چل کر رہی تھی وہ اتنا ہستہ ہستہ

رہی تھی کہ ابراہیم سے صبر نہیں ہوا اور وہ جلدی سے

اس کے پاس پہنچا اور اسے زور سے اپنے گلے لگایا اس

اچانک ہونے والے افتداد پر زارا گھبرا گئی اور اس نے ارد

گرد دیکھا جہاں پورے ہال کی لائٹس اف تھی صرف ان

دونوں پر ہی ایک لائٹ ان تھی اور سب انہی دیکھ رہے

تھے ابراہیم کی اس حرکت پر پورے ہال میں کافی ہوٹنگ

ہوئی جس سے زار نے گھبرا کر اس کے سینے میں اپنا

چہرہ چھپایا زار کے اس حرکت پر ابراہیم ہنسا اور کہا کہ

میری جان کوئی تمہیں نہیں دیکھ رہا اپنا چہرہ اٹھاؤ تو

نظارہ نے نفی میں سر ہلایا براہیم ہنسا اور اس کو اپنی

گود میں اٹھا کر سیٹج کی طرف لے جانے لگا،،،

ابراہیم کی اس حرکت پر پورے ہال میں کافی ہوٹنگ

ہوئی جس سے زارا نے گھبرا کر اس کے سینے میں اپنا

چہرہ چھپایا زارا کے اس حرکت پر ابراہیم ہنسا اور کہا کہ

میری جان کوئی تمہیں نہیں دیکھ رہا اپنا چہرہ اٹھاؤ تو

زارانے نفی میں سر ہلایا براہیم ہنسا اور اس کو اپنی

گود میں اٹھا کر سیٹج کی طرف لے جانے لگا سیٹج کی

پر لے جانے کے بعد براہیم نے اسے نرمی سے نیچے اتارا اور

اسے صوفے پر بٹھایا اور ساتھ خود بھی اس سے جڑ کر

بیٹھا اور کہا کہ اتنی لیٹ کیوں کیا تم لوگوں نے تو

زارانے براہیم کی طرف دیکھ کر کہا کہ پ۔ پتہ ن۔ نہیں

ابراہیم نے اسے کمر سے کھینچ کر اپنے قریب کیا جو اس

سے دور کیسکنے میں لگی ہوئی تھی میری جان دور جانے

کی کوشش نہ کرو ویسے ہی میں بہت ضبط سے بیٹھا

ہوں ایسا نہ ہو تمہارے دور جانے کی کوشش میں میں اپنا

ضبط کھودوں زار انے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا اس

کے گھبرا کر دیکھنے پر ابراہیم نے اپنی ہنسی ضبط کی اور

کہا کہ میری جان اب ایسے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے

ابھی تو میں کچھ نہیں کر رہا اس لیے اپنی یہ گھبراہٹ

بعد کے لیے رکھنا زار نے اس کی بات سن کر اس کی طرف

خفگی بھری نظروں سے دیکھا اور کہا کہ میری طبیعت

ٹھیک نہیں ہے تو ابراہیم نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں

پکڑا اور کہا کہ تو کیا ہوا طبیعت ٹھیک نہیں ہو تو ٹھیک

ہو جائے گی ویسے میں نے جانے سے پہلے تمہیں دوائی دی

تھی اور ابھی تمہارے گلے کا درد بھی ٹھیک ہے کیونکہ تم

بالکل ٹھیک باتیں کر رہی ہو میرے ساتھ وہ وہ زارا

کچھ بہانہ بنانے کی کوشش کر رہی تھی جب ابراہیم

نے کہا کہ میری کیوٹ سی پانڈا آج تمہاری ایک بات بھی

نہیں مانوں گا آج تو میں اپنی محبت کی بارش میں بھگو

کر رہی رہوں گا ابھی وہ لوگ یہ باتیں کر رہے تھے کہ

حال کی لائنس اف ہوئی اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا

زارا نے گھبرا کر ابراہیم کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی

تو ابراہیم نے اسے تسلی دی اور کہا کہ میں یہیں پر ہوں

میری جان کچھ بھی نہیں ہوا لٹس اف ہوئی ہے ابھی ا

جائے گی اس سے پہلے کہ ابراہیم کسی کو کال کرتا

دوسری طرف سے نہ جانے کس نے سکریں ان کیا اور وہاں

پر کچھ تصویریں چلنے لگی جسے زارا نے جب دیکھا تو

اس کو اپنے جسم سے روح نکلتی ہوئی محسوس ہوئی

اس کا دماغ اس وقت ماؤف ہو رہا تھا اور اس کو کچھ

بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے یہ سب بے

اختیار اس نے ابراہیم کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں

غصے کی وجہ سے لال ہو گئی تھی آخر ابراہیم کہاں اپنی

شریک حیات کو کسی کے سامنے یوں اس کی عزت نیلام

ہوتا ہوا دیکھ سکتا تھا ابراہیم اٹھا اور چیختے ہوئے کہا

کہ یہاں کا سٹاف کہاں ہے یہ تصویریں بند کیوں نہیں ہو

رہی سٹاف میں سے کسی نے بھی جب تصویریں بند نہیں

کی تو ابراہیم نے پاس پڑھا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر سکرین

پر دے مارا جو چکنا چور ہو کر نیچے کی طرف گر گیا

سکرین بند ہونے کی دیر تھی کہ لائٹس ان ہوئی تو سب

اپنی جگہ دنگ اور حیران و پریشان کھڑے تھے کہ آخر یہ

سب ابھی تھوڑی دیر پہلے سکرین پر کیا چل رہا تھا جو

تصویریں چل رہی تھیں وہ کوئی اور نہیں بلکہ اسی دن

والی تصویریں تھیں جو زارا کسی لڑکے سے غلطی سے کالج

میں ٹکرائی تھیں اور یہ وہی تصویریں تھیں جو کسی ان

نون نمبر سے ابراہیم کے موبائل پر بھی بھیجی جا چکی

تھیں سب حقارت بھری نظروں سے زارا کی طرف دیکھ

رہے تھے زارا نے سب کی نظروں میں اپنے لیے جب حقارت

محسوس کی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

اس نے اپنے آپ کو زندگی میں آج سے پہلے کبھی اتنا بے

بس محسوس نہیں کیا تھا جتنا وہ آج کر رہی تھی وہ

کسی کو اپنی صفائی میں بولنے کے لیے کچھ بولنا چاہ

رہی تھی لیکن حلق تھا جو بولنے سے انکاری تھا ابراہیم

جلدی سے زار کے پاس آیا اور اسے اپنے گلے لگایا اس کے

انسو پیار سے صاف کیے اور کہا کہ میری جان تمہیں

رونے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے مجھے تم پر پورا

یقین ہے تمہیں اپنی صفائی میں بولنے کے لیے کچھ بھی

کہنے کی ضرورت نہیں ہے ابراہیم کی باتیں سن کر زارا کا

دل کچھ مطمئن ہوا اور اس نے اپنے ماما بابا کی طرف

دیکھا وہ بھی جلدی سے بھاگ کر اس کے پاس سیٹج کی

طرف آئے اور اسے اپنی گلے لگایا اور کہا کہ ہمیں اپنی

بیٹی پر پورا بھروسہ ہے وہ کبھی بھی ایسا کچھ بھی

نہیں کر سکتی ان سب کے بھروسے کو دیکھتے ہوئے زارا

کی آنکھیں تھی جو سوکھنے کا نام تک نہیں لے رہی تھی

تواتنے میں ہی دادا جی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا

کہ میری بیٹی تمہیں بالکل بھی پریشان ہونے کی ضرورت

نہیں ہے جس کسی نے بھی یہ حرکت کی ہے اس کو اس

کی سزا ضرور ملے گی پھر دادا جی نے سب سے کہا کہ

چلو سب مہمانوں پر دھیان دو کھانا کھلو او کھانا کھانے

کے بعد ہمیں رخصتی بھی کرنی ہے سب سیٹج سے نیچے

اترنے لگے تو دعائے رانیا بیگم کو اشارہ کیا جیسے کہہ رہی

ہو کہ اپنا میلو ڈرامہ سٹارٹ کر بڑھیا جب سب اترنے

لگے تو رانیا بیگم نے بے اختیار کہا کہ دادا جی میں اپنے

بیٹے کی رخصتی اس بدکردار لڑکی سے بالکل بھی نہیں

ہونے دوں گی اس کی بات سن کر سب حیران و پریشان

کھڑے رانیا بیگم کو ہی دیکھ رہے تھے کہ وہ کیسے ایسی

بات کر سکتی ہے ابراہیم نے ضبط سے اپنی مٹھیاں

بھینچی اور کہا کہ ماما ہم گھر جا کر بات کریں گے یہ

وقت اس طرح کی بات کرنے کا نہیں ہے تو رانیا بیگم نے

کہا کہ اگر یہ وقت اس طرح کی بات کرنے کا نہیں ہے تو

کس وقت کا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تم اتنے

اندھے ہو گئے ہو اس لڑکی کے پیار میں کہ تمہیں یہ سب

نظر نہیں آرہا کہ وہ جان بوجھ کر اس لڑکے کی باہوں میں

پڑی ہوئی ہے اس کے باوجود بھی تم اس لڑکی پر بھروسہ

کر کے رخصتی کرنا چاہتے ہو ارے آج تو یہ صرف کالج

میں یہ حرکتیں کر رہی ہے میں کہتی ہوں کل کو اگر تم

گھر میں نہ ہوئے اور یہ اکیلی ہوئی تو کیا میں اس کی

پھرے داری کرتی پھروں گی ریم بیگم جو چپ کھڑی اپنی
بیٹی کے کردار کے بارے میں یہ باتیں سن رہی تھی ان سے
برداشت نہ ہوا تو کہا کہ بھابھی اپ ایسی باتیں کیسے
میری بیٹی کے بارے میں کر سکتی ہیں آپ کو تو ہم سب
سے پہلے اس پر بھروسہ کرنا چاہیے تھا کیونکہ بچپن سے
وہی آپ کے سب سے زیادہ قریب رہی ہے اگر کبھی گھر

میں بھی میں اس کو اس کے بچنے کی وجہ سے ڈانٹتی

تو اپ ہی کہتی تھی نا کہ بس کرو ریم بچی ہے وہ بڑی ہو

جائے گی پھر تب سب سمجھ اجائے گا اس کو انج اپ

اپنی اسی بیٹی کے بارے میں ایسے کیسے باتیں کر سکتی

ہیں تو رانیا بیگم نے کہا کہ یہ بچی نہیں رہی اب کیا تم

نے اس دن گھر میں اے ملازم کی باتیں نہیں سنی تھی کہ

نہ جانے اپنی کسی عاشق کے ساتھ مل کر میرے بیٹے کو

کھانے میں زہر ملا کر دے رہی ہے اور انجیہ تصویریں تم

نے اپنی خود اپنی آنکھوں سے دیکھی نہ ان سب کے

باوجود بھی تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری میری بیٹی صاف ہے

اور یہ زارا جو بڑی معصوم بنتی پھرتی ہے اسی نے یہ

ماما بس بھی کر دیں اپ چاہیں کچھ بھی کہہ لیں لیکن

اپ کی وجہ سے میں اپنی زارا کو نہیں چھوڑ سکتا وہ

جیسی بھی ہے وہ صرف اور صرف میری ہے اس سے پہلے

کہ رانیا بیگم اپنی بات مکمل کرتی ابراہیم اتنی زور سے

دھاڑا کہ ایک پل کے لیے تو رانیا بیگم بھی ڈر گئی لیکن

رانیا بیگم نے پھر سے ہمت دکھائی اور کہا کہ تمہیں ہم

دونوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑے گا اگر تم زار سے

رخصتی کرتے ہو تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گھر سے

چلی جاؤں گی اور کبھی واپس مڑ کر بھی نہیں دیکھوں

گی ماما پ ایسا کیوں کر رہے ہیں اپ کو پتہ ہے نا اپ

دونوں میں سے میں کسی ایک کو نہیں چن سکتا ابراہیم

نے بے بسی سے زار کی طرف دیکھا جس کے انسو تھمنے

کا نام ہی نہیں لے رہے تھے ابراہیم کو اج صبح کی بات یاد

ائی جب زار نے کہا تھا کہ مجھے کبھی بھی چھوڑنا مت

ورنہ اس بار میں اپ کو کبھی بھی معاف نہیں کر پاؤں

گی ابراہیم نے ریان صاحب کی طرف دیکھا جیسے کہہ

رہے ہو کہ اب آپ ہی کچھ کریں اور سمجھائیں اپنی بیگم کو ریان صاحب آگے
بڑھے اور رانیا بیگم سے کہا کہ کیا

آپ کو اتنے سارے بڑے نظر نہیں آ رہے کہ آپ ایسی باتیں کر

رہی ہیں اور یہ بات سمجھیں کہ وہ صرف آپ کا بیٹا نہیں

ہے وہ میرا بھی بیٹا ہے کیوں اپنے بیٹے کی خوشیوں کو

بر باد کرنا چاہتی ہیں آپ آپ کو نظر کیوں نہیں آ رہا کہ اس

کی خوشی زارا میں ہے اور جو لڑکی بچپن سے لے کر اب

تک اپ کی آنکھوں کے سامنے بڑی ہوئی ہے اب کیسے اس

پر یقین نہیں کر سکتی کیسے کسی دوسری کی دکھائی

ہوئی جھوٹی تصویروں پر یقین کر سکتی ہیں ریان صاحب

نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مجھے کچھ بھی نہیں

پتہ لیکن ابھی اسے وقت ابراہیم کو میری بتائی ہوئی لڑکی

سے نکاح کرنا ہو گا ورنہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ گھر

چھوڑ کر چلی جاؤں گی ابراہیم جوا نہیں ہی دیکھ رہا

تھا بھی وہ ایک دھچکے سے ہی سنبھلا نہ تھا کہ اس کی

ماما اس کو یہ کہہ رہی تھی کہ اپنی زندگی کو چھوڑ دو

تو دوسری طرف اس کو یہ دھچکا لگا کہ اس کی ماما اس

کو اس کی زندگی چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اس کو مردہ

کفن میں بھی باندھنے کا پیغام جاری کر رہی ہے بے اختیار

ابراہیم نے اپنا سینہ سہلایا اسے ہوا میں اکسیجن کی کمی

محسوس ہو رہی تھی زار اس نے بے اختیار زار کی

طرف دیکھا جو صوفے کے پاس ہی کھڑی رو رہی تھی

ابراہیم بھاگ کر اس کے پاس گیا اور سب کے سامنے ہی

اسے زور سے اپنے گلے لگایا اور کہا کہ میری جان میں

کبھی بھی آپ کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت کو فوقیت

نہیں دوں گا آپ پر آپ کو بالکل بھی پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے رو نہیں پلیز زار اس سے پیچھے ہوئی

اور اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ وعدہ کرے پلیز اپ تائی

اماں کی بات نہیں مانیں گے اپ دوسری شادی نہیں کریں

گے زار کی بات سن کر تو رانیا بیگم کو پتنگے ہی لگ گئے

رانیا بیگم نے اس سے کہا کہ اے لڑکی یہ میرا بیٹا ہے یہ

تیری بات نہیں مانے گا اور یہ دوسری شادی کرے گا ورنہ

میں اپنی جان دے دوں گی یہ کھا کر ابراہیم نے گھبرا کر

اپنی ماما کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی

سی زہر کی بوتل تھی حسن جوان کے پاس ہی کھڑا تھا

بے اختیار ان کی طرف پڑا رانیہ بیگم سے وہ زہر کی بوتل

لینے کی کوشش کی تو رانیہ بیگم نے کہا کہ نہیں اگر

ابراہیم میری بتائی ہوئی لڑکی سے نکاح کرے گا تب ہی

میں اس بوتل کو پھینکوں گی ورنہ میں سچ کہہ رہی ہوں

میں اس کو پی لوں گی فاطمہ بھی دنگ کھڑی اپنی ماما

کے رویے کو دیکھ رہی تھی وہ بھی اگے بڑھی اور کہا کہ

ماما پلیز اب کیا کر رہی ہیں خراب کو ابراہیم بھائی کی

خوشیاں نظر کیوں نہیں آرہی کیوں ان کو جیتے جیتے ہی

مار دینا چاہتی ہیں اب رانیا بیگم نے فاطمہ کی طرف

دیکھ کر کہا کہ کوئی کچھ بھی کہے میں کسی کی بات

بھی نہیں مانوں گی جب تک ابراہیم میری بتائی ہوئی

لڑکی سے نکاح نہیں کر لیتا اور کون ہے اپ کی لڑکی جس

سے اپ ابراہیم بھائی کا نکاح کروانا چاہتی ہیں اپ فاطمہ

نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو رانیا بیگم نے بنا ایک پل ضائع

کیے کہا کہ دعا، دعا ہے وہ لڑکی جس سے میں ابراہیم کا

نکاح کروانا چاہتی ہوں سب نے بے اختیار دعا کی طرف

دیکھا جو ابھی تک دل ہی دل میں رانیا بیگم کی اکیٹنگ

سے خوش ہو رہی تھی لیکن سب کے دیکھنے پر اس نے

گھبرانے کی ایکٹنگ کی،، ضبط کرنے کی وجہ سے ابراہیم

کی آنکھیں لال ہو رہی تھی ورنہ اس کا دل دھاڑے مار مار

کر رونے کا کر رہا تھا جو اپنی محبت کو اتنی نزدیکی سے

پانے کے بعد کھونے جا رہا تھا زار نے ابراہیم کا ہاتھ پکڑ کر

اس کا رخ اپنی طرف موڑا اور کہا کہ اپ دوسری شادی

نہیں کریں گے نا اس کے لہجے میں اتنا مان تھا کہ ابراہیم

کا دل کٹا ابراہیم بے بس ہو کر رہ گیا تھا ایک طرف اس

کی ماں تھی تو دوسری طرف اس کی زندگی ابراہیم کو

زارا کی طرف دیکھتا ہوا پا کر رانیا بیگم نے جلدی سے کہا

کہ ابراہیم میں تمہیں آخری بار کہہ رہی ہوں مجھے اپنا

فیصلہ سناؤ تمہیں دعا سے نکاح کرنا ہے یا نہیں ابراہیم

جیسا مضبوط مرد سیکرٹ ایجنٹ شاطر انسان جس کے

دشمن اسے ظالم کہہ کر پکارتے تھے اس کے افس میں اسے

سب لوگ سنجیدہ اور کھڑوس کہتے تھے کیونکہ وہ کسی

سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا وہ بھی اس موقع

پر اکربے بس اور کمزور ہو گیا تھا زار نے ابراہیم کا ہاتھ

ابھی بھی نہیں چھوڑا تھا وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ

اس سے پہلے کہ ابراہیم اس کی طرف متوجہ ہوتا اسے

بیچھے سے حسن کی چیخ سنائی دی ماما جب اس نے

بیچھے مڑ کر دیکھا تو رانیا بیگم زمین پر لیٹی تڑپ رہی

تھی اور ان کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا براہیم اپنی

جگہ بالکل سن ہو کر رہ گیا تھا کیا اس کی ماما نے سچ

میں زہر پی لیا تھا صرف اسے اپنی بات منوانے کے لیے وہ

خود کو اتنی تکلیف کیسے دے سکتی ہے فاطمہ بھی

جلدی سے اگے بڑھ کر اپنی ماں کے پاس گئے اور ان کے

چہرے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ ماما یہ اپ نے کیا کر دیا

ابراہیم جلدی سے بھاگ کر ان کے پاس گیا سب کو پیچھے

ہٹا کر انہیں گود میں اٹھایا اور ہاسپٹل کی طرف لے کر

چلا گیا پیچھے سب بھی ان کے ساتھ ہی چلیں گے تھے

بس دادا جی نے فرحان کو لڑکیوں کے پاس چھوڑ دیا تھا،

ابراہیم ہاسپٹل کے بیچ پر حیران و پریشان بیٹھا تھا

عجیب ہی سچویشن کریٹ ہو گئی تھی اس نے کبھی بھی

ایسا نہیں سوچا تھا کہ اس کی ماما اس کو زار اسے الگ

کرنے کے لیے اس حد تک بھی جاسکتی ہے اسے سمجھ

نہیں رہا تھا کہ کیا کریں لیکن فی الحال وہ صرف اور

صرف اپنی ماما کی صحت کے بارے میں فکر مند تھا اگے

کیا ہونا تھا وہ سب اس نے بعد کے لیے ہی چھوڑ دیا تھا

مزید ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ڈاکٹر اس کو اپریشن

تھیٹر سے باہر نکلتے ہوئے نظر آئے وہ جلدی سے ان کے

پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ ڈاکٹر میری ماما کی طبیعت

کیسی ہے دیکھیں ابھی وہ ٹھیک نہیں ہے ہم نے ان کا

معدہ تو واش کر دیا ہے لیکن زہر جو ہے وہ بہت زیادہ

خطرناک تھی اور زیادہ مقدار میں دی گئی ہے اسی لیے ہم

کچھ کہا نہیں جاسکتا اور ابھی ڈاکٹر اور بھی کچھ

بولنا چاہ رہا تھا کہ جلدی سے ایک نرس ان کے پاس بھاگ

کرائی اور کہا کہ ڈاکٹر جلدی کریں پیشنت کی طبیعت

خراب ہو رہی ہے باہر بھی سب نے سن لیا تھا کہ پیشنت

کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ڈاکٹر حواس باختہ اندر کی

طرف بھاگے ابراہیم اپریشن تھیٹر کی کھڑکی کے باہر کھڑا

اندر اپنی ماما کی اکھڑتی ہوئی سانسوں کو دیکھ رہا تھا

اس نے دل میں سوچا کہ ایک بار ماما ٹھیک ہو جائے تو

ماما جو بھی بولیں گی میں وہ ضرور کروں گا بس ایک

بار اپ ماما ٹھیک ہو جائیں حسن ابراہیم کے پاس آیا اور

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ بھائی حوصلہ کریں

ماما ٹھیک ہو جائیں گی ایسے یہاں کھڑے رہنے سے کچھ

بھی نہیں ہو گا پلیز بیٹھ جائیں ابراہیم نے حسن کی طرف

دیکھا جس کی خود بھی ضبط سے آنکھیں لال ہو رہی

تھی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ابھی رو دے گا براہیم

نے اسے گلے لگایا اور کہا کہ انشاء اللہ ہماری ممانہ ضرور

ٹھیک ہوں گی انہیں ہمارے لیے ٹھیک ہونا ہی پڑے گا،،



زار اپنے کمرے میں اپنے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ

رہی تھی اس کو سمجھ نہیں رہا تھا کہ اس کی جان سے

پیاری تائی جان جو اس پر جان چھڑکتی تھی انہوں نے

اخرا اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا کیوں وہ اپنے بیٹے کی

دوسری شادی کروانا چاہتی ہے کیا وہ مجھے اپنی بیٹی کی

لائق نہیں سمجھتی ایسا کیا ہے اس دعائیں جو وہ اس

سے ابراہیم کا نکاح کروانا چاہتی ہے لیکن میرے ساتھ نہیں

کیوں یہ سب سوچتے ہوئے کئی انسوا اس کی پلکوں کی

باڑ توڑتے ہوئے اس کے چہرے کو بھگور ہے تھے اس نے

الماری سے اپنے کپڑے لیے اور واش روم میں چینج کرنے

چلی گئی ساتھ میں وضو بھی کیا وضو کرنے کے بعد وہ

باہر آئی اور جو ہے نماز بچھا کر اپنے اللہ کے سامنے اپنے

دکھ بیان کرنے لگی سب سے پہلے اس نے اپنی تائی جان

کی صحت کے لیے دعا مانگی اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ

سے اپنے لیے دعا مانگی اور کہا کہ پلیر اللہ تعالیٰ ابراہیم

شادی نہ کرے اپ جلدی سے تائی جان کو ٹھیک کر دیں

پھر اس کے بعد ابراہیم بھی میرے پاس آجائیں گے اور وہ

کبھی بھی اس دعا کے پاس نہیں جائیں گے زارا کے وہم و

گمان میں بھی نہیں تھا کہ ابراہیم اب اس سے کتنا دور

جانے والا ہے اسے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ ابراہیم

جس سے وہ محبت کرنے لگی ہے وہ اس کی محبت میں

بے وفائی کرنے لگا ہے اگر اسے اس بات کا ذرا سا بھی

اندازہ ہوتا تو وہ کبھی بھی ابراہیم کو ہاسپٹل جانے ہی

نہیں دے تھی،،،

وہ ابراہیم جس سے وہ محبت کرنے لگی ہے وہ اس کی

محبت میں بے وفائی کرنے لگا ہے اگر اسے اس بات کا ذرا

سا بھی اندازہ ہوتا تو وہ کبھی بھی ابراہیم کو ہاسپٹل

جانے ہی نہیں دے تھی،،

ابراہیم اور حسن اپنی ماما کے ہاسپٹل کے کمرے کے باہر

ہی بیچ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ہی ایک نرس

چینتے ہوئے باہر آئی اور کہا کہ ڈاکٹر جلدی آئیں پشٹنٹ

کی طبیعت مزید خراب ہو رہی ہے یہ سب سن کر ابراہیم

کادل ڈوب کے ابھرا اور وہ جلدی سے کھڑا ہو کر شیشے

کے پاس گیا کیونکہ ڈاکٹر اندر جانے سے پہلے دروازے کو

بند کر گئے تھے وہ ایک بار پھر سے اپنی ماما کی اکھڑتی

ہوئی سانسوں کو دیکھ رہا تھا اور دوسری طرف وہ اس

مشین کو بھی دیکھ رہا تھا جہاں پر اس کی ماما کی

سانسوں کی رفتار کبھی کم ہوتی تو کبھی زیادہ ہوتی وہ

دل میں اپنے اللہ پاک سے دعا گو تھا کہ اللہ اس کی ماما

کو صحت یاب کرے لیکن وہ کہتے ہیں ناکہ جب موت

انی ہوتی ہے تو وہ کسی کی بھی نہیں سنتی سوائے اللہ

کے دس منٹ مزید وہی کھڑے رہنے کے بعد وہ پریز روم

کی طرف بھاگا اور اپنی ماما کی زندگی کے لیے دعا کرنے

لگا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بیٹھا ہاتھ اٹھائے گڑ گڑا گڑ گڑا

کر اپنی ماما کی زندگی کے لیے دعائیں مانگ رہا تھا وہ

مسلسل ایک گھنٹے سے اسی جائے نماز پر بیٹھا اپنی ماما

کے لیے دعا مانگ رہا تھا کہ اتنے میں ہی اسے اپنے کندھے

پر کسی کا لمس محسوس ہوا اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا

تو حسن آنکھوں میں آنسو لیے کھڑا تھا اور کہا کہ بھائی

کہتے کے ساتھ ہی وہ ابراہیم کے گلے لگا ابراہیم کا دل

ڈوب کر ابھرا اور اس نے سوچا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میری

دعائیں قبول نہیں کی حسن اس طرح کیوں رو رہا تھا

ابراہیم نے ڈرتے ڈرتے حسن سے کہا کہ حسن پلیز بتاؤ ڈاکٹر

نے کیا کہا ماما کی طبیعت کیسی ہے وہ ٹھیک تو ہے نا

انہیں کچھ ہوا تو نہیں حسن نے کچھ نہیں کہا بس چپ

چاپ روتا رہا حسن بتاؤ ماما کی طبیعت کیسی ہے تم

کچھ بول کیوں نہیں رہے ہو تنگ اگر وہ حسن پر چیخا تو

حسن نے کہا کہ بھائی ماما بالکل ٹھیک ہے ڈاکٹر نے کہا ہے

کہ اب وہ خطرے سے باہر ہے اور انہوں نے جو زہر پیا تھا

وہ بھی نکال لیا گیا ہے حسن کی بات سن کر وہ بے

اختیار سجدے میں گرا اور اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے

لگا شکر یہ ادا کرنے کے بعد وہ اٹھا اور اپنی ماما سے ملنے

کے لیے اپریشن تھیٹر کی طرف بھاگنے کے انداز میں گیا

اپریشن تھیٹر کے قریب پہنچ کر ڈاکٹر نے انہیں روکا اور

کہا کہ ینگ مین حوصلہ کریں اپ کی ماما کی طبیعت

بالکل ٹھیک ہے اپ ابھی اندر نہیں جاسکتے ان کو جیسے

ہی روم میں شفٹ کر دیا جائے گا اپ ان سے پھر مل سکتے

ہیں ڈاکٹر کی بات سن کر ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا اور

دوبارہ جا کر اسی جگہ کھڑا ہو گیا جہاں سے وہ اپنی ماما

کو دیکھ سکتا تھا،،

اپی سب بالکل ٹھیک ہو جائے گا نانا تائی جان کو کچھ

ہو گا تو نہیں زارا نے فاطمہ کی طرف دیکھ کر کہا جو

جائے نماز پر بیٹھی اللہ سے دعا مانگ رہی تھی اپنے ماما

کی زندگی کے لیے فاطمہ جائے نماز سے اٹھی اور جائے

نماز کو طے کر کے رکھا اور واپس اکرزارا کے پاس بیٹھی

اور کہا کہ جی میری جان ماما کو کچھ بھی نہیں ہوگا

انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی ابھی میں نے فرحان

بھائی سے بات کی تھی انہوں نے کہا ہے کہ ماما کو ہوش

اگیا ہے اور وہ بالکل ٹھیک ہے شکر ہے اپی کے تائی جان

کی طبیعت ٹھیک ہو گئی میں بہت ڈر گئی تھی اپی کوئی

بات نہیں تمہیں ڈرنے کی ضرورت بالکل بھی نہیں ہے

انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا اور ماما بھی گھرا جائیں

گی فاطمہ نے کہا اور اسے اپنے پاس ہی سونے کے لیے کہا

تو زار نے کہا کہ جی اپی میں آپ کے پاس ہی سونے کے

لیے آئی ہوں فاطمہ نے ہاں میں سر ہلایا اور زار کو لیٹنے

کے لیے کہا اور ساتھ خود بھی لائٹ اف کر کے لیٹ گئی

انج ان دونوں کی بارات تھی لیکن نہ جانے وہ دونوں

کیسی دلہنیں تھی جو اپنی بارات کی رات بھی سفید

کپڑے پہنے گزار رہی تھی فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو

جاری تھے ایک طرف اس کی ماما کی زندگی کا دکھ تھا

تو دوسری طرف اپنے بھائی کی ٹینشن یہی کچھ سوچتے

سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی،،،

رانیابیگم کوروم میں شفٹ کر لینے کے بعد ابراہیم اور

سب ایک ایک کر کے ان سے ملے لیکن ان کو ابھی ہوش

نہیں آیا تھا ڈاکٹر نے کہا تھا کہ ان کورات میں کسی

بھی وقت ہوش اسکتا ہے اسی لیے لہذا جب ان کورات

میں ہوش اجائے تو اپ لوگ کل صبح تک انہیں گھر لے کر

جاسکتے ہیں ڈاکٹر کی بات سن کر ابراہیم نے سب سے

کہا کہ آپ لوگ گھر چلے جائیں میں یہیں پر ہوں ابراہیم

کی بات بھی سب کو ٹھیک لگی لیکن زین نے کہا کہ میں

تیرے ساتھ رک جاتا ہوں نہیں تو گھر جا فاطمہ تیرا

انتظار کر رہی ہو گی اور اگر ہو سکے تو گھر جا کر میری

زارا سے بھی بات کروالینا داجی نے اپنے خوب روپوتے

کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر تھکن کا شبہ تک نہ تھا

لیکن وہ اپنی ماما کی فکر کے ساتھ ساتھ زارا کی فکر

بھی کر رہا تھا ان کو بے اختیار اپنی پوتے پر بہت پیارا یا

اور انہوں نے اسے اپنے گلے لگایا اور کہا کہ تمہیں پریشان

ہونے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے بہو جیسے ہی ٹھیک

ہوتی ہے میں ان سے ضرور بات کروں گا اور تمہیں کسی

صورت بھی دعا سے نکاح نہیں کرنا پڑے گا ان کی بات

سن کر ابراہیم کو تسلی ہوئی اور انہوں نے ہاں میں سر

ہلایا اور اپنے جان سے پیارے دادا جان کو اپنی فکر میں

ہلکان ہوتے دیکھ ان کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا کہ

میرے پیارے دادا جان میں بالکل ٹھیک ہوں اب گھر جا کر

ارام کریں ایسا نہ ہو آپ کی طبیعت بھی خراب ہو جائے

اور اگر ہو سکے تو گھر جا کر اپنی لاڈلی پوتی سے میری

بات کروادینا تاکہ میرے بے قرار دل کو چین جائے

ابراہیم کی بات سن کر دادا جی شرارت سے ہنسنے اور کہا

کہ ٹھیک ہے میں کروادوں گا اور سب ساتھ ہی وہاں سے

نکل گئے،،



گھر پہنچتے پہنچتے ان کو کافی دیر ہو گئی تھی سب کے

چہروں پر بے انتہا تھکن واضح تھی پہلے شادی کی

تیا ریاں اور پھر رانیا بیگم کا زہر کھانا نہیں ہا سپٹل لے

جانا ہا سپٹل میں پوری رات گزارنا وہ سب لوگ تھوڑی

دیر لاؤنج میں بیٹھے اور فاطمہ اور عائشہ نے انہیں ایک

ایک کپ چائے پلائی اس کے بعد سب اپنے اپنے کمرے میں

ارام کرنے چلے گئے عائشہ فاطمہ کے پاس کچن میں آئی

اور کہا کہ جاؤ زین کے پاس جاؤ ہو سکتا ہے اسی کسی

چیز کی ضرورت ہو تو فاطمہ نے ہاں میں سر ہلایا اور

زین کے کمرے کی طرف چلی گئی دوسری طرف دادا جی

نے بھی زارا کو اپنے کمرے میں بلایا تھا کہ اس سے ابراہیم



کی بات کروا سکے

فاطمہ زین کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ

زین ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا اس

کے بال گیلے تھے شاید وہ ابھی شاور لے کر نکلا تھا فاطمہ

اس کے پاس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر گئی اور کہا کہ اپ

کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو میں لے آؤں تو زین اس

کی طرف مڑا اور کہا کہ نہیں بیگم مجھے صرف تمہاری

ضرورت ہے تم ہی میرے پاس رہو اور قریب جا کر اس کو

اپنے گلے لگایا تو فاطمہ نے کہا کہ زین ماما کی طبیعت

کیسی ہے اب وہ ٹھیک تو ہے نافرمانہ کی آنکھوں سے

آنسو بھی جاری تھے اور وہ زین سے اپنی ماما کی طبیعت

بھی دریافت کر رہی تھی زین نے اس کی آواز میں نمی

محسوس کی تو اس سے پیچھے ہوا اور اس کے چہرے کو

اپنے ہاتھوں میں بھر اپیار سے اس کے آنسو صاف کیے اور

کہا کہ میری جان تمہارے ماما بالکل ٹھیک ہے انہیں کچھ

بھی نہیں ہوا زین کی بات سن کر فاطمہ نے کہا کہ جب

میں نے کال کی تھی تب کسی نے ماما سے میری بات کیوں

نہیں کروائی تو زین نے کہا کہ میری جان ابھی انہیں

ہوش ہی نہیں آیا ڈاکٹر نے انہیں انجرات میں ہی ہوش آنے

کا کہا ہے جیسے ہی ان کو ہوش آجائے گا صبح تک

انشاء اللہ وہ ابراہیم کے ساتھ واپس گھر آجائیں گی زین

نے اس کی بات کا تفصیلاً جواب دیا تو فاطمہ کے چہرے پر

اطمینان نظر آیا اور کہا کہ زین صبح جب ماما گھرا

جائیں گی تب پھر کیا ہو گا زین نے نہ سمجھی سے اس کی

طرف دیکھا اور کہا کہ کیا مطلب کیا ہو گا میرا مطلب ہے

جب ماما صبح واپس ہاسپٹل سے گھرا جائیں گی تو کیا

وہ دوبارہ زین بھائی سے نکاح والی بات کرے گی یا نہیں

کرے گی فاطمہ نے زین سے کہا جو اس کا ہاتھ پکڑے بیڈ

کی طرف لے جا رہا تھا زین نے کہا کہ یار فاطمہ وہ تو

صبح جب تائی جان گھرائیں گی تب ہی پتہ چلے گا

اس سے پہلے کہ فاطمہ کوئی اور سوال کرتی اور زین اس

کا جواب دیتا زین نے کہا کہ یار میں تھکا ہوا ہوں پلیز

رحم کرو مجھ پر زین کے کہنے پر فاطمہ نے اس کی

چہرے کی طرف دیکھا جہاں صاف تھکن نظر آرہی تھی

فاطمہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا کہ اوسوری اپ لیٹ جا

میں اپ کا سرد بادوں نہیں میرے سر میں درد نہیں ہے

بس یہاں پاس اکر لیٹ جاؤ اس کی بات سن کر فاطمہ کا

دل دھڑکا۔ وہ اس سے پہلے کہ فاطمہ کوئی بہانہ بنا

کر باہر بھاگتی زین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف

کھینچا اور اسے اپنے پاس لٹا کر اسے باہوں میں بھرا اور

کہا کہ وہ وہ کچھ نہیں میری جان مجھے تھوڑی دیر کے

لیے سکون حاصل کر لینے دو فاطمہ نے اس کی طرف

دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا فاطمہ کے دیکھنے پر

زین جھکا اور اس کے مادے پر بوسہ دیا اور کہا کہ سو

جاؤ میری جان مجھے پتہ ہے رات تم نے بھی بے آرام سے

گزاری ہو گی فاطمہ نے بھی کچھ نہیں کہا اور اپنی

انکھیں بند کر لی،،،

زارا اتنی ٹنڈ میں لاؤنج میں بیٹھی دادا جی کا فون ہاتھ

میں پکڑے ابراہیم کا کال آنے کا انتظار کر رہی تھی نہ

جانے کیوں لیکن اس کو خود سے فون کرنے میں شرم

محسوس ہو رہی تھی اسی لیے اس نے سوچا کہ ابراہیم

خود ہی کال کر دے گا مزید ادھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد

ابراہیم نے دادا جی کے موبائل پر کال کی تو زار آنے اٹھا کر

کہا کہ السلام علیکم دوسری طرف زار کی آواز سن کر

ابراہیم کے دل میں سکون پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ

و علیکم السلام کیسی ہو تو زار نے کہا کہ ٹ۔ ٹھیک آ۔ آپ

کیسے ہیں میں بھی ابھی بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں ابراہیم

نے جواب دیا اور کہا کہ اگر دادا جی کا موبائل ہاتھ میں

ہی پکڑا ہوا تھا تم نے تو مجھے کال کیوں نہیں کی زار کو

کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے تو اس کے منہ سے بے

اختیار نکلا کہ دادا جی کے موبائل میں بیلنس ختم ہو گیا

تھا دوسری طرف ابراہیم نے اس کی بات سن کر اپنا

قہقہہ کر ضبط کیا اس کو پتہ تھا کہ اگر وہ ہستا تو زیادہ

ضرور ناراض ہو کر کال بند کر دیتی اچھا اچھا چلو کوئی

بات نہیں مجھے یہ بتاؤ کہ کیسی ہوا ابراہیم نے نارمل

ہوتے ہوئے دوبارہ زار اسے بات کرنا شروع کی تو زار نے

کہا کہ میں ٹھیک ہوں تائی جان کی طبیعت کیسی ہے اب

تو ابراہیم نے کہا کہ ہاں انشاء اللہ ماما بھی ٹھیک ہیں

ڈاکٹر نے کہا ہے کہ جیسے ہی ان کو ہوش آتا ہے تو ہم

انشاء اللہ گھر جائیں گے ابراہیم کی بات سن کر زار نے

کہا کہ اچھا تو ابراہیم نے کہا کہ اپنا خیال رکھنا اور رونا

بالکل بھی نہیں اور ہاں دعا کے پاس بالکل بھی مت جانا

اور نہ ہی اس سے بات کرنا ہو سکے تو میرے نہ آنے تک

عائشہ یا پھر لیلہ کے پاس چلی جانا سونے کے لیے ابراہیم

کی بات سن کر زار نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن آپ کب آئیں

گے گھر تو ابراہیم نے کہا کہ میری جان ابھی تو کچھ پتہ

نہیں ہے ٹھیک ہے زار نے کہا آپ بھی اپنا خیال رکھنا اتنا



کہہ کر زار نے فون بند کر دیا،،

ہاں کیا بنا تیرا نکاح ہوا اس ابراہیم سے یا نہیں عاشی نے

فون پر دعا سے کہا نہیں یا ابھی کہاں ہوا دعا نے کہا اس

بڑھیا نے سارا پلان ہی خراب کر دیا کیوں اس نے ایسا کیا

کر دیا عاشی نے کہا تو دعا نے جواب دیا کہ یار ہمارے پلان

میں ایسی کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی کہ وہ زہر کھالے

گی لیکن عین وقت پہ مجھے لگا تھا کہ ابراہیم مان جائے

گا لیکن اس نے زہر پی لیا اور ابھی وہ بڑھیا ہا سپٹل میں

ہے دعا نے غصے سے کہا تو عاشی نے کہا کہ یار مجھے تو

لگ رہا ہے کہ یہ تیرے ساتھ کوئی پنگا کر رہی ہے ضرور

اس پر نظر رکھ اور اگے سے اپنا کوئی پلان بھی تو اسے

بتا کر مت کرنا عاشی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی یار

ایسا لگ تو نہیں رہا لیکن اگر تم کہتی ہو تو میں ضرور

اس سے اپنا کوئی بھی پلان شیئر نہیں کروں گی اور نہ ہی

اسے کسی بارے میں بھی انفارم کروں گی دعا نے اس کی

بات سن کر کہا اور کہا کہ تم بارات میں اتنی کیوں نہیں

دعا کی بات سن کر عاشی نے اپنے دل کی بڑاس نکالی اور

کہا کہ یار اس پاگل انسان نے مجھے انوائٹ ہی نہیں کیا تو

بغیر انوائٹ کیے میں وہاں کیسے اجاتی دعا نے حیران

ہوتے ہوئے کہا کہ اس نے تمہیں انوائٹ کیوں نہیں کیا یا

ابھی یہ سب سوچنے کا ٹائم نہیں ہے وہ سب چھوڑ کے گی

مجھ سے رابطہ کیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ اسے زارا

بالکل صحیح سلامت اپنے پاس چاہیے تو تم ایسا کرو کہ

زارا کو ادھر ہی مروانے کی کوشش کرو کنگ کو وہ کسی

بھی صورت میں وہاں نہیں ملنی چاہیے عاشی نے دیوانگی

سے کہا اور دعا نے بھی اس کی بات سن کر کہا کہ ٹھیک

ہے میں ایسے ہی کروں گی آخر دعا ہی تو ایک تھی جو

عاشی کی کنگ کو لے کر دیوانگی سے واقف تھی ویسے یہ

تیرے پاس اچھا موقع ہے گھر میں کوئی میں سب تھکے

ہوئے ہیں اور ابراہیم بھی زارا کے پاس نہیں ہے تو تجھے

اگر مروانا نہیں ہے تو کوئی چھوٹا موٹا زخم تو تو اسے

دے ہی سکتی ہے تاکہ تیرے ساتھ ساتھ میرے بھی دل کو

ٹھنڈک پڑ جائے اس کی بات سن کر دعا کی آنکھیں

چھمکی اور کہا کہ یار تو نے تو بالکل ٹھیک کہا ابھی واقع

ہی گھر میں سب سو رہے ہیں میں جا کر دیکھتی ہوں کہ

زارا کہاں ہے اور اسے کیسے نقصان پہنچایا جاسکتا ہے

ٹھیک ہے بیسٹ اف لک عاشی نے کہا اور کال بند کر دی،،،

زارا ابراہیم سے بات کرنے کے بعد دادا جی کے کمرے میں

موبائل دینے گئی اور وہاں سے نکل کر عائشہ کے کمرے کی

طرف اوپر جانے لگی کیونکہ اس کا ارادہ عائشہ کے پاس

سونے کا تھا ابھی وہ سیڑھیوں سے اوپر کی طرف جا ہی

رہی تھی کہ اوپر سے اسے دعائی ہوئی دکھائی دی سب

سے پہلے دعا کو دیکھ کر اس کے دل میں یہی خیال آیا تھا

کہ ابراہیم نے اس سے کہا تھا کہ وہ دعا سے کوئی بھی بات

نہ کریں اسی لیے وہ دعا کو اگنور کرتے ہوئے اوپر بڑھ رہی

تھی کہ اس کے قریب پہنچتی دعا نے اس کے پیر کے

سامنے اپنا پیر کیا تو زارا کو دکھائی نہ دیا اور وہ پیچھے

کی طرف سیڑھیوں سے نیچے گرتی چلی گئی زارا کے منہ

سے دل سوز چیخ نکلی کہ "مامااااااااااا" دعا جلدی سے

اپنی کمرے کی طرف بھاگ گئی زارا کی اواز اتنی تھی

اس تھی کہ سب اپنے کمروں سے نکلے اور جب زارا کی

طرف دیکھا تو وہ نیچے زمین میں خون سے لت پت پڑی

ہوئی تھی سب دم سادے اپنی جگہ کھڑے زارا کو دیکھ

رہے تھے سب کے دماغ ہی ماؤف ہو گئے تھے کسی کو کچھ

سمجھ نہیں ارہا تھا کہ وہ کیا کرے سب سے پہلے عائشہ

اس کے پاس بھاگ کر گئی اور اس کا سراٹھا کر اپنی گود

میں رکھا اور کہا کہ زارا میری جان اپنی انکھیں کھولو

کچھ بھی نہیں ہوگا پلیراپی کی جان انکھیں کھولو

عائشہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے اسے ہلانے کی

کوشش کر رہی تھی لیکن زارا تھی جس کی انکھیں ابستہ

ابستہ بند ہو رہی تھی اس کی بند انکھوں کو دیکھتے

ہوئے عائشہ نے چیخ کر حسن کی طرف دیکھا اور کہا کہ

منہ اٹھا کر وہاں کیوں کھڑے ہو پاگل انسان گاڑی نکالو

تاکہ اسے ہاسپٹل لے جاسکے عائشہ کی بات سن کر حسن

کو ہوش آیا اور وہ جلدی سے باہر گاڑی کی طرف بھاگا اور

فرحان نے زارا کو اپنی گود میں اٹھایا اور اسے گاڑی میں

بٹھا کر ہاسپٹل کی جانب لے گئے،

ہاسپٹل پہنچ کر فرحان نے زارا کو اپنی گود میں اٹھایا ہوا

جلدی سے اندر لے کر بھاگا ابراہیم جسے نرس نے میڈیسن

لانے کے لیے نیچے میڈیکل سٹور بھیجا تھا اس نے فرحان

کو حواس باختہ کسی گود میں اٹھائے ہاسپٹل کے اندر

بھاگتا ہوا دیکھا اس نے زارا کا چہرہ نہیں دیکھا تھا

کیونکہ فرحان کی پیٹھ تھی اس کی طرف اس کے

پیچھے حسن اور عائشہ بھی تھی ابراہیم کا دل ڈوب کر

ابھرا کہ نہ جانے گھر میں کسی کو کچھ ہو تو نہیں گیا ہے

وہ بھی جلدی سے ان سب کے پیچھے بھاگا اور ابراہیم کو

دیکھا جو سٹر پیچر پر کسی کو لٹا کر ڈاکٹر کو چیخ کر بلا

رہا تھا ابراہیم جلدی سے سٹجڑ کے پاس گیا اور کہا کہ کیا

ہوں ابھی ابراہیم نے اپنی بات مکمل بھی نہیں کی تھی

کہ اس کی نظر زارا کے چہرے پر پڑی جو خون سے لت پت

تھا ابراہیم نے زارا کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس

کے ہاتھ پہ خون لگا اس کو اپنا سر گھومتا ہوا نظر آیا اور

اس کی زندگی اتنی تکلیف میں تھی وہ بھی اس کے

سامنے اس نے اپنے حواس کو قابو کرنا چاہا اور اگلے ہی

پل زارا کو جلدی سے ڈاکٹر کے وارڈ کی طرف لے کر بھاگا

ڈاکٹر نے زارا کی کنڈیشن دیکھی تو اس کو جلدی سے روم

کی طرف لے گئے اور دروازے کو بند کر کے اس کی

ٹریٹمنٹ کرنا شروع کی۔



اس کی زندگی اتنی تکلیف میں تھی وہ بھی اس کے

سامنے اس نے اپنے حواس کو قابو کرنا چاہا اور اگلے ہی

پل زارا کو جلدی سے ڈاکٹر کے وارڈ کی طرف لے کر بھاگا

ڈاکٹر نے زارا کی کنڈیشن دیکھی تو اس کو جلدی سے روم

کی طرف لے گئے اور دروازے کو بند کر کے اس کی

ٹریٹمنٹ کرنا شروع کی۔



ابراہیم ہاسپٹل کے بیچ پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ بس اب

بہت ہو گیا ہے اب اس ڈرامے کا دی اینڈ کرنا ہی پڑے گا

بہت تکلیف پہنچادی اس کنگ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ

مل کر میری فیملی کو لیکن اگے سے میں کچھ بھی کرنے

نہیں دوں گا سب سے پہلے تو اس نے اپنا موبائل نکال کر

زین کو کال کی اور کہا کہ دعا کو پکڑ کر ٹارچر روم میں

بند کر دو اور کسی کو کانوکان خبر نہیں ہونی چاہیے اور

پورے گھر میں یہ پھیلا دو کہ وہ بھاگ گئی ہے زارا کو

سیڑھیوں سے دھکادے کر اور اگر ہو سکے کوئی یقین نہ

کرے تو سی سی ٹی وی فونج دکھا دینا سب کو زین نے

کہا کہ یار تو اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتا ہے کہ زارا کو

دعا نہیں دھکا دیا ہے تو ابراہیم جس کا پہلے بھی دماغ

گھوما ہوا تھا اس نے غصے سے کہا کہ تو کیا زارا اپچی ہے

جو کھودتی ہوئی جائے اور سیڑھیوں سے گر جائے اور اگر

تجھے بھی یقین نہیں ہے تو تو بھی جا کے سی سی ٹی وی

کیمرہ چیک کر تو زین نے اسے سمجھانے والے انداز میں

کہا کہ یاد ابراہیم مجھے لگتا ہے تیرا سچ میں دماغ خراب

ہو گیا ہے ہم نے سیڑھیوں کی طرف اگر تجھے یاد ہو تو ہم

نے کیمرہ ہی نہیں لگایا تو ابراہیم نے ایک بار پھر سے سرد

لہجے میں کہا کہ میں نے لگایا ہے تو جا کے اس سیڑھیوں

کی فون ٹیچک کر اور جلدی سے جا کر دعا کو پکڑ کر

ٹارچر روم میں بند کر دے اور ہاں اس کی جو ساتھی تھی

وہ جس سے وہ فون پر باتیں کیا کرتی تھی اس کی

لوکیشن بھی نکال میں تیری طرف حسن کو بھیج رہا ہوں

دونوں جا کر اس کو بھی پکڑو اور دونوں مجھے ایک

گھنٹے کے اندر اندر چارچروم میں چاہیے بنا اس کا جواب

سنیں ابراہیم نے کال کٹ کر دی ابراہیم اٹھا اور وہاں سے

جانے لگا تو فرحان نے کہا کہ کہاں جا رہا ہے تو تو ابراہیم

نے جواب دیا کہ سامنے ہی پارک ہے ادھر تھوڑی دیر کے لیے

بیٹھ رہا ہوں ڈاکٹر کچھ بھی بولے تو مجھے اکر ضرور بتا

دینا ابراہیم کی بات سن کر فرحان نے حاں میں سر ہلایا

اور ابراہیم باہر کی طرف چلا گیا ساتھ میں حسن کو بھی

باہر آنے کا کہا،،

عائشہ پریشان سی ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی ہاسپٹل

میں فرحان نے جب اسے بے چینی سے ادھر سے ادھر ٹہلتے

ہوئے دیکھا تو کہا کہ عائشہ یار بیٹھ جاؤ وہ ٹھیک ہو

جائے گی بدلے میں عائشہ نے اسے جن نظروں سے دیکھا

تھا فرحان نے چپ رہنا ہی بہتر سمجھا عائشہ نے کو

جواب نہ دیا اور ادھر سے ادھر دوبارہ ٹہلنے لگی جب

فرحان سے مزید برداشت نہ ہوا تو اس نے زبردستی عائشہ

کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس پہنچ پر بٹھایا فرحان کی اس

حرکت سے عائشہ کے جسم میں غصے کی لہریں دھوڑی

اور اس نے زبردستی اپنا ہاتھ واپس کھینچا اور کہا کہ

دوبارہ ہاتھ لگانے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ منہ توڑ

دوں گی تمہارا میں اس کے ری ایکشن کو دیکھ کر فرحان

کو حیرت ہوئی اور کہا کہ عائشہ میں نے ایسے بھی کیا کر

دیا صرف ہاتھ ہی تو پکڑا تھا تمہارا تو عائشہ نے جواب

میں کہا کہ اپ کو مجھ پر کوئی حق نہیں بنتا کہ اپ یوں

سر عام میرا ہاتھ پکڑے اور ویسے بھی کس حق سے اپ

ہاتھ پکڑ رہے ہیں میرا جہاں تک مجھے یاد ہے اپ نے یہی

کہا تھا کہ اپ عنقریب کسی اور سے شادی کرنے والے ہیں

تو جا کر یہ حق اسی پر جتائیں مجھ پر نہیں فرحان

عائشہ کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کر دنگ رہ گیا

تھا اس کے دل میں درد اٹھا اور اس نے خود سے کہا کہ

صحیح تو کہہ رہی ہے وہ میں نے تو خود ہی اپنے عشق

کو اپنے ہاتھوں برباد کیا تھا اب کس حق سے میں اس کا

ہاتھ پکڑ رہا ہوں فرحان کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر

عائشہ نے اس کی طرف سے اپنا منہ موڑ لیا اس ظالم

حسینہ کے منہ موڑ لینے پر فرحان کہ چہرے پر افیت ناک

ہنسی آئی اور اس نے دل میں سوچا کہ کاش میں تمہیں

اپنے ہاتھوں ہی خود سے دور نہ کرتا تو شاید آج ہم بھی

اپنی خوشحال زندگی گزار رہے ہوتے پھر فرحان نے چپکے

سے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی اور دل میں خود سے

عہد کیا کہ ایک نہ ایک دن تو تمہیں میری دسترس میں انا

ہی پڑے گا اور میں تمہیں ضرور اپنا بنا کر ہی رہوں گا

تمہیں کسی اور کے حوالے کرنے سے پہلے میں خود کی جان

دے دوں گا لیکن تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا

فرحان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو دوبارہ سے

ادھر سے ادھر ٹہلنا شروع ہو گئی تھی،،،

ابراہیم کے کال کٹ کر دینے کے بعد زین دعا کی روم کی

جانب چلا اور دعا کے روم میں اندر داخل ہونے کے بعد

اس نے دیکھا کہ دعا الماری میں نہ جانے کیا کر رہی تھی

دروازہ کھلنے کی آواز پر دعا نے بھی دروازے کی طرف

دیکھا تو وہاں زین کو کھڑا پا کر وہ حیران ہوئی اور کہا کہ

اپ یہاں دعا نے سوالیہ نظروں سے زین کی طرف دیکھا

ہاں وہ مجھے کچھ کام تھا زین نے جواباً کہا اور دھیرے

دھیرے اس کے نزدیک جانے لگا اس کی بات سن کر دعا نے

کہا کہ جی کہیں کیا بات ہے دعا کے ارد گرد خطرے کی

گھنٹیاں بجنے لگی آخر وہ اتنی بچے بھی تو نہیں تھی کہ

پہلی بار زین کا اپنے کمرے میں انا اور وہ بھی بغیر کسی

وجہ کے اس کے نزدیک چلے انا اس نے دھیرے سے الماری

کے دراز میں سے احتیاطاً ایک چاقو اپنے ہاتھ میں لے کر

اپنے پیٹ کے پیچھے چھپا لیا لیکن سامنے بھی زین تھا

جس نے کچی گولیاں تو کیلھی نہیں تھی زین کی آنکھوں

سے اس کی یہ حرکت منفی نہ رہ سکی اس سے پہلے کہ

وہ اگے بڑھ کر اس کے منہ پر کلوروفوم سے بھرا رومال

رکھ کر اسے بے ہوش کرتا اتنے میں ہی دروازہ ناک ہوا تو

زین اور دعا دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں

ہاتھ میں چائے کا کپ لیے لیلہ کھڑی تھی لیلہ نے حیرت

سے زین کی طرف دیکھا اور کہا کہ بھائی اپ یہاں پر کیا

کر رہے ہیں کچھ بھی نہیں میں ایسے ہی دعا سے کچھ

بات کرنے کے لیے آیا تھا تم یہاں پر کیا کر رہی ہو زین نے

اس کے سوال کا جواب دے کر اپنا سوال کیا تو لیلہ نے کہا

کہ میں نے سب کے لیے چائے بنائی تھی تو دادا جی نے کہا

کہ ایک کپ دعا کے روم میں بھی دے او تو میں بس دعا

کو یہی دینے آئی تھی لیلہ نے چائے کا کپ دعا کے ہاتھ

میں دیا تو دعا نے اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ کر ٹیبل پر رکھ

دیا لیلہ چائے کا کب دے کر وہاں سے جانے لگی تو پیچھے

سے زین نے کہا کہ میں بھی چلتا ہوں مجھے تم سے کچھ

کام ہے لیلہ نے ہاں میں سر ہلایا تو زین نے دعا کی طرف

دیکھ کر کہا کہ میں تم سے بعد میں بات کر لوں گا تو دعا

نے بھی ہاں میں سر ہلایا اور ریلیکس ہو کر بیڈ پر بیٹھ

گئی اور موبائل اٹھا کر سکرولنگ کرنے لگی اور ساتھ ہی

ساتھ چائے کے چھوٹے چھوٹے سپ بھی لینے لگی چائے

ختم کرنے کے بعد اس نے کب ٹیبل پر رکھا تو نہ جانے

کیوں اس کا سر بھاری بھاری سا ہونے لگا تو اس نے دل

میں سوچا کہ شاید اسے چائے پینے کے بعد نیند آرہی ہوگی

اسی لیے وہ باتھ روم جانے کے لیے اٹھی تاکہ وہ اپنا منہ

دھو سکے اس کو ضروری کام سے باہر جانا تھا عاشی سے

ملنے لیکن باتھ روم تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ لہرا کر

زمین پر گر کر بے ہوش ہو گئی یہ سارا منظر کھڑکی میں

سے لیلہ زین اور حسن بھی دیکھ رہے تھے زین نے حیران

ہوتے ہوئے اپنی چھوٹی بہن کے خرافاتی دماغ کو دیکھا

جس نے اسانی میں ہی اس کا کام حل کر دیا تھا لیلہ نے

کہا کہ دیکھا دیکھا کیسے میرا ایڈیا کام کر گیا ورنہ تم

دونوں تو پاگل نہ جانے کیا کر دیتے ہیں لیلانے اپنی

فرضی کالر جاڑے جو حسن نے کہا کہ بس بس زیادہ اڑنے

کی ضرورت نہیں ہے تمہیں پلین میں شامل بھی میں نے

ہی کیا تھا تو اگر تم مجھے پلان میں شامل نہیں کرتے تو

تمہیں اتنا اچھا ایڈیا کہاں سے ملتا لیلہ نے بھی جوابا

اس سے کہا ان دونوں کو لڑتا ہوا دیکھ کر زین جلدی سے

دعا کے کمرے کی طرف گیا تھا کہ اس کو ٹارچر روم میں

لے جاسکے ابھی سب گھر والے اپنے اپنے کمروں میں تھے

وہ یہ کام باسانی کر سکتا تھا اس کے بعد اس کو عاشی کو

بھی لینے جانا تھا اور اسے پتہ تھا کہ کہیں دیر ہونے پر

ابراہیم اس کو ہی ٹارچر روم میں بند نہ کر دے اور

پیچھے لیلہ اور حسن بھی بھاگے تاکہ وہ بھی زین کے

ساتھ جا سکیں بھاگتے ہوئے بھی لیلہ نے حسن سے کہا

تھا کہ اب تو تعریف کر دو میری کنجوس ادی تو حسن

نے مسکرا کر کہا کہ جب دوسری والی کو بھی پکڑ کر لائیں

گے تب پکا تمہاری تعریف کر دوں گا اور تمہیں گفٹ بھی

دوں گا اپنی طرف سے اس کی بات سن کر لیلہ کی

چھمکی اور کہا کہ ٹھیک ہے مجھے انتظار رہے گا اور کہیں

اپنی اس بات سے مکر نہیں جانا تم حسن نے بھی مسکرا

کر اپنی اس افت کی پڑیا کو دیکھا اور کہا کہ ٹھیک ہے

نہیں بدلوں گا باتوں ہی باتوں میں وہ لوگ زین کی گاڑی

کے پاس پہنچے جہاں زین ان کا انتظار کر رہا تھا ان کو اتنا

ہو ادیکھ کر کہا کہ چلو جلدی کرو دیر ہو رہی ہے وہ

لوگ جلدی سے ایک چھوٹے سے بازار کی طرف نکل پڑے

جہاں ان لوگوں نے پلان کے مطابق عاشی کو بلار کھا تھا

دعا کے فون پر ٹیکس کر کے،،

یار بھائی دیکھیں تو صحیح اور کتنا ویٹ کرنا پڑے گا پ

ایک بارچیک تو کریں کئی دعا کے فون پر میسج تو نہیں

ایا عاشی کا وہ تینوں ادھے گھنٹے سے گاڑی میں بیٹھے

عاشی کے بازار میں آنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن وہ تھی

جو شاید انا ہی بھول گئی تھی زین نے لیلا کو غصے سے

موبائل دیا اور کہا کہ یہ لو تم ہی پکڑ لو جیسے ہی میسج

آئے بھاگ کر چلی جانا ٹھیک ہے اس کی بات سن کر لیلا

نے کہا کہ ہاں بھائی یہ کام کر دے مجھے دے موبائل لیلا

نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور خود چیک کرنے لگی

ابھی لیلا کو موبائل ہاتھ میں لیے دو منٹ بھی نہیں ہوئے

تھے کہ عاشی کا میسج آیا اور کہا کہ میں پہنچ گئی ہوں

جلدی سے اجاؤ اسہ بھائی دیکھیں میسج آگیا لیلہ

خوشی سے اتنی زور سے چیخی کہ حسن اور زین کو اپنے

کانوں پر ہاتھ رکھنا پڑا دونوں نے بیک وقت اس کو غصے

سے دیکھا ان کی غصے بھری نظریں خود پر محسوس کر

کے لیلہ نے کہا کہ یہ لے فون اپ لوگ پکڑیں اور اس کے

ساتھ غصہ کریں میں اس دوسری اُفت کو بھی اپ لوگوں

کے پاس لے کر آتی ہوں لیلہ نے کہا اور گاڑی سے اتر کر

عاشی ہی بتائی ہوئی جگہ پر جانے لگی جہاں حد سے

زیادہ رش تھا لیلہ نے عاشی کی تو فرحان کے موبائل میں

ہی پکچر میں دیکھ لیا تھا لیکن عاشی نے کبھی لیلہ کو

نہیں دیکھا تھا اسی لیے اس کو یہ اطمینان تھا کہ وہ اس

کو پہچان نہیں پائے گی لیلہ نے عاشی کو دور سے دیکھا

اور وہ جلدی سے اس کی طرف بھاگ کر گئی اور جان

بوجھ کر اس سے ٹکرائی عاشی کو دھکا لگنے کی وجہ

سے اس نے غصے سے پیچھے کی طرف پلٹ کر دیکھا اور

غصے بھرے لہجے میں لیلہ سے کہا کہ دکھائی نہیں دیتا

کیا جو دوسروں پر چھڑی جا رہی ہو اس کی بات سن کر

لیلہ نے کہا کہ ارے ارے باجی دکھائی تو مجھے دیتا ہے

لیکن ادھر ادھر دیکھیں رش کتنا ہو رہا ہے اس کے منہ سے

اپنے لیے باجی سن کر عاشی کا تو پارہ ہی ہائے ہو گیا تھا

تو اس نے دوبارہ غصے سے کہا کہ تمہارے دماغ خراب ہو

گیا ہے کیا کیا میں تمہیں بہن جی ٹائپ لگتی ہوں جو تم

مجھے باجی بلارہی ہو تو لیلہ ہنسی اور کہا کہ ارے اگر

اپ کو باجی کہنا برا لگ رہا ہے تو میں اپ کو انٹی کہہ

دیتی ہوں اس کے انٹی کہنے پر تو عاشی کا غصہ ساتوں

اسمان پر پہنچا اور اس نے غصے سے لیلہ پر ہاتھ اٹھانا

چاہا لیکن لیلہ پھرتی سے نیچے کی طرف جھکی اور

عاشی کے ہاتھ کا تھپڑ پیچھے سے اتی ہوئی انٹی کو لگا

عاشی لیلہ پر جتنا غصہ تھی اس نے اپنی پوری قوت سے

اس کو تھپڑ مارنا چاہا تھا لیکن اس کے بجائے انٹی کو

تھپڑ لگتا ہوا دیکھ کر انٹی شکڑ کھڑی تھی کہ اس کو

کس نے تھپڑ مارا لیکن جب انہوں نے عاشی کی طرف

دیکھا جو خود بھی شکڑ کھڑی تھی لیلہ جلدی سے ان کے

بیچ سے اٹھی اور ان دونوں کی طرف دیکھا جو دونوں ہی

شکڑ تھی تو لیلہ نے اونچی آواز میں ان دونوں کے بیچ اپنا

چہرہ کیا اور کہا کہ "موئے موئے" اس کے موئے موئے

کہنے پر عاشی اور وہ موٹی انٹی دونوں اس کی طرف

متوجہ ہوئی تو لیلہ نے اپنا چہرہ معصوم کر کے کہا کہ

بیوٹی فل لیڈی تھپڑا پ کو انہوں نے مارا ہے لیلہ نے

عاشی کی طرف اشارہ کیا عاشی نے اس موٹی انٹی کو

اپنی طرف غصے سے دیکھتا ہوا پا کر کہا کہ دیکھے انٹی

اس کے انٹی کہنے کی دیر تھی انٹی نے غصے سے اس کی

طرف دیکھ کر کہا کہ کیا تمہیں میں انٹی نظر آرہی ہوں

نہیں نہیں باجی میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا میں نے

اپ کو تھپڑ نہیں مارا عاشی نے اپنی صفائی میں کچھ

کہنا چاہا لیکن دوسری طرف انٹی جو غصے سے بھری تھی

انہوں نے کھینچ کر اپنے ہاتھ کا ایک تھپڑ عاشی کو مارا

اور نازک سی عاشی بھرے بازار میں نیچے کیچڑ میں گر

گئی اس کے نیچے گرنے پر اس موٹی انٹی نے لیلہ کی

طرف دیکھ کر کہا کہ ابھی کہونا کہ موئے موئے تو لیلہ

نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا کہ ارے نہیں انٹی ابھی

موئے موئے نہیں کہوں گی تو انٹی نے غصے سے کہا کہ

کیوں نہیں کہو گی جب مجھے تھپڑ مارا تھا تب تو تم نے

کہا تھا تو لیلہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کہ انٹی اپ کا تو

صرف موئے موئے ہوا تھا لیکن اس باجی کا تو "پروگرام ہی

وڑ گیا" لیلہ نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کے ساتھ میں ہی

انٹی بھی ہنسنے لگی اور وہاں سے دوسری طرف چلی گئی

لیلہ نے عاشی کی طرف دیکھا تو اس کے پورا چہرے پر

مٹی لگ چکی تھی اور اس کو کچھ نظر بھی نہیں ا رہا تھا

تو لیلہ جلدی سے اگے ہوئی اور کہا کہ ائیں باجی میں اپ

کامنہ دھلوا دوں عاشی کو غصہ تو بہت آیا لیکن اس

وقت اس کے ساتھ جانا مجبوری تھی اسی لیے اس کو ہاتھ

دیا اور اس کے ساتھ چلی گئی سائیڈ پر لے جا کر لیلہ نے

اس کامنہ دھلوا یا منہ دھلوانے کے بعد لیلہ نے اس سے

کہا کہ یہ لے پانی بھی پی لیں عاشی نے اس سے غصے سے

بوتل کھینچی اور پانی پینے لگی دو تین بڑے بڑے

گھونٹ پانی کے پینے کے بعد عاشی کو اپنا سر باری ہوتا

ہوا محسوس ہوا اور اس نے جلدی سے لیلہ کی طرف

دیکھا اور کہا کہ کیا ملایا تھا تم نے اس پانی میں ابھی

عاشی نے اپنی حواس نہیں کھوئے تھے تو لیلہ نے کہا کہ

باجی یہ تو میرا شوہر مجھ سے بہت لڑتا ہے اسی لیے

میں بنگالی بابا کے پاس گئی تھی تو انہوں نے اس پانی پہ

دم کر کے دیا تھا میں نے تو اس میں کچھ نہیں ملا یا لیلہ

نے معصومیت سے کہا تو عاشق کو اپنی ارد گرد خطرے

کی گھنٹیاں بجنے لگی اس نے جلدی سے اپنا بیگ اٹھایا اور

وہاں سے جانے لگی لیکن دو سے تین قدم اٹھانے کے بعد ہی

وہ لہرا کر زمین بوس ہوئی اور وہیں پر بے ہوش ہو گئی

لیلہ نے جلدی سے پیچھے مڑ کر حسن اور زین کو اپنی

طرف انے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں بھی جلدی سے اس کے

پاس گئے تو لیلہ نے کہا کہ یہ لو یہ کام بھی ختم ہوا ان

دونوں نے حیران ہو کر لیلہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ

سب تم نے ادھے گھنٹے میں اتنا جلدی کیسے کیا تو لیلہ نے

زین کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیکھے بھائی یہ بھی اپ کی

بہن کا ہائیڈن ٹیلنٹ ہے اس کی اداکاری پر زین ہنسا اور

اس کے سر پر ہلکا سا مارا اور کہا کہ نو ٹنگی چلو اب جلدی

کر وایسا نہ ہو کوئی ہمیں دیکھ لے تو لیلہ نے کہا کہ جی

جی چلے بھائی لیلہ اگے چلی اور زین اور حسن نے عاشی

کو اٹھا کر گاڑی کی ڈگی میں ڈالا اور اپنے گھر کی طرف

روانہ ہو گئے،،

تین گھنٹے گزر گئے تھے لیکن ڈاکٹر تھے جو زارا کے روم

سے باہر آنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے اب تو ابراہیم کو

بھی بے چینی ہونے لگ گئی تھی بے سکون تو اس کا دل

کب سے تھا اسی ٹائم کے بیچ اس نے نفل بھی ادا کر لی

تھی اور اپنے اللہ کے سامنے اپنی زندگی کے لیے بھی

دعائیں مانگی تھی ابھی وہ لوگ ادھر سے ادھر ٹہل ہی

رہے تھے کہ اتنے میں ڈاکٹر زباہر اے ابراہیم ان کے پاس

بھاگ کر گیا اور کہا کہ ڈاکٹر میری بیوی کیسی ہے اپ

ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ینگ مین

اس کا خون بہت ضائع ہو گیا ہے ہمیں جلد بلڈارینج کرنا

پڑے گا اور ان کی کنڈیشن کے بارے میں تو ہم بلڈ

چرٹھانے کے بعد ہی کچھ کہہ سکتے ہیں تو ابراہیم نے بے

چینی سے کہا کہ اپ میرا خون لے لیں اور میری زندگی کو

بچالیں ڈاکٹر نے حیرانگی سے اس نوجوان کو دیکھا

جس کی آنکھوں سے بس آنسو چھلکنے کی ہی دیر تھی

ڈاکٹر نے اسے کہا کہ آپ میرے ساتھ میں آپ سے کچھ

ٹیسٹ کرتا ہوں اس کے بعد آپ کا خون میں آپ کی وائف

کو چڑھا دوں گا ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا اور ڈاکٹر کے

ساتھ ٹیسٹ روم کی طرف چل پڑا اور پھر 20 منٹ کے

بعد ٹیسٹ رپورٹ آگئی تو ڈاکٹر نے ابراہیم سے کہا کہ آپ

کابلڈ اپ کی وائف سے میچ ہو گیا ہے اے اب اپ کابلڈ ہم

اپ کی وائف کو دے سکتے ہیں ابراہیم نے دل میں اپنے

اللہ کا شکر ادا کیا اور ڈاکٹر کے ساتھ چل پڑا خون نکالتے

وقت ابراہیم نے ڈاکٹر سے ضد کی اور کہا کہ مجھے زارا

کے بیڈ کے پاس ہی ایک بیڈ لگوا دیں تاکہ میں اس کو

دیکھ بھی لوں ڈاکٹر تو اس چیز کے حق میں بالکل بھی

نہیں تھے لیکن پھر ان کو ابراہیم کے سامنے ہار مانی ہی

پڑی ظاہر سی بات ہے وہ ایک نامور شخصیت تھا کون اس

کو نہیں جانتا تھا شہر میں ہر کوئی جانتا تھا ابراہیم شاہ

کو ابراہیم بیڈ پر لیٹے زار کے چہرے کی طرف دیکھ رہا

تھا جس کی آنکھیں بند تھی ابراہیم نے دل میں سوچا کہ

اپنی اس معصوم بیوی تک پہنچنے کے لیے اسے کیا کرنا

پڑ رہا ہے ابراہیم دل میں اپنے رب سے دعا مانگ رہا تھا کہ

اللہ اسے اس کی زندگی تک بخیریت پہنچ جائے اور اس

کے سارے مسئلے حل کر دے اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ

خوشحال زندگی گزار سکیں۔



کانگریس لیڈنگ مین اپ کی وائف کو ہوش اگیا ہے

ڈاکٹر نے باہر اکرا براہیم کو بتایا جو بیچ پر بیٹھا تھا

ڈاکٹر کی بات سن کر ابراہیم ان کے پاس گیا اور کہا کہ اب

ان کی کنڈیشن ٹھیک تو ہے نا اور کیا وہ ڈسچارج ہو گئی

ہے ہم انہیں گھر لے کر جاسکتے ہیں آج سو آپ مجھے

میڈیسن بھی لکھ کر دے دیں تاکہ میں وہ اس کو ٹائم ٹو

ٹائم دیتا رہوں اینڈ مجھے ان کی ڈائٹ بھی ضرور بتا

دیجئے گا ابراہیم نے ایک ہی سانس میں کئی سوال ڈاکٹر

سے کر ڈالے ڈاکٹر نے حیران ہوتے ہوئے ابراہیم کے کندھے پر

ہاتھ رکھا اور کہا کہ ریلیکس ینگ مین لگتا ہے اپ اپنی

بیوی سے بہت محبت کرتے ہیں لیکن ناؤشی ازال رائٹ

اس کی بات سن کر ابراہیم کو تھوڑی تسلی ہوئی اور

ڈاکٹر نے کہا کہ ابھی ان کو ہوش آگیا ہے ایک گھنٹے کے

اندراپ جیسے ان کو ڈرپ ختم ہوتی ہے اپ انہیں گھر لے

کر جاسکتے ہیں اور ابھی اپ کی مدر بھی بالکل ٹھیک ہو

گئی ہے اپ انہی بھی گھر لے کر جاسکتے ہیں ٹھیک ہے

ابراہیم نے کہا ڈسچارج پیپر بنوانے کے لیے انٹرنس کی

طرف بڑھ گیا اور پھر ایک گھنٹے کے بعد وہ لوگ سب

گھر کی طرف روانہ تھے فرحان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور

اس کے ساتھ اگے ابراہیم بیٹھا تھا جبکہ پیچھے عائشہ اور

بیچ میں زارا تھی اور زارا کے ساتھ ہی رانیا بیگم بیٹھی

ہوئی تھی زارا نے رانیا بیگم کے کندھے پر اپنا سر رکھا ہوا

تھارا نیا بیگم نے اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا اور ان کی

مامتا بھی اتنے دنوں سے تڑپ گئی تھی زارا کو اپنی آغوش

میں چھپا لینے کے لیے اتنے دنوں سے وہ زارا کو برا بنانے

کے لیے بہت ناطک کر چکی تھی اب ان سے اور برداشت نہ

ہوا تو انہوں نے زارا کو اپنی مامتا کی آغوش میں چھپا

لیا عائنہ نے ان دونوں کی طرف حیران ہوتے ہوئے دیکھا

حیران تو زارا بھی ہو گئی تھی تو زارا نے سوالیہ نگاہوں

سے ابراہیم کی طرف دیکھا تو ابراہیم نے اس کی طرف

اپنا چہرہ موڑ کر کہا کہ یہ سب ہمارا ہی پلان تھا دعا کی

سچائی سب گھر والوں کے سامنے لانے کے لیے ماما بھی

میرے کہنے پر ہی دعا کے ساتھ پلان میں شامل ہوئی تھی

ابراہیم کی بات سن کر زارا نے رانیا بیگم کی طرف دیکھا

جنہوں نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کا ماتا چوم کر کہا کہ

میرا بچہ تائی اماں نے بہت تکلیف پہنچائی نا اپنے بچے

کو تو زارا نے خفگی سے ان کی طرف سے اپنا منہ موڑ لیا

تھا اس کے ناراضگی کے اظہار سے رانیا بیگم مسکرائی

اور اس کا چہرہ اپنی طرف احتیاط سے موڑا اور کہا کہ

اپنی تائی اماں کو معاف نہیں کرے گی میری پیاری بیٹی

رانیا بیگم کی آنکھوں میں آنسو تو زارا کو بھی ہر گز

برداشت نہیں تھے اسی لیے زار نے جلدی سے ان کے انسو

صاف کیے اور کہا کہ بس ایک ہی شرط پر مانوں گی جب

گھر جا کر اپ مجھے گاجر کا حلوہ بنا کر دیں گے تب ہی

میں مان لوں گی زار کی بات سن کر رانیا بیگم نے مسکرا

کر حاک میں سر ہلایا اور اسے اپنے گلے لگایا اور کہا کہ

ضرور میں اپنے بچے کے لیے ضرور گاجر کا حلوہ بنالوں

گی تو زار نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ دیکھنا آپ کے

ہاتھوں کا گاجر کا حلوہ کھا کر میرا سر درد بالکل ٹھیک ہو

جائے گا تو ابراہیم نے بے چینی سے اس کی طرف چہرہ

موڑ کر کہا کہ کیا تمہارے سر میں درد ہو رہا ہے تو زارا نے

ہاں میں سر ہلایا تو ابراہیم نے جلدی سے اپنا موبائل فون

نکال کر ڈاکٹر کو کال کی اور اسے بتایا کہ زارا کے سر میں

درد ہو رہا ہے دوسری طرف سے نہ جانے ڈاکٹر نے اسے کیا

ہدایت دی تھی کہ اس نے مطمئن ہو کر اپنا موبائل نیچے

رکھ دیا تو فرحان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا اور کہا کہ

یار تھوڑا تو صبر کر لیا کر اب وہ اتنی سیڑھیوں سے گری

ہے تو اس کے سر میں درد تو ہو گا نہ ظاہر سی بات ہے سو

ابراہیم نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور گاڑی

کے شیشے سے باہر دیکھنے لگا،

حسن گھر کے پیچھے لان میں بیٹھا اپنا موبائل سکرول کر

رہا تھا پیچھے سے اتے ہوئے لیلہ نے اس کے کندھے پر ایک

کندہ مکارا کے حسن اہسہ کر کے رہ گیا لیلہ جب اس کے

سامنے کرسی پر بیٹھی تو حسن نے گھور کر اس کی طرف

دیکھا اور کہا کہ تمہارا دماغ اپنی جگہ سے کسک گیا ہے

کیا یا پھر اسکو واپس سے ڈیلے ہو گئے ہیں اس کی بات

سن کر لیلہ نے کہا کہ ہاں یار میں خود سوچ رہی تھی

کسی مکینک کے پاس جاؤں تو حسن نے چھیڑ کر کہا کہ

جی جی ضرور جانا چاہیے تھا کہ اب آپ کے دماغ کے

سکروٹائٹ کر دے یا میں گئی تھی اس کے پاس لیکن

انہوں نے کہا کہ ہماری دکان کی ایک شرط ہے اگر کسی

ایک پرسن کا سکروٹائٹ کروانا ہوتا ہے تو اپنے ساتھ

دوسرے پرسنٹ کو بھی لے کرانا ہوتا ہے تاکہ اس کا سکرو

ہم ڈیلا کر سکے اب اسی کے لیے میں اپنے لیے پارٹنر تلاش

کر رہی ہوں لیکن تم مجھے بالکل پرفیکٹ لگتے ہو تو

میرے ساتھ کل چلنا میں اپنا سکر وٹائٹ کروالوں گی اور

تمہارا ڈیلے کروادے نگی منظور ہے اس کی بات سن کر

حسن مصنوعی ہنسی ہنسا اور کہا کہ تمہارے اس ٹھنڈے

جوک پر ہنسنا بھی تھا تو لیلہ نے کہا کہ ہنسنا شرط

تھوڑی تھا تم روکے دکھا لو میں سمجھ جاؤں گی میرا

جوک اچھا ہے بکو اس بند کر واپنی اور سیدھے سیدھے

بتاؤ یہاں پر کیوں آئی ہو حسن نے اس بار کچھ بیزاری

سے کہا تو لیلہ نے اس کی طرف گھور کر دیکھ کر کہا کہ

تم نے کہا تھا کہ جب دونوں لڑکیوں کو پکڑ لو تب تو میں

تمہیں میں گفٹ بھی دوں گا اور تمہاری تعریف بھی کروں

گا تو اپ مجھے گفٹ بھی جائیے اور تعریف بھی لیلہ نے

شاہانہ انداز میں اپنے پاؤں پر پاؤں رکھ کر کہا تو حسن

نے فقط صرف اتنا کہا کہ جمعرات کو انا بھی اس نے اپنی

پوری بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ لیلہ آدھی بات سن

کر غصے سے لال پیلی ہوتی کڑی ہوئی اور اس پر جھپٹ

پڑی اور اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں پھسا کر زور

زور سے کھینچنے لگی تو حسن نے چیخ کر کہا کہ جنگلی

بلی تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا چھوڑو میرے بالوں کو

گنجا کرنے کا ارادہ ہے کیا تو لیلہ نے اس کی بات سن کر

اس کے بال اور زور سے کھینچے اور کہا کہ ہاں تمہاری

ہمت کیسے ہوئی مجھے بھکاری کہنے کی آج تو میں سچ

میں تمہارے ان خوبصورت بالوں کا ستیاناس کر دوں گی

اور تمہیں گنجا کر کے ہی چھوڑوں گی تو حسن نے اس کے

دونوں ہاتھوں کو اپنی ہاتھوں کی گرفت میں زور سے پکڑ

کرنچے کیا اور کہا کہ پہلے میری پوری بات تو سن لو

میری ماں تو لیلہ نے احسان کرنے والے انداز میں کہا کہ

جی کہیں تو حسن نے اپنی صفائی میں کہا کہ میں بولنا

چاہ رہا تھا کہ جمعرات کو انا جمع رات کو میری سیلری

ملے گی تب تمہیں گفٹ دے دوں گا لیلہ کے گھورنے پر

حسن نے جلدی سے اپنی بات مکمل کی تو لیلہ نے کہا کہ

ٹھیک ہے جمعرات کو تمہاری سیلری ملے گی لیکن تعریف

کرنے پر تو کوئی ٹیکس نہیں کٹانا وہ تو کر دو تو حسن

نے اسے اپنی باہوں میں کھینچا اور اس کے گال پر نرمی

سے اپنی لب رکے اور جلدی سے گھر کی طرف بھاگ گیا یہ

سب اتنا ہڑ بڑی میں ہوا کہ لیلہ کا کچھ سمجھ ہی نہیں آیا

اور وہ ابھی بالکل ہونقوں کی طرح منہ کھولے کھڑی

تھی اور سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ ابھی یہ

تھوڑی دیر پہلے حسن کیا حرکت کر کے گیا ہے اس نے

غائب دماغی سے اپنے گال پر ہاتھ رکھا جہاں ابھی حسن

تھوڑی دیر پہلے اسے چھو کر گیا تھا سمجھانے پر اس کے

گال لگلابی ہوئے اور اس کے ہونٹوں پر شرمیلی

مسکراہٹ اگئی حسن سے اس کا بدلہ سوچتے ہوئے وہ

بھی گھر کے اندر چلی گئی،،

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ لوگ گھر پہنچے تھے زار اور

رانیا بیگم کو ان کو اپنے اپنے کمرے میں چھوڑ دینے کے

بعد ابھی وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی اور سکون

سے بیڈ پر بیٹھی اسے حد سے زیادہ تھکن محسوس ہو

رہی تھی اور اسے شدت سے نیند کی طلب بھی ہو رہی

تھی تو عائشہ نے سوچا کہ پہلے چنچ کر لیتی ہوں اس

کے بعد سو جاؤں گی وہ اٹھی اور الماری سے اپنا ایک

ڈریس لے کر واش روم کی طرف فریش ہونے چلی گئی

تقریباً 20 منٹ بعد وہ واش روم سے فریش ہو کر باہر آئی

اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے گیلے بالوں کو

ڈرائیر کی مدد سے سکھانے لگی بال سکھانے کے بعد وہ

جلدی سے اپنے بیڈ پر گئی اور کمبل میں گھس کر سونے

لگی ابھی وہ نیند کی وادیوں میں اتر ہی رہی تھی کہ

اسے اپنے اوپر ایک بوجھ سا محسوس ہوا تو اس نے ہڑبڑا

کر اپنی انکھیں کھولی انکھیں کھولنے پر اس نے دیکھا

جہاں ڈیول اس کے پاس ہی لیٹا اسے اپنی بوجھل سرخ

ہوا نکھوں سے دیکھ رہا تھا اسے دیکھ کر عائشہ کی نیند

بھک سے اڑی اور کہا کہ اپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں تو

ڈیول نے اسے اپنی باہوں میں کیٹھنچا اور کہا کہ سونے دو

بے بی بہت تھکا ہوا ہوں میں تو عائشہ نے حیران کن انداز

میں اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ کہاں گئے تھے آپ جو

آپ اتنا تھک گئے ہیں ہاسپٹل کا نام سن کر عائشہ مزید

حیران ہوتی اس سے پوچھ بیٹھی کہ آپ ہاسپٹل میں کیا

کر رہے تھے تو ڈیول نے اپنی آنکھیں کھول کر اس کی

طرف دیکھا اور کہا کہ میری جان جتنا بتا رہا ہوں اتنا ہی

تمہارے لیے بہت ہے ڈیول نہیں اتنا کہہ کر اسے اپنی طرف

کھینچ کر لٹایا اور اس کا سر زبردستی اپنے سینے پر رکھا

اور کہا کہ سو جاؤ عائشہ نے اس سے دور ہونے کی بہت

کوشش کی لیکن ڈیول کی گرفت بہت سخت تھی جسے

چھڑانے میں وہ ناکام ہوئی اور تھکے ہونے کی وجہ سے وہ

جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی اس کے سو جانے کا

یقین کرتے ڈیول اٹھا اور اپنا ماسک اتار کر نرمی سے اس

کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا کہ میری جان بہت جلد ہی

تم میری سچائی سے واقف ہونے والی ہو اس کے بعد نہ

جانے تم مجھے اپنی پاس آنے بھی دو یا نہیں اس کے

متوقع ری ایکشن کو سوچتے ڈیول گہرا مسکرایا اور اسے

دوبارہ سے اپنی باہوں میں برا اور خود بھی سونے کی

کوشش کرنے لگا جو کہ انتہائی مشکل تھا اس کے لیے،،،

فاطمہ،، زین فاطمہ کے کمرے میں آیا اور اسے دیکھا جو

الماری میں سر دیے نہ جانے کیا کر رہی تھی اپنی آواز کی

پکار کر فاطمہ نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں زین کھڑا

تھا تو اس نے سوالیہ نگاہ سے زین کی طرف دیکھا اور

کہا کہ جی بولے زین کمرے کے اندر داخل ہو دو بارہ سے

دروازہ بند کرنے کے بعد اس کے پاس گیا اسے اپنی باہوں

میں بھرا اس اچانک ہونے والے افتدادر پر فاطمہ گھبرا

بھی نہ سکی زین نے کہا کہ ہمارے زبردستی ہونے والے

نکاح کے لیے میرے دوستوں نے ہمارے لیے دعوت کا

انتظام بھی کیا ہے تو تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا نکاح

والے دن کا ذکر کرنے پر فاطمہ کو وہ دن یاد آیا جب زین

نے اس سے زبردستی نکاح کے پیپرز پر سائن کروائے تھے

اس نے جلدی سے اپنی تاثرات چھپائے اور زین سے کہا کہ

گھر والے کیا کہیں گے تو زین نے کہا کہ کیا مطلب گھر

والے کیا کہیں گے اللہ کا شکر ہے حق حلال کی بیوی ہو تم

میری اور تمہارے ساتھ باہر جانے میں کوئی بھی میرے

اوپر پابندی نہیں لگا سکتا زین نے کہا اور ساتھ ہی اس

کے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا تو فاطمہ نے اس کی

طرف دیکھ کر کہا کہ پابندی تو کوئی نہیں لگا رہا لیکن

پوچھنا تو چاہیے نا تو زین نے اس کے گال پر نرمی سے

ہونٹ رکھے اور کہا کہ تم تیار ہو کر نیچے اجاؤ میں پوچھ

لوں گا سب سے اس کے نرم گرم ہونٹوں کا لمس اپنے گال

پر محسوس کرتے فاطمہ کانپ اٹھی اس کا کپکپانا

محسوس کر کے ذین نے کہا کہ میری جان کانپ کیوں رہی

ہو تو فاطمہ اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگے اور

خفگی سے کہا کہ چھوڑے نہ تیار ہونے دیں اب تو زین

نے کہا کہ پہلے یہاں پر کس کرو ذین نے اپنے گال پر

انگلی رکھ کر کہا فاطمہ نے حیران ہوتے ہوئے اسے دیکھا

اور کہا کہ اپ مجھ سے کہہ رہے ہیں تو زین نے اگے

پیچھے کمرے میں نظریں دوائی اور کہا کہ کیا تمہارے

علاوہ یہاں پر کوئی ہے تو فاطمہ نے نہ سمجھی سے سر

ہلایا تو زین نے کہا کہ تو پھر تم سے ہی کہہ رہا ہوں کس

کرو گی تب ہی چھوڑوں گا ورنہ بھول جاؤ اس کی بات

سن کر فاطمہ نے دل میں کہا کہ سر پیرا انسان ک۔ کرتی

ہوں زین کے اس کی طرف غصے سے دیکھنے پر فاطمہ نے

گھبرا کر کہا۔ اپ اپنی آنکھیں بند کریں فاطمہ نے کہا تو

زین نے جلدی سے تابدار می میں ہاں سر ہلایا اور آنکھیں بند

کی اپنی تو فاطمہ گھبراتے ہوئے آگے ہوئی اور اس کے گال

پر نرمی سے اپنے کپکپاتے ہوئے ہونٹ رکھے اس کے

کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کا لمس اپنے گال پر محسوس کر کے

ذین کی انکھیں چھمکی اور بنا ایک پل ضائع کیے اس کے

بالوں میں ہاتھ بسا کر اس کے ہونٹوں پر اپنے جنون کی

داستان رقم کرتا چلا گیا فاطمہ نے اسے خود سے دور کرنے

کی بہت کوشش کی اور اسی بیچ اس کے پیٹ پر کافی

مکے بھی مارے لیکن ذین تھا جس پر فاطمہ کی قربت

کے اثر میں کچھ بھی اثر نہیں کر رہا تھا تھکا کر فاطمہ

نے مزامت کرنا بند کر دی تو ذین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ

مچھلی اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی مرضی سے نرمی سے

فاطمہ سے پیچھے ہوا فاطمہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ

کر زین ایک بار پھر سے گہرا مسکرایا اور کہا کہ میری نازک

بیوی مجھے ڈر ہے یا کہ آپ میری شدتیں کیسے برداشت

کر پائیں گے ایک چھوٹے سے کس سے تو آپ کی آنکھوں

میں انسو اجاتے ہیں فاطمہ نے آنکھوں میں ڈھیروں

خفگی لیے اس کی طرف دیکھا اور بنا کچھ کہے اٹھنے

لگی تو ذین نے اسے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھایا اور کہا

کہ میرا بچہ ناراض ہو گیا مجھ سے تو فاطمہ نے بنا کچھ

کہے ہاں میں سر ہلایا زین ہنسا اس کی اس حرکت پر اور

کہا کہ تو میرا بچہ میں اپ کو منالوں گا فاطمہ نے

دھیرے سے اپنا سر اس کے سینے پر رکھا اور کہا کہ باہر

جاتے ہوئے اپ مجھے گجرے اور چوڑیاں دیلا دیں گے زین

نے مسکرا کر اس کا سر اپنے سینے سے ہٹایا اور کہا کہ بس

اتنی سی بات ضرور دیلا دوں گا تو فاطمہ نے ہاں میں سر

ہلایا اور کہا کہ چلیں اب چھوڑیں مجھے تیار ہونے دیں

ورنہ بعد میں اپ نے یہ کہنے کی دیر ہو رہی ہے جلدی کرو

تو زین نے بھی مسکرا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور

اسے چھوڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا پیچھے فاطمہ نے

بھی اپنے لیے ایک خوبصورت ساڈریس نکالا اور تیار ہونے

لگی،،

ابراہیم دھیرے سے زارا کے کمرے میں داخل ہوا جہاں ہر

طرف اندھیرا تھا ابراہیم دھیرے سے احتیاط سے چلتے

ہوئے اس کے بیڈ کے پاس گیا اور اس کے سرہانے بیٹھ کر

سائیڈ لیمپ جلائی اور اس کے معصوم چہرے کی طرح

دیکھتا رہا جس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی ابراہیم

نے دھیرے سے اس کے سر پر بندی پٹی پر ہاتھ پھیرا اور

جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور دل میں سوچا

کہ پتہ نہیں اس چھوٹی سی جان نے اتنی تکلیف کیسے

برداشت کی ہوگی اس کی تکلیف کو سوچتے ہوئے ابراہیم

کی آنکھیں لال ہوئی اور زار اپرا یک نظر ڈال کر وہ نیچے

ٹارچر روم کی طرف چل پڑا ٹارچر روم میں داخل ہو کر

اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا جہاں اندھیرے میں دو

کرسیاں پڑی ہوئی تھیں ایک پر عاشی اور دوسری پر دعا

تھیں جن دونوں کے ہاتھ پیر سی سے بندے ہوئے تھے

ابراہیم کے ملازم نے اس کے اندر اتے ہوئے جلدی سے بھاگ

کر اس کے لیے ایک کرسی رکھی جس پر ابراہیم بیٹھا اور

ابراہیم نے کہا کہ ان دونوں کے سروں پر ٹھنڈے پانی کی

بالٹیاں ڈالوں اس کی بات سن کر ملازم بھاگا بھاگا گیا

اور جلدی سے دو ٹھنڈے پانی کے بالٹیاں لایا اور ان کے

سروں پر ڈالی ٹھنڈا پانی چہرے پر پڑنے کی وجہ سے وہ

دونوں ہی ہڑبڑا کر ہوش میں آئی اور اپنے سامنے بیٹھے

انسان کو دیکھنے لگی تھوڑے حواس سنبھلنے کے بعد

عاشی نے چیخ کر کہا کہ کون ہو تم اور کیوں لائے ہو ہمیں

یہاں پر۔

ملازم بھاگا بھاگا گیا اور جلدی سے دو ٹھنڈے پانی کے

بالٹیاں لایا اور ان کے سروں پر ڈالی ٹھنڈا پانی چہرے پر

پڑنے کی وجہ سے وہ دونوں ہی ہڑبڑا کر ہوش میں آئی اور

اپنے سامنے بیٹھے انسان کو دیکھنے لگی تھوڑے حواس

سنجھنے کے بعد عاشی نے چیخ کر کہا کہ کون ہو تم اور

کیوں لائے ہو ہمیں یہاں پر تو ابراہیم نے اس کی طرف

ناگواری سے دیکھا لیکن کہاں کچھ بھی نہیں تھا وہ چپ

بیٹھا تھا اتنے میں ہی دعا نے عاشی کی طرف دیکھ کر

کہا کہ عاشی یہی ابراہیم ہے سامنے والے کی شخصیت

دیکھ کر تو عاشی کو بھی کچھ کچھ اندازہ ہو گیا تھا

لیکن پھر بھی دعا کے بتانے پر اس نے حیران کو انداز میں

ابراہیم شاہ کی طرف دیکھا جو پاؤں پر پاؤں رکھے شاہانہ

انداز میں بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا جب تک ابراہیم سگریٹ

پیتا رہا ان دونوں کے سوالوں کا کوئی بھی جواب نہیں دیا

وہ دونوں چیخ چیخ کر تھک گئی تھی کہ ہمیں یہاں پر

کیوں لائے ہو ہماری کوئی غلطی نہیں ہے لیکن ابراہیم نے

کوئی جواب نہ دیا سگریٹ ختم ہونے کے بعد اس نے نیچے

پھینک کر اپنے جوتے سے مسئلہ اور ان دونوں کی طرف

دیکھ کر کہا کہ کنگ کی معشوقہ کون تھی عاشی نے فخر

سے کہا تھا کہ میں ہوں کنگ مجھ سے پیار کرتا ہے سامنے

بیٹھے لیٹیٹیوڈ سے برے انسان کو دیکھ کر عاشی نے

فخر یہ انداز میں کہا ابراہیم نے اس کی فضول بکواس کا

کوئی جواب نہ دیا اور دوسرا سوال دعا کی طرف دیکھ کر

پوچھا کہ کنگ اس وقت کہاں پر ملے گا دعا نے اپنے آپ

کو انجان ظاہر کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتی ہو سکتا ہے

عاشی کو اس بارے میں پتہ ہو عاشی نے گھبرا کر دعا کی

طرف دیکھا اور کہا کہ جھوٹ کیوں بول رہی ہو مجھے تو

بالکل بھی نہیں پتہ اور تمہیں تو کنگ نے بھیجا تھا نا

ان کے گھر تو تمہیں ضرور پتہ ہو گا کہ وہ کہاں پر ہے ان

دونوں کو ایک دوسرے پر الزام ڈالتا دیکھ ابراہیم اپنی

چیز سے اٹھا اسے کھڑا ہوتے دیکھ کر عاشی اور دعا کی

زبان کو بریک لگی اور انہی لگا جیسے وہ انہیں مارنے کے

لیے ارہا ہے ابراہیم نے ان دونوں کے چہرے پر ڈر اور خوف

دیکھ کر کہا کہ فکر نہیں کرو میں عورتوں پر ہاتھ اٹھانا

پسند نہیں کرتا ابراہیم کی بات سن کر ان دونوں کے

چہرے پر کچھ اطمینان آیا اور ابراہیم نے دروازے کی

طرف جاتے ہوئے کہا کہ فیصلہ تم دونوں کے ہاتھ میں ہے

یا توسید ہی طریقے سے مجھے کنگ کا پتہ بتادو یا پھر

زندگی بھر یہیں پر اسی روم میں سڑتے رہو میں شام تک

تم دونوں سے دوبارہ ملنے اوں گا مجھے امید ہے تم لوگ

میرے حق میں ہی فیصلہ کرو گے اتنا کہہ کر ابراہیم وہاں

سے چلا گیا اور وہ دونوں دوبارہ پیچھے اندھیرے کمرے

میں بند ہو کر رہ گئی جہاں وہ دونوں ایک دوسرے کا

چہرہ تک نہیں دیکھ پار ہی تھی،،

عائشہ اپنے کمرے میں جائے نماز پر بیٹھی شام کی نماز

ادا کر رہی تھی نماز پڑھنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ

اٹھائے بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اس

سے کچھ بولا تک نہیں جا رہا تھا وہ بس چپ چاپ ہاتھ

اٹھائے آنسو بہا رہی تھی کہ اتنے میں ہی فاطمہ اس کے

کمرے میں آئی اور اسے روتا ہوا دیکھ کر اس کی طرف

گئی اور کہا کہ عائشہ کیا ہوا کچھ پریشانی ہے رو کیوں

رہی ہو فاطمہ نے فکر مندانہ انداز میں کہا تو عائشہ نے

چونک کر اس کی طرف دیکھا وہ کبائی اسے اندازہ

نہیں ہوا لیکن اس نے جلدی سے اپنے انسو صاف کیے اور

جائے نماز اٹھا کر اسے اپنی جگہ پر رکھ کر کہا کہ نہیں

کچھ نہیں بس ایسے ہی عائشہ نے ٹالنے والے انداز میں کہا

تو فاطمہ نے کہا کہ ایسے ہی تو کوئی نہیں روتا ضرور

کوئی نہ کوئی وجہ ہے جو بھی بات ہے مجھ سے شیئر کرو

کیا پتہ تمہاری پر اہلم کا کوئی سولیوشن ہو میرے پاس

تو عائشہ اس کے سامنے بیٹھی اور کہا کہ کیا تمہارے

پاس اس بات کا جواب ہے کہ جس انسان سے ہم محبت

کرتے ہیں ہم انہیں ہی کیوں کھودیتے ہیں؟ تو فاطمہ نے

گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اور کہا کہ ہماری زندگی کافی

حد تک تب صحیح ہو جاتی ہے جب ہم ہر چیز اللہ پر

چھوڑنے کے عادی ہو جاتے ہیں خود کو شش نہ کرو

چیزوں کو ٹھیک کرنے کی جوہور ہا ہے اسے ہونے دو سب

اگر بکھرا ہے تو بکھرا رہنے دو جب وقت اے گاتب سب

سمٹ جائے گا اکثر ہمارے معاشرے میں یہی ہوتا ہے کہ

محبت نہ ملنے پر لڑکیاں اکثر تہجد میں اٹھ کر اللہ سے

یہی گلہ کرتی ہے کہ یا اللہ میں ہی کیوں میں نے تو یہاں

تک کہ اس کو تہجد میں بھی مانگا تھا اور اپ نے تو خود

فرمایا ہے کہ تہجد میں مانگی ہوئی دعائیں کبھی بھی رد

نہیں ہوتی لیکن عائشہ تمہیں پتہ ہے کہ میرا یہ ماننا ہے

کہ ہم جس انسان سے محبت کرتے ہیں وہ ہمیں ہمارے لیے

ٹھیک لگتا ہے لیکن ہمارا اللہ جو ہے نا وہ ان کے پاس غیب

کا علم بھی ہوتا ہے انہیں پتہ ہوتا ہے کہ جس انسان سے ہم

محبت کرتے جو ہمیں ہمارے لیے ٹھیک لگ رہا ہے وہ اگے جا

کے ہمارے لیے ٹھیک ہو گا یا نہیں بجائے اللہ تعالیٰ سے گلا

کرنے کے کہ یا اللہ میں ہی کیوں اپ نے اس انسان کی

محبت میرے دل میں ڈالی ہی کیوں کہ اس کا میرے

نصیب میں لکھنا ہی نہیں تھا اپنے لیے رحم مانگو دعاؤں

میں اپنے رب سے اپنے لیے نیک ہمسفر کی دعائیں مانگو

اور صحیح وقت کا انتظار کرو سب سوچنا چھوڑ دو

تمہیں پتہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ

عنقریب تمہیں اتنا دے دیا جائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

وقت نہ کبھی ٹھہرا ہے اور نہ کبھی ٹھہرے گا بس صحیح

وقت کا انتظار کرو اور صبر رکھو۔ وہ سن رہا ہے سب سن

رہا ہے وہ تمہارے اس بے سکون دل کو سکون ضرور

پہنچائے گا فاطمہ نے اپنی بات ختم کر کے عائشہ کی طرف

دیکھا جس کا چہرہ انسوؤں سے تر تھا فاطمہ نے تڑپ کر

اس کے انسو صاف کیے تو عائشہ نے نظریں اٹھا کر اس کی

طرف دیکھا کہ میں تو ایسے ہی اپنے اللہ سے گلہ کرنے

میں لگی ہوئی تھی کہ میں ہی کیوں لیکن میں نے کبھی

بھی صبر نہیں کیا فاطمہ۔۔ عائشہ کی بات سن کر،، فاطمہ

نے کہا کہ کوئی بات نہیں اب صبر کر کے دیکھ لیں بے شک

صبر کا پل بہت میٹھا ہوتا ہے فاطمہ کی باتیں سن کر

عائشہ مسکرائی اور کہا کہ تھینک یو فاطمہ تم نے میرا

دل ہلکا کر دیا تو فاطمہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ

میں تو اپ کو بلانے آئی تھی چلیں نیچے چلیں موسم بہت

پیارا ہو رہا ہے زار اور لیلہ نیچے ویٹ کر رہی ہے ہمارا تو

عائشہ نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور دونوں نیچے کی

طرف چلی گئی،

انج وہ چاروں کزنز ایک بار پھر سے اکٹھا اپنے گھر کے لان

میں بیٹھتی چائے اور پکوڑوں کے ساتھ موسمِ انجوائے کر

رہی تھی کہ لیلہ نے زارا کو چھیڑتے ہوئے کہا کہ زارا وہ

پیچھے دیکھو ابراہیم بھائی تو زارا نے جلدی پیچھے مڑ

کر دیکھا تو وہاں کسی کو بھی نہ پا کر اس نے لیلہ کی

طرف گھور کر دکھا تو لیلہ ہسنے لگی اور کہا کہ تم نے

تو پیچھے ایسے اتنی جلدی مڑ کر دیکھا ہے جیسے ابھی

ابراہیم بھائی اجاتے اور تمہیں گلے سے لگا دیتے اس کی

بات سن کر زارا کے گال گلابی ہوئے اور لیلہ کی طرف

غصے سے کہا کہ اپنی مجھے تنگ نہ کرے ورنہ میں سچ

میں اندر چلی جاؤں گی عائشہ اپنی اور فاطمہ اپنی بھی

تو بیٹھی ہیں لیکن اب ہمیشہ صرف مجھے ہی تنگ کرتی

ہیں زارا کی بات سن کر لیلہ نے قہقہہ لگایا اور اس کا گال

کھینچتے ہوئے کہا کہ کیا کروں میری جان وہ دونوں تم

جیسی معصوم بھی تو نہیں ہے تو زارا نے معصومیت سے

کہا کہ تو اس میں میرا کیا قصور ہے جب میں معصوم

ہوں تو تو لیلہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ تمہارا

قصور یہ ہے کہ تمہارے پاس اتنی ساری معصومیت ہے تو

تھوڑی ہم میں بھی بانٹ دوں کیا پتہ ہمیں بھی اجائے تو

زارا نے کہا کہ رہنے دے اپنی اپ میں تو شرم ہی نہیں ہے

معصومیت کا کیا کریں گے اپ اکیلے اس بار زارا نے بھی

اپنے تنگ ہونے کا حساب لیا زارا کی بات سن کر عائشہ اور

فاطمہ کی تو ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی اور جب انہوں

نے لیلہ کی طرف دیکھا جو منہ کھولے زارا کو دیکھ رہی

تھی جس نے اس کی بے عزتی کی تھی اس سے پہلے کہ

لیلہ اپنی بے عزتی کا بدلہ زارا سے لیتی اس نے گیٹ کے

اندرداخل ہوتے ہوئے ابراہیم کو دیکھا جو زارا کو دیکھ کر

لان کی طرف ہی رہا تھا اسے دیکھ کر لیلہ کی آنکھوں

میں شرارت ناپچی اور ابراہیم جب اس کے قریب آیا تو وہ

اس کو پکارنے ہی والا تھا کہ لیلہ نے زارا سے کہا کہ وہ

دیکھو ابراہیم بھائی اگئے ہیں تو زارا نے اپنی چائے کا کپ

اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں نہیں آنے والی تمہارے اس جھوٹ

میں کہ ابراہیم آگئے ہیں اور ویسے بھی میں ڈرتی نہیں

ہوں ان سے آنے دو کیا کر لیں گے وہ زیادہ سے زیادہ اگر

انہوں نے مجھے ہاتھ بھی لگائے یا پھر ڈانٹا تو میں دادا

جی کے پاس چلی جاؤں گی اور چیخ چیخ کر سب کو

اکٹھا کر دوں گی کہ ابراہیم نے مجھے مارا ہے اس کی بے

تکی باتیں سن کر ابراہیم نے ایک آئی برواچھکا کر اس کی

پیٹھ کی طرف دیکھا اس سے پہلے کہ عائشہ اسے پیچھے

ابراہیم کی طرف متوجہ کرتی ابراہیم نے اسے چپ رہنے کا

اشارہ کیا لیلہ تو دل ہی دل میں خوش ہو گئی تھی کہ اب

تو زارا کی پکی شامت آنے والی ہے اس سے پہلے کہ زارا

کچھ اور بولتی تو ابراہیم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر

اپنی طرف متوجہ کیا زارا نے اپنے کندھے پر کسی کا لمس

محسوس کر کے پیچھے کی طرف پلٹی تو اپنے سامنے

ابراہیم کو دیکھ کر اس کی سٹی ہی گم ہو گئی اور اس کے

الفاظ منہ میں ہی رہ گئے اس کی تو بولتی ہی بند ہو گئی

تھی ابراہیم کو دیکھ کر اور اس نے تو سوچا تھا کہ شاید

لیلہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی مذاق کر رہی ہے اسی

لیے اس کے جودل میں آیا وہ ان سب کے سامنے بول رہی

تھی لیکن اب اپنے سامنے ابراہیم کو کھڑا دیکھ کر اس

کی توجہ میں ہی بولتی بند ہو گئی تھی اس کے فیس

ایکسپریشن دیکھتے ہوئے لیلا کو ہنسی تو بہت آئی لیکن

اس نے ضبط کی ابراہیم نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ

جی جی بولیں آپ کس کو چیخ چیخ کر اکٹھا کریں گی

اس کی بات سن کر زار انے کہا کہ و۔ و۔ وہا۔ ابراہیم میں

تو بس ان سے یہ کہہ رہی تھی کہ آپ کتنے اچھے ہیں نا

میرا کتنا خیال رکھتے ہیں اور آپ نے مجھے کبھی مارا

اندر چلو تمہیں دوائی دے دیتا ہوں تمہاری دوائی کا ٹائم

ہو رہا ہے زار اس کے ساتھ اندر کمرے میں نہیں جانا چاہ

رہی تھی اکیلے اسی لیے گھبرا کر جھوٹ بولا کہ میں

نے تو دوائی کھالی ہے تو ابراہیم نے اس کی طرف دیکھ

کر کہا کہ اچھا کس نے دی دوائی تمہیں اسے جھوٹ بولتا

ہو ادیکھ کر فاطمہ نے کہا کہ جاؤ ذرا دوائی کھا کر او اس

معاملے میں ہم تمہارے بالکل بھی ساتھ نہیں دیں گے

فاطمہ کی بات سن کر اس نے روہانسی انداز میں ابراہیم

کی طرف دیکھا جس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اندر کی

طرف لے جانے لگا بغیر کچھ کہے جب زارا نے پیچھے مڑ کر

دیکھا تو لیلہ اسے شرارت سے مسکرا کر دیکھ رہی تھی

ابراہیم کے ساتھ ہونے کی وجہ سے وہ اسے کچھ کہہ بھی

نہیں سکتی تھی لیکن اسی ٹائم اس کی نظر گھر کے اندر

داخل ہوتے ہوئے حسن پر پڑی تو اسے دیکھ کر زارا کی

انکھیں چھمکی اسے لیلا اور حسن کے جھگڑے کا تو پہلے

ہی پتہ تھا کہ وہ دونوں بہت زیادہ لڑتے ہیں اسی لیے ان

کے پاس سے حسن جب گزرا تو اس نے حسن کو پکارا اور

کہا کہ حسن بھائی بات سنے ابراہیم حیران ہوا کہ اس نے

اب حسن سے کیا بات کرنی ہے حسن زارا کی طرف متوجہ

ہوا اور کہا کہ بولو کیا بات ہے تو زارا نے کہا کہ لیلہ اپنی

نے ناپ کی بہت چغلی کی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ

حسن بالکل بھی نہیں اچھا ہر وقت مجھ سے لڑتا رہتا ہے

اور، اور لڑکیوں سے فون پر باتیں بھی کرتا ہے اپنے بارے

میں لیلہ کے خیالات جان کر حسن کا چہرہ غصے سے لال

ہوا اور اس نے حیرت سے کہا کہ اچھا کیا واقعی تو زارا

نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا اور کہا کہ ہاں وہ یہ بھی

کہہ رہی تھی کہ اب اگر وہ بندر حسن میرے سامنے آیا تو

میں اسے گنجا کر دوں گی تاکہ وہ اس کی بد صورت شکل

کسی کو بھی دیکھنے کو نہ ملے اپنی حسین چہرے کے

خلاف یہ باتیں سن کر حسن نے کہا کہ یہ سب باتیں کب

کی اس نے تم سے تو زار آنے جلدی سے کہا کہ ابھی کہیں

اس نے مجھ سے ابراہیم کے سامنے بولی، ہے نا، اپ کے

سامنے لیلہ نے یہ سب باتیں کہی تھیں نا، زار نے ابراہیم

کی طرف تصدیق کے لیے دیکھا اور انکھوں میں التجا کی

کہ جیسے جلدی سے ہاں بول دے ابراہیم پہلے تو حیران ہوا

اور اپنی چھوٹی سی معصوم بیوی کی یہ شرارت دیکھ کر

اسے حیرت ہوئی اور اس نے سوچا کہ یہ اتنی شرارتی تو

کبھی بھی نہیں تھی اسے اپنی سوچ میں گم ہوتا ہوا

دیکھ کر لیلانے اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ کر ہلایا اور

کہا کہ، بولے نہ، اس کے چہرے کی معصومیت دیکھتے

ہوئے ابراہیم نے مکان کی انداز میں حسن کے سامنے ہاں میں

سر ہلایا اور حسن غصے سے آگ بگولا ہو کر لیلہ کی طرف

چلا گیا،،

ابراہیم زارا کو اپنے ساتھ کمرے میں لایا اور اس کا ہاتھ

چھوڑ کر پوچھا کہ اب جو اب نے باہر جو بھی حرکتیں

کی ہیں اس کی وضاحت دیں گی اب مجھے زارا جو دل

ہی دل میں اپنے کارنامے پر خوش ہو رہی تھی اور خود کو

شباشی دے رہی تھی ابراہیم کی بات سن کر اس نے

گھبراتے ہوئے ابراہیم کو دیکھا اور شرمندگی سے اپنا سر

نیچے کر کے کہا کہ ایم سوری مجھے اپ کے بارے میں وہ

سب نہیں بولنا چاہیے تھا جو کے سر کے ساتھ شرمندہ

شرمندہ سی وہ ابراہیم کو بہت پیاری لگی اس کا دل چاہا

اگے بڑھ کر وہ اسے اپنے گلے لگائیں لیکن نہیں اس کا تھوڑا

ناراض ہونے کا ارادہ تھا اسی لیے ابراہیم نے ناراض ہو کر

اس کی طرف سے اپنا منہ موڑ لیا زار آنے جب تھوڑی دیر

تک ابراہیم کی کوئی بھی آواز نہ سنی تو اس نے سر اٹھا

کر ابراہیم کو دیکھا تو اس کی پیٹھ نظر آئی وہ تو زار ابے

چین ہو کر ابراہیم کے پاس گئی اور جو کر اس کے چہرے

کی طرف دیکھا اور کہا کہ اپ ناراض ہو گئے مجھ سے،،

زارا نے جب تھوڑی دیر تک ابراہیم کی کوئی بھی آواز نہ سنی تو اس نے سر اٹھا کر ابراہیم کو دیکھا۔ تو اس کی پیٹھ نظر آئی۔ تو زارا بے چین ہو کر ابراہیم کے پاس گئی۔ اور جو کرا اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ "اپ ناراض ہو گئے مجھ سے" جتنی معصومیت سے زارا نے پوچھا تھا اتنی ہی معصومیت سے ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا۔ زارا کو ہنسی تو بہت آئی تھی۔ اس کے بچوں جیسی حرکت پر۔ تو زارا نے کہا کہ مجھے منائے نا۔ ابراہیم نے اس کی بات سن کر حیرت سے اپنا سر اٹھایا۔ اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا کہ ناراض میں ہوں۔ تو زارا نے ایک بار دوبارہ سے کہا کہ ٹھیک ہے۔۔ اپ ناراض ہیں۔۔ لیکن مجھے منائیں نا۔ اس بار اس کی بات سن کر ابراہیم نے اس کی طرف شاکی نظروں سے دیکھا۔ جیسے اس کا دماغی توازن

کہیں کھو گیا ہو۔۔ تو ابراہیم نے اسے دیکھ کر کہا کہ۔۔ "جو ناراض ہوتا ہے اسے منایا جاتا ہے" تو زار نے معصومیت سے کہا کہ۔۔ "اپ ناراض ہے تو مجھے منائیں نہ ہم دونوں الگ الگ ہیں کیا" اس کے بعد سن کر ابراہیم کو ہنسی تو بہت آئی۔۔ اور اپنی چھوٹی سی بیوی پر پیار بھی بہت آیا۔۔ جو اسے منانے کے بجائے خود بول رہی تھی کہ مجھے منائیں۔۔ ابراہیم نے اب اپنے اوپر ناراضگی کا خول ہٹھایا۔۔ اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچا۔۔ اب تو صحیح معنوں میں زارہ کے حواس گم ہوئے تھے۔۔ اور اس نے ابراہیم سے کہا کہ یہ اپ کیا کر رہے ہیں۔۔ تو ابراہیم نے زار کے پھولے ہوئے گلابی گالوں پر نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرا۔۔ اور کہا کہ میں اپنی ناراض بیوی کو منارہا ہوں۔۔ ابراہیم کے انگوٹھا پھیرنے پر زار کے جسم میں ایک سرسی لہر دوڑی۔۔ اور اس کا دل بری طرح سے دھڑکنے لگا۔۔ اور اس نے ابراہیم سے کہا کہ م۔۔ میں ناراض نہیں ہوں۔۔ "پلیز چھوڑے مجھے" زار کی بات سن کر ابراہیم کو ہنسی تو بہت آئی۔۔ جو اس کی قربت میں آکر ہمیشہ سے ایسی ہی بھگی بلی بن جاتی

تھی۔۔ تو ابراہیم نے مسکرا کر کہا کہ کوئی بات نہیں تم ناراض نہیں ہو۔۔
 لیکن پھر بھی مجھے تمہیں منانا ہے۔۔ "اور ساتھ ہی ساتھ اس کے پھولے
 ہوئے گلابی گالوں پر اپنے لب رکھے "ابراہیم کے ایسا کرنے کی دیر تھی کہ۔
 "زارا کا پورا جسم کانپ اٹھا" اس کے جسم کا کپکپانا محسوس کر کے ابراہیم نے
 کہا کہ، "میری جان کیا ہوا زارا نے اس کے ہاتھ اپنے کمر پر سے ہٹانے کی
 کوشش کی" لیکن ابراہیم کی گرفت مضبوط ہونے کی وجہ سے وہ بے بس
 ہوئی۔۔ اور کہا کہ پلینز چھوڑیں مجھے مجھے س۔۔ سانس نہیں آرہا۔۔ زارا کے اتنا
 کہنے کی ہی دیر تھی کہ ابراہیم جو موقع کی تلاش میں تھا۔۔ اس نے جلدی
 سے کہا کہ کوئی بات نہیں میں اپنی چھوٹی سی بیوی کو اپنی سانسیں دے دیتا
 رکھے۔۔ ہوں۔۔ اور زارا کو بنا سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر اپنے لب
 اور انہیں شدت سے چھونے لگا۔۔ زارا ایک دم حواس باختہ ہو کر اس کے
 باہوں میں پھڑ پھڑانے لگی۔۔ اور اسے خود سے دور کرنی لگی۔۔ لیکن ابراہیم
 تھا جو اس کی قربت میں گم اسے چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔ اسے

خود سے دور کرتے ہوئے زارا کو کافی ٹائم ہوا۔ دوسری طرف ابراہیم دور ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ تو زارا نے کھینچ کا سانس لینے کی کوشش کی۔ اور اس کی آنکھوں میں سے انسو بہ کر ابراہیم کے گال کو بھگونے لگے۔

ابراہیم جو مدہوش سا اس پر جھکا اسے محسوس کر رہا تھا۔ اپنی گالوں پر گیلان محسوس کر کے۔ وہ چونک کر اس سے دور ہوا۔ اور زارا کو دیکھا جو کھینچ کھینچ کر سانس لے رہی تھی۔ زارا بے انتہا ڈری ہوئی تھی۔ اس نے آج سے پہلے ابراہیم کا یہ روپ کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ڈر اور بنا کچھ "کو محسوس کر کے ابراہیم نے۔۔" اسے نرمی سے اپنے پاس کیا گئے اہستہ اہستہ اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔ تاکہ اس کی سانسیں نارمل ہو۔

تھوڑی دیر بعد جب زارا کی سانس سے نارمل ہوئی۔ تو اس نے ابراہیم کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ زارا نے اسے زور سے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ مجھ سے بات نہ کرنا۔ اس کی بات سن کر ابراہیم مسکرایا۔ اور کہا کہ یعنی تم مجھ سے دوبارہ ناراض ہو رہی ہو۔ اس کا

مطلب میں نے جو بھی کیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارے ساتھ وہ تمہیں پسند آیا اور تم چاہتی ہو کہ میں دوبارہ کروں۔۔ ابراہیم کی بات سن کر زار نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں مزید تیزی پیدا کی۔۔ جیسے وہ اب دوبارہ اسے اپنی قید میں کر لے گا۔ ابراہیم نے اس کی مزاحمت دیکھ کر کہا کہ۔۔ "میری جان کہاں بھاگنے کی جلدی ہے تمہیں" تو زار نے گھبرا کر کہا کہ اپ مجھے چھوڑیں۔۔ "اپ جب بھی میرے پاس آتے ہیں مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا دل دھڑک دھڑک کر باہر نکل آئے گا" زار کے اتنا کہنا کہ ہی دیر تھی کہ ابراہیم کا زندگی سے بھرپور قہقہہ پورے کمرے میں گونجا۔ کہ زار نے گھبرا کر اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اور ابراہیم نے اسے زور سے اپنے گلے میں بھینچ لیا،

عائشہ اپنے یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں اداس اداس سے بیٹھی تھی۔۔ نہ جانے کیوں انج اس کا دل بہت اداس ہو رہا تھا۔ اس کو اپنی خود کی کیفیت بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔ اور یونیورسٹی میں رہتے ہوئے تو وہ اور اداس اداس سا فیل کر رہی تھی۔۔ اسی لیے اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور باہر گیٹ کی طرف چلی گئی۔۔ اور جیسے ہی باہر گیٹ کی طرف پہنچی۔۔ اس نے اپنے ڈرائیور کو کال کرنے کے لیے بیک سے موبائل نکالا۔۔ تبھی اس کے پاس ایک آدمی آیا جس نے باڈی گارڈ ٹائپ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔۔ اسے دیکھ کر عائشہ نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔ تو سامنے والے نے انتہائی احترام سے کہا کہ۔۔ "مجھے ڈیول سر نے بھیجا ہے آپ کو لینے کے لیے" اس کی بات سن کر عائشہ نے کہا کہ۔۔ "مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ آپ جائیں اور اپنے اس ڈیول سر کو بتا دیجیے گا کہ مجھ پر اپنی حکمرانی نہ چلاتے پھریں میں اپنی خود کی مرضی کی مالک ہوں اس کا جب بھی دل چاہے مجھے یوں اپنے پاس نہیں بلا سکتے" عائشہ کے دل میں جتنی بھی بڑا اس تھی۔۔ وہ سامنے بے قصور انسان پر

نکل رہی تھی۔۔ اسے خود بھی اپنی کیفیت سمجھ نہ آئی۔۔ اور وہ وہاں سے چل گئی۔۔ پیچھے گارڈ نے ڈیول کو فون کر کے سارا کچھ بتایا۔۔ تو ڈیول نے کہا کہ اپنی میم کو فون دو۔۔ تو گارڈ نے جا کر عائشہ کو فون دیا۔۔ اور کہا کہ میم سراپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔۔ عائشہ نے اس کی طرف گھور کر دیکھا اور غصے سے اس سے موبائل چھینا۔۔ اور کہا کہ کیا بات ہے کیوں جینے نہیں دے رہے ہیں آپ مجھے۔۔ عائشہ نے کافی بد تمیزی سے بولا تھا۔۔ تو دوسری طرف ڈیول کو بھی اس کی بد تمیزی کرنا ایک انکھ نہیں بائی۔۔ اور اس نے کہا کہ اگلی دس منٹ میں اگر تم یہاں میرے پاس نہیں پہنچی تو۔۔ میں تمہارے گھر جا کر سب کو بتا دوں گا کہ تم خودائی تھی میرے پاس نکاح کرنے کے اور پھر جو تمہارے دادا جی ہیں وہ تو شاید ہارا ٹیک سے ہی مر لیے۔۔ جائے۔۔ اور تمہارے باپ شاید اپنے آپ کو پھانسی پر لٹکا دے۔۔ ڈیول نے اس کے نہ آنے کا اتنا برا نقشہ کھینچا تھا کہ عائشہ کی روح تڑپ اٹھی۔۔ اور اس نے کہا کہ تم ایک انتہائی گھٹیا انسان ہو۔۔ تو ڈیول نے کہا کہ میں کیسے

انسان ہوں۔۔ وہ تو بعد میں پتہ چلے گا پہلے تم میرے پاس تو اوڑبے بی۔۔ تو عائشہ نے کچھ نہیں کہا اور گارڈ کے ہاتھ میں فون پکڑا کر بے بسی سے گاڑی کے اندر بیٹھ گئی اور انسو بہانے لگی۔۔ اور پھر ایسے ہی ہوا کہ اگلے دس منٹ کے اندر اندر عائشہ ڈیول کے پاس اس کے گھر موجود تھی۔۔ اس نے جیسے ہی گھر کے اندر قدم رکھا۔۔ اسے وہاں پر کوئی بھی نظر نہ آیا جو گارڈ اسے وہاں پر لے کر آیا تھا۔۔ اس نے کہا کہ میم اپ سامنے والے کمرے میں چلے جائیں۔۔ تو عائشہ نے قدم بقدیم اٹھا کر اس کمرے کی طرف چل پڑی۔۔ کمرے کے باہر پہنچ کر عائشہ نے جیسے ہی دستک کے لیے اپنا ہاتھ اٹھایا۔۔ تو اس سے پہلے ہی اندر سے آواز آئی کہ۔۔ "تمہیں دستک دینے کی ضرورت نہیں ہے اندر آ جاؤ" عائشہ حیران ہوئی کہ اس نے بند دروازے کے پیچھے اسے کیسے دیکھ لیا۔۔ اس کو ڈر بھی لگا لیکن چاروں نہ چار اس کو اندر جانا پڑا۔۔ اندر کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس کو کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔ کیونکہ کمرہ چاروں طرف اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ عائشہ کو ڈر لگ

رہا تھا اسی لیے اس نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا کہ۔۔ "ک۔ کوئی ہے" تو ڈیول اٹھا اور اس نے ایک ہلکی سی لائٹ ان کی۔۔ جس میں کچھ اور تو نہیں لیکن وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔۔ ڈیول چل کر عائشہ کے قریب آیا۔۔ اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا کہ۔۔ "اس بد تمیزی کی وجہ جان سکتا ہوں جو فون پر اپ نے کی تھی" تو عائشہ جو پہلے سے ہی ڈری ہوئی تھی وہ اندر سے اور ڈری۔۔ اور اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا جواب دے۔۔ اسے کوئی جواب نہ دیتے دیکھ۔۔ "ڈیول نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت اور بھی مضبوط کی کہ عائشہ کو درد ہونے لگا" تو ڈیول نے غصے سے کہا کہ جواب دو کیا وجہ تھی۔۔ درد کی شدت کو برداشت نہ کرتے ہوئے عائشہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔ اور اس نے ڈیول سے کہا کہ پلینز چھوڑیں درد ہو رہا ہے۔۔ تو ڈیول نے چیخ کر کہا کہ جب تک میرے سوال کا جواب نہیں دو گی۔۔ "میں تمہارا ہاتھ نہیں چھوڑوں گا" بد تمیزی کرنے کی کیا وجہ تھی بتاؤ۔۔ تو عائشہ نے روتے ہوئے کہا کہ۔۔ پتہ نہیں میرا دل بہت ادا اس

تھا۔ تو ایسے میں ساری بڑاں گارڈ پر اور غصہ اپ نکل گیا۔ "سوری" اس کی بات سن کر ڈیول نے کہا کہ دوبارہ ایسا کرے گی۔ تو عائشہ نے نفی میں سر ہلایا۔ تو ڈیول نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ عائشہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جہاں بے انتہا درد ہو رہا تھا۔ اور اس کے انسو تھے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ڈیول نے جتنی مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔ "اسے لگ رہا تھا کہ ابھی تک اس کی ہڈی تو ٹوٹ گئی ہو گی" اسے روتا دیکھ کر ڈیول اس کے پاس گیا۔ اور اسے آرام سے لا کر پہلے خود چیئر پر بیٹھا۔ اور اسے اپنی گود میں بٹھا کر پوچھا کہ۔ "زیادہ درد ہو رہا ہے" تو عائشہ نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔ "اس کے رونے پر تو ڈیول تڑپ ہی اٹھا تھا" اس نے اسے گلے لگایا اور کہا کہ کوئی بات نہیں بے بی ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ رومت ڈیول جب بھی غصے میں ہوتا تو اسے کچھ بھی پتہ نہ چلتا کہ وہ سامنے والے کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔ اور ٹھیک ابھی بھی اس کو خود پر بے انتہا غصہ ا رہا تھا۔ جو سامنے بیٹھے اپنی زندگی کو تکلیف دے بیٹھا تھا۔ ڈیول نے پیار

سے اس کے انسو صاف کیے۔۔ اور کندھے سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنے قریب کر کے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔ اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھ دیا۔۔ "اور کہا کہ آرام کرو" عائشہ نے اس کے سینے سے اٹھنے کی بہت مزاحمت کی۔۔ اور کہا کہ مجھے گھر جانا ہے پلینز چھوڑیں مجھے۔۔ تو ڈیول نے کہا کہ چپ چاپ کر کے بیٹھ جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ اس کے بعد میں چھپی دھمکی کو محسوس کر کے عائشہ نے بے بسی سے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ کر اپنی آنکھیں موند لی،



اس کی بات میں چھپی دھمکی کو محسوس کر کے عائشہ نے بے بسی سے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ کر اپنی آنکھیں موند لی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ کہ ڈیول کو اپنے سینے پر عائشہ کی بھاری ہوتی سانسیں محسوس ہوئی۔ اور اسے پتہ لگ گیا تھا کہ عائشہ سو گئی ہے۔ اس نے دیکھ کر سے اس کا سر اپنے سامنے کیا۔ اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ اس کے ایک ایک نقش کو اپنی انگلی سے

چھوتارہا۔ اور انہیں محسوس کرتا رہا۔ "سلیپنگ بیوٹی" بے اختیار ہے اس کے منہ سے عائشہ کے لیے یہ ایک نیا خطاب نکلا۔ اس کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔ کہ آخر اس لڑکی میں ایسا کیا ہے۔ کہ وہ بچپن سے اس کا دیوانہ تھا۔ ابھی تو اس کو ایک اور بہت بڑا معرکہ سرانجام دینا ہے۔ جسے کرنے کے بعد اسے یقین تھا کہ عائشہ اس سے ضرور بدزن ہو جائے گی۔ لیکن وہ بھی کیا کریں کنگ کو کبھی کنگ پکڑنے کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔ ورنہ یہی ہوتا رہے گا ہم پر حملہ کرے گا۔ تو کبھی کنگ پر ہم حملہ کریں گے۔ اسی لیے سب نے مل کر یہی پلان بنایا تھا۔ (پلان کیا تھا ویورزیہ تو اپ لوگوں کو انے والے اسپیسوڈ میں پتہ چلے گا) وہ اپنے انہی سوچوں میں گم تاکہ۔ "عائشہ نے اپنی آنکھیں کھولی" اور ڈیول کی طرف دیکھا جو اسی کو ہی دیکھ رہا تھا۔ عائشہ نے اس کے سینے پر سے سراٹھایا۔ اور کہا کہ کیا ٹائم ہو رہا ہے۔ تو ڈیول نے کہا کہ تمہیں ایک گھنٹہ ہو گیا ہے سوتے ہوئے۔ اس کی بات سنتے ہی عائشہ حیران ہوئی کہ۔ وہ ایک گھنٹے تک سوتی رہی۔ "اتنا جلدی ٹائم گزر گیا" اور اسے پتہ تک

نہیں چلا۔ اس نے جلدی سے ڈیول کی گود سے اٹھنے کی کوشش کی۔ تو ڈیول نے اس کی یہ کوشش ناکام بنادی۔ اور کہا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ تو عائشہ نے کہا کہ گھر جانا ہے یونیورسٹی کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔ ڈرائیور اگیا ہو گا۔ گیا۔ تو سب پریشان ہو جائیں گے۔ اس کی بات اور اگر وہ خالی ہاتھ گھر واپس سن کر ڈیول اٹھا اور ساتھ میں اسے بھی اٹھایا۔ اور کہا کہ تم دو منٹ بیڈ پر بیٹھو۔ عائشہ نے نہ سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ کیا ہوا۔ "تو ڈیول نے اسے بیڈ پر بٹھایا" اور خود ڈروور میں سے بام نکال کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اہستہ اہستہ سے لگانے لگا۔ عائشہ اس کا کیرنگ انداز دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی۔ ابھی وہ ٹھیک طرح سے خوش بھی نہیں ہوئی تھی کہ۔ دروازہ ناک ہوا اور کوئی لڑکی اندر داخل ہوئی انتہائی بولڈ ڈریس میں۔ تو ڈیول نے بھی اس کی طرف دیکھا۔ اور وہ لڑکی سیدھا کر ڈیول کے گلے لگی۔ ناجانے کیوں لیکن عائشہ کو اس کی یہ حرکت اچھی نہیں لگی۔ اس لڑکی نے ڈیول کے گال پر کس کیا۔ اور کہا کہ ہنی یہ کون ہے۔ اس

نے عائشہ کی طرف اشارہ کیا۔ تو ڈیول نے عائشہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ پتہ میری گاڑی سے اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ اس کے نہیں بے بی راستے میں ہاتھ پر چوٹ لگی تو میں اس کو گھر لے آیا دوائی وغیرہ لگانے کے لیے ڈیول کی بات سن کر تو عائشہ کو یقین ہی نہیں رہا تھا۔ بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ بے اختیار اس کی حلق میں انسوؤں کا گولا اٹکھا۔ لیکن وہ اس بے حس انسان کے سامنے انسو نہیں بہانا چاہتی تھی۔ وہ ابھی بھی یہی سوچ رہی تھی کہ اگر اس انسان نے مجھ سے زبردستی نکاح کیا ہے۔ تو اس حساب سے میں اس کی بیوی ہوئی۔ لیکن یہ مجھے لوگوں سے چھپاتا پھر رہا ہے۔ کیوں؟ اوہنی تمہیں میں نے کتنی بار کہا ہے کہ ایسے ہی کسی سڑک چھاپ لوگوں کو اپنے گھر مت لایا کرو۔ جیمی نے انتہائی غرور سے کہا۔ اس کے اتنا کہنے کی ہی دیر تھی کہ عائشہ اٹھی۔ اور وہاں سے جانے لگی تو اسے لگتا کہ ڈیول سے روک دے گا۔ لیکن نہیں اس اس کا یہ بھرم بھی ٹوٹ گیا تھا۔ اسے خود پر غصہ آنے لگا کہ نہ جانے پر اتنا جلدی یقین کر لیتی تھی۔ اور لوگ اتنی ہی اسانی سے کیوں وہ لوگوں

اس کا یقین توڑ کر اس کے منہ پر مار دیتے تھے۔ انسو بہاتی ہوئی وہ اس کے گھر سے نکل گئی۔ اور پیدل ہی اپنے گھر کی طرف جانے لگی۔ ابھی وہ تھوڑا اگے ہی چلی تھی کہ اسے ایک بار پھر سے وہی ڈیول کا ڈرائیور نظر آیا۔ اور کہا کہ میم اپ پلیز اندر بیٹھ جائیں۔ میں اپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ عائشہ نے اپنا انسوؤں سے تر چہرہ صاف کیا۔ اور کہا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے تمہارے اس تمہارے ڈیول سر کے احسان کی میں خود گھر جاسکتی ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ عائشہ نے چیخ کر کہا کہ سڑک پر جاتے ہوئے لوگ اسے گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ اسے بھی اس بات کا اندازہ ہوا اس لیے وہ اگے کی طرف چلی گئی۔ لیکن وہ ڈرائیور ایک بار دوبارہ اس کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ پلیز میم اب بیٹھ جائے اندر میں اپ کو چھوڑ دیتا ہوں گھر۔ اگر اپ میرے ساتھ گھر نہیں تو سر مجھے نوکری سے ہی نکال دیں گے۔ تو عائشہ نے اس کی بوڈی دیکھ گئی۔ کر کہا کہ ہٹے کٹے آدمی ہوں نکل جاؤ ادھر سے۔ کہیں اور جاب کر لینا دنیا میں صرف ایک وہ واحد آدمی تو نہیں ہے۔ جو تمہیں کھلانے والا ہے۔ اس کی

بات کے جواب میں ڈرائیور نے کچھ نہیں کہا۔ اور صرف اتنا ہی کہا کہ میں اپ پلینز بیٹھ جائیں اندر۔ لیکن عائشہ تھی جس کی آنکھوں میں بار بار وہی منظر گھوم رہا تھا۔ جب وہ لڑکی اتنی اور ڈیول کو گلے لگایا۔ اور اس کے بعد ڈیول کا کہنا کہ سڑک پر ایکسیڈنٹ ہونا۔ اس کا دماغ بری طریقے سے گھوم رہا تھا۔ اور اسے کچھ بھی سمجھ نہیں رہا تھا۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ درد سے اس کا دماغ پٹنے والا ہے۔ ایک تو نہ جانے کیوں صبح سے ہی اس کی طبیعت کچھ عجیب عجیب سی ہو رہی تھی۔ اور اب یہ واقعہ ہونا اس کا سر بری طرح درد کر رہا تھا۔ چلی تھی کہ اور اس کے سر میں چکر بھی رہے تھے۔ وہ ایک دو قدم آگے ہی بری طرح پتھر سے ٹکرا کر وہ زمین بوس ہوئی۔ اور اپنے حواس قابو میں نہ رکھ سکی اور بے ہوش ہو گئی۔ ڈرائیور جو اس کے پاس دوبارہ التجا کرنے جانے والا تھا۔ اسے زمین پر گرتا ہوا دیکھ کر وہ جلدی سے اس کے پاس گیا۔ اور دیکھا کہ اس کے ماتھے پر سے خون نکل رہا تھا۔ ڈرائیور جلدی سے آگے گیا اور اس کو اٹھا کر گاڑی میں لٹا کر اس کو ہاسپٹل کی طرف لے گیا،،

عائشہ نے دھیرے دھیرے سے اپنی انکھیں کھولی۔ اس کا سر بہت باری ہو رہا تھا۔ انکھیں کھولنے پر اس نے ادھر ادھر دیکھا تو خود کو ہاسپٹل کے کمرے میں پایا۔ اس نے دیکھا کہ سائیڈ صوفے پر اس کی ماما بیٹھی ہوئی۔ اس کے لیے سورہ یاسین کی تلاوت کر رہی تھی۔ اس کے حلق میں کانٹے چبنے لگے۔ اس کو بہت پیاس لگی تھی۔ سر بھاری ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہیں پارہی تھی۔ تو اس نے کہا کہ۔ "پانی" رابعہ بیگم نے جب عائشہ کی نقاہت بھری آواز سنی۔ تو وہ تڑپ کر جلدی سے اٹھی اور کہا کہ میری بیٹی کیا چاہیے تم کو۔ تو عائشہ نے پانی کی طرف اشارہ کیا۔ تو رابعہ بیگم نے جلدی سے اس کے لیے گلاس میں پانی ڈالا۔ اور اس کو اٹھا کر پلانے لگی۔ پانی پینے کے بعد رابعہ بیگم نے گلاس رکھا ہی تھا کہ۔ فرحان کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اور اسے ہوش میں اتادیکھ کر اس نے ایک مطمئن سی نظر اس پر ڈالی۔ اور کہا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک

ہے۔ اور تم یہاں ہاسپٹل کیسے پہنچی۔ کیا ہو گیا تھا تمہیں۔ فرحان نے بنا رابعہ بیگم کا خیال کیے۔ اس سے کہیں سوال پوچھ ڈالے۔ تو عائشہ نے اسے کہا کہ میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ نہ جانے کیوں لیکن سر میں درد تھا۔ اس سے اگے شاید عائشہ کچھ بتانا نہیں چاہ رہی تھی۔ اسی وجہ سے فرحان بھی چپ ہو گیا۔ تو عائشہ نے اپنی ماما کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ۔ ماما پوگوں کو کس نے بتایا۔ تو رابعہ بیگم نے کہا کہ بیٹھا۔ کسی ان نون نمبر سے تمہارے بابا کو کال آئی تھی کہ۔ "تم اس ہاسپٹل میں ہو" اس وقت تمہارے بابا تو گھر پر نہیں تھے۔ لیکن انہوں نے وقت رہتے ہی فرحان کو۔ یہاں پر بیجھا تو ساتھ میں بھی آگئی۔ تو عائشہ نے ہاں میں سر ہلا کر اپنی آنکھیں بند کر لی۔ بند آنکھوں کے پیچھے اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے وہی منظر گھومنے لگا۔ تو اس کی بند رابعہ بیگم نے اس کے انسو دیکھے۔ "تو وہ آنکھوں میں سے انسو نکلنے لگے۔ تڑپ اٹھی" اور کہا کہ کہیں درد دہور ہا ہے میری جان کیوں رو کیوں رہی ہو۔ تو عائشہ نے اپنی آنکھیں کھولی اور کہا کہ ماما سر میں درد ہے۔ اس کی بات سن

کر رابیہ بیگم اہستہ اہستہ اس کا سردبانہ شروع کیا۔ اور اس نے بھی سکون سے انکھیں موند لی۔ جب عائشہ نے اپنی انکھیں بند کی تو فرحان بھی روم سے نکل گیا،

زار اپنے کمرے میں بیٹھی بے تحاشہ رو رہی تھی۔ اس کو ابھی بھی یقین نہیں رہا تھا۔ جو ابراہیم نے صبح ناشتے کی ٹیبل پر داداجی سے بات کی تھی۔ وہ سچ تھی۔ نہ جانے کتنی ہی دیر ستکے کی کیفیت میں وہ ابراہیم شاہ کی طرف دیکھتی رہی کہ۔ شاید وہ اب کہے گا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ لیکن نہیں ابراہیم اپنی بات کہہ کر چلا گیا تھا۔ اور پیچھے زارا کو رونے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ ابراہیم شاہ تو اس سے محبت کرتا تھا۔ "تو وہ کیسے کسی دوسری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کے لیے داداجی سے اجازت لے رہا تھا؟" کیا وہ اس کا پیار اس کا میرا خیال رکھنا کیا وہ سب دھوکہ تھا۔ نہیں نہیں وہ دھوکہ نہیں ہو سکتا

ضرور وہ میرے ساتھ کوئی مذاق کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ دو تین دن سے انہوں نے مجھے بالکل بھی ٹائم نہیں دیا۔ افس میں بہت سارا کام ہو گا۔ اسی گھٹیا مذاق کر رہے لیے میں ناراض نہ ہوں۔ اس لیے وہ میرے ساتھ ایسا ہوں گے۔ زارا اپنے کمرے میں بیڈ پر اونڈھے منہ لیٹی۔ اپنے آپ سے یہ سب باتیں کر رہی تھی۔ نہیں نہیں میں ابراہیم کو کبھی بھی ایسا کرنے نہیں دوں گی۔ "وہ صرف مجھ سے پیار کرتے ہیں" اور میں بھی صرف انہی سے پیار کرتی ہوں۔ انہوں نے تو نکاح بھی میرے ساتھ کیا تھا۔ اور ہماری تو رخصتی بھی ہونے والی تھی۔ وہ کبھی بے ایسا نہیں کریں گے۔ مجھے یقین ہے وہ ضرور مذاق کر رہے ہوں گے۔ مجھے ایک بار ہی صحیح لیکن ان سے پوچھنا چاہیے نا۔ ہاں شاید یہی ٹھیک رہے گا۔ رات کو وہ جیسے ہی افس سے اتارے۔ میں ضرور ان کے کمرے میں جا کر ان سے پوچھوں گی۔ زارا نے خود کو ایک خوش فہمی کے شکار میں مبتلا کیا۔ اور بہت جلدی سے اٹھی اپنی آنکھیں کے صاف کی۔ اور اس نے ٹائم کی طرف دیکھا تو شام کے چھ بج رہے تھے۔ اور

ہو سکتا تھا کہ سات یا اٹھ تک ابراہیم بھی گھرا جاتا۔ اسی لیے وہ فریش ہونے
 لیے جلدی سے واش روم کی طرف بھاگی۔ لیکن اندر جانے سے پہلے کے
 الماری سے اپنی کپڑے لینا نہ بھولی تھی،،،

ابراہیم شدید تھکن کا شکار ہوتے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ سب سے
 چپ چھپا کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔ کیونکہ نیچے سب کی نظروں میں جو بھی
 سوال تھا۔ اس کافی الحال اس کے پاس کوئی بھی جواب نہ تھا۔ اور خاص کر
 زارا اس کی روتی ہوئی، اور التجا کرنے والی آنکھیں، اپنی پیٹ پر صبح اس نے کافی
 ٹائم تک محسوس کی تھی۔ لیکن دل پر پتھر رکھ کر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ اور
 سارا دن وہ آنکھیں اس کے دل و دماغ میں بار بار گھوم رہی تھی۔ اس نے اپنا
 کوٹ اتارا، اور ڈریسنگ ٹیبل کے پاس جا کر اپنا والٹ، اور کار کی چھابی رکھتے
 ہوئے، اپنی گھڑی اتارنے لگا کہ اتنے میں ہی دروازہ ناک ہوا۔ اور اس نے

دروازے کی طرف دیکھا۔ جہاں سے زارا اندرائی اس کو پتہ تھا کہ زارا کس وجہ سے اندرائی ہے۔ اور اس کے کیا کیا سوال ہوں گے۔ اور وہ کیا پوچھنا چاہ کہا رہی ہے۔ وہ جلدی سے زارا کے پاس گیا۔ اور سپارٹ چہرے کے ساتھ کہ میری جان تمہیں تمہارے حقوق سب سے پہلے میں دوں گا۔ "تم ہمیشہ میری پہلی بیوی رہو گی" زارا جو اپنی بات کہنے آئی تھی، اس سے پہلے ہی ابراہیم نے اپنی بات کہہ کر اس کا سارا بھرم دومانٹ میں چکنا چور کر دیا۔ اس کو ابراہیم کا عکس دھندلا سا نظر آنے لگا۔ اور پھر اس کے بعد نہ جانے کیا ہوا کہ۔ ایک ایک کر کے زارا کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ اور اس نے ابراہیم سے کہا کہ اپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ میں نہ ایسے بھی کیا کر دیا ہے۔ ابراہیم نے اسے کہا کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ "میری جان" لیکن میری دوسری شادی کرنا مجبوری ہے۔ پلیز سمجھو میں تمہارے ساتھ کبھی بھی نا انصافی نہیں کروں گا۔ اور نہ ہی کبھی تمہاری حق تلفی کروں گا۔ پلیز میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس کی آنکھوں میں سے آنسو بہتا ہوا دیکھ

کر، ابراہیم نے بے بسی سے کہا۔ تو زار نے اس سے کہا کہ۔ "پلیز اپ نہیں کرنا دوسری شادی" میں ہوں تو اپ کے لیے۔ ایسی بھی کیا مجبوری ہے۔

اپ کی کہ اپ میری بات ہی نہیں مان رہے۔ غور سے دیکھیں میری طرف۔ میں وہی اپ کی زار ہوں۔ جس کو اپ پسند کرتے تھے۔ میرے سارے نخرے اٹھاتے تھے۔ میں جو بھی خواہش اپ سے کرتی تھی۔ اپ سب سے پہلے اس کو پوری کرنا اپنی اولین ترجیح سمجھتے تھے۔ اب ایسا بھی کیا ہو گیا ہے۔ پلیز نہ جائے مجھے چھوڑ کر۔" ورنہ میں مر جاؤں گی" میں سچ کہہ رہی ہوں میں مر جاؤں گی۔ اپ کے بغیر ابراہیم پلیز نہ جائیں۔ زار نے ابراہیم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا۔ اور بے بسی سے اس کے ہاتھ پر اپنا سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس کا وجود ہچکچا لینے لگا۔ ابراہیم نے اسے زور سے اپنے گلے لگایا۔ اور کہا کہ چپ ہو جاؤ۔ کیوں مجھے تکلیف دے رہی ہو زار۔ زار اس سے پیچھے ہوئی اور اپنے دونوں ہاتھ ابراہیم کے سامنے جوڑ کر کہا کہ۔ پلیز نہ کرے دوسری شادی۔" میں ہوں تو اپ کی بیوی" تو

اپ کو کسی اور کے پاس کیوں جانا ہے۔ پلیز رحم کرے مجھ پر میں مر جاؤں گی۔ میں سچ کہہ رہی ہوں نہ چھوڑے مجھے۔ زارا اس سے چیخ چیخ کر التجا کر رہی تھی۔ اور ابراہیم کی آنکھیں ضبط کی وجہ سے لال ہو گئی تھی۔ اس کو بالکل بھی سمجھ نہیں رہا تھا کہ۔ وہ اس سچویشن میں کیا کرے۔ وہ بار بار زارا سے یہی کہہ رہا تھا کہ۔ دوسری شادی کرنے کے بعد کچھ بھی نہیں بدلے گا۔ میں تمہارے ساتھ بالکل ویسا ہی ہوں گا۔ "جیسے پہلے دن سے تھا" لیکن نہیں زارا بار بار اس سے یہی کہہ رہی تھی کہ۔ اپ شادی نہ کریں۔ اس بار ابراہیم نے کچھ نہ کہا اور اسے اپنے گلے لگایا۔ اور اسے چپ کرانے لگا۔ اور زارا بھی اس کے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر اپنی بے بسی پر رونے لگی۔ تھوڑی دیر رونے کے بعد وہ اچانک ابراہیم کے گلے سے ہٹی۔ اور کہا کہ ابراہیم دیکھیں فیورٹ کلر بھی پہنا ہیں۔ اپ دوسرے شادی نہیں کریں نہ میں نے اپ کا گے نا۔ زارا نے اسے بچوں جیسی لالچ دی۔ جس میں ابراہیم ابھی گیا تھا۔ سامنے کھڑا اس کا عشق اس کے لیے پور پور سجا تھا۔ ابراہیم نے اسے اپنے

پاس کیا۔ اور اسے کے گال پر نرمی سے اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ جاؤ زارا۔

"اپنے کمرے میں جاؤ" یہ الفاظ ابراہیم نے کتنے ضبط سے کہے تھے۔ ابراہیم کے علاوہ شاید کوئی نہ جانتا۔ زارا نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے گال پر کس کرنے کے بعد زارا کو لگا۔ کہ شاید ابراہیم اس کے قریب رہا ہے۔ اور اس کے دل میں ایک چھوٹی سی امید جاگی تھی کہ۔ شاید وہ ابراہیم کو روک پاتی۔ "دوسرا نکاح کرنے سے" لیکن نہیں ابراہیم نے دو سیکنڈ کے اندر اندر اس کا یہ بھرم بھی تھوڑ دیا تھا۔ اور اس کو کہا تھا کہ اپنے کمرے میں جاؤ۔ اس بار زارا نے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ اور اس نے چپ چاپ زمین سے اپنا دوپٹہ اٹھایا۔ اور اسے اپنے سر پر ڈال کر ابراہیم کے کمرے سے خاموشی سے چلی گئی تھی۔ "اور شاید اس کی زندگی سے بھی" اس کے جاتے ہی۔

ابراہیم نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے جو بے یقینی اور اس کا بھرم ٹوٹا دیکھا تھا۔ اسے خود پر شدید غصہ آیا۔ اور پھر ایک کے بعد ایک ابراہیم کے کمرے کی مہنگی اشیاء زمین پر پڑی اپنی حالت پر ماتم کنا تھی۔ اسی سب میں اس کے

ہاتھ پر بھی جھوٹ لگی تھی۔ جس سے زمین پر خون بہہ رہا تھا۔ لیکن اس کو خود کی پرواہ ہی کب تھی۔ وہ تو بس زارا کی انسوؤں سے بری آنکھوں میں کھویا ہوا تھا۔ اور اسی سبب میں اس کی آنکھوں سے ایک انسو نکلا۔ اور ابراہیم نے وہ انسو اتنی جلدی صاف کیا۔ جیسے وہ اپنی پر چھائی کو بھی وہ انسو دکھانا نہ چاہ رہا ہو۔ اور نہ ہی وہ خود کو کمزور ثابت کرنا چاہ رہا ہو،،،،

زین اپنے کمرے میں بیٹھالیپ ٹاپ پر افس کا کام کر رہا تھا۔ اتنے میں ہی اس کے پاس فاطمہ آئی۔ اور اس کا لپ ٹاپ ہٹا کر بیڈ پر بیٹھی۔ اس کے سیٹھتھے ہی۔ زین نے اس سے اپنا چہرہ موڑ لیا۔ فاطمہ کو بہت تکلیف ہوئی۔ فاطمہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔ اور کہا کہ کیا ہوا۔ "زین مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے کیا" اپ اتنا روڈ بیسیو کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ۔ اس کی بات سن کر زین نے نروٹے پن سے کہا کہ۔

"تمہارے پاس میرے لیے وقت ہی کہاں ہوتا ہے فاطمہ" کہ میں تم سے بات کروں۔ صبح جب جاتا ہوں تو تم سوئی ہوئی ہوتی ہو۔ جب افس سے واپس آتے ہو تو تم کام میں لگی رہتی ہو۔ مجھے بتاؤ تمہارے پاس وقت ہی کہاں ہے۔ زین نے اس کو ڈانٹا۔ تو فاطمہ نے جب زین کی باتیں سنی تو۔ "اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے" اور فاطمہ بھی اپنی غلطی پر شرمندہ تھی۔ اس کو پتہ تھا کہ وہ کچھ دنوں سے ہی صحیح۔ پر زین کو بالکل پر اپری ٹائم نہیں دے پا رہی۔ ایسے میں زین کا اس سے ناراض ہونا بہت نارمل سی بات تھی۔ لیکن وہ اتنا ناراض ہو جائے گا۔ اس کو اندازہ نہ تھا۔ اس نے اپنا سر نیچے کیا۔ اور کہا کہ ائی ایم سوری دوبارہ اسے نہیں ہو گا۔ اب سے میرا سارا ٹائم آپ کا۔ جب بھی آپ افس سے آئیں گے۔ مجھے ادھر ہی کمرے میں پاتا ہوا پائیں گے۔" اب راضی ہو جائے ناپلیز سوری بول تو رہی ہوں "فاطمہ نے اپنے کان پکڑ کر زین کو سوری کہا۔ تو زین تو اس کے معصوم انداز پر پہلے ہی فدا تھا۔ اور اب اس کا اس طریقے سے کان پکڑ کر سوری بولنا تو۔ زین کے جذبات کو جگا گیا

تھا۔ زین نے اسے مزید اپنے قریب کیا۔ اور اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر اپنی انگلیوں سے اس کا گال سہلانے لگا۔ اس کے اسے کرنے سے فاطمہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔ اور اس نے زین کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ پر زین نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس کے پیچھے کمر سے لگا دیا۔ زین کے ایسا کرنے سے فاطمہ مزید اس کے قریب ہوئی۔ تو فاطمہ نے ہکلاتے ہوئے کہا کہ۔ "پ۔ پلیز۔ دور ہوں" تو زین نے کہا کہ میں کیوں دور رہوں۔ ابھی تو تم نے مجھے اتنے پیار سے منایا ہے۔ کون بیوقوف ہو گا کہ۔ "وہ اپنی بیوی سے دور ہو گا" وہ بھی تب جب بیوی خود پاس آئے۔ زین کی بات سن کے فاطمہ نے کہا کہ میں کب آپ کے پاس آئی۔ میں تو صرف آپ کو منار ہی تھی۔ کیونکہ آپ ناراض ہو گئے تھے اسی لیے۔ اور ویسے بھی میں تو آپ سے دور بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے خود ہی اپنی پاس کیا۔ اس کی بات سن کر زین نے اس کی طرف شرارت سے دیکھا۔ اور کہا کہ تو کیا ہوا بیوی ہو تم میری حق حلال کی۔

سارے حق ہے تمہارے، میرے پاس، میں تمہیں خود سے پاس کروں دور کچھ بھی کروں، "تم صرف اور صرف کروں، پیار کروں نفرت کروں، جو میری ہی رہو گی" زین نے شدت پسندی سے کہہ کر۔ اس کے لبوں کو اپنی لبوں کی قید میں کر کے اس پر اپنی شدتیں لٹاتا چلا گیا۔ فاطمہ نے بوکھلا کر اس کے پیٹ پر مکے مارنا شروع کیے۔ جب کافی دیر تک وہ پیچھے نہ ہٹا تو۔ زین نے دوبارہ سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں قید کر کے کمر کے ساتھ لگایا۔ اور اسے بیڈ پر لٹا کر خود اس کے اوپر آیا۔ اس دوران زین نے فاطمہ کے لبوں کو ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں چھوڑا تھا۔ فاطمہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔ اس سے اپنا پ جدا کرنے کے لیے۔ اور اس کی دھڑکنیں الگ طریقے سے ہی شور مچا رہی تھی۔ زین بخوبی اس کا تڑپنا اور اس کے دل کا دھڑکنا محسوس کر سکتا تھا۔ پر وہ ابھی اتنی آسانی سے فاطمہ کو جانے نہیں دے سکتا تھا۔ آخر اتنی دنوں کی سزا بھی تو دینی تھی اس کو۔ تھوڑی دیر اب اگے سانس نہیں لے پائے گی۔ تو وہ نرمی کے بعد جب زین کو لگا کہ وہ

سے جدا ہوا۔ اور اس کے چہرے کو دیکھا جو سرخ پڑ گیا تھا۔ سانس نہ لینے کی وجہ سے، جب اس کی حالت کچھ سمبلی اور اس کے دھڑکنوں کا شور کچھ کم ہوا تو۔ بغیر کچھ کہے زین نے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔ فاطمہ جو ابھی پہلے واقع سے ہی نہ اسمبلی تھی۔ اس کے مونچوں کی چبن اپنی گردن پر محسوس کر کے۔ فاطمہ کو اپنی روح فنا ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے روہانسی اواز میں زین کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ اور کہا بھی کہ زین پلیز دور ہو جائیں مجھے سانس نہیں آرہی۔ زین نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے۔ اس کی گردن پر اپنے دانت شدت سے گاڑ دیے۔ کہ فاطمہ سی کر کے رہ گئی۔ اور اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو کر اس کے گال پر بہنے لگے۔ زین اس سے دور ہوا۔ اور پیار سے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔ اور کہا کہ "میرا نازک بچہ" اس کی بات سن کر فاطمہ نے ناراضگی سے اس کے ہاتھ اپنے چہرے پر سے ہٹائے۔ اور کہا کہ میں اب آپ سے بات نہیں کروں گی۔ مجھے آپ کو منانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ اپنا ناراض ہی ٹھیک تھے مجھ سے۔ اس

کی بات سن کر زین ہنسا اور کہا کہ۔ وہ تو تمہیں میرے قریب آنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ اور اب جب کبھی بھی تم مجھ سے دور ہونے کی کوشش کروں گی۔ یا مجھے ٹائم بالکل بھی نہیں دے پاؤ گی۔ تو تم اس سزا کو ضرور یاد رکھو گی۔ فاطمہ نے اس کی بات کا کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ اور اس سے منہ موڑے بیٹھی رہی۔ زین نے کینچھ کر اسے اپنے قریب کیا۔ اور اس کی پیٹ کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی رکھی۔ اور کہا کہ میری جان کیوں ناراض ہو رہی ہو۔ تو فاطمہ نے کہا کہ اپ نے مجھے اتنی زور سے بانٹ کیا۔ فاطمہ نے اپنی گردن پر جہاں سرخ دبے کا نشان بن چکا تھا۔ اٹھا کر۔ وہاں پر نرمی سے اپنے وہاں پر انگلی رکھ کر کہا تو۔ زین نے اس کا ہاتھ لب رکھے۔ "اور کہا کہ سوری اسندہ ایسا نہیں ہو گا پکا" زین اگے ہوا اور سائیڈ ٹیبل کے دراز میں سے اس کے لیے چاکلیٹ نکالی۔ جو اس نے کل رات ہی لا کر رکھی تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں پکڑائی۔ اور کہا کہ یہ لو۔ چاکلیٹ کو دیکھ کر تو فاطمہ بے انتہا خوش ہوئی۔ اور جلدی سے اس کے ہاتھ سے لے کر۔

چاکلیٹ کا رپر کھولا۔ اور اسے کھانے لگی۔ اسے چاکلیٹ کھاتے زین نے کہا کہ۔ اب تو نہیں ہونا ناراض۔ تو فاطمہ نے ناں میں ہی سر ہلایا۔ کیونکہ منہ تو پورا چاکلیٹ سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بچپنے کو دیکھ کر زین گہرا مسکرایا۔ اور اسے اپنے پاس کر کے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر کہا کہ سو جاؤ۔ اور فاطمہ بھی بنا کچھ کہے اس کے سینے پر مزے سے سر رکھالیا،،

سارے گھر والے ابراہیم کے فیصلے کو لے کر کافی پریشان تھے۔ اور تقریباً سب کو ہی زار کی فکر کھائے جارہی تھی۔

جس نے رورو کر پورا گھر اپنے سر پر اٹھالیا تھا کہ۔ "ابراہیم دوسرا نکاح نہیں کرے گا" دادا جی، دادی، اس کے ماما بابا سب اس کے پاس اسے سمجھانے گئے۔ لیکن اس نے کسی کی بھی بات نہ مانی۔ اس نے بس ایک یہی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ۔ "ابراہیم دوسرا نکاح نہیں کرے گا" وہ اس کے سوا کسی اور کا

نہیں ہو سکتا۔ اب سب ہی اس فیصلے کی وجہ سے کافی پریشان تھے۔ ایک طرف ابراہیم تھا جو اپنی بات پر ڈٹا رہا کہ۔ وہ دوسرا نکاح کل جمعہ کو ہی کرنے والا ہے۔ تو دوسری طرف زارا تھی۔ جس نے کہا تھا کہ ابراہیم میرے سوا کسی اور کا نہیں ہوگا۔ کسی کو بھی اس سچویشن کو ہینڈل کرنا نہیں ا رہا تھا۔ کہ آخر وہ کرے تو کرے کیا۔ اس وقت دادا جی ابراہیم کے کمرے میں بیٹھے۔ ابراہیم کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ وہ دوسرا نکاح نہ کرے۔ ابراہیم آخر تمہیں میری بات سمجھ کیوں نہیں ارہی۔ میں کب سے کہہ رہا ہوں کہ، دوسرا نکاح کرنے کی جو بھی وجوہات ہیں۔ وہ تم مجھے ایک بار بتاؤ تو صحیح۔ اگر تمہاری وجہ بالکل ٹھیک ہوئی، تو ان سب میں خود تمہارے ساتھ دوں گا۔ دادا جی نے اس سے کہا تو۔ ابراہیم نے کہا کہ دادا جی جو بھی وجہ ہے میری مجبوری ہے۔ میں اپ کو ابھی فی الحال نہیں بتا سکتا۔ پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کریں۔ تمہیں تو میں سمجھ لوں ابراہیم لیکن باقی گھر والوں کو میں کیا جواب دوں۔ آخر تمہاری ضد پر ہی تو میں نے زارا سے تمہارا نکاح کروایا تھا۔

اور اس کے بعد اسی ضد پر تمہاری رخصتی بھی کروائی تھی۔ لیکن اس کے بعد بھی یہ نتیجہ ہے کہ تم دوسرا نکاح کرنے جا رہے ہو۔ اس بچی کا ایک بار بھی سوچا ہے۔ تم نے کہ آخر اس پر کیا گزر رہی ہو گی۔ دادا جی نے غصے سے اس پر چیخ کر کہا تو۔ ابراہیم بے چینی سے اٹھا اور کہا کہ۔ پلیز دادا جی اس کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ تو دادا جی اپنی جگہ سے اٹھے۔ اور کہا کہ اس کو تو میں سمجھا لوں۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھنا۔ دوسرا نکاح ہونے کے بعد میں کبھی بھی زارا کی رخصتی تمہارے ساتھ نہیں کرواؤں گا۔ اور جیسے ہی تمہارا دوسرا نکاح ہوتا ہے۔ میں کورٹ کے ذریعے زارا کے لیے تم سے خلا کروالوں گا۔ پھر تم منانا اپنی دوسری بیوی کے ساتھ خوشیاں، اور ایک اور بات میری اور سن لو۔ تمہاری دوسری بیوی اس گھر میں کبھی بھی قدم نہیں رکھنی چاہیے۔ اپنے لیے کہی باہر انتظام کر لو۔ اس گھر میں دوبارہ قدم رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابراہیم نے تو کوئی بھی بات نہیں سنی۔ بس خلا والی بات پرستکی میں کھڑا تھا کہ۔ دادا جی جب کمرے سے باہر جانے لگے تو۔ ابراہیم نے پیچھے

سے سرد لہجے میں کہا کہ۔ ایک بات آپ بھی یاد رکھیے گا دادا جی۔ میں مر بھی جاؤں تو بھی زارا کو اپنے نام سے کبھی بھی جدا نہیں ہونے دوں گا۔ اور نہ ہی جو بھی ہو جائے۔ وہ میری میں اس کو کسی اور کے لیے چھوڑوں گا۔ چاہے ہے تو صرف میری ہی رہے گی۔ ابراہیم کے لہجے میں دادا جی نے جو شدت پسندی محسوس کی تھی۔ ان کو اپنے پوتے سے ڈر لگا۔ اور ابراہیم نے یہ بھی کہا کہ۔ میں اس گھر میں ضرور اؤں گا۔ اور اپنی دوسری بیوی کے ساتھ ہی اؤں گا۔ اور آپ بے فکر رہیے گا۔ آپ کی پوتی کے ساتھ کوئی بھی نا انصافی نہیں ہوگی۔ اس کی بات سن کر دادا جی نے کہا کہ۔ وہ ٹوٹ جائے گی ابھی اس کی اتنی عمر نہیں ہے۔ جتنا تم اس کو اذیت سے نواز رہے ہو۔ تو ابراہیم نے کہا کہ کوئی بات نہیں۔ ٹوٹے گی یا جڑے گی۔ وہ میرے پاس ہی رہے گی۔ اور میں اس کو منالوں گا اس کو۔ دادا جی نے غصے سے کہا کہ کس لیے تم اس کو مناؤ گے۔ اس لیے کہ تم نے دوسری شادی کی، یا پھر اسی لیے کہ تم کسی دوسری عورت کو اس کا حق دینے کی کوشش کر رہے ہو، کس کس بات کے لیے تم

اس کو مناؤ گے۔ تو ابراہیم نے بھی ان کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ اور کہا کہ ہر اس بات کے لیے میں اس کو منالوں گا۔ جس کے لیے وہ مجھ سے خفا ہے۔

اس کی بات سن کر اجازت جی نے کچھ نہیں کہا۔ اور ناراض ہو کر کمرے سے نکل گئے کہ۔ شاید ناراض ہونے سے ابراہیم مجھے منالے۔ اور میری بات مان لے لیکن نہیں اس بار ابراہیم کا جو فیصلہ تھا۔ وہ کسی کے لیے بھی نہیں بدل سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی زندگی اپنے عشق کے لیے بھی نہیں،،،

رانیہ بیگم اداس سی صوفے پر بیٹھی۔ زارا کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ۔ میری معصوم بچی کا کیا ہو گا۔ اس نے بھی کئی بار ابراہیم کے پاس جا کر اسے منانے کی کوشش کی۔ زارا کے لیے لیکن نہیں ابراہیم پر تو کسی کی بات کا کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اپنی ہی بات پر ڈٹا رہا۔ صبح افس جانے سے پہلے اس نے سب گھر والوں کو بتا دیا تھا کہ۔ آج جمعہ کی نماز کے بعد اس کا نکاح ہو

رہا ہے۔ اگر کوئی انا چاہے تو بے شک اپنی مرضی سے اسکتا ہے۔ زارا کو تو یہ بات کسی نے بھی نہیں بتائی تھی۔ لیکن ابراہیم کا جہاں نکاح ہو رہا ہے۔ ان سب کو لڑکی کے بارے میں بھی پتہ تک نہیں تھا۔ کہ آخر ابراہیم کس لڑکی سے نکاح کر رہا ہے۔ بس ابراہیم نے سب کو یہ بتا رکھا تھا کہ۔ کہ وہ لڑکی جو بھی ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ تو دادا جی نے اس سے یہ بھی کہا تھا کہ۔ رہے ہو۔ ابراہیم نے ان اگر وہ محبت ہے تو اس کو مجبوری کا نام کیوں دے کی بات ان سنی کر دی تھی۔ اور بنا کچھ کہے افس چلا گیا تھا۔ گھر میں ایک ہو کا ماحول تھا۔ کوئی کسی سے کچھ بات بھی نہیں کر رہا تھا۔ سب ہی اپنی اپنی جگہ زارا کے لیے اداس تھے۔ اور دوسری طرف زارا اپنے کمرے سے نہیں نکل رہی تھی،،،

سارے مرد ظہر کی نماز ادا کر کے گھر واپس آ گئے تھے۔ اور اس وقت سب لاؤنج میں بیٹھے۔ مولوی صاحب کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ رانیا بیگم نے ابراہیم کے ساتھ صوفے پر بیٹھی۔ سکڑی سمٹی سی ایک نظر اس لڑکی پر ڈالی۔ جو ایک شادی شدہ مرد کے ساتھ نکاح کرنے جا رہی تھی۔ اور اس کو اس بات سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔ اس کا اندازہ رانیا بیگم کو تب ہو گیا تھا۔ جب ابراہیم کو مسجد کی طرف جاتا دیکھ کر وہ ان سے بات کرنے آئی تھی۔ کہ ابراہیم کی بیوی پہلے سے بھی موجود ہے۔ تمہیں اس سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ الٹا اس لڑکی نے اسے جواب دیا تھا کہ۔ مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ "ابراہیم مجھ سے محبت کرتا ہے" اور یہ انہوں نے مجھے خود کہا ہے۔ حالانکہ جب دادا جی نے بتا دیا تھا سب گھر والوں کو کہ۔ ابراہیم نے خود کہا ہے کہ یہ اس کی مجبوری ہے۔ سب اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اسی تو سب گھر والے اس وقت نکاح میں شرکت کرنے کے لیے وجہ سے موجود تھے۔ رانیا بیگم اپنے سوچوں میں ہی گم تھی۔ کہ اتنے میں انہیں حسن

کی اواز آئی۔ کہ مولوی صاحب آگئے ہیں۔ جیسے ہی مولوی صاحب آئے عائشہ کا دل ایک پل کے لیے ڈوب کے ابھرا۔ اس کو زار کے لیے بہت برا لگ رہا تھا۔ آخر یہ دکھ اس پر بھی گزر چکا تھا۔ اسی لیے وہ سمجھ سکتی تھی۔ اس وقت زار کی حالت کو۔ دادا جی نے مولوی صاحب سے کہا کہ نکاح شروع کریں۔ تو مولوی صاحب نے نکاح کرنا شروع کیا۔ کہ اتنے میں ہی سیڑھیوں سے زارہ نیچے آئی۔ اسے نیچے سے بہت شور کی اواز آرہی تھی۔ تو وہ دیکھنے کے لیے نیچے آئی تھی۔ لیکن سب کو لانچ میں جمع ہوتے دیکھ کر۔ اور ابراہیم کے ساتھ ہی ایک لڑکی کو بیٹھا دیکھ کر۔ اس کو کچھ غلط ہونے کا اندیشہ ہوا۔ مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات ادا کرنا شروع کر دیے تھے۔ ابراہیم قبول ہیں بولنے ہی والا تھا کہ۔ اس نے زار کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں حیرانی لیے ان سب کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اور سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہ اس وقت یہاں پر ہو کیا رہا ہے۔ اس نے ابراہیم کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ کس کا نکاح کس کے ساتھ ہو رہا ہے۔ تو ابراہیم نے صوفے پر

بیٹھے ہی سپارٹ چہرے کے ساتھ کہا کہ۔ "میرا نکاح ہو رہا ہے ماہ نور کے ساتھ" تو زار نے کہا کہ مانور کون تو ابراہیم نے اپنے ساتھ ہی بیٹھی مانور کے کندھے کے گرد اپنا بازو حل کیا۔ اور کہا کہ یہ "مانور میری ہونے والی بیوی" یہ سن کر تو زار کو ایسا لگا۔ جیسے ہی پوری حویلی اس کے سر پر اگری ہو۔ بے اختیار وہ اپنی جگہ سے لڑکھڑائی۔ اسے لڑکھڑاتے دیکھ عائشہ جلدی سے اس کے پاس آئی۔ اور اس کو تھاما۔ لیکن ابراہیم اپنی جگہ سے اٹھتا تک نہیں۔ سب ہی زار کی طرف پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ جس کی آنکھوں میں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ بے اختیار وہ لڑکھڑاتے ہوئے ابراہیم کے پاس گئی۔ اور اس کی قدموں میں بیٹھ کر کہا کہ۔ پلیز اب دوسری شادی نہ کریں۔ مجھے کوئی وجہ تو بتائیں۔ آخر اسی بھی کیا بات ہو گئی تھی۔ کہ اپ دوسری شادی کر رہے ہیں۔ کوئی مجبوری ہے کوئی مسئلہ ہے یہ اپ کو بلیک میل کر رہی ہے۔ مجھے پتہ ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو مجھے بتائیں نا۔ ہم سب انشاء اللہ مل کر حل کریں گے۔ لیکن اس کا حل یہ تو نہیں کہ اپ شادی

کر لیں۔ اس کی آنکھوں میں سے آنسو بہتا ہوا دیکھ کر۔ "ابراہیم نے ضبط سے اپنی ٹیاں بھینچی" اور کہا کہ اپنے کمرے میں جاؤ۔ دیر ہو رہی ہے میرے نکاح ہونے میں۔ اور اگر نکاح میں شرکت کرنے آئی ہو تو دور جا کر بیٹھ جاؤ۔ اتنا کہہ کر ابراہیم نے مولوی صاحب کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ نکاح شروع کریں۔ زارا جو اس کی قدموں میں بیٹھی ہے۔ حیران ہوتی آنکھوں سے محسوس کر رہی تھی۔ اسے اپنے کندھوں پر کسی کا ابراہیم اور اس کے لہجے کو لمس محسوس ہوا۔ تو اس نے نہ سمجھ نظروں سے پیچھے کی طرف دیکھا۔ جہاں اس کے بابا کھڑے اسے اٹھا رہے تھے۔ اپنے بابا کو دیکھ کر اسے کچھ حوصلہ ملا۔ اور جلدی سے اٹھ کر کہا کہ۔ بابا پلیز ان سے کہیں نہ کہ یہ میری زندگی ہے۔ "میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں" ان سے کہیں نہ دوسری شادی نہ کریں۔ روک دے یہ سب یہیں پرور نہ میں مر جاؤں گی۔ بابا پلیز اپ ان سے کہیں نا اپنے بابا کے گلی لگی۔ وہ روتے ہوئے چیخ چیخ کہتے ہوئے۔ باقی سب کی بھی آنکھیں نم کر گئی تھی۔ لیکن ایک ابراہیم ہی بے حس بیٹھا ہوا۔

کوئی ری ایکشن نہیں دے رہا تھا۔ اور بے تاثر آنکھوں کے ساتھ مولوی صاحب کو دیکھ رہا تھا۔ جو نکاح شروع کرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ سب حیران تھے کہ جو ابراہیم زارا کو ایک ہلکی سی خراش تک نہیں لگنے نہیں دیتا تھا۔ اب وہ اس کو خود ہی اس دکھ میں مبتلا کر رہا ہے۔ نکاح شروع کریں مولوی صاحب۔ سب زارا کی طرف ہی متوجہ تھے کہ انہیں ابراہیم کے دھاڑنے کی آواز آئی۔ ایک پل کے لیے تو مولوی صاحب بھی ڈرے۔ لیکن اگلے ہی پل اس کا نکاح شروع کر دیا۔ زارا روتے ہوئے سب سے التجا کر رہی تھی۔ اور سب ہی اس کو سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ چپ ہو جاؤ۔ لیکن ابراہیم پر اس کے کسی بھی بات کا اثر نہ ہوا۔ اور اگلے ہی پانچ منٹ میں ابراہیم نے ماہ نور سے نکاح کر کے اس کے سارے حقوق اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔ نکاح ہونے کے بعد لاؤنج میں بالکل خاموشی چھا چکی تھی۔ ابراہیم زارا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جس نے اپنے بابا کو خود سے پیچھے کیا۔ اور لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اوپر اپنے کمرے کی طرف جانے لگی۔ اوپر

کمرے میں جانے سے پہلے۔ ابراہیم نے پیچھے سے سخت انداز میں کہا تھا کہ۔
 زار ابراہیم شاہ مجھے تم آج رات اپنی کمرے میں چاہیے ہو۔ زار نے اس کی
 بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اوپر اپنی کمرے میں جا کر اندر سے دروازہ لاک
 کر۔ اور ابراہیم بھی پیچھے بنا کسی کی طرف دیکھے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اور
 پیچھے مانور بھی اٹھ کر اس کے پیچھے ہی چلی گئی تھی۔ ماہ نور کے کمرے میں اندر
 داخل ہوتے ہی۔ ابراہیم نے اسے دیکھا اور کہا کہ۔ "وہ ادھر واش روم ہے
 تم جا کر فریش ہو جاؤ" اور اگر بھوک لگی ہو تو ملازمہ سے کہہ دینا وہ وہ لے
 آئے گی۔ تم آرام کرو مجھے ایک ضروری کام سے باہر جانا ہے۔ اتنا کہہ کر
 ابراہیم بغیر اس کے سنے کمرے سے باہر چلا گیا تھا،،

زار اپنے کمرے میں بے جان سی بیٹھی۔ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی
 تھی۔ اس کو لگا تھا کہ اگر وہ ابراہیم سے کہی گی کہ۔ دوسرا نکاح نہ کرے تو

ابراہیم اس کی بات مان جائے گا۔ اس کو مان تھا اس کو بھرم تھا لیکن نہیں۔
ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس کو تو یہ بھی لگا تھا۔ کہ ابراہیم صرف مذاق کر رہا
ہے۔ لیکن وہ مذاق بھی نہیں تھا۔ اور ادھر بھی وہ غلط ثابت ہوئی۔ اس کے
چہرے پر ایک تلخ سی ہنسی آئی۔ اور اس نے خود سے کہا کہ میں نے تو یہ بھی
سوچا تھا کہ۔ "اگر ابراہیم دوسرا نکاح کرے گا تو زارا مر جائے گی" لیکن
یہاں بھی تو قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا۔ اور نہ ہی وہ مجھ پر مہربان ہوئی۔ خیر
جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب میں بالکل بھی ابراہیم اور اس لڑکی کی طرف دیکھوں
گی بھی نہیں۔ ابراہیم کے بارے میں سوچتے ہوئے۔ اس کا دماغ اس لڑکی کی
کھڑی ہو کر شیشے کے پاس جانب گیا۔ جس سے ابراہیم کا نکاح ہوا تھا۔ اور وہ
جا کر اپنے چہرے کو دیکھنے لگے۔ اور خود سے کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ
خوبصورت ہوگی۔ جو ابراہیم نے اس سے نکاح کیا۔ اور یہاں تک یہ بھی کہہ
دیا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ شاید محبت تو وہ اس سے کرتا ہوگا۔ اس لیے
تو وہ اس کے لیے پوری گھر والوں سے تک لڑ گیا۔ یہاں تک کہ مجھ سے بھی

لڑ گیا۔ میری محبت شاید سچی نہیں تھی۔ اسی لیے تو اس کی محبت سچی تھی۔ اور اس کو مل بھی گئی۔ زارا کی انکھیں بالکل خشک ہو چکی تھی۔ ان سے ایک آنسو تک نہیں نکل پارہا تھا۔ زارا بہت کوشش کر رہی تھی کہ۔ وہ چیخ چیخ کر روئے لیکن نہیں اس کی انکھیں بالکل سوکھ چکی تھی۔ اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ میرے سینے کے اندر دل نہیں پتھر موجود ہے۔ جو شاید دھڑکنا بھول گیا ہے۔ سارے سوچو کو پیچھے چھوڑ کر وہ الماری کی طرف بڑی۔ اور اپنے لیے یہ ثابت ایک خوبصورت سا ڈریس نکال کر تیار ہونے چلی گئی۔ آخر اس کو بھی تو کرنا تھا کہ۔ "زارا اب وہ معصوم زارا نہیں ہے" جو ہر کسی کی باتوں میں اجایا کرتی تھی۔ اس نے اپنے لیے ایک بالکل سمپل وائٹ کلر کا سوٹ نکالا۔ اور واش روم میں جا کر فریش ہونے کے بعد ڈریس پہن کر وہ باہر نکلی۔ اور اپنے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے بال بنانے لگی۔ بال سلجھانے کے بعد اس نے خود سے کہا کہ۔ لوزارا تمہیں تو چھٹیاں بنانی بھی نہیں اتی۔ اس لیے اس نے بالوں میں ایسے ہی کیچر لگا کر چھوڑ دیا۔ سردی کا موسم تھا اور اس نے

ایسے ہی گیلے بال چھوڑ دیے تھے۔ انہیں ڈرائر سے سکھایا بھی نہیں تھا۔ اور
لاپرواہی سے وہ نیچے کی طرف چلی گئی،،،

نیچے تقریباً سب ہی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ زارا کو دیکھ کر
سب کو حیرانی بھی ہوئی۔ اور رانیا بیگم جو اٹھ کر ملازمہ سے کہنے ہی والی تھی۔
کہ زارا کا کھانا اس کے کمرے میں دے دو۔ وہ بھی زارا کو دیکھ کر اپنی کرسی پر
بیٹھی۔ سب زارا کی طرف متوجہ تھے۔ ابراہیم نے بھی اس کی طرف دیکھا۔
جو وائٹ کلر کا سوٹ پہنے بالکل فریش لگ رہی تھی۔ زارا نے ایک نظر
ابراہیم کو دیکھا۔ اور دوسری نظر اس نے مانور پر ڈالی جو اس کی چیئر پر بیٹھی۔
ارام سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ اس کے چہرے پر ایک تلخ سی ہنسی
آئی۔ اس کو وہ بات یاد آئی جب ابراہیم نے کہا تھا کہ۔ "تمہارے ساتھ میں
کوئی بھی نا انصافی نہیں کروں گا" سب نے زارا کو اپنی کرسی کی طرف دیکھتے

ہوئے پایا۔ ابراہیم بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مانور کو اٹھنے کے ماما اور بھائی کے بیچ والی کرسی پر لیے بولتا۔ زارا خود سے اگے گئی۔ اور اپنے بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے پر نہ جانے کیوں ابراہیم کو برا لگا۔ لیکن اس وقت اس نے کچھ نہ بولنا ہی مناسب سمجھا۔ اور کھانا کھانے لگا۔ اور زارا کی ماما بھی پیار سے اپنی بیٹی کو کھانا دینے لگی۔ کھانا تو زارا سے کھایا نہیں جا رہا تھا۔ اور نہ ہی اس کے حلق سے نوالا نیچے جا رہا تھا۔ اسی لیے اس نے دو سے تین نوالے زہر مار کر کھائے۔ اور اٹھنے لگی تو ابراہیم نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ میرے کمرے میں جانا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ تو زارا نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ کیوں مسٹر ابراہیم شاہ اپ کا اپنی بیوی سے بات کرنے کے لیے من نہیں ہے۔ جو میرے پاس انا چاہ رہے ہیں اپ۔ زارا کے لہجے کو دیکھ کر تقریباً سب ہی شکڑتھے۔ کہ زارا نے یہ بات کہی ہے۔ ابراہیم نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ یہ کیسے بات کر رہی ہو تم۔ اور اتنی بد تمیزی کی جان سکتا ہوں میں۔ تو زارا نے بھی کہا کہ۔ "میں بد تمیز ہوں یا تمیز دار وجہ

اپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے "میرے باپ بھائی یہاں پر موجود ہے۔ اور دوسری بات میں آپ کے کمرے میں نہیں جاؤں گی۔ اور اب میری زندگی پر آپ کا کوئی بھی حق نہیں ہے۔ حق جتنا ہو یا پھر تمیز سکھانا ہو تو اس کے لیے آپ کی دوسری بیوی موجود ہے۔ تو آپ ادھر ہی رابطہ کیجئے گا۔ دوبارہ مجھے کسی بھی بات میں ٹوکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا کہہ کر زارا نے ملازمہ کو اواز دی۔ اور کہا کہ ایک کپ چائے لے کر لان میں لے آؤ۔ اتنا کہہ کر وہ وہاں سے لان میں چلی گئی۔ اور پیچھے باقی سب زارا کو دیکھ کر حیران تھے کہ آخر اس ایک واقعے نے زارا کو اتنا بدل کر رکھ دیا تھا کہ۔ اس میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ وہ سب کے سامنے اپنے ہی شوہر کو اتنی باتیں سنا کر گئی ہے۔۔۔

زارالان میں ٹھہر ٹھہراتی ہوئی سردی میں گیلے بالوں کے ساتھ لاپرواہی بیٹھی تھی۔ تمہیں ذرا بھی اپنی فکر نہیں ہے۔ اگر تمہاری طبیعت خراب ہو گئی تو۔ اس کو پیچھے سے اوازائی تو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ جہاں عائشہ کھڑی تھی۔ تو اس نے ایک نظر دیکھ کر دوبارہ اگے کی طرف دیکھنے لگی۔ اور اس کی بات کا کوئی جواب بھی نہ دیا۔ صحیح ہے اب تم یہ کرو گی نامیرے ساتھ کہ۔ اپنی عائشہ اپنی کو جواب بھی نہیں دو گی۔ عائشہ اس کے پاس آکر بیٹھی۔ اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھا کہ۔ میری گڑیا کو کیا ہو گیا ہے۔ زارالانے اہستہ سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا اور کہا کہ۔ میں چھوٹی بچی نہیں ہوں۔ کہ اپ مجھے یوں بہلائیں۔ اور پلیز کسی اور ٹاپک پر بات کریں۔ اتنا کہہ کر زارا چپ ہوئی اور عائشہ نے بھی مزید کوئی سوال کرنا بہتر نہ سمجھا۔ اور اس کے قریب ہو کر اس کے کندھے پر اپنا سر رکھا۔ اور چپ چاپ بیٹھی رہی زارالانے بھی اسے خود سے دور نہ ہٹایا تھا،،

گھر میں آج جو بھی ہنگامہ ہوا تھا۔ اس سے سارے ہی کافی ڈسٹرب تھے۔ ہر ایک کو ہی زارا کی فکر تھی۔ اور اوپر سے ابراہیم بھی کہیں نظر نہیں رہا تھا۔ عائشہ اپنے کمرے میں بیٹھی عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی۔ نماز ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اور بے اختیار اپنے لیے اللہ سے صبر مانگنے لگی۔ دعا مانگنے کے بعد وہ اٹھی اور اپنے بیٹ پر جا کر لیٹ گئی۔ اب اس کی سوچوں کا رخ ڈیول کی طرف گیا۔ جو اس واقعے کے بعد نہ اس سے ملنے آیا تھا۔ اور نہ ہی اس نے خود اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اسے بے اختیار وہ لڑکی یاد آئی۔ جو ڈیول کے گھر پر اس نے دیکھی تھی۔ وہ خود سے باتیں کرنے لگی۔ کہ نہ جانے کون ہو گی وہ لڑکی۔ جو اس طرح سے ڈیول کے گلے لگی تھی۔ کوئی گرل فرینڈ ہی ہو گی ضرور۔ عائشہ نے خود سے ایک بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ایک سیکنڈ مجھے کیوں فرق پڑ رہا ہے۔ اس کی نہیں میری بلا سے چار گرل فرینڈ ہو مجھے کیا۔ اگلے ہی پل دل سے آواز آئی

کہ۔ "بیوی ہو تم اس کی فرق تو پڑے گا نا" ابھی وہ اپنی انہی سوچوں میں گم تھی۔ کہ اس کے دروازے پر کسی نے دستک دی۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر اپنا دوپٹہ پہنا۔ اور دروازہ کھولنے چلی گئی۔ دروازہ کھولنے پر سامنے اس کے بابا کھڑے تھے۔ اپنے بابا کو دیکھ کر اس نے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔ اور کہا کہ بابا، مجھے بلا لیا ہوتا۔ میں اجاتی، تو اس کے بابا نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا کہ تو کیا ہوا۔ میں اپنی بیٹی کے کمرے میں نہیں اسکتا کیا۔ تو عائشہ نے مسکرا کر اپنے بابا کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ کیوں نہیں اسکتے اپ۔ اپ نہیں آئیں گے تو کون آئے گا۔ اور انہیں ہاتھ سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔ اور خود ان کے پاس بیٹھی۔ اپنے بابا کے چہرے پر کشمکش دیکھ کر عائشہ نے کہا کہ۔ "بابا کیا ہوا کوئی بات کرنی ہے کیا آپ نے" تو اس کے بابا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ کتنی سمجھدار ہو گئی ہے میری بیٹی۔ کہ میرے آنے کا مطلب سمجھ چکی ہے۔ ان کی بات سن کر نہ جانے کیوں لیکن عائشہ کا دل انجانے خوف سے دھڑکا۔ لیکن اس نے مصنوعی مسکراہٹ کے

ساتھ۔ اپنے بابا سے کہا کہ جی بابا کہیں کیا بات کرنی ہے آپ کو۔ تو رفیق صاحب نے اپنا گلا کنگھارا اور بات کرنا شروع کی۔ اور کہا کہ بیٹا رضا بھائی (فرحان کے بابا) نے آپ کا رشتہ مانگا ہے۔ فرحان کے لیے تو اب آپ ہی بتائیں۔ کہ میں آپ کی طرف سے کیا جواب دوں۔ کیونکہ میں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ۔ "جو میری بیٹی کی رضامندی ہوگی وہی میرا آخری فیصلہ ہوگا" رشتے کے بارے میں سن کر عائشہ کا رنگ خوف سے زرد پڑنے لگا۔ اور وہ سوچنے لگے دل میں کہ۔ اس کا نکاح تو ہو چکا ہے۔ "اور نکاح پر اپنے بابا کی طرف دیکھا۔ نکاح کرنا تو جائز ہی نہیں" اس نے بے بسی سے جن کی آنکھوں میں امید تھی کہ ان کی بیٹی انہیں کبھی بھی اپنے بھائی کے سامنے شرمندہ ہونے نہیں دے گی۔ وہ تو کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔ اگر پہلے فرحان کا رشتہ اس کے لیے یوں اتنا۔ تو وہ اب بھی خوشی سے اپنے اللہ کے پاس جا کر سجدے میں شکر ادا کر رہی ہوتی۔ لیکن اب جب اس کا نکاح ہو چکا ہے۔ اور ایسے میں فرحان کا رشتہ انا۔ اس کے لیے اس کو خوف

میں مبتلا کر رہا تھا۔ اس نے اپنے بابا سے کہا کہ۔ "بابا میں کل صبح تک آپ کو اپنا فیصلہ بتا دوں گی" تو رفیق صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا کہ ٹھیک ہے جو تمہارا فیصلہ ہو گا وہی میرا آخری فیصلہ ہو گا۔ اسی بات کو ذہن نشین کر کے اپنا فیصلہ مجھے سنانا۔ یہ بات کہہ کر وہ عائشہ کے کمرے سے چلے گئے۔ اور پیچھے عائشہ بے بسی سے اپنا سر ہاتھوں میں گرا کر سوچنے لگی۔ کہ اب وہ اگے کیا کرے گی۔ ڈیول نہ جانے کب اس سے ملنے آئے گا۔ وہ اس بات کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ اور اس کو فون بھی تو نہیں کر سکتی تھی۔

"کیونکہ اس کا نمبر ہی نہیں ہے میرے پاس" اگلے ہی پل اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کیوں نہ۔ وہ اس کے گھر چلی جائے اور اسے بتا دیں کہ۔ "وہ جلد ہی میرے گھر آکر میرا رشتہ مانگ لیں" کیونکہ وہ نکاح پر نکاح تو نہیں کر سکتی تھی۔ اگلے ہی پل اس نے یہ خیال اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ کیونکہ اس کو ڈیول کے گھر کا راستہ بھی معلوم نہیں تھا۔ اور اب اس کو ایک یہی آخری

راستہ نظر آیا تھا کہ۔ وہ ڈیول کے آنے کا انتظار کرے۔ اور ڈیول کے نہ آنے تک وہ صرف صبر ہی کر سکتی تھی،،،

ٹینشن کی وجہ سے عائشہ ساری رات سو نہیں پائی۔ اور پھر صبح اٹھ کر یونیورسٹی جانا۔ اس کا دل تو بالکل بھی نہیں کر رہا تھا۔ لیکن وہ اس امید سے چلی گئی کہ کیا پتہ۔ ڈیول کا ڈرائیور پھر ادھر موجود ہو۔ اور وہ اس سے کہہ سکے کہ اسے ڈیول سے ملنا ہے۔ اور اس سے اپنی بات کہہ سکے۔ تاکہ اس مسئلے کا کوئی حل نکلے۔ اسی لیے وہ مرے دل کے ساتھ یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہوئی۔ اور جیسے ہی وہ نیچے آئی ناشتہ کیے بغیر یونیورسٹی چلی گئی۔ یونیورسٹی میں سارا دن لیکچرز لینے کی وجہ سے عائشہ بہت مصروف رہی۔ اور اس کو کسی بھی بات کا دھیان نہ رہا۔ چھٹی ہوتے وقت اسے امید تھی کہ شاید۔ ڈیول نے اپنے ڈرائیور کو بھیجا ہو۔ "مجھے لینے کے لیے لیکن اس کی یہ

امید بھی باہر اتے ہی ٹوٹ گئی "کیونکہ سامنے ہی اس کا اپنا ڈرائیور کھڑا۔
 اسے لینے کے لیے آیا ہوا تھا۔ اس نے ایک امید کے تحت ادھر سے ادھر نظر
 دوڑائی۔ کے شاید وہ کہی نظر آجائے۔ لیکن وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا۔ اسی
 لیے بو جھل دل کے ساتھ وہ گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔
 گاڑی میں بیٹھتے ہی اس کی آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہنے لگے۔ اس کو کوئی
 بھی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ کہ وہ کیا کرے وہ کل رات سے بہت ہی اذیت
 میں تھی۔ اوپر سے سرد کے درد نے اسے اور بے حال کر دیا تھا۔ اس کو سمجھ
 نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ اپنی پریشانی کس سے کہے۔ تاکہ اس مسئلے کا حل نکل
 سکے۔ لیکن نہیں، وہ اپنی سوچ اس قدر گرم تھی کہ ڈرائیور کے گاڑی روکنے
 پر اس نے نہ سمجھی سے باہر کی طرف دیکھا۔ تو ڈرائیور نے اسے نہ سمجھی سے
 باہر کی طرف دیکھتا پا کر کہا کہ۔ "بی بی جی آپ کا گھر آگیا ہے" اس کی بات
 سنتے ہی عائشہ کو اپنی ذہن پر افسوس ہوا۔ اور وہ گاڑی سے اتر کر گھر کے اندر
 بابا چلی گئی۔ گھر کے اندر اس نے جیسے ہی قدم رکھا۔ تو سامنے ہی اس کے

شاید اس کے ہی منتظر تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی بہانہ بنا کر یا پھر چھپ کر اپنے کمرے کی طرف جاتی۔ رفیق صاحب نے اسے اپنے پاس بلایا۔ اور کہا کہ بیٹا رضا بھائی نے مجھ سے دوبارہ تمہارے فیصلے کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ کل رات سے میں نے تمہیں وقت دیا تھا۔ امید ہے اب تم نے فیصلہ لے لیا ہو گا۔ اب مجھے بتادو بیٹا کہ تم نے کیا کرنا ہے۔ رفیق صاحب نے اس قدر محبت اور مان بخشا تھا عائشہ کو۔ کہ عائشہ نہ ہی نہیں کر سکی۔ اور انہیں دیکھ کر کہا کہ بابا جیسے آپ کو بہتر لگے۔ مجھے وہ منظور ہے۔ اتنی سی بات کہہ کر عائشہ نے اپنے بابا کی آنکھوں میں دیکھا۔ "جہاں امید کے دیے جل گئے تھے" رفیق صاحب نے اٹھ کر اس کا ماتھا چوما۔ اور اسے کہا کہ جاؤ اپنے کمرے میں آرام کرو۔ عائشہ سے بھی مزید اپنے انسوپر کنٹرول نہیں ہو رہا تھا۔ صاحب بھی اپنے اسی لیے وہ اپنی کمرے کی طرف بھاگ گئی۔ اور پیچھے رفیق بھائی رضا صاحب کو خوشخبری سنانے چلے گئے،،،

فرحان کو جیسے ہی پتہ لگا کہ عائشہ نے رشتے کے لیے ہاں کر دی ہے۔ پہلے تو اس کو یقین نہیں آیا۔ اور اسے لگا کہ شاید زین اس کے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔ لیکن نہیں یہ سچ بات تھی۔ اس کو اس کی ماما نے خود اکبر جب مٹائی کیلائی۔ تب اسے کہیں جا کر یقین آیا۔ اس کو لگتا کہ ماضی میں جو کچھ بھی ان دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔ عائشہ کبھی بھی اس رشتے کے لیے ہاں نہیں کرے گی۔ لیکن اب اس کی ہاں سننے کے بعد اس کا دل اس کے لیے بھرپور محبت سے بھر چکا تھا۔ اور وہ بے چین تھا اس سے بات کرنے کے لیے۔ کہ ایک بار ہی سے ہی لیکن نکاح سے پہلے وہ عائشہ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت تو اس کا بھنگڑے ڈالنے کا دل کر رہا تھا۔ سب ہی گھر میں بہت خوش تھے۔ گھر میں سب کو خوش دیکھ کر اور ہنستے کھلتے مسکراتے دیکھ کر۔ دادا جی نے دل سے اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا۔ ورنہ کچھ دنوں سے ابراہیم کی وجہ سے گھر کا جو ماحول بن گیا تھا۔ ان کا دم گٹھنے لگا تھا گھر میں۔ لیکن اب عائشہ کے ایک ہاں کرنے پر پورے گھر میں خوشیوں کی لہر دوڑی تھی۔ دادا جی نے تو

باقاعدہ سب کو نکاح کے انتظامات شروع کرنے کا کہہ دیا تھا۔ کیونکہ اب وہ زیادہ دن صبر نہیں کرنے والے تھے۔ زارا بھی ہستے مسکراتے اپنے چہرے پر خول چڑھائے۔ سب کے بیچ بیٹھی تھی۔ ابراہیم اور زین اپنے افس میں تھے۔ اور مانوہ اپنے کمرے میں اس کے علاوہ باقی سب ہی تقریباً لاؤنج میں بیٹھے۔ مسکرا کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ ریم بیگم نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔ جو سب کے بیچ بس مسکرا رہی تھی۔ لیکن اکیلے میں اس کا غم بہت زیادہ ہو جاتا تھا۔ وہ ماں تھی کیسے نہ سمجھتی اپنی بیٹی کے غم کو۔ لیکن وہ بھی اس وقت کچھ نہیں کر پار ہی تھی۔ زارا کسی سے اس بارے میں بات ہی نہیں کرتی تھی۔ جو کوئی بھی ابراہیم کے بارے میں بات کرنے لگتا۔ وہ اس جگہ سے اٹھ کر چلی جاتی۔ عائشہ گم سم سی سب کے بیچ بیٹھی۔ اپنے سوچوں میں گم تھی۔ اس کے سوچو کہ دائرے ڈیول کے گرد گھوم رہے تھے۔

اور اوپر سے وہ اپنے انسوپر بند بھی نہیں باندھ پارہی تھی۔ اور بار بار اس کی انکھیں نم ہو رہی تھی۔ سب کو یہی لگ رہا تھا۔ کہ شاید اتنی جلدی نکاح ہونے پر عائشہ رو رہی ہے۔ لیکن سچ بات کیا تھی اس سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔ وہ اٹھی اور اپنی ماما سے سر درد کا کہہ کر اپنی کمرے میں چلی گئی۔ اس کی ماما نے بھی اس کو کہا کہ ٹھیک ہے جا کر آرام کرو۔ عائشہ کے جاتے ہی گھر میں ابراہیم اور زین داخل ہوئے۔ ابراہیم کی نظر سب سے پہلے داخل ہوتے ہی زار پر گئی۔ جس کی ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ لیکن اس کی انکھیں ویران تھی۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اس کو کوئی موقع ہی نہیں دے رہی تھی بات کرنے کے لیے۔ یہ اچھا موقع تھا۔ اسی لیے وہ جلدی سے سب کے بیچ جا کر۔ اس نے زار اسے کہا کہ۔ زار اکرے میں میرے لیے ایک کپ کافی لے کر آؤ۔ ابراہیم کو لگتا کہ شاید کافی کے بہانے وہ کمرے میں آجائے۔ اور وہ اس سے بات کر لے۔ زار نے ابراہیم کی بات کا کوئی جواب ہی نہ دیا۔ ابراہیم اپنی کمرے کی طرف چلا گیا۔ وہ فریش ہو کر باہر آیا

اور اپنے لیپ ٹاپ پر کام کرنے لگا۔ وہ نہ جانے کب سے زارا کا ویٹ کر رہا تھا۔ لیکن زارا تھی جو انے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ ایک گھنٹہ، دو گھنٹے، تین گھنٹے، مسلسل تین گھنٹے گزر گئے۔ لیکن زارا تھی جو اب تک نہ آئی تھی۔ اس کو کافی غصہ بھی آیا زارا پر۔ اور وہ غصے سے دندنا تا ہوا اپنے کمرے سے باہر نکل کر لاؤنج کی طرف آیا۔ "البتہ اس نے اپنے کمرے میں ایک نظر بھی نہیں دوڑائی تھی کہ ماہ نور موجود ہے یا نہیں" ابراہیم جب کمرے سے باہر آیا۔ تو زارا کو دیکھا جو وہی لاؤنج میں ہی بیٹھی ہوئی۔ ہنس ہنس کر لیلیا اور فاطمہ سے باتیں کر رہی تھی۔ اور اس وقت لاؤنج میں کوئی بھی نہیں تھا ان تینوں کے علاوہ۔ ابراہیم غصے سے اس کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ تمہیں میں نے شاید ایک کپ کافی لانے کے لیے بولا تھا۔ زارا نے پھر بھی اس پر کوئی دھیان نہ دیا۔ اور لیلہ سے کوئی بات کر رہی تھی۔ ابراہیم نے جب اس کو اپنی طرف دیکھتا نہ پایا۔ تو چیخ کر کہا کہ تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔ اس کے چیخنے پر لیلیا اور فاطمہ تو ڈر کر اچھلی۔ لیکن زارا پر پھر بھی کوئی فرق نہ پڑا۔ اور وہ

ارام سے اٹھی اور اس کے مقابل کھڑے ہو کر کہا کہ جی آپ کون؟ زار کے ایسا کہنے سے تو بے اختیار لیلانے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنا قہقہہ ضبط کرنا چاہا۔ یہی کچھ حال فاطمہ کا بھی تھا۔ دوسری طرف ابراہیم نے جب یہ سنا تو اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔ اور اس نے ٹیبل پر پڑا اواز اٹھا کر زمین پر پھینکا۔ اس کے ایسا کرنے سے زار نے کہا کہ۔ "مسٹر ابراہیم شاہ ان بے جان چیزوں پر اپنا غصہ کیوں اتار رہے ہیں" جائیں جا کر باہر سے اپنے لیے ایک اور لڑکی ڈھونڈ کے لے آئیں۔ پھر اس سے اپنی محبت کا رونا رو کر شادی کر لینا۔ شاید پھر کہیں جا کر آپ کا غصہ کم ہو جائے۔ اور آپ کافی کے لیے انہیں کہہ سکے۔ زار کی باتیں سن کر ابراہیم نے غصے سے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور کہا کہ تمہیں نہیں لگتا تم کچھ زیادہ ہی بولنے لگ گئی ہو۔ تو زار انہیں کہا کہ۔ "کاش میں پہلے ہی زیادہ بول لیتی اپنے حق میں تو آج مجھ پر یہ دن نہ اتا" زار کے دل میں جو بھی باتیں تھیں وہ ابراہیم کو سنار ہی تھیں۔ اس کی بات سن کر ابراہیم نے اس بار کہا کہ۔ "ایسا بھی کیا کر دیا ہے میں نے تمہارے ساتھ

تم ابھی بھی اسی گھر میں اپنے حقوق کے ساتھ میرے سامنے کھڑی ہو۔ اس کی بات سن کر زارا تنزیہ ہنسی۔ اور کہا کہ سیر یسلی۔ "اب بھی آپ کو یہی لگتا ہے کہ اس گھر میں میں آپ کی وجہ سے ہوں" تو مسٹر ابراہیم شاہ بہت جلد اپنی یہ غلط فہمی خود سے دور کر لیں۔ کیونکہ اگر میں اس گھر میں ہوں تو صرف اور صرف اپنے باپ اور بھائی کی وجہ سے۔ آپ کے ساتھ کیا میں تو آپ کی شکل بھی اب دیکھنا نہیں چاہتی۔ حقوق اور حق کی باتیں تو آپ نہ ہی کریں تو اچھا ہو گا۔ ابراہیم کو سب باتیں سنا کر زارا اپنے کمرے میں چلی گئی۔ کمرے کا دروازہ بند کر کے ہی اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا۔ لیکن اس نے جلد ہی وہ صاف کیا۔ وہ خود کو ابراہیم کے سامنے کمزور نہیں پڑنے دینا چاہتی تھی۔۔۔

فاطمہ اپنی کمرے میں کھڑی عائشہ کے نکاح کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ جو اب سے کچھ دیر بعد ہی ہونے والا تھا۔ ساری تیاریاں اور لیلہ کو تیاری میں مدد کرنے کے بعد۔ اب اس کے پاس خود کے لیے کافی تھوڑا سا ٹائم بچا تھا۔ تیار ہونے کے لیے، اس نے خوبصورت سا بلو کلر کالا ننگ فرائیڈ پہنا ہوا تھا۔ اور لائٹ لائٹ سامیک اپ کیے اس کے ساتھ جھمکے پہنے۔ اور اپنے لمبے بالوں کو ازاد چھوڑے۔ وہ بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔ کہ اپنے دھیان میں ہی اتے ہوئے زین نے جب اس کی طرف دیکھا۔ تو وہ بالکل ایک جگہ جم کر کھڑا ہو گیا تھا۔ کافی دیر اس کو بے خودی سے خود کی طرف دیکھتا پا کر۔ فاطمہ نے جان بوجھ کر ڈریسنگ ٹیبل سے پرفیوم نیچے گرایا تھا کہ۔ وہ ہوش میں آئے، پرفیوم کی نیچے گرنے کی آواز سنتے ہی زین ہوش میں آیا۔ اور فاطمہ کی طرف دیکھا جواب اپنی تیاری کو آخری ٹچ دے رہی تھی۔ زین اس کے پاس گیا اور اس کا رخ اپنی طرف موڑ کر کہا۔ "ماشاء اللہ" "میری زندگی جان لینے کا ارادہ ہے کیا" اس کی بات سن کر فاطمہ کا دل

دھڑکا۔ اور اس نے زین کی بولتی آنکھوں سے بچنے کے لیے اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھا۔ اور شرمنا کر کہا کہ پلیز اپ ویسے نہ دیکھے مجھے۔ اس کی بات سن کر زین نے قہقہہ لگایا۔ اور اس کا ہاتھ اپنی آنکھوں پر سے ہٹا کر کہا کہ۔ کیسے نہ دیکھوں تمہیں اس کی بات کا فاطمہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہاں سے جانے لگی تو زین نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ اور اپنی باہوں میں بھر کر کہاں کہ۔ "کہا میری جان ابھی تم اتنا خوبصورت تیار ہوئی ہو تو مجھے تمہاری تعریف تو کرنے دو" کیسی بیوی ہو تم بیویاں تو اپنے شوہر کے پیچھے بھاگتی ہے۔ کہ میری تعریف کر دو لیکن یہاں میں جب بھی تمہاری تعریف کرتا ہوں تو تم بھاگ جاتی ہو۔ فاطمہ نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ۔ "ن۔ تعریف نہیں چاہیے" مجھے جانے دے پلیز دیر ہو رہی ہے۔ تو نہیں اپ کی زین نے کہا کہ ارے ایسے کیسے جانے دو بیوی۔ جب تک تم اپنا انعام لے کر نہیں جاؤ گی۔ میں تمہیں اس کمرے سے باہر جانے نہیں دوں گا۔ زین نے شرارت سے کہا۔ اور ساتھ ہی اس کے گلابی گالوں کو اپنے دانت سے کاٹا۔

اس کے کاٹنے پر فاطمہ کا دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگا۔ اور اس نے زین کو خود سے دور ہٹانے کی کوشش کی۔ زین ہمیشہ کی طرح اس کی قربت میں گم۔ اس کی گردن پر جھکا اپنے جنونیت کے نشان چھوڑنے لگا۔ فاطمہ نے گھبرا کر اس کے کالر کو زور سے اپنی مٹی میں دبوچا۔ اور کہا کہ پلیز زین فاطمہ نے صرف اتنا ہی کہا تھا۔ لیکن یہ بھی ذین سن کہاں پارہا تھا۔ وہ تو بس اس کی قربت میں گم تھا۔ اور اس کی جسم سے اٹھی مسرور کن خوشبو کو اپنے اندر۔ اپنے رگ رگ میں بسالینا چاہتا تھا۔ فاطمہ کو یقین تھا کہ اگر زین نے اس کو سے نہ پکڑا ہوتا۔ تو وہ ضرور گر جاتی۔ کافی دیر بعد زین اپنی اتنی مضبوطی مرضی سے پیچھے ہوا،،،

اج عائشہ کا نکاح تھا شاہ حویلی کو پورے رنگ برنگی لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔ لان کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ پولوں کی لڑیاں جگہ جگہ لگائی

ہوئی تھی۔ اور ایک طرف عائشہ اور فرحان کے لیے سیٹج بھی تیار ہو چکا تھا۔ سب گھر والے تیار ہو کر نیچے اچکے تھے۔ سوائے زارا اور ماہ نور کے۔ زارا جلدی میں اپنے کمرے سے نکلی۔ اور اپنے فرائد کو اٹھاتے ہوئے۔ سیڑھیوں سے نیچے اتر کر رہی تھی۔ جیسے ہی وہ سیڑھیوں سے نیچے تک پہنچی۔ مانور بھی اپنے کمرے سے نکلتی ہوئی اس کو دکھائی دی۔ اس نے مانور کو اگنور کرتے ہوئے اگے بڑھنا چاہا۔ لیکن ماہ نور نے پیچھے سے کہا کہ۔ "تمہارا شوہر تو اب میرا ہوا" تم نے دیکھا نہیں تھا۔ کیسے وہ پہلے تمہارے پیچھے بھاگتا تھا۔ اور اب اس نے مجھ سے نکاح کر لیا۔ اور تمہیں تڑپنے کے لیے کی چھوڑ دیا۔ زارا نے جب اس کی بات سنی۔ تو اس نے اطمینان سے اس طرف رخ موڑ کر کہا کہ۔ "مرد ہے بہت جلد تمہارے بعد جو پسندائے گی اس سے بھی نکاح کر لے گا" اور دوسری بات جو تم کہہ رہی ہو نا کہ۔ اس نے مجھے چھوڑ کر تم سے نکاح کر لیا۔ تو تم یہ سمجھ لو کہ میں نے اپنی طرف سے تمہیں ابراہیم کو خیرات میں دیے دیا۔ اس کی بات سن کر تو مانور کا چہرہ غصے

سے سرخ ہوا۔ اور کہا کہ تمہاری اوقات ہی نہیں تھی۔ اور نہ ہی تم اتنی خوبصورت تھی کہ۔ ابراہیم تمہیں چھوڑ ہی نہ پاتا۔ زارا نے اس کی بات سنی۔ اور اس کا گال کھینچ کر کہا کہ میری جان بہت معصوم ہو تم۔ تمہیں اب بھی ایسا لگتا ہے کہ میں خوبصورت نہیں ہوں۔ اس لیے اس نے مجھے چھوڑا ہے تو۔ میری ایک بات یاد رکھنا۔ وہ مرد ہے اور مرد کی فطرت میں ہی ہوتا ہے یہ سب۔ اور اوقات کی بات تم نہ ہی کرو۔ کیونکہ اس وقت جہاں پر تم کھڑی ہو وہ میرا ہی گھر ہے۔ مانور تنزیہ انداز میں ہنسی۔ اور کہا کہ یہ تمہارا گھر کہاں سے ہوا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہاں پر سب رہتے ہیں۔ تو زارا نے کہا کہ بالکل تم نے ٹیھک کہا۔ یہاں پر سب رہتے ہیں لیکن میرے اپنے رہتے ہیں۔ تم اگر باہر سے آئی ہو تو اوقات کو اپنا گھر سمجھ کر اسی میں رہنا۔ اور دوبارہ کالی بلی کی طرح میرا راستہ بالکل بھی کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میرا آج اتنا خوبصورت دن بور گزرے۔ یہ کہہ کر زارا نے اپنے بال جھٹکے۔ اور وہاں سے قدم ب قدم اٹھا کر اعتماد سے چلی گئی۔ پیچھے مانور غصے

سے بچ و تاب کر کے رہ گئی۔ کیونکہ جب سے وہائی تھی اس نے تقریباً سب کے منہ سے ہی سنا تھا کہ۔ زار ابے انتہا چپ اور معصومیت رکھنے والی لڑکی تھی۔ لیکن اب اس کی باتیں سن کر اس کو وہ کہیں سے بھی معصوم دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اوپر سے اس کو ابراہیم پر بھی غصہ ا رہا تھا۔ جس کے منہ میں ایک شیطانی سے زار اٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس کے دماغ پلان آیا اور اسی کے ساتھ وہ باہر لان کی طرف بڑھ گئی،



لون میں ایک طرف سٹیج پر عائشہ بیٹھی فرحان کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کو سمجھ نہیں ا رہا تھا کہ وہ آخر کرے کیا۔ رو رو کر وہ تھک گئی تھی۔ لیکن نہ ہی تو اس سے ڈیول ملنے آیا۔ اور نہ ہی کوئی اس کو ایسا راستہ نظر ا رہا تھا۔ جس سے وہ ڈیول سے ملنے جاسکے۔ اور اسے بتا سکے۔ اس وقت بھی سٹیج پر بیٹھے اس کے انسو سوکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ اور اس کو سمجھ نہیں ا رہا تھا کہ۔

"وہ آخر اس گناہ سے خود کو کیسے بچائے" اس نے پورا دن بہت فرحان سے بات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کو کوئی ایک موقع ہی نہ مل سکا۔ فرحان سے بات کرنے کا اس نے سوچ رکھا تھا کہ۔ وہ اگر فرحان کو اپنے نکاح کے بارے میں بتائے گی۔ تو وہ ضرور پیچھے ہٹ جائے گا۔ لیکن یہاں پر بھی وہ بری طریقے سے ناکام ہوئی۔ اور اب اسٹیج پر بیٹھی اپنی قسمت سے ناراض ناراض سی لگ رہی تھی۔ وہ زبانی کلامی ورد کرتے کرتے تھک گئی تھی۔ اس نے بہت سی دعائیں مانگی تھی کہ نکاح سے پہلے پہلے ڈیول اجائے لیکن وہ نہیں آیا،،،

زارا ایک ڈیبل کے کرسی پر اکیلی بیٹھی دور سے ہی عائشہ کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جواج اس کی با بھی بننے والی تھی۔ وہ ابھی اسی کو ہی دیکھ رہی تھی کہ۔ ابراہیم کے اس کے پاس ٹیبل پر بیٹھا۔ زارا نے چونک

کر اس کی طرف دیکھا۔ اور ابراہیم بھی بے خودی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو وائٹ کلر کافراک پہنے بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔ ابراہیم کو اپنے پاس بیٹھتا ہوا دیکھ کر۔ زارا وہاں سے اٹھنے ہی والی تھی کہ۔ ابراہیم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی کرسی پر بٹھایا۔ اور کہا کہ دو منٹ بات کرنی ہے تم سے۔ زارا نے اس سے زبردستی اپنا ہاتھ چڑھانے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ دو منٹ کیا میں دو سیکنڈ بھی آپ سے بات نہیں کر سکتی۔ "چھوڑیں میرا ہاتھ" ابراہیم نے اسے زبردستی جھٹکا دے کر کرسی پر بٹھایا۔ اور کہا کہ چپ کر کے بیٹھو۔ یہاں پر بہت زیادہ لوگ ہیں۔ تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور لوگوں کا خیال کرتے زارا بھی چپ کر کے بیٹھی۔ اس کے بیٹھنے پر ابراہیم مطمئن ہوا۔ اور کہا کہ مجھ سے بدزن کیوں ہو رہی ہو تم۔ اور کس طریقے کا رویہ تم میرے ساتھ اختیار کر رہی ہو۔ تو زارا نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ "جیسے آپ کو تو پتہ نہیں ہے کہ میرا یہ رویہ کیوں اتنا تلخ ہوا ہے" کتنی منتیں کی تھی میں نے آپ کے سامنے روئی گڑ گڑائی۔ لیکن آپ

نے میری ایک نہ مانی۔ اگر اب آپ کو آپ کی محبت مل گئی ہے۔ تو اب آپ کو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ اب آپ کو میری ضرورت ہو سکتی ہے۔ اس کی بات سن کر ابراہیم نے بے بسی سے کہا کہ۔ زارا پلیر میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ "تم میری پہلی اور آخری محبت ہوں" میں کبھی بھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔ پلیر تم میرا عشق ہو میرے دل میں دھڑکتی ہو تم دل کی جگہ۔ تمہارے علاوہ میں کسی اور کے نہیں سکتا۔ اگر میں کہہ رہا ہوں کہ کچھ مجبوری ہے پاس جانے کا سوچ تک میری۔ تو تم میرے اوپر اتنا بھروسہ بھی نہیں کر سکتی کہ۔ "مجھے کم سے کم سمجھنے کی کوشش ہی کر لو" ابراہیم نے شدت سے کہہ کر اس کا ہاتھ دبایا۔ تو زارا نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر کہا کہ۔ آپ کو پتہ مرد چاہے جتنا بھی کہتے ہیں کہ۔ "میں مجبور ہوں لیکن وہ مجبور نہیں ہوتا" اگر آپ کی مجبوری تھی تو آپ کے پاس کوئی دوسرا آپشن بھی تو ہو سکتا تھا نا "ضروری تو نہیں تھا دوسرا نکاح کرنا۔ اور یہ جو آپ کہہ رہے ہیں نا کہ۔ "آپ میری جگہ کسی اور کو نہیں

دے سکتی بلیومی اپ میری جگہ کسی اور کو دے چکے ہیں "ابراہیم نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ اور اپنے مزید قریب کر کے اور اس کی کمر کے گرد اپنا ہاتھ باندھ کر کہا کہ۔ تم مجھ پر یقین کیوں نہیں کر سکتی زارا۔ تو زارا نے زبردستی اسے اپنا اپ چھڑانے کی کوشش کی۔ اور کہا کہ اور میں کیوں یقین کروں اپ پہ۔ کیا اپ نے میری بات مانی تھی۔ کتنا روئی تھی میں اپ کے سامنے گر گڑائی تھی۔ حتیٰ کہ اپنی عزت نفس گوا کر میں اپ کے قدموں تک بیٹھی تھی۔ انہیں گھر والوں کے سامنے۔ لیکن اپ نے پھر بھی میری بات نہیں مانی۔ نہیں مانی ناز بردستی ہی سہی لیکن اپ نے اپنے عشق و محبت کو اپنے نام کر تو لیا ہے۔ اب کیا ضرورت ہے میرے پاس واپس آنے کی۔ زارا نے دبے دبے لہجے میں کہا۔ "السلام علیکم" ابھی ابراہیم زارا سے کچھ کہتا ہی کہ۔ اسے سیٹیج کی طرف سے اواز آئی۔ بے اختیار دونوں نے سیٹیج کی طرف دیکھا۔ جہاں ماہ نور ہاتھ مانک پکڑے لوگوں سے کچھ بات کرنا چاہ رہی تھی۔ ابراہیم کو اس پر بے اختیار غصہ آیا جو نہ جانے کیا بولنے والی تھی۔ اس سے پہلے کہ ابراہیم

اس کے پاس اٹھ کر جاتا۔ زارا نے اسے ہاتھ سے پکڑا۔ اور کہا کہ ابھی اٹھ کر اسے چپ کروانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پہلے سننے تو صحیح کہ اپ کی محبت کہتی کیا ہے۔ بھری محفل میں اپ کی عزت رکھتی یا پھر اپ کی عزت کو داغدار کرتی ہے۔ زارا کی بات سن کر ابراہیم چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اتنے میں ہی ماہ نور نے بولنا شروع کیا۔ اور کہا کہ تو جیسے کہ یہاں اپ سب لوگوں کو پتہ ہے۔ کہ انج عائشہ اور فرحان کا نکاح ہو رہا ہے۔ بہت سارے لوگ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں کون ہوں۔ اب ہر ایک کو میں ایک ایک کر کے جواب نہیں دے سکتی۔ اس لیے میں نے سوچا کیوں نہ سب کو ایک ساتھ ہی بتا دوں۔ تو میں اپ سب کو بتا دوں کہ میں ماہ نور ابراہیم شاہ ہوں۔ ابراہیم شاہ کی دوسری بیوی اور اس کی محبت۔ محبت کا نام لیتے وقت ماہ نور نے تنزیہ نظروں سے زارا کی آنکھوں میں دیکھا جیسے بہت کچھ جتنا چاہ رہی ہو۔ زارا اس کے بچپنے پر ہنسی۔ اور اس نے اسے نظر انداز کر دیا۔ ماہ نور کی باتیں سن کر سارے ہال میں کڑے لوگوں میں چہ گمیاں شروع ہو گئی۔ "ضرور اس لڑکی

کا ہی کسی سے چکر چل رہا ہو گا دیکھو تو صحیح شکل سے کتنی معصوم لگتی ہے۔

لیکن نکاح ہونے کے بعد بھی ضرور کسی کو عاشق بنایا ہو گا۔ اسی لیے تو رخصتی سے پہلے ہی اس کے شوہر نے دوسری شادی کر لی "جس ٹیبل پر ابراہیم اور زارا بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے پیچھے ہی ایک انٹی بیٹھی اپنی بہو سے یہ باتیں کر رہی تھی۔ زارا اور ابراہیم دونوں نے ان کا ایک ایک لفظ اپنے کانوں سے سنا تھا۔ صرف ان لوگوں سے نہیں پورے ہال میں زارا کے کردار پر کیچڑا چھالا جا رہا تھا۔ ہر کسی کو ہی زارا میں ہی خامیاں نظر آرہی تھی۔ زارا کے چہرے پر ایک تلخ سی ہنسی آئی۔ اور اس نے ابراہیم کی طرف دیکھا۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ زارا نے ابراہیم سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ اور سیٹج کی طرف گئی۔ اور ماہ نور سے کھینچ کر مائک اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور کہا کہ میری بات سنیں سب۔ زارا بالکل نے صرف اتنا کہا، اور سب اس کی طرف متوجہ ہوئے حال میں خاموشی چھا گئی تھی۔ تو زارا بولنا شروع ہوئی۔ اور کہا کہ جی میں اس انٹی سے مخاطب ہوں۔ جس نے اورنج کلر کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس انٹی نے

اپنی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ میں۔ تو زارا نے کہا کہ جی جی آپ ہی وہی موٹی والی انٹی آپ۔ اس کے صرف موٹی کہنے پر ہی اس انٹی کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی۔ تو زارا نے کہا کہ ارے انٹی ابھی بیٹھے تو صحیح میں نے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ اتنی کیا جلدی ہی یہاں سے جانے کی۔ اس کے کہنے پر انٹی بیٹھ گئی۔ تو زارا نے کہا کہ جی تو میں آپ سب کو بتانا چاہتی ہوں کہ۔ اگر آپ سب کے گھر میں اپنی اپنی سیٹیاں ہیں۔ اور ان کے شوہروں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کی بیٹی کسی سے پیار کرتی ہے۔ یا پھر اس کا کوئی عاشق نکل آیا ہے۔ میں بس آپ لوگوں کو اتنا سا سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ۔ "جیسے آپ لوگوں کو اپنی بیٹیوں کے دامادوں میں غلطی نظر آتی ہے" بالکل اسی طرح ادھر بھی میرے شوہر میں ہی غلطی ہے۔ ان معصوم کو نہ دراصل ان چڑیل سے پیار ہو گیا تھا۔ مانور نے جب اپنے بارے میں یہ سنا تو۔ وہ غصے سے زارا کی طرف مارنے کے لیے بڑھنے لگی تو۔ بے اختیار فرحان سیٹج پر گیا۔ اور زارا کے اگے

دیوار بن کر کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ خبردار اگر میری بہن کو ہاتھ بھی لگانے کی کوشش کی تو۔ اپنے بھائی کو اپنے اگے کڑا دیکھ کر۔ زارا نے مطمئن ہو کر سب سے کہا کہ۔ جی تو میں نے اپ لوگوں سے دوسری بات یہ کہنی ہے کہ۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر بار جب شوہر دوسری شادی کرے تو غلطی اس میں عورت کی ہی ہو۔ اور ان کی جو پہلی بیوی ہو وہ گٹ گٹ کے مر جائے۔ لیکن یہاں پر ایسا نہیں ہوگا۔ میں گٹ گٹ کر اپنی زندگی برباد نہیں کروں گی۔ اور یہ تو سب آپ کے سامنے ہی ہیں کہ۔ میرے پاس دو دوسائے دار درخت موجود ہیں۔ ایک طرف میرے بابا ہیں تو دوسری طرف میرے بھائی۔ اور مجھے امید ہے اگر وہ نہ بھی ہو تو تب بھی میں اس قابل تو ہوں ہی۔ کہ کسی کو بھی منہ توڑ جواب تو دے ہی سکتی ہوں۔ اور اب ٹھیک ہے بہت زیادہ دیر ہو رہی ہے۔ تو اب ہم نکاح کی طرف بڑھتے ہیں۔ نکاح کے بعد آپ لوگوں کو بھوک بھی تو لگی ہوگی۔ کھانا کھا کر ظاہری سی بات ہے۔ آپ لوگوں کے پیٹ میں پھر باتیں کہاں رکیں گی۔ "کیونکہ پھر تو بھر چکا ہوگا" تو اس کے

بعد اپ لوگ میرے شوہر سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ میری طرف سے، اور
 اپ ان سے ضرور پوچھیے گا کہ انہوں نے دوسری شادی کیوں کی۔ کس
 مجبوری کے تحت انہوں نے اپنے عشق کو چھوڑ کر اپنی محبت کو اپنا لیا۔ اتنا کہہ
 کر زرار نے اپنی بھائی کا ہاتھ پکڑا اور سیٹج سے نیچے کی طرف آئی۔ اور ابراہیم کے
 سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے ایک دل جلانے والی مسکان اس کی
 طرف پاس کی اور اگے بڑھ گئی،،،



نکاح شروع کریں مولوی صاحب پہلے ہی بہت دیر ہو گئی۔ ہے دادا جی نے
 مولوی صاحب سے کہا۔ جو بس ابھی اکر بیٹھے ہی تھے۔ تو مولوی صاحب نے
 کہا کہ جی ٹھیک ہے۔

بسم اللہ کرتے ہیں۔ دولہا کو تو بلائیں۔ تو دادا جی نے لان میں ادھر سے ادھر
 نظرے دوڑائی۔ تو ان کو ایک ہونے میں زرار کے ساتھ فرحان باتیں کرتے

ہوئے نظر آیا۔ اسی وقت فرحان کی بھی نظر داداجی کی طرف مڑی۔ تو داداجی نے اسے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ اجاؤ۔ تو فرحان نے زار اسے کہا کہ۔ چلو چلتے ہیں نکاح شروع ہونے والا ہے۔ تو وہ دونوں بھی سٹیج کی طرف چلے آئے۔ دوسری طرف عائشہ جس نے نکاح کا سن کر۔ پورا وجود پسینے سے بھر گیا تھا۔ بے اختیار اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اور اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ آخر کیا کریں۔ اس نے دل میں اپنے اللہ کو شدت سے پکارا۔ "اور قبول ہے بول دیا" دوسری طرف فرحان کی طرف سے بھی جب اسے قبول ہے۔ بولنے کی آواز آئی تو اس کی آنکھوں میں سے آنسو جاری ہوئے۔ جس شخص کو اس نے اپنی دعاؤں میں مانگا تھا۔ وہ آج اسے ملا بھی تو کس حال میں۔ اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ نکاح ہونے کے بعد فرحان اس کے پاس گیا۔ اور اس کا دوپٹہ ہٹا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ لیکن عائشہ نے وہ محسوس تک نہ کیا کہ۔ کوئی اس کے قریب آیا ہے۔ اس کے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اور لڑتا ہوا وجود دیکھ کر فرحان کے دل میں تکلیف ہوئی۔ اسے بے اختیار عائشہ

پر رحم آیا۔ اور بغیر کسی کی پرواہ کیے اسے اٹھا کر شدت سے اپنے گلے لگایا۔
 عائشہ نے جب محسوس کیا کہ فرحان نے اسے اپنے گلے سے لگایا ہے۔ تو وہ
 پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی۔ نہ جانے کیوں لیکن وہ چاہتی تھی کہ۔
 اس کی دل کی ساری بڑھاس نکل جائے۔ اور فرحان نے بھی اسے رونے دیا۔
 اور ہلکی ہلکی سی اس کی پیٹھ تھپتھپانے لگا۔ کافی دیر ہونے کے بعد اسے احساس
 ہوا کہ۔ وہ سب کے سامنے ہی فرحان کے گلے لگی ہوئی ہے۔ تو اس نے بے
 اختیار فرحان کو خود سے دور کیا۔ اس کے دور ہونے سے فرحان بھی ہوش
 پکڑ کر سیٹج کی طرف بنے صوفے پر بٹھایا۔ اور خود بھی میں آیا۔ اور اس کا ہاتھ
 بیٹھ گیا،،،

لیلہ کھانے کی ٹیبل کے پاس کھڑی۔ اپنے لیے پلیٹ میں بریانی نکال رہی
 تھی کہ۔ حسن پیچھے سے آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر اپنی طرف متوجہ

کیا۔ فاطمہ نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔ اس کے گھورنے پر حسن نے ہنس کر کہا کہ۔ "جنگلی بلی کھانے کا ارادہ ہے کیا" تو لیلہ نے کہا کہ تمہیں کیسے کھا سکتی ہوں حرام ہو تم میرے لیے۔ اس کی بات سن کر حسن نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ کہ کوئی بات نہیں تم بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا۔ میں حلال ہو جاؤں گا تمہارے لیے۔ لیلہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اپنی پلیٹ لے کر ٹیبل پر بیٹھی۔ اور کھانے لگی حسن بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ اور اس کے پاس ہی بیٹھا۔ اور اسے کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ حسن نے اسے تنگ کرنے کی خاطر کہا کہ۔ "موٹی اگر اتنا کھاؤ گی تو ظاہر سے بات ہو تم موٹی ہو جاؤ گی" اس کے بعد کسی نے تم سے شادی ہی نہیں کرنی۔ اور نہ ہی کوئی تمہارا رشتہ بھیجے گا۔ لیلہ نے بریانی کا چمچ اپنے منہ میں رکھتے ہوئے کہا کہ تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ویسے بھی جو مجھ سے شادی کرے گا۔ وہ شہزادہ ہو گا۔ "تمہاری طرح بھنگڑ نہیں" لیلہ کی بات سن کر حسن نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ خود کو بنگڑ بول جانے پر

اسے غصہ بھی آیا۔ اور کہا کہ موٹی کہیں کی عمر نکلی جا رہی ہے تمہاری۔ ابھی دادا جی سے بات کر کے تمہاری عائشہ کے نکاح میں ہی تمہاری رخصتی کروا تا ہوں۔ اس کی بات سن کر لیلہ نے بچوں کی طرح قہقہہ لگایا۔ اور کہا کہ جاؤ بات کر کے دیکھ لو۔ جیسے دادا جی تو تیار بیٹھا ہے۔ تمہاری بات ماننے کے لیے۔ تو حسن نے اس کی طرف مصنوعی غصے سے دیکھا۔ اور کہا کہ مجھے چیلنج مت کرو ورنہ میں جو کر گزروں گا۔ اس کے بعد تمہاری بولتی ہی بند ہو جائے گی۔ تو لیلہ نے بھی اس کی طرف چیلنج کرنے والے انداز میں دیکھ کر جاؤ جو کرنا ہے کر لو میری بلا سے "ویسے بھی کوئی تمہاری بات" کہا کہ۔ نہیں ماننے والا مجھے یقین ہے۔ لیلہ کی بات سن کر حسن نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اب تم دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔ تو لیلہ نے بھی کہا کہ۔ ارے جاؤ جاؤ میں بھی دیکھتی ہوں تم کیا کر لیتے ہو۔ لیلہ نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ حسن غصے سے اٹھا۔ اور وہاں سے ابراہیم کی طرف چلا گیا،،

ابراہیم جو سب سے خاموش جگہ پر بیٹھا زارا کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ جو فاطمہ سے ہنس کر باتیں کرتی۔ کھانا کھانے میں لگی ہوئی تھی۔ حسن ابراہیم کے پاس آیا۔ اور غصے سے کہا کہ بھائی مجھے ابھی کے ابھی ہی نکاح کرنا ہے۔ ابراہیم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اور اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سنبھل کر ابراہیم نے کہا کہ۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔ کس سے نکاح کرنا ہے تمہیں اور وہ بھی ابھی۔ تو حسن نے بھی کہا کہ بھائی یہ سمجھ لے کہ میری ضد ہے۔ اور مجھے ابھی کے ابھی ہی نکاح کرنا ہے۔ تو مطلب کرنا ہے۔ حسن کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔ نہ جانے کیوں آج اس کو لیلہ کی باتیں بہت ہی بری لگ گئی تھیں۔ ورنہ تو وہ دونوں ایک دوسرے کو مذاق میں ایسی باتیں بولتے ہی رہتے تھے۔ لیکن آج نہ جانے کیوں حسن نے دل پر ساری باتیں لے لی تھیں۔ ابراہیم نے جب کو غصے میں دیکھا۔ تو اسے سکون سے کرسی پر بٹھایا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی

کہا کہ اب بتاؤ کیا ہوا ہے۔ اور ریلیکس ہو کر بتاؤ کسی نے کچھ بولا ہے کیا۔
 حسن بیٹھا اور کہا کہ۔ بھائی کچھ بھی نہیں ہوا بس مجھے ابھی کے ابھی ہی نکاح
 کرنا ہے۔ اس کی ایک ہی رٹ جو لگی ہوئی تھی تو۔ ابراہیم نے بھی غصے سے
 کہا کہ۔ لڑکی تو بتاؤ کس سے نکاح کرنا ہے تمہیں وہ بھی اس وقت۔ تو حسن
 نے کہا کہ۔ بھائی مجھے لیلہ سے ابھی اور اسی وقت نکاح کرنا ہے۔ لیلہ کا نام
 سن کر ابراہیم نے حیران کن انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ "اور کہا کہ کیا تم
 محبت کرتے ہو اس سے" محبت کا نام سن کر نہ جانے کیوں لیکن حسن کا سارا
 غصہ جاگ کی مانند بیٹھ گیا۔ اور انکھیں بند کر کے اس کے اس نے مسکرا کر کہا
 کہ بھائی۔ "ابھی سے نہیں بچپن سے اس سے عشق کرتا ہوں جنون ہے وہ
 میرا" میں اسے کبھی بھی کسی دوسرے انسان کے ساتھ برداشت نہیں کر
 سکتا۔ حالانکہ باتیں کرتے ہوئے بھی نہیں۔ حسن نے اپنی بات کہہ کر
 انکھیں کھول کر ابراہیم کی طرف دیکھا۔ تو ابراہیم نے اس کی انکھوں میں
 صاف لیلہ کا عکس دیکھا تھا۔ تو حسن نے ابراہیم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا

کہ۔ پلیز بھائی اپ دادا جی اور بابا کو منائے نہ۔" مجھے ابھی ہی اسے اپنے نام کرنا ہے "تاکہ میرے دل میں ٹھنڈک پیدا ہو۔ اور اس تڑپتے بھڑکتے دل کو بھی سکون حاصل ہو۔ اس کی بات سن کر ابراہیم کو اپنے چھوٹے بھائی پر ترس آیا۔ آخر وہ بھی تو انہی راہوں کا مسافر تھا۔ اور اس نے کہا کہ تم بے فکر ہو جاؤ۔ میں دادا جی اور بابا کو منا کر ہی رہوں گا۔ اور ابھی اسی وقت ہی تمہارا لیلہ سے نکاح ہو کر رہے گا۔ ابراہیم کی بات سن کر حسن مطمئن ہوا۔ اور اس کو یقین ہو گیا تاکہ۔ اب ابراہیم سب کو منا ہی لے گا۔ ابراہیم وہاں سے اٹھا اور کھیر کھا رہی دادا جی کی طرف چلا گیا۔ اور حسن نے پیچھے لیلہ کو دیکھا جواب تھی۔ لیلہ کو بچوں کی طرح کھاتے ہوئے دیکھ کر بے اختیار حسن مسکرایا۔ اور اس نے دل میں کہا کہ بس کچھ ہی دیر۔ اس کے بعد میری جان تم میری دسترس میں ہوگی،،،

ابراہیم کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اور اپنے دادا اور بابا کا انتظار کر رہا تھا۔ جس نے ان سے کہا تھا کہ اپ لوگ اندرائیں۔ مجھے اپ لوگوں سے کوئی بہت ضروری بات کہنی ہے۔ دوہی منٹ گزرے تھے بمشکل اسے انتظار کرتے ہوئے کہ۔ دادا جی کمرے میں اندر داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیے۔ دادا جی نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جیسے کہنا چاہ رہے ہو کہ شروع کرو اپنی بات۔ دادا جی ابراہیم سے بہت ناراض تھے۔ اسی لیے ان سے بات نہیں کر رہے تھے۔ ان کا ناراضگی بھرارویہ دیکھ کر ابراہیم مسکرایا۔ اور ان کے پاس جا کر زمین پر بیٹھا۔ اور اپنا سر ان کی گود میں رکھا۔ اور کہا کہ پلیز میرے پیارے دادا جان صرف دو دن انتظار کر لیں۔ اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور وہ مانور بھی بہت جلد ہماری زندگیوں سے نکل جائے گی۔ پھر انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے بات سن کر۔ دادا جی نے مطمئن انداز میں اس کے بالوں پر اپنا ہاتھ پیرا۔ اور کہا کہ ٹھیک ہے دو دن ہی سہی میں اور انتظار کر لیتا ہوں۔ اب تم نے جو بات کرنے کے لیے بلایا ہے۔

وہ بات کرو داداجی نے جب اسے اپنی بات کہنے کی اجازت دی۔ تو ابراہیم نے کہا کہ داداجی۔ حسن لیلہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ بھی انجی اسی وقت۔ تو داداجی خوش ہوئے۔ اور انہوں نے کہا کہ۔ میری تو خود یہی تمنا تھی۔ اور ارزو بھی تھی۔ لیکن ابھی اتنی جلدی میں لیلہ کے نکاح کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ اور ابھی حسن بھی تو چھوٹا ہے۔ مجھے نہیں لگتا وہ شادی کی ذمہ داری کو صحیح طریقے سے نبھائے گا۔ داداجی نے جب اپنی رائے کا اظہار کیا۔ تو ابراہیم نے ان کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ کہ داداجی میں نے حسن کی آنکھوں میں لیلہ کے لیے بہت محبت دیکھی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید تڑپے لیلہ کے لیے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ۔ ابھی ان کا صرف نکاح ہو جائے۔ رخصتی ہم بعد میں کر لیں گے۔ اور اس کو ایک موقع دے کر تو دیکھیں۔ مجھے یقین ہے وہ مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے اپنے رشتوں کو نبھائے گا۔ داداجی نے ابراہیم کی بات سنی۔ تو کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں تم پر یقین کر کے حسن اور لیلہ کا نکاح کروا رہا ہوں۔ باقی سب اللہ پہ چھوڑتے ہیں۔

انشاء اللہ سب کچھ ضرور بہتر ہو گا۔ دادا جی کو اتنی جلدی مانتے دیکھ۔ ابراہیم مسکرایا اور کہا کہ میری دفعہ تو آپ نے جلدی سے نہیں مانا تھا۔ حسن کی دفعہ آپ نے اتنی جلدی کیوں مان لیا؟ تو دادا جی نے ہنس کر کہا کہ۔ وہ اسی لیے کہ زارا بہت چھٹی تھی۔ اُن کی بات سن کر ابراہیم بھی مسکرایا۔ اور کہا کہ چلیں اب باہر چلتے ہیں۔ باقی گھر والوں کو بھی تو یہ گڈ نیوز سنانی ہے۔ ابراہیم کی گڈ نیوز والی بات سن کر۔ دادا جی نے کہا کہ چلو تو صحیح۔ گڈ نیوز ہو گی یا بیڈ نیوز باقی دادا جی کی بات سن کر ابراہیم گھر والوں کو تو میں نے ہی ہینڈل کرنا ہے۔ بھی ہنسا۔ اور وہ دونوں باہر کی طرف چلے گئے،،

باہر آکر دادا جی نے حسن اور لیلہ کے ماما بابا سے بات کی۔ اور اُن کے سامنے جب لیلہ اور حسن کے رشتے کی بات رکھی۔ تو اُن لوگوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اور سب ہنسی خوشی مان گئے تھے۔ اس اچانک ہونے والے نکاح پر

سب ہی تقریباً حیران بھی تھے۔ اور خوش بھی۔ اور لیلہ کو جب حسن کے ساتھ نکاح کے بارے میں بتایا گیا۔ تو وہ تو صدمے سے بے ہوش ہونے کو تھی۔ اسے بے اختیار وہ چیخ والی بات یاد آئی۔ اور اُس نے دل میں سوچا کہ پہلے بھی تو ہم کوئی بار ایسے ہی مذاق کرتے رہتے۔ تو ایک دوسرے کو ایسے ہی باتیں بولتے رہتے تھے۔ لیکن اس بار حسن نے اتنا دل پر کیوں لے لیا۔ کہ وہ نکاح تک پہنچ گیا۔ اُسے لگ رہا تھا کہ حسن صرف اور صرف ضد میں ا کر اس سے نکاح کر رہا ہے۔ اور پھر اسی طرح نہ نہ کرتے ہوئے بھی لیلہ حسن کے نام ہو گئی تھی۔ اور وہ بے حد خوفزدہ تھی۔ اپنی آنے والے وقت کا نکاح ہوئے ہوئے ابھی بہ مشکل ادھا گھنٹہ ہی گزرا تا کہ۔ کے لیے۔ اُن دادا جی اور باقی سب نے رخصتی کا شور اٹھایا۔ کہ دیر ہو رہی ہے۔ دوسری طرف رخصتی کا جب عائشہ نے بھی سنا تو۔ وہ بھی کافی حیران ہوئی۔ اور اُس نے گھبرا کر اپنی ماما کی طرف دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ رخصتی کا تو کسی نے نہیں بتایا تھا مجھے۔ تو اُس کی ماما اُس کے پاس گئی۔ اور اُس کے کان میں کہا

کہ۔ بیٹا ابھی چپ ہو جاؤ ہمیں بھی ابھی تک نہیں پتہ تھا۔ دادا جی نے کہا کہ یہ فرحان کی ہی ضد ہے۔ تو اُس کے اگے اب ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ نکاح تو ہو چکا ہے۔ اُن کی بات سن کر عائشہ بے وہی سے پوٹ پھوٹ کر اپنی ماما کے گلی لگ کر رونے لگی۔ بے شک اس کو ایک ہی گھر میں رہنا تھا۔ لیکن رخصتی کا جو لمحہ ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک لڑکی کے لیے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ عائشہ کی ماما کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ اپنی بیٹی کو خود سے دور کرنے پر تو۔ عائشہ کے بابا نے۔ اُن ایک دوسرے سے دور کیا۔ اور عائشہ کو اپنے گلے لگا کر کہا کہ۔ میری پیاری بیٹی ہم ایک گھر میں ہی تو ہے۔ صرف ایک کمرے سے لے کر دوسرے کمرے تک ہی تو جانا ہے۔ پریشان نہ ہو انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔ اپنے بابا کی بات سن کر عائشہ کچھ مطمئن ہوئی۔ اور فرحان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر رخصت ہو گئی،،

گھرا کر کسی نے کوئی بھی رسے نہیں کی۔ کیونکہ پہلے سے کسی کو بھی رخصتی کے بارے میں کوئی بھی پتہ نہیں تھا۔ اسی لیے عائشہ کو بنا کسی نے تنگ کیے فرحان کمرے میں بیچ دیا۔ اور فرحان باہر اپنی دوستوں کے پاس چلا گیا تھا۔ عائشہ بیڈ پر بیٹھی فرحان کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ بے حد جسمانی اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے تکی ہوئی تھی۔ اور اس نے صبح سے کچھ کھایا تک نہیں تھا۔ اتنے میں ہی اُس کو دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔ اور وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔ کافی وقت گزرنے کے بعد جب اُس کو فرحان کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی۔ تو اُس نے اپنا سر اٹھا کر جب فرحان کی طرف دیکھا۔ تو حیرت کی زیادتی سے اُس کی آنکھیں پھل گئی۔ "فرحان کی جگہ ڈیول کو کھڑے دیکھ کر۔ آ۔ آ۔ آپ۔ ہہیاں خوف سے عائشہ کی آواز تک نکل نہیں پارہی تھی۔ ڈیول اس کا خوف زدہ روپ دیکھ کر۔ دھیرے دھیرے اس کے پاس بیڈ پر گیا۔ اور اس سامنے بیٹھ کر اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھونے لگا۔ کے اسے اپنے چہرے کو چھوتے دیکھ کر۔ عائشہ کی آنکھوں سے نہ جانے کتنے ہی

انسو ٹوٹ کر اس کے ہاتھ پر گرے۔ اپنے خوف میں عائشہ نے اس کا دروازے سے انا محسوس ہی نہ کیا تھا۔ عائشہ نے اس سے پوچھا کہ اپ کہاں تھے۔ میں نے اپ کا بہت انتظار کیا۔ لیکن اپ نہ آئے۔ اس سے پہلے کہ مزید عائشہ کچھ کہتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی۔ وہ سامنے انسان کو کیسے بتائے کہ اس کا نکاح ہو گیا ہے۔ ڈول اگے ہوا اور اس کے کپکپاتے جسم کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور کہا کہ چپ ہو جاؤ بے بی۔ اج میں تمہیں ساری سچائی بتانے آیا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس سے سچائی کو جان لینے کے بعد تم مجھ سے ناراض بھی ہو جاؤ۔ لیکن تمہارا دور جانا بالکل بھی گوارا نہیں ہے مجھ کو۔ عائشہ نے حیران ہوتے ہوئے۔ اس کے سینے سے خود کو ہٹایا۔ اور کہا کہ کیسا ایک لمبا سانس ہوا کے سپرد کیا۔ اور اپنے چہرے سے ماسک سچ، ڈیول نے ہٹا کر۔ عائشہ کی طرف دیکھنے لگا۔ دھڑم، دھڑم، دھڑم، اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد عائشہ کو لگا۔ جیسے پوری حویلی اس کے سر پر راہ گیری ہو۔ "اتنا بڑا دھوکا عائشہ تو کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی تھی" وہ تو بس یک ٹک انکھیں

پھیلائے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ بے اختیار عائشہ کا ہاتھ اٹھا۔ اور فرحان کے چہرے پر اپنے پانچوں انگلیوں کے نشان چھوڑ گیا۔ اس کے بعد بھی عائشہ بس نہ ہوئی۔ اور اس کے سینے پر مکے مارتے ہوئے۔ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی۔ اور کہا کہ اپ کو اندازہ بھی ہے کہ۔ کس ذہنی افیت سے میں پچھلے تین چار دنوں سے گزر رہی ہوں۔ اور اپ ایک گھر میں رہتے ہوئے مجھے سچائی سے واقف تک نہ کر سکے۔ مجھ سے زبردستی نکاح کرنا۔ اپنے پاس بلانا، زبردستی اپنے قریب کرنا، فرحان کے بجائے مجھے ڈیول کا کہ اپ نے میرے ساتھ ایسا۔ اس کی روپ دکھانا، کیا ہے یہ سب کیوں بات سن کر فرحان نے اپنا چہرہ اٹھایا۔ جو عائشہ کے تپھڑ سے لال ہو رہا تھا۔ اور کہا کہ عائشہ پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں تم سے بچپن سے عشق کرتے آیا ہوں۔ تمہیں کسی اور کے نام ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسی لیے مجھے مجبوراً یہ راستہ اختیار کرنا پڑا۔ اور تم سے زبردستی نکاح کرنا پڑا۔ اس کی بات کو سن کر عائشہ کو مزید غصہ آیا۔ اور کہا کہ اپنے الفاظ کو درست کریں۔

"مسٹر فرحان شاہ" نکاح میرا نہیں اپ کا ہو رہا تھا۔ کسی اور کے ساتھ، کسی اور کی میں نہیں اپ ہو رہے تھے، کیونکہ کسی اور سے شادی اپ کرنے والے تھے میں نہیں، عائشہ نے دانت پیس کر کہا۔ اور اب بھی بڑی بے شرمی سے میرے سامنے ہی بیٹھے ہوئے ہیں اپ۔ اپ کو ذرا بھی میری تکلیف کا اندازہ ہے۔ نہیں اپ کو کیسے ہو گا۔ اپ تو خود مزے کر رہے تھے۔ زبردستی نکاح کر لو۔ اس کے ہے نا اپ کو تو یہی لگا تھا کہ۔ پہلے عائشہ سے بعد اس کے بابا سے بات کر کے۔ اُس سے ریل میں نکاح کر لینا۔ اور عائشہ تو جیسے یہاں پر بیوقوف بیٹھی ہوئی ہے۔ اسے تو جیسے کچھ پتہ ہی نہیں چلے گا۔ اپ کو ذرا سا بھی اندازہ ہے کہ۔ پچھلے تین چار دنوں سے نکاح پر نکاح کرنے والا گناہ مجھے اندر کے اندر ہی کھایا جا رہا تھا۔ اس کی باتیں سن کر فرحان شرمندگی سے زمین میں گھڑنے والا ہو گیا تھا۔ اور اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ۔ اُسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ "ائی ایم سوری عائشہ مجھے معاف کر دو" میں معافی مانگتا ہوں تم سے اور یقین کرو میرا۔ میرا ایسا کوئی بھی ارادہ نہیں

تھا۔ میں تو بس تمہیں سر پرانز، سر پرانز سیریلی اپ کو یہ سر پرانز لگتا ہے۔
 آپ کے سر پرانز کے چکر میں نہ جانے کتنے دن مجھے تکلیف میں گزارنے
 پڑے۔ کیسا سر پرانز ہے یہ۔ عائشہ بیڈ سے اٹھی۔ اور روتے ہوئے اپنی ایک
 لگی۔ ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھ کر اس نے اتنی زور ایک جو لیری کو خود سے نوچنے
 سے اپنی چوڑیاں نکالی تھی۔ کہ اس کے ہاتھوں سے خون رسنے لگا۔ اس کے
 بعد بھی وہ رکی نہیں۔ اور بے اختیار اپنا ہاتھ اپنے کان کی طرف لے گئی۔ اور
 وہاں سے جمکا اتنی زور سے نکالا تھا کہ۔ اس کے کان سے خون نکلنے لگا۔ "یہ
 سب دیکھ کر فرحان سی مزید برداشت نہ ہوا" اور وہ اٹھ کر اس کے پاس گیا۔
 اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا کہ۔ "مسز عائشہ فرحان
 شاہ جتنی بھی افیت دینی ہے" مجھے دے کیونکہ میں تمہارا گنہگار ہوں۔ یہ خود
 کو افیت دے کر مجھے مزید تڑپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا ثابت کرنا چاہ
 رہی ہو تم یہ سب کر کے۔ کہہ تو رہا ہوں کہ مجبور تھا نہیں کرنا چاہتا تھا میں
 ایسا۔ اب ہو گیا ہے تو معافی تو مانگ رہا ہوں۔ لیکن اگر تم خود کو یوں نقصان

پہنچاؤ گی۔ تو تم مجھے اپنے ساتھ سختی کرنے پر مجبور کرو گی۔ اس کے کان سے خون کو دیکھ کر۔ فرحان کے دل میں تکلیف ایک لہراٹھی۔ اور بہتے ہوئے اس نے عائشہ کو اپنے قریب کر کے زور سے اپنے گلے میں بینچا۔ عائشہ نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن فرحان اس کو ایسے ہی اپنے گلے سے لگائے کھڑا رہا۔ اب اس کے کان کا خون فرحان کے ہاتھ پہ گرنے لگا۔ اسے دیکھ کر بے اختیار فرحان کو غصہ آیا۔ اور اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا کر۔ جلدی سے سائڈ دراز سے روئی نکال کر اس کے کان پہ رکھی۔ تاکہ وہاں سے خون رسنا بند ہو جائے۔ اور غصے سے لال ہوتی ہوئی آنکھوں سے عائشہ کی طرف دیکھا۔ جو چپ چپا بیٹھی انسو بہانے میں مصروف تھی۔ جیسے اُس سے کوئی زیادہ ضروری کام ہو ہی نہ۔ اس کی طرف دیکھ کر فرحان نے کہا کہ۔ اس بات کی سزا تمہیں میں بعد میں دوں گا۔ کہ تم نے اپنے آپ کو چوٹ کیسے پہنچائی۔ پہلے تم یہ رونا بند کرو۔ فرحان نے غصے سے کہا تھا کہ۔ عائشہ ہوتا ہوا دیکھ کر فرحان کا غصہ جاگ کی مانند بے اختیار چپ ہوئی۔ اسے چپ

بیٹھا۔ اور اسے عائشہ پر بھی اختیار پیارا یا۔ جو اُس سے ناراض ہونے کے باوجود بھی۔ اس کی بات مان رہی تھی۔ فرحان اگے ہوا اور اس کا انسو سے تر چہرہ اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔ اور اس کے گال پر اپنے لب رکھ کر کہا کہ۔ مجھے معاف کر دو پلینز عائشہ۔ فرحان نے ارام ارام سے اس کی جو لیری اتاری۔ اور اس کے لیے الماری سے ایک آرامدہ سوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں پکڑا یا۔ اور کہا کہ جاؤ چینیج کر کے آؤ۔ میں ملازمہ سے کہہ کر کھانا منگواتا ہوں۔ اس کے بعد تمہیں دوائی دوں گا۔ بہت تیز بخار ہو رہا ہے تمہیں۔ اس بھاری لینگے سے جان چھڑانے کی خاطر عائشہ نے بھی اس کے ہاتھ سے اپنے کپڑے لیے۔ اور واش روم میں بند ہو گئی۔ پیچھے فرحان نے ملازمہ کو کال کی اور کہا کہ میرے کمرے میں کھانا لے آؤ۔ اور کال بند کرنے کے بعد ملازمہ اگلے پانچ منٹ میں اس کے دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ اس کے ہاتھ سے کھانا لے کر فرحان نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ اور عائشہ کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد فرحان کو تشویش ہوئی کہ۔

کہیں وہ ہاتھ روم میں طبیعت خرابی کی وجہ سے بے ہوش تو نہیں ہو گئی۔ اور جلدی سے واش روم کے دروازے کے پاس گیا۔ اور دروازے کو کٹ کٹا کر کہا کہ۔ "عائشہ تم ٹھیک ہو" عائشہ کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر فرحان جلدی سے الماری کی طرف گیا۔ اور وہاں سے واش روم کی ڈپلیکیٹ چابی اٹھا کر واش روم کا دروازہ کھولا۔ جب اس نے عائشہ کی حالت دیکھی تو بے اختیار اس کا دل دھڑک اٹھا۔ اور سے اپنے کیے پر مزید شرمندگی ہوئی۔ عائشہ زمین پر بیٹھی اتنی سردی میں گیلے کپڑوں کے ساتھ۔ زمین پر بیٹھی رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ فرحان جلدی سے اس کے پاس گیا۔ اور اسے اٹھا کر کھڑا ضرورت تھی۔ میری جان ویسے ہی کیا۔ اور پیار سے کہاں کے نہانے کی کیا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ چلو اٹھو چنچ کرو۔ اور باہر چلو میرے ساتھ۔ عائشہ نے اس کے ہاتھ خود سے دور جھٹکے۔ اور کہا کہ یہ جھوٹی نائٹک اور فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہوں بچی نہیں ہوں میں۔ جائے یہاں سے۔ اس کے غصے کو دیکھتے ہوئے۔ فرحان

اس سے دور ہوا۔ اور کہا کہ ٹھیک ہے تم چینج کر کے پانچ منٹ میں باہر آؤ۔
 ورنہ میں خود میں چینج کرواؤں گا۔ عائشہ میں مزید بحث کرنے کی سکت باقی
 نہ رہی تھی۔ اس نے فرحان کی اس بے ہودہ بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور
 فرحان بھی چپ چاپ واش روم سے نکل گیا۔ اور پھر فرحان کی دھمکی کام
 آئی۔ اور اگلے پانچ منٹ میں عائشہ اپنا ڈریس چینج کیے۔ بیڈ پر کمبل میں گھسی
 ٹشو سے بار بار اپنی چھوٹی سی ناک رگڑ رگڑ کر لال کر رہی تھی۔ اور اس کے
 چھینکیں تھی جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اور فرحان الگ ہی پریشانی
 میں اسے گھور رہا تھا۔ جس کو پہلے ہی بخار تھا۔ اور مزید کام اُس نے نہا کر بگاڑ
 دیا تھا۔ فرحان جلدی سے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس گیا۔ اور وہاں سے ڈرائر اٹھا
 کر اس کے گیلے بالوں کو سکھانے لگا۔ کیونکہ گلے بالوں میں مزید عائشہ کو
 سردی لگ رہی تھی۔ اپنے بالوں پر گرم گرم ہوا محسوس کر کے اس نے
 فرحان کی طرف دیکھا۔ جو اس کے بال ڈرائر سے سکھا رہا تھا۔ اسے اچھا لگا
 فرحان کا اپنی فکر میں تڑپنا۔ لیکن اس وقت وہ ناراض تھی۔ اسی لیے اُس نے

اس بات کا کوئی بھی ذکر نہ کرنا بہتر ہی سمجھا۔ اس کے بال سکھانے کے بعد۔
 فرحان نے ڈرائر واپس اُس کی جگہ پر رکھا۔ اور ملازمہ سے کال کر کے اس
 نے سوپ منگوالیا تھا۔ اور اب بیڈ پر بیٹھا اُسے سوپ پلانے کی ناکام کوشش
 کر رہا تھا۔ جو عائشہ ناراضگی کی وجہ سے بھی نہیں رہی تھی۔ اور فرحان بھی
 اس کے سارے نخرے برداشت کر رہا تھا۔ کیونکہ ایک تو وہ نخرے کرتے
 ہوئے اسے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اور دوسرا غلطی بھی اس کی اپنی ہی
 تھی۔ اسی لیے اس نے زبردستی جیسے تیسے کر کے عائشہ کو تھوڑا سوپ پلایا۔
 اور اس کے بعد میڈیسن دی۔ میڈیسن دینے کے بعد فرحان اٹھا۔ اور روم کی
 لائٹ اف کرنے کے بعد اس کے پاس بیڈ پر آیا۔ اور عائشہ اس کو اپنی باہوں
 میں بھر کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ عائشہ نے اسے خود سے دور کرنے
 کی بہت مزاحمت کی۔ لیکن شدید بخار اور سر میں درد ہونے کی وجہ سے اس
 میں ہمت باقی نہ رہی تھی۔ جیسے وہ فرحان سے لڑ سکے۔ فرحان نے اپنا ہاتھ
 اُس کے سر پر رکھا۔ اور اُسے دھیرے دھیرے دبائے لگا۔ اور کہا کہ سو جاؤ۔

صبح لڑ لینا جتنا دل چاہے۔ فرحان کے سر دبانی پر عائشہ کو سکون محسوس ہوا۔ اور وہ بھی دھیرے دھیرے نیند کے وادیوں میں اتر گئی۔ ادھے گھنٹے بعد فرحان نے جب اس کی طرف دیکھا۔ تو وہ معصوم بچوں کی طرح ایک ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھے۔ اور دوسرا ہاتھ اس کے گریبان پر رکھے سو رہی تھی۔ فرحان کو اپنی چھوٹی سی بیوی پر بہت پیارا آیا۔ جو چھوٹی تو کہیں سے نہیں لگتی تھی۔ لیکن اس کے سامنے اکروہ چھوٹی ہی لگتی تھی۔ فرحان نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اس کا بخار چیک کیا۔ جو اہستہ اہستہ اب کم ہو رہا تھا۔ اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اسے مزید اپنے قریب کر کے وہ بھی نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔ اس کو پتہ تھا کہ اس کی شیرنی بیوی صبح سے دوبارہ لڑنے کے لیے تیار ہوگی۔ اسی لیے وہ بھی تھوڑا سو کر۔ اپنے آپ کو آرام پہنچانا چاہتا تھا،،،

ماہ نور اپنے کمرے میں بیٹھی گہری سوچ میں گم تھی۔ وہ یہی سوچ رہی تھی۔ کہ میرے ہوتے ہوئے اس گھر میں اتنا سکون کیسے ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے تو وہ اٹھی۔ اور اس نے اپنے بابا کنگ کو فون کیا۔ اور اسے یہاں کی صورتحال سے واقف کیا۔ اس کے بابا نے اسے یہی کہا تھا کہ۔ زارا کے علاوہ کسی کے ساتھ جو بھی کرنا ہے۔ اس سے میرا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ لیکن کنگ اس بات سے کہا واقف تھا کہ۔ وہ اپنی بیٹی کے سامنے ہی کسی اور عورت کے بارے میں بات کر کے اس کی نفرت کو مزید بڑھا رہے ہیں۔ اسی لیے ماہ نور نے پلان بنایا کہ۔ وہ اج زارا کو کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور دے کر رہے گی۔ اور اسی کے ساتھ ہی وہ اپنے کمرے سے باہر نکل آئی۔ وہ شدید غصے میں تھی۔ اور اُس کو اسی بات پر غصہ ا رہا تھا کہ۔ اُس کے بابا اُس کی ماما کے علاوہ کیسے کسی اور عورت کے بارے میں سوچ بھی سکتے ہیں۔ لیکن وہ ابھی اس بات سے ناواقف تھی کہ۔ کنگ جیسے مردوں کی فطرت ہی ایسی ہوتی ہے۔ گھر میں بیوی ہونے کے باوجود بھی باہر والی عورتوں کے منہ لگنے کی۔ کمرے

سے باہر نکل کر وہ ادھر سے ادھر کسی کو ڈھونڈ رہی تھی۔ لیکن شاید سب دوپہر کا کھانا کھا کر اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے تھے۔ اُس کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھی۔ کوئی بھی اُس کو اس وقت دیکھتا تو۔ ماہ نور سے ضرور ڈر جاتا۔ وہ دھیرے دھیرے سے بغیر کسی کی نظروں میں آئے زار کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس کے کمرے میں ہلکا سا جھانک کر دیکھا۔ جہاں زار اظہر کی نماز ادا کر رہی تھی۔ اسے نماز ادا کرتے دیکھ ماہ نور اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اور بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔ نماز ادا کرنے کے بعد زار نے جیسے ہی دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھانے چاہے تو۔ اپنے سامنے ماہ نور کو بیٹھا دیکھ کر۔ اُس نے ماہ نور کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جسے پوچھ رہی ہو کہ تم میرے کمرے میں کیا کرنے آئی ہو۔ ماہ نور عجیب انداز میں مسکرائی۔ کہ زار کو ڈر لگا اور اُس نے نماز اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھا۔ اور کہا کہ کیا کرنے آئے ہو تم میرے کمرے میں۔ "جاؤ یہاں سے" ماہ نور نے اس کے ڈر کو محسوس کر کے۔ اسے مزید ڈرانے کے لیے اس کے

قریب ہوئی۔ اور کہا کہ میں ہر گز تمہارے کمرے سے نہیں جاؤں گی۔ "اج تو میں تمہارا کام تمام کر کے ہی جاؤں گی" آخر تم کیسے میرے بابا پر اپنی جھوٹے حُسن کا جادو کر سکتی ہو۔ اس کی بات سن کر زارا نے اس کی طرف نا سمجھ نظروں سے دیکھا۔ اور کہا کہ کیا کہہ رہی ہو تم مجھے بالکل بھی کچھ بھی سمجھ نہیں رہا ہے۔ تم اس وقت جاؤ میرے کمرے سے۔ اس کی بات سن کر ماہ نور نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اگے بڑھ کر اس کے گلے کو دبوچھا۔ کہ زارا کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ زارا نے اسے خود سے دور کرنے کے لیے بہت ہاتھ پیر چلائے۔ لیکن ماہ نور تھی جو اس کے ہاتھ ہی نہیں رہی تھی۔ زارا کا پورا چہرہ سانس رکنے کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔ اور دھیرے دھیرے اس کے ہاتھ پیر بے جان ہوتے جا رہے تھے۔ اس نے دل میں شدت سے اپنے اللہ کو پکارا۔ اور ایک آخری بار کوشش کرنے پر۔ اُس نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور ماہ نور کے گال پر ایک کھینچ کر تھپڑ مارا۔ تھپڑ زور سے تو نہیں لگا تھا۔ لیکن اچانک دروازہ کھلنے پر۔ اور وہاں پر ابراہیم کو کھڑے دیکھ کر۔ ماہ نور

نے بے اختیار اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔ ہاتھ پیچھے کرنے سے بے اختیار زارا لڑکھڑائی۔ اور زمین پر بیٹھ کر بری طرح کانسنے لگی۔ اور ماہ نور جلدی سے ابراہیم کی طرف بھاگی۔ اور کہا کہ ابراہیم۔ ابراہیم اپ نے دیکھنا کہ۔ زارا نے مجھے کیسے تھپڑ مارا۔ ابراہیم کو یک ٹک زارا کی طرف دیکھتا ہوا پا کر۔ ماہ نور چاہا۔ ابراہیم نے چونک نے اس کا بازو ہلایا۔ اور اسے اپنی طرف متوجہ کرنا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ ہ۔ ہاں کیا ہوا۔ تو ماہ نور نے اس کے اگے اپنا گال کیا اور کہا کہ۔ دیکھے یہاں پر زارا نے مجھے تھپڑ مارا۔ ماہ نور کی بات سن کر ابراہیم زارا کے پاس گیا۔ اور اسے بازو سے پکڑ کر کہا کہ۔ تم نے میری بیوی پر ہاتھ اٹھایا۔ اب تو تمہیں اس بات کی سزا ضرور ملے گی۔ یہ سب سن کر ماہ نور بے انتہا خوش ہوئی۔ اور اسے ایسا لگا جیسے وہ اپنے پلان میں کامیاب ہو گئی ہو۔ ابراہیم نے زارا کو بازو سے پکڑا۔ اور نیچے لے جانے لگا۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ کہہ رہا تھا کہ۔ اج میں تمہیں اس بات کی سزا ضرور دوں گا۔ زارا نے اپنے آپ کو بہت چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن ابراہیم کی گرفت اس کے بازو پر

مضبوط تھی۔ جس کی وجہ سے وہ خود کو چھڑا نہیں پارہی تھی۔ اور نہ ہی کسی کو بلا سکتی تھی۔ کیونکہ اس کے گلے میں شدید درد ہو رہا تھا۔ پورچ تک زارا کو کرا براہیم نے اپنی گاڑی میں بٹھایا۔ اور دوسری طرف ڈرائیونگ لے جا سیٹ پر بیٹھ کر۔ ایک سیکنڈ سے پہلے پہلے اس نے گھر سے اپنی گاڑی نکالی تھی۔ اور اب وہ ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ زارا کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ۔ ابراہیم اس کو کہاں لے کر جا رہا ہے دس منٹ کے بعد ابراہیم نے گاڑی ایک ہوٹل کے باہر روکی۔ اور دروازہ کھول کر پہلے خود باہر نکلا۔ اور دوسری طرف جا کر زارا کو باہر نکال کر ہوٹل کے اندر لے گیا۔ ہوٹل کے اندر جانے پر اس نے اپنے لیے جو کمرہ پہلے سے ہی بک کر دیا تھا۔ اس کی چابی انٹرنس سے لے کر وہ روم کی جانب بڑھ گیا۔ اور زارا بھی بنا مزاحمت کیے اس کے ساتھ ہی جا رہی تھی۔ اپنے مطلوبہ کمرے کے باہر پہنچ کر ابراہیم نے چابی سے دروازہ کھولا۔ اور زارا کو اپنے ساتھ اندر لے کر سے صوفے پر بٹھایا۔ اور ابراہیم "خود بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔" زیادہ درد ہو رہا ہے گلے میں

نے اس کا گلا چیک کیا۔ تو وہ پورا سرخ ہو رہا تھا۔ اس کے نرمی سے پوچھنے پر زار کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ اور وہ ابراہیم کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوئی۔ اسے روتے ہوئے دیکھ کر ابراہیم نے بے بسی سے اپنی آنکھیں بند کی۔ اور کہا کہ پلیز میری جان اگر تم ہی ایسے رہو گی تو میں تو بالکل ہی کمزور پڑ جاؤں گا۔ اس کی بات سن کر زار اسے پیچھے ہوئی۔ اور کہا کہ ابراہیم اگر آپ صحیح وقت پر نہ آتے تو میں اب تک مر۔ اس کے بات پوری ہونے سے پہلے ہی ابراہیم نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اور غصے سے کہا کہ دوبارہ ایسا بولنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ اور میں وقت پر کیسے نہ پہنچتا۔ آخر تمہارے کمرے میں میں نے سی سی ٹی وی کیمرہ اسی لیے ہی تو لگائے تھے۔ تاکہ وہ پاگل عورت جب بھی تمہارے پاس آئے۔ یا تو میں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ تو میں وقت پر تمہارے پاس آکر تمہاری حفاظت کر سکوں۔ اس کی بات سن کر زار اس کے مزید قریب ہوئی اور اپنا سر اس کے سینے پر رکھ کر کہا کہ۔ ابراہیم مجھے آج بھی خوف اتا ہے کہ۔ "اگر آپ اس

رات مجھے سچائی سے واقف نہ کرتے۔ تو میں تو سچ میں ہی مر جاتی۔ زارا کے اس رات کو یاد کرنے پر ابراہیم بھی اس رات میں کھو گیا۔

**** نکاح سے ایک رات پہلے ****

رات کے دو بجے کا وقت تھا کہ ابراہیم اپنے کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کو بار بار زارا کی فریادیں اور اس کی منتیں کرنا یاد رہی تھی۔ اُس کو کسی طور پر جب سکون حاصل نہ ہوا۔ تو وہ زارا کے کمرے کی طرف چل دیا۔ اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ۔ زارا بیڈ پر بیٹھی رونے میں مصروف تھی۔ اسے روتے ہوئے دیکھ کر ابراہیم بھاگ کر اس کے پاس گیا۔ اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر۔ کہا کہ میری جان کیوں ایسے رو کر مجھے تم کمزور کر رہی ہو۔ زارا نے اس کی طرف دیکھا اور اپنے انسوؤں بھری آنکھوں سے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا کہ۔ اپ مجھے بتائیں کہ اپ دوسرا نکاح کیوں کر ناچاہ رہے ہیں۔ جب تک اپ مجھے بتائیں گے

نہیں۔ میں ایسے ہی روتی رہوں گی۔ زارا نے بچوں جیسی ضد کی تو۔ ابراہیم کو بھی اسے بتانا پڑا کہ۔ جس لڑکی سے میں شادی کرنے والا ہوں وہ کنگ کی بیٹی ہے۔ اور اگر میں نے اُس کی بیٹی سے شادی نہیں کی تو۔ "وہ ضرور زین حسن یا پھر فرحان میں سے کسی کو پھسانے کی کوشش کر کے اس گھر میں ضرور داخل ہوگی" اور وہ اپنے باپ کے ساتھ مل کر ہماری پورے خاندان کو برباد کرنے والی ہے۔ اس کی بات سن کر زارا نے ابراہیم کی طرف حیرت سے دیکھ کر کہا کہ۔ کنگ کو ہمارے خاندان سے بھلا ایسی کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔ جو وہ ہمیں برباد کرنا چاہتا ہے۔ تو ابراہیم نے کہا کہ سب سے بڑی وجہ تو یہی ہے کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔ اور تمہیں ہر حال میں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ بس بظاہر ہی بڑی وجہ نظر آرہی ہے۔ اصل وجہ تو یہی ہے کہ آج سے 10 سال پہلے جب ہم سب چھوٹے تھے تو۔ دادا جی اور کنگ کے باپ کے بیچ زمینوں کو لے کر بہت بری لڑائی ہو گئی تھی۔ وہ لڑائی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو مارنے پر اترائے تھے۔ بری طرح سے

ایک دوسرے کو مارتے ہوئے۔ دونوں نے اپنی اپنی پستول نکال کر ایک دوسرے کے کنپٹی پر رکھی۔ دادا جی نے اس کو مارنے کے لیے پستول نہیں نکالی تھی۔ بس اس کو بتانا چاہتا کہ اگر تم تیاری کے ساتھ آئے ہو تو میں بھی خالی ہاتھ نہیں ہوں۔ اور اس سے پہلے کہ کنگ کا باپ دادا جی پر گولی چلاتا۔ دادا جی کے کسی دشمن نے اسی بات کا فائدہ اٹھا کر۔ کنگ کے باپ پر گولی چلا دی۔ اور وہ موقع پر ہی اپنی جان سے ہاتھ دوں بیٹھا۔ ان ساری صورتحال کو دیکھ کر دادا جی بھی گبھرا گئے تھے۔ اور وہ بھی وہاں سے بھاگ نکلے۔ بعد میں دادا جی نے یہ توپہ لگا لیا تھا۔ کہ کنگ کو وہاں پر کس نے مارا تھا۔ اور اس انسان کو اس کے کیے کی سزا بھی مل گئی تھی۔ لیکن وہیں پر جاڑیوں کے پیچھے اپنے باپ کو مرتے ہوئے۔ ایک دس سالہ بچے نے دیکھا تھا اور اس کو یہی لگا تھا کہ۔ وہ گولی دادا جی کے پستول سے ہی چلی تھی۔ اور وہ بچہ کوئی اور نہیں کنگ ہی تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ہمارے خاندان کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ تم پر تو اس کی نظر بعد میں پڑی۔ جب اس نے تمہیں کڈنیپ کیا تھا۔ اُس کی بات

سن کر زار نے کہا کہ اپ لوگوں کو یہ بات کیسے پتہ چلی۔ تو ابراہیم نے اسے بتایا کہ میری جان میں ایک سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ اور میرا کام ہی یہی ہوتا ہے۔ "سیکرٹ ایجنٹ" زار نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے حیران ہونے پر ابراہیم مسکرایا۔ اور اس کے گال پر نرمی سے اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ "ابراہیم ہمیشہ صرف اور صرف اپنی زار کر رہے گا" تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔ میں کیا کروں یہ دل تمہیں دیکھ کر خود ہی کسی اور کے پاس جاتا ہی نہیں ہے۔ اور کہتا ہے کہ اسے صرف زار ہی چاہیے۔ اسی لیے میں صرف اور صرف تمہارا ہوں۔ اور اب جب تمہیں میں نے ساری سچائی بتا دی دینا پڑے گا۔ اور ہے تو۔ تمہیں بھی اس پلان میں شامل ہو کر میرا ساتھ جیسا جیسا میں کہتا جاؤں گا۔ تمہیں بالکل ویسے ہی کرنا پڑے گا۔ زار نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ میں کیسے کر سکتی ہوں یہ سب ابراہیم۔ اسے گھبراتے ہوئے دیکھ کر ابراہیم نے اُسے اپنے مزید قریب کیا۔ اور کہا کہ تم ابراہیم کی زار ہو۔ تمہیں مضبوط بننا پڑے گا۔ تم کچھ بھی کر سکتی ہوں۔

تمہیں یہ صرف اپنے گھر والوں کو نہیں بلکہ دنیا والوں کو بھی کر کے دکھانا پڑے گا۔ کہ ابراہیم کی زارا کبھی بھی کمزور نہیں تھی۔ ابراہیم کی بات سن کر زارا نے ہمت سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ میں ضرور کروں گی جو آپ مجھے کرنے کے لیے بولیں گے۔ زارا کے بات مان لینے پر ابراہیم نے اسے زور سے اپنے گلے لگایا۔ اور کہا کہ اب تو تم مجھے نکاح کرنے کے لیے منع نہیں کرو گی نا۔ زارا نے کچھ بولنے کے لیے اپنا منہ کھولا ہی تھا کہ۔ ابراہیم ہو گا۔ بعد میں میں ماہ نور کو چھوڑنے کہا کہ میری جان نے صرف وقتی نکاح دوں گا۔ اور ویسے بھی ابراہیم صرف اور صرف اپنی زارا کا ہی رہے گا۔ ٹھیک ہے میں آپ کی بات مان لوں گی۔ لیکن آپ اس سے زیادہ بات نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی اس کے ساتھ ایک کمرے میں رہیں گے۔ اور اگر آپ نے کسی کے سامنے مجھے ڈانٹنے کی کوشش کی تو میں وہی رو دوں گی۔ زارا نے بچوں کی طرح اُس سے کہا۔ ابراہیم ہنسا اور شکر ادا کیا کہ وہ مان تو گئی۔ اگر وہ اس کو سچائی بتائے بغیر ہی نکاح کر لیتا تو۔ زارا کے ٹوٹ جانے پر وہ خود بھی

ٹوٹ جاتا۔ اور اس طرح وہ اپنے خاندان والوں کو کنگ کی بربادی سے نہ بچا پاتا،،،،

**** حال ****

تمہیں نہیں لگتا کہ تم نے فرحان اور عائشہ کے نکاح میں سب لوگوں کے سامنے میری کچھ زیادہ ہی بے عزتی کر دی تھی۔ ابراہیم کی بات سن کر زارا نے اس کے سینے سے اپنا سر ہٹایا۔ اور شرارت سے ہنستے ہوئے کہا کہ۔ اور نہیں تو میں کیا کرتی سب میرے بارے میں کیسے کیسے باتیں کر رہے تھے۔ اور اپ بالکل چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ابراہیم نے بھی اسے اپنے قریب کیا۔ اور کہا کہ تمہیں نہیں پتہ کہ تم نے ہی چپ رہنے کے لیے کہا تھا مجھے۔ اگر سب میرے بارے میں باتیں کر رہے ہیں تو۔ ان کو جواب بھی میں ہی دوں گی۔ تو زارا کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اور کہا کہ جی جی میں نے ہی ایسا کرنے کے لیے کہا تھا۔ ویسے تمہارا وہ والی لائن بہت اچھی تھی۔ جب

تم نے کہا تھا کہ۔ "میری شوہر کو ان چڑیل سے پیار ہو گیا" نہ پوچھو یا میں نے کس طریقے سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ ابراہیم نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ تو اس کے ساتھ میں زارا بھی مسکرائی۔ اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ سب ٹھیک ہو گیا تھا۔ اور اب اپنا نور کو کب چھوڑ رہے ہیں؟ زارا نے ابراہیم سے کہا تو۔ ابراہیم نے اس کے ہونٹوں پر اپنی ہونٹ رکھے۔ اور کہا کہ جب ہماری گولڈن نائٹ گزر جائے۔ اس کے بعد اس کو چھوڑ دوں گا۔ زارا نے گھبرا کر اسے خود سے دور کیا۔ اور کہا کہ ابراہیم یہ کوئی وقت ہے ایسی باتیں کرنے کا حد ہوتی ہے۔ اپ بھی نہ کہیں بھی شروع ہو جاتے ہیں۔ تو ابراہیم نے ناراض ہوتے ہوئے کہا کہ۔ ہاں تو اب اور کیا کروں نہیں رہا جاتا مجھ سے تم سے دور۔ ویسے بھی حق حلال کی بیوی ہو تو میری۔ نکاح کیا ہے میں نے سب کے سامنے تم سے۔ تم مجھے خود سے دور نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی تم مجھے میرا حق لینے سے روک سکتی ہو۔ ابراہیم نے شدت سے کہا اور اسے اپنی گود میں اٹھا کر بیٹھ کی طرف لے جانے لگا۔ تو زارا نے اپنا چہرہ اس کے

اور کہا کہ ابراہیم ہم اس وقت گھر میں نہیں ہیں۔ تو ابراہیم سینے میں چھپایا۔
 نے بھی اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالا۔ اور کہا کہ کوئی بات نہیں بے بی گرل
 ہوٹل بھی میرا ہے۔ اور بیوی بھی میری ہے۔ ابراہیم نے اپنی بات کہہ کر
 اس کے ہونٹوں کو شدت سے اپنے ہونٹوں میں قید کیا۔ اور اس پر اپنی
 شدتیں لٹانے لگا۔ زار نے اسے خود سے دور ہٹانے کی کافی کوشش کی۔
 لیکن ابراہیم تھا جو بس خود کو سراب ہی کیے جا رہا تھا۔ جیسے نہ جانے وہ کتنے
 برسوں سے ہی پیاسا ہو۔ ابراہیم کو جب تک یہ محسوس نہ ہوا۔ کہ زار اب
 اب اپنی آخری سانس لے رہی ہے۔ تب تک ابراہیم نے اس کے ہونٹوں کو
 نہ چھوڑا۔ اور اس پر اپنی شدتیں لٹاتا رہا۔ اور اس کے بعد ابراہیم جب اپنی
 مرضی سے دور ہوا۔ اور زار کی طرف دیکھا جو ناراضگی سے اس کی طرف
 دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ناراضگی دیکھ کر۔ ابراہیم نے
 اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اور وہاں جگہ اپنے دانت شدت سے گاڑتا
 رہا۔ زار مزید اس کی قربت میں گھبرائی۔ اس نے آج سے پہلے ابراہیم کا یہ

شدت بھرا لمس کبھی بھی محسوس نہ کیا تھا۔ زارا کا دیوانہ دل دھڑک دھڑک کر باہر کی طرف آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ زارا نے ابراہیم کی طرف دیکھا جس کی اپ کو میں اس کی قربت کا خمار تھا زارا مسکرائی اپنے شوہر کے محبت پر اور خود سپردی کا اعلان کرتے اپنا اپ اس کے حوالے کر دیا ابراہیم مسکرایا اور اس پر اپنی تشنگی لٹانے لگا،،

ابراہیم کافی دیر سے اپنے پہلو میں سوئی ہوئی زارا کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس کی شرٹ پہنے اس کے سینے پر سر رکھے سکون سے سو رہی تھی۔ اور ابراہیم پیار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو اس کی شدتیں برداشت کیے تھک ہار کر سو رہی تھی۔ اس کے معصوم چہرے کو دیکھ کر۔ ابراہیم مزید اس سے دور نہ رہ سکا۔ اور شدت سے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔ اور خود کو سیراب کرنے لگا۔ زارا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی۔ نیند میں

اپنے ہونٹوں پر کسی کی قید محسوس کر کے وہ ایک دم نیند سے جاگی۔ اور ابراہیم کو خود پر حکھے ہوئے پایا۔ زار انے اسے کندھے سے پکڑ کر پیچھے کرنا چہاں۔ پر اُس کا ابراہیم پر الٹا ہی اثر ہوا۔ اور ابراہیم نے اس کے ہونٹوں پر اپنی قید مزید سخت کر دی۔ جیسے اُس کو زار اکاڈسٹرب کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔ ابراہیم اپنی مرضی سے پیچھے ہوا۔ اور اُس کی طرف دیکھا جو گہرے گہرے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس کی حالت کو دیکھ کر ابراہیم مسکرایا۔ اور کہا کہ۔ "میری نازک بیوی بس اتنی میں ہی بس ہو گئی تمہاری" زار انے اس کی طرف ناراضگی سے دیکھا۔ اور کہا کہ پیچھے ہو گھر جانا ہے۔ دیکھے تو صحیح کتنی دیر ہو گئی ہے۔ تو ابراہیم اُس کے اوپر لیٹا اور کہا کہ۔ "میرا بالکل بھی دل نہیں اس گھر میں جانے کو جہاں پر جانے سے ہی مجھے اور میری بیوی کو لڑنا پڑتا ہے" اور ویسے بھی تم کتنا دور رہتی ہو مجھ سے۔ ہاں تو اگر میں آپ کے پاس رہوں تو اُس چڑیل کو شک ہو جائے گا نا ہم پر کے ہم ناٹک کر رہے ہیں۔ اور ویسے بھی میں یہ چاہتی ہوں کہ دو دن بھی سکون سے گزرے۔ اور اگے ہم

ارام سے اپنی زندگی گزار سکے۔ اس کی بات سن کر ابراہیم نے بے اختیار انشاء اللہ کہا تھا۔ اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا کہ۔ "چلو اٹھو مجھے اس کے بات کا مطلب سمجھ" میری شرٹ واپس کرو نیچے بھی تو جانا ہے کے زارا کا چہرہ پورا سرخ ہوا۔ اور اس نے ابراہیم کے کندھے پر ایک مکارا۔ اور کہا کہ بہت بد تمیز ہیں آپ۔ اسے سرخ ہوتا ہوا دیکھ کر ابراہیم سے کنٹرول نہ ہوا۔ اور اس نے اپنے دانت شدت سے زارا کے گال پر گاڑ دیے۔ جس سے زارا کراہ اٹھی۔ اور آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔ ابراہیم جب اُس سے دور ہوا۔ اور اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو۔ اس نے جلدی سے کہا کہ۔ "میں کیا کروں تم ہی اتنی ادائیں دکھا رہی ہو شرما کر۔" تو میرا تو کوئی قصور نہیں ہے" اس کے بات سن کر زارا کو غصہ آیا۔ اور اس نے بھی کہا کہ۔ اب میں بھی آپ سے بدلہ لوں گی۔ اس سے پہلے کہ ابراہیم اس کی بات کا مطلب سمجھ پاتی زارا جھکی اور ابراہیم کے گال پر شدت سے اپنے دانت گاڑے۔ جتنی زور سے ہو سکتا تھا زارا نے اپنے دانت ابراہیم کے گال پر گاڑ دیے۔

وہ حیرت سے پیچھے ہوئی۔ لیکن پھر بھی ابراہیم کو سی بھی نہ کرتا ہوا دیکھ کر اور ابراہیم سے کہا کہ اپ کو درد نہیں ہوا۔ تو ابراہیم نے ہنس کر اسے اپنے قریب کیا۔ اور کہا کہ "یہی تو پیار کا میٹھا میٹھا درد ہوتا ہے" جسے محسوس کیا جاتا ہے۔ ابراہیم کی بات سن کر زارا نے کہا کہ لیکن اپ نے مجھے بہت زور سے کاٹا تھا۔ مجھے بہت درد بھی ہوا۔ تو ابراہیم نے اس کے گال پر نرمی سے اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ تم نازک بہت ہو اسی لیے۔ اور ساتھ ہی کہا کہ۔ میری ایک بات مانو گی۔ تو زارا نے بھی کہا کہ جی جی بولیں ضرور مانوں گی۔ تو ابراہیم نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا۔ "اور کہا کہ پلیز یہاں پر بھی بائٹ کر ونا قسم سے بہت مزہ آیا" ابراہیم نے بے باکی سے کہہ کر اس کو مزید اپنے قریب کیا۔ کہ زارا اس کی گود میں چڑھ کر بیٹھ گئی۔ اور ابراہیم کی بات سن کر زارا نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپایا۔ اور کہا کہ بہت بے شرم ہیں آپ۔ اب ہی نہیں کروں گی۔ چھوڑے مجھے واش روم جانا میں اپ سے اب بات ہے۔ اس کی بات سن کر ابراہیم نے قہقہہ لگایا۔ اور کہا کہ او چلو دونوں ساتھ

چلتے ہیں مجھے بھی جانا ہے۔ ابراہیم نے شرارت سے کہا۔ تو زار نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ نہیں۔ اُسے گھبراتے ہوادیکھ کر۔ ابراہیم جھکا اور اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اور کہا کہ اب اگر تم مجھے اپنی ایسی ادائیں دکھاؤں گی۔ تو تو مجھے لگتا ہے کہ ہم گھر کبھی واپس جا ہی نہیں پائیں گے۔ اس کی بات سن کر زار نے معصومیت سے کہا کہ۔ "میں نے کیا کیا ہے" پہلے تو میری آنکھوں میں دیکھ کر یہ بات کرو۔ تو مجھ سے اپنا چہرہ کیوں چھپا رہی ہو بے بی گرل۔ ابراہیم نے محسوس کیا کہ وہ بات کرتے ہوئے اس سے بالکل بھی آنکھیں نہیں ملا پارہی تھی۔ شاید شرم کی وجہ سے۔ ابراہیم نے زار کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کی طرف اٹھایا۔ اور کہا کہ میری جان کو شرم ارہی ہے اپنے ہی سے۔ اُس کے بات سے زار اور بھی مزید بالکل انار کی طرح سرخ ہوئی۔ اور اسے خود سے ہٹا کر ہاتھ روم بھاگنا چاہا۔ لیکن ابراہیم نے اس کی یہ کوشش ناکام بنا کر اپنی طرف کھینچا۔ اور ایک بار پھر سے زار ابھے بس ہو گئی تھی۔ اس نے معصومیت سے ابراہیم کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ پلیز ابراہیم

چھوڑے نادیکھیں کتنی دیر ہو گئی ہے۔ گھر بھی تو جانا ہے نا۔ زارا کی بات ابراہیم کو بھی صحیح لگی۔ لیکن ابھی اس کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا گھر جانے کا۔ اسی لیے ابراہیم نے کہا کہ ابھی نہیں تھوڑی دیر بعد۔ اور زارا کو اپنی قید میں کر کے اس پر اپنی شدتیں لٹھانے لگا۔ اور زارا ابھی اُس کی قید میں خود سپردگی کے علاوہ کچھ بھی نہ کر سکی،،،

اہم اہم کوئی ہم سے بہت چھپ چھپ کر پیر رہا ہے پورے گھر میں۔ لیلہ جو اپنے سوچوں میں گم چھت پر کھڑی ٹھنڈی ہواؤں کو محسوس کر رہی تھی۔ اُس نے اپنے پیچھے سے آواز سنی۔ اور اس نے جب پیچھے موڑ کر دیکھا۔ تو وہاں پر حسن کو کھڑے ہوئے پایا۔ حسن کو اپنے پیچھے دیکھ کر پتہ نہیں کیوں۔ لیکن لیلہ نہ محسوس انداز میں پیچھے ہوئی۔ اور حسن کی طرف خفگی بھری نظروں سے دیکھ کر کہا کہ۔ مجھ سے بات نہ کر و دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ کیوں ائے

ہو۔ اُس کا ناراضگی براہجہ محسوس کر کے۔ حسن اس کے قریب ہوا۔ اور بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور کہا کہ تمیز سے بات کرو شوہر ہو اب میں تمہارا۔ حسن نے شرارت سے کہا۔ لیلہ جو اس کے قریب آنے پر گھبرا رہی تھی۔ اور اس کی گرم گرم سانسیں اپنے گردن پر محسوس کر رہی تھی۔ اسے اتنا گھبرا تا ہوا دیکھ کر حسن نے کہا کہ۔ بیوی یار ریلیکس ہو جاؤ۔ ابھی تو میں کچھ کیا بھی نہیں ہے۔ اور ابھی سے تمہارا یہ حال ہے۔ کہ تم کانپ رہی نے ہو۔ لیلہ کی تو ایسے بولتی بند ہوئی تھی کہ۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اس نے کبھی بولنا کچھ سیکھا ہی نہیں ہے۔ اس کے چپ رہنے پر حسن کو مزید شرارت سو جی۔ اور اس نے اپنا چہرہ اگے کر کے۔ دھیرے سے اپنے بیرڈ اس کے سرخ گال پر رگڑے۔ جو اس کے قریب آنے پر سرخ ہو گئے تھے۔ اور اب اس کے بیرڈ رگڑنے پر مزید سرخ ہوئے۔ لیلہ نے اس کی یہ حرکت محسوس کر کے اپنی سانس تک روک دی تھی۔ پہلی دفعہ کسی مرد کے اتنا قریب آنے پر۔ لیلہ کو ایسا لگا کہ وہ ابھی گر کر بے ہوش ہو جائے گی۔ اس کا دل اتنی زور سے

دھڑک رہا تھا۔ کہ وہ خود سے ڈر رہی تھی۔ کہ نہ جانے کیا ہو گیا ہے۔ حسن نے لیلہ کا سانس روکنا محسوس کیا۔ تو کہا کہ سانس لو جان من۔ ورنہ میں خود اپنی طریقے سے بند کر دوں گا۔ پھر تمہیں اس سے بھی زیادہ گھبراہٹ کی بات سن کر لیلہ ڈری۔ اور اس کے کندھے پر ہونے لگ جائیں گی۔ اس ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنا چاہا۔ لیکن حسن نے اس کی یہ کوشش ناکام بنا کر اسے مزید اپنے قریب کھینچ کر زور سے اپنے گلے لگایا۔ کہ لیلہ کو کچھ سمجھ ہی نہیں رہا تھا کہ۔ وہ کیسے چوڑائے خود کو۔ دوسری طرف حسن کو اس کے گلے لگ کر خود کے دل میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔ اور نہ جانے کتنے ہی دیر ان دونوں کو ایسے ہی گزر گئی۔ دونوں میں سے کسی نے بھی کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ بس ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے۔ اور لیلہ شدید گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ بول ہی نہیں پار ہی تھی۔ بچپن سے جس انسان سے وہ لڑتی ہوئی آئی تھی۔ اب اُسی کا اتنے قریب اکرا سے گلے لگانا۔ اوپر سے اتنی بے باک حرکتیں کرنا۔ ان سب کو شاید وہ ابھی دلی طور پر قبول نہیں کر پا

رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد حسن خود اس سے دور ہوا۔ اور اس کو دیکھا جو پوری نے اس شیرنی کو اپنے سامنے بھیگی بلی بنتے طرح کانپ رہی تھی۔ حسن ہوئے دیکھا تو۔ اس کو بہت مزہ آیا۔ اور اس نے لیلہ کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس پر جھکنا چاہا تو۔ ابراہیم بھائی اپ۔ لیلہ کے منہ سے ابراہیم کے بارے میں سن کر حسن بھی گھبرا کر پیچھے ہوا۔ اور موقع ملتے ہی لیلانے نیچے کی طرف دوڑ لگائی۔ ٹھہر کی لفنگا جانے سے پہلے اس کو کئی ناموں سے پکار کر گئی تھی۔ اس کی شرارت کو محسوس کر کے حسن گہرا مسکرایا۔ اور خود سے کہا کہ کب تک خیر مناؤ گی میری جان۔ اب تو تمہیں میرے پاس سے انا ہے ایک نہ ایک دن۔ حسن نے اپنے بالوں میں ہاتھ پیر کر کہا۔ اور ٹیبل سے اس کے چائے کا کپ اٹھا کر اس میں سے چائے پینے لگا۔ جو لیلہ اس کے آنے سے پہلے پی رہی تھی۔ یہ بات اسے کپ پر لگے لپسٹک کے نشان سے پتہ چلی۔ جہاں پر لیلہ کے ہونٹوں کے نشان صاف نظر آرہے تھے۔ کہ وہ یہاں سے چائے پی رہی تھی۔ اس نشان کو دیکھ کر حسن مسکرایا۔ اور خود

سے کہا کہ تو کیا ہوا اگر ڈائریکٹری کس نہیں ہوئی ان ڈائریکٹری تو ہو ہی گئی (ہنس دیا)۔
 اتنا کہہ کر حسن نے اسی جگہ سے چائے پینا شروع کی جہاں پر لیلہ کے لپسٹک
 کے نشان تھے،،،،

کنگ پاکستان پہنچ گیا ہے۔ فرحان نے ابراہیم کو بتایا جو اپنے افس میں بیٹھا۔
 لپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھا۔ فرحان کی بات پر اس نے چونک کر
 فرحان کی طرف دیکھا اور کہا کہ کب؟ تو فرحان نے اسے جواب دیا کہ ابھی
 ہی میرے بندے نے مجھے خبر پہنچائی ہے۔ اور میں تمہیں بتا رہا ہوں۔
 نیکسٹ کیا پلان ہے جلدی سے بتاؤں ہمیں اس پر عمل پیرا بھی تو ہونا ہے۔
 حسن کو جلدی سے فون کر کے بتاؤں جو میں نے اسے فیک ڈاکو منٹس بنانے
 کے لیے کہا تھا۔ کیا وہ بنا چکا ہے۔ گھر کے جائیداد کے بارے میں۔ ابراہیم
 نے فرحان سے کہا تو فرحان نے اگلے ہی پل حسن کو کال کر کے کہا کہ کام ہو

چکا ہے۔ تو حسن نے کہا کہ ہاں کام ہو گیا ہے تو۔ ابراہیم نے کہا کہ حسن سے کہو کہ گھر جا کر دادا جی کے لو کر سے ریل ڈاکو منٹس ہٹا کر فیک والے رکھ دے۔ اور زارا کو بھی محتاط کر دے۔ ابراہیم کی بات سن کر فرحان نے بالکل ویسے ہی حسن سے کہا تو حسن نے کہا کہ ٹھیک ہے اور کال بند کر دی،،،

کنگ جیسے ہی پاکستان پہنچا۔ اس کا دل سب سے پہلے زارا سے ملنے کے لیے مچل رہا تھا۔ اس نے خود سے کہا کہ نہ جانے کیوں لیکن ایک لڑکی مجھ پر اتنی حاوی ہو گئی ہے۔ کہ اب اسے ملے بغیر رہا ہی نہیں جاتا۔ اگلے ہی پل کنگ نے گاڑی میں بیٹھ کر اپنی بندے کو ارد گرد دیا کہ۔ ہماری سب سے بڑے دشمن کے گھر لے چلو مجھے۔ اس کا بندہ اس کے بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ۔ "اس کا دشمن کون ہے" اسی لیے اسی طرف ہی گاڑی موڑ دی۔ اور پھر تیز ڈرائیونگ کر کے ادھے گھنٹے کے بعد۔ کنگ ابراہیم شاہ کے حویلی کے

سامنے ہی گاڑی سے اترا۔ اور ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ جیسے اس نے سب کچھ پالیا ہو۔ گھر کے اندر جانے سے پہلے اس کو گارڈ نے روکنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن دونوں گارڈز کو ایک ایک تھپڑ لگا کر وہ سائیڈ پر کرچکا تھا۔ اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری طرف زارا جو اپنے کمرے کی کھڑکی سے ہی یہ سارا منظر دیکھ چکی تھی۔ اس نے جلدی سے ابراہیم کو کال کر کے ساری بات بتائی۔ اور ابراہیم نے کہا کہ وہ اگلے دس منٹ میں گھر پہنچ رہا ہے۔ اسے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بالکل بھی کمرے سے مت نکلتا۔ اور دروازہ لاک کر لو۔ زارا نے گھبرا کر ابراہیم کی ساری باتوں پر عمل کیا۔ اور وہ بے انتہا اندر سے ڈری ہوئی تھی۔ دوسری طرف کنگ کے گھر کے اندر داخل ہونے سے پوری حویلی میں طوفان اگیا تھا۔ کسی غیر مرد کے اندر داخل ہونے سے۔ گھر پر تو دادا جی اور رفیق شاہ کے علاوہ کوئی بھی مرد نہیں تھا۔ انہوں نے جیسے ہی کنگ کو گھر کے اندر داخل ہوتا ہوا دیکھا۔ تو دادا جی نے سخت آواز میں کہا کہ۔ "تمہاری ہمت کیسے ہوئی

اس گھر کی دہلیز کو پار کرنے کی "اتنی بھی عقل نہیں ہے کیا۔ کہ کسی کے گھر میں یوں گھسے نہیں جاتے۔ دادا جی کی بات سن کر کے کنگ نے قہقہہ لگایا۔ اور تمیز ہے۔ کسی کے گھر میں گھسے نہیں جاتے۔ لیکن اپنی بیٹی کہا کہ بالکل مجھے کے سسرال میں تو ایسا جاسکتا ہے نا۔ کنگ کی بات سن کر دادا جی اور رفیق شاہ کے اوپر تو سٹکا طاری ہو گیا تھا۔ اور انہیں فوراً سے پہلے ماہ نور کا خیال آیا۔ کیونکہ گھر میں اس کے علاوہ کوئی بھی باہر کا نہیں تھا۔ تو کیا ماہ نور کنگ کی بیٹی ہے۔ ان کو سٹکے میں کھڑا دیکھ کر کنگ اگے گیا۔ اور خود ہی صوفے پر بیٹھا۔ اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کے گھر پانی یا چائے پوچھنے کا رواج بھی ختم ہو گیا ہے۔ ارے ایسے کیسے ختم ہو گیا ہے بالکل بھی ختم نہیں ہوا۔ ابراہیم نے گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ملازم کو آواز لگائی کہ۔ "جو کھانا ہمارے فالتو کتے کو دیا جاتا ہے اگر تھوڑا سا بھی بچ گیا ہو تو صاحب کے لیے لے آؤ ان کو بہت زیادہ بھوک لگی ہے" کیونکہ یہ ایرپورٹ سے سیدھا یہیں پر آئے ہیں۔ ابراہیم کی بات سن کر کنگ نے پیچھے مڑ کر اس کے چہرے

کی طرف دیکھا۔ جو بالکل ریلیکس انداز میں اس کے سامنے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ لیے کھڑا تھا۔ کنگ اس کی طرف دیکھ کر ہنسا اور کہا کہ۔ اوؤدو بیویوں کے شوہر بن کر کیسا لگ رہا ہے تمہیں۔ تمہارے تو بہت مزے ہوں گے ایک رات ایک کے ساتھ تو دوسری۔ اس سے پہلے کہ کنگ اپنی بات مکمل کرتا۔ ابراہیم نے کہا کہ تمہاری بیٹی کو طلاق دے رہا ہوں۔ ابراہیم کی اتنی سی بات سن کر کن کا چہرہ غصے سے لال ہوا۔ لیکن اگلے ہی پل ہنس کر کہا کہ۔ "دے دو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تمہاری پہلی بیوی تو تم سے اتنا بدزن ہو گئی ہے" کہ دوسری بیوی کو طلاق دینے پر مجھے نہیں لگتا کہ وہ تمہارے ساتھ رہ پائے گی۔ تو ابراہیم نے بھی اچھنھے سے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم اپنی بیٹی کا دھیان رکھ لینا کیونکہ میری بیوی چاہے جیسی بھی ہو میں اس کو میں منا لوں گا،،،

عائشہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی۔ فرحان کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ ایک ایک کر کے اس کو فرحان کے ساتھ بتائے ہوئے بچپن کے سارے پل یاد آ رہے تھے۔ کہ کیسے وہ بچپن میں اس کی بات کا خیال رکھتا تھا۔ اس کو ہر کسی سے کھیلنے کے لیے بھی منع کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ صرف میرے ساتھ ہی کھیلو۔ ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم ہی تھی کہ۔ فرحان کا کمرے میں داخل ہونا محسوس نہیں کر پائی۔ فرحان جو کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی سب سے پہلے نظر عائشہ پر پڑی۔ جو اپنے سوچوں میں گم اس کا انا محسوس ہی نہیں کر پائی۔ وہ دھیرے دھیرے اس کے پاس بھڑا۔ اور اس کے پیچھے بیٹھ کر اس کو اپنی باہوں میں بھرا۔ اور اس کی پشت کو زور سے اپنے سینے سے لگایا۔ عائشہ نے بوکھلا کر پیچھے دیکھا۔ جہاں پر فرحان تھا۔ فرحان کو دیکھنے سے اس کے چہرے پر اطمینان آیا۔ جو فرحان نے محسوس کیا تھا۔ کیا کر رہے ہیں آپ مجھے۔ عائشہ کو یاد آیا کہ۔ آخر اس سے ناراضگی بھی تو جتنی ہے۔ چھوڑیں لیکن فرحان نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ الٹا اس کے کندھے سے بال

ہٹا کر اس کے پیچھے کی گردن پر اپنی لب رکھے۔ کہ عائشہ کانپ اٹھی۔ اور اس سے اپنا اپ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔ ف۔ فرحان چھوڑو مجھے کیا کر رہے ہیں آپ۔ آپ کو پتہ تو ہے کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔ اس کے باوجود بھی آپ میری بات نہیں مان رہے ہیں۔ عائشہ نے اس کو خود سے دور کرنے کے لیے اس کو یاد دلایا کہ۔ وہ ناراض ہے اُس سے۔ اُس کی بات سن کر فرحان کو ہنسی بھی آئی۔ لیکن ضبط کرتے ہوئے کہا کہ۔ کوئی بات نہیں میں اپنی بیوی کو منالوں گا۔ فی الحال میں بہت تھکا ہوا ہوں مجھے سکون چاہیے میری جان۔ اس کی بات سن کر تو عائشہ کی ہتھیلیاں پسینے سے بھگنے لگی۔ اور کہا کہ ٹھیک ہے آپ سو جائیں۔ میں کمرے سے باہر چلی جاتی ہوں۔ فرحان نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑ کر کہا کہ۔ نہیں میری جان تمہیں باہر نہیں جانا مجھے تمہارے جسم سے ہی سکون حاصل کر لینے دوں۔ ف۔ ف۔ فرحان چھوڑے مجھ۔۔۔ عائشہ کے الفاظ اس کے منہ میں ہی فرحان نے روک دیے۔ اور شدت سے اس کے ہونٹوں پر اپنی دیوانگی دکھانے لگا۔ عائشہ نے

گھبرا کر اس کے پیٹھ پر کافی مکے مارے۔ اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ لیکن فرحان تھا جو اس کی قربت میں بہکا ہوا۔ اس سے دور ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ فرحان اس پر جھکا ہوا خود کو سیراب کر رہا تھا۔ عائشہ نے محسوس کیا تھا جتنا وہ مزاحمت کر رہی تھی۔ فرحان کی شدتیں اتنی ہی بڑھتی جا رہی تھی۔ اوپر سے اس کے ہاتھوں کا بے باک لمس محسوس کر کے عائشہ کی جان ادھی ہو رہی تھی۔ فرحان نے جب محسوس کیا کہ۔ اب اگے عائشہ برداشت نہیں کر پائے گی۔ تو وہ اپنی مرضی سے پیچھے ہوا۔ اور عائشہ کی طرف دیکھا جو اپنی سانسیں درست کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ فرحان نے بنا ٹائم ضائع کیے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اور اس کی گردن پر جگہ جگہ اپنی دیوانگی کی رقم داستان کرتا چلا گیا۔ دوسری طرف اس کے لمس پر عائشہ کبھی شرماتی، کبھی بوکھلاتی، اور کبھی گھبرا، کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی۔ پانچ منٹ بعد فرحان نے اپنا چہرہ اس کی گردن سے نکالا۔ اور اس کی گردن کی طرف دیکھا۔ جو پوری سرخ ہوئی پڑی تھی۔

فرحان نے اپنی بہکی ہوئی آنکھوں سے عائشہ کی طرف دیکھا۔ جو اس کی طرف دیکھ ہی نہیں پارہی تھی۔ فرحان نے اس کا چہرہ تھوڑی سی پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ اور کہا کہ میرا عشق ہو تم۔ اوپر میری آنکھوں میں دیکھو۔ اس کی بات سن کر عائشہ نے دھیرے سے اپنی آنکھیں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ لیکن اس کی بولتی آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے۔ عائشہ نے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔ اس کی اس ادا پر تو فرحان دل سے جانتا رہا۔ اور مزید وقت کا ضائع کرنا اس کو اپنی بیوقوفی لگی۔ اور عائشہ کو پیڈ پر لٹا کر۔ اس کے اوپر آیا۔ اور اس کے کندھے سے شرٹ کیسکھا کر۔ وہاں پر اپنی شدتیں دکھانے لگا۔ میری جان آج میں تمہیں بتاؤں گا۔ کہ میرے عشق کی داستان کتنی زور پکڑ چکی ہے۔ آج پوری رات میں تمہیں اپنے عشق کے داستان ہی سنانا چاہتا ہوں۔ صرف اور صرف اپنے لمس کے ذریعے سنو گی نا۔ فرحان نے پیچھے ہوتے ہوئے اپنی شرٹ اٹھا کر دور پھینکی۔ عائشہ کی طرف دیکھا۔ جو کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔ فرحان نیچے جھکا اور اس کی آنکھوں پر

اپنا لمس چھوڑ کر کہا کہ۔ اپنی انکھیں کھولو۔ لیکن اس کی بات سن کر بھی عائشہ نے اپنی انکھیں نہ کھولی۔ تو فرحان اس کی ادا پر مسکرایا۔ اور دونوں پر کمفرٹ ڈال کر اس پر جھکتا چلا گیا۔ اور عائشہ نے بھی مزید نخرے نہ دکھاتے اس کے بچپن کی محبت۔ ہوئے۔ اپنا پ اس کے حوالے کر دیا تھا۔ آخر وہ اس کے اللہ کی طرف سے دیا ہوا تحفہ۔ اس کا محرم تھا۔ تو وہ کیونکہ کراس کو اس کے حق سے دور رکھ کر اپنے اللہ کو ناراض کرتی،،،،

پچھلے دو دن سے فاطمہ کو اپنی طبیعت بہت بو جھل بو جھل سی لگ رہی تھی۔ اور وہ کچھ بھی کھاتی تو اس کو الٹی ہو جاتی تھی۔ اس کو لگا کہ شاید اس کو فوڈ پوزیشن ہو گیا ہے۔ اسی لیے اس نے کسی کو بتانا ضروری نہ سمجھا۔ اور نہ ہی خود اس بات کو کوئی خاص توجہ دی۔ لیکن آج صبح سے اس کو چکر بھی رہے تھے۔ اور اس سے بیڈ سے اٹھتا تک نہیں جا رہا تھا۔ اس کی طبیعت کی خرابی کی

وجہ سے زین نے اسے کہا تھا کہ۔ وہ آج افس نہیں جاتا۔ لیکن فاطمہ نے اسے زبردستی بیچ دیا کہ وہ ٹھیک ہے۔ اپنا کام کرے۔ اور اگر میری طبیعت مزید بگڑنے لگی تو میں آپ کو کال کر دوں گی۔ پھر آپ اجانا۔ اس کی بات سن کر زین نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے۔ اور وہ افس چلا گیا۔ لیکن جانے سے پہلے ملازمہ کو خاص ہدایت کر کے گیا تھا کہ۔ فاطمہ کا ناشتہ اس کے روم تک پہنچا کا دل عجیب دے۔ اور ٹیبل پر پڑے انڈے اور پراٹھے کا ناشتہ دیکھ کر فاطمہ ساہو رہا تھا۔ اس کو گھبراہٹ ہونے لگی۔ اور وہ بھاگ کر واش روم گئی۔ اور بیسن پر جھک کر الٹیاں کرنے لگی۔ اس کی حالت کافی خراب ہو گئی تھی۔ بڑی مشکل سے وہ باتھ روم سے نکل کر بیڈ تک آئی۔ اور اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑ کر زین کو کال ملانے لگی۔ پہلی بیل پر ہی زین نے کال اٹھالی تھی۔ اور فاطمہ نے کہا کہ ط۔ طبیعت ٹھیک نہیں۔ پلیز آجائیں۔ اس کی آواز میں نمی کو محسوس کر کے زین بھوکھلا کراٹھا۔ اور سارا کام چھوڑ کر گھر کی طرف بھاگ نکلا۔ ریش ڈرائیونگ کر کے اگلے 15 منٹ میں وہ اپنے کمرے میں موجود

تھا۔ جہاں فاطمہ بے حال سی بیڈ پر لیٹی تھی۔ اس کی زرد رنگت کو دیکھ کر زین کا دل ڈھوب کے ابھرا۔ اور مزید اس کی کوئی بات سنیں۔ اس کو اپنی باہوں میں اٹھایا اور ہاسپٹل لے لے گیا۔ اس کو باہوں میں لے کر جب وہ ہاسپٹل میں داخل ہوا۔ تو نرس نے عائشہ کی حالت دیکھتے ہوئے۔ اس کو جلدی سے روم کی طرف اشارہ کیا۔ اور ڈاکٹر کو پہلے سے انفارم کر دیا تھا۔ اب وہ باہر کھڑا ڈاکٹر کے روم سے باہر آنے کا ویٹ کر رہا تھا کہ۔ فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے اس کو گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی۔ ادھا گھنٹہ انتظار کی سولی پر لٹکا کر۔ آخر ڈاکٹر نے اسے روم کے اندر بلا ہی لیا۔ ڈاکٹر کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر اس کو عجیب غصہ آنے لگا کہ۔ اس کی بیوی تکلیف میں ہے اور ڈاکٹر مسکرا رہی ہیں۔ ڈاکٹر کو نظر انداز کر کے اس نے چیئر پر بیٹھی فاطمہ کی طرف دکھا۔ اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا کہ۔ میری جان طبیعت ٹھیک ہے نا تمہاری۔ اب کچھ ہو تو نہیں رہا۔ کہیں درد تو نہیں ہو رہا۔ مجھے بتاؤں۔ زین نے اس سے ایک ہی سانس میں کہی سوال کر ڈالے۔ دوسری طرف فاطمہ

تھی جو شرم کی وجہ سے اپنا سر نہیں اٹھا پارہی تھی۔ اس کی فکر کو دیکھتے ہوئے وائف از پریگنٹ۔ ڈاکٹر کی بات ڈاکٹر نے کہا کہ۔ ریلیکس ینگ مین یور سن کر زین کو لگا جیسے شاید اس نے کانوں نے کچھ غلط سن لیا ہو۔ ک۔ ک۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ تو ڈاکٹر نے دوبارہ مسکرا کر کہا کہ کنگر پچو لیشن آپ دونوں ماما اور بابا بننے والے ہیں۔ آپ کو اپنی بیوی کے خوراک کا بہت خیال رکھنا ہے۔ یہ کافی کمزور ہے۔ میں ان کی فائل آپ کو بنا کر دے رہی ہوں۔ آپ ہر مہینے ان کا چیک آپ کرواتے رہنا مجھ سے۔ ڈاکٹر نے پروفیشن انداز میں کہا۔ اور پرچی اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا کہ یہ دوائی ہے انہیں باہر سے لے لینا۔ اور انہیں وقت پر کھلاتے رہنا۔ زین کی خوشی کوئی اس وقت چھوٹا سا بچہ بھی اس کے چہرے کو دیکھ کر اس کی خوشی کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ زین نے مسکراتے ہوئے فاطمہ کا ہاتھ پکڑا۔ اور ہاسپٹل سے باہر لے کر چلا گیا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد زین سے مزید خود پر کنٹرول نہ ہوا۔ اور اس گود میں بٹھایا۔ اور زور سے اپنے گلے لگایا۔ اور کہا نے فاطمہ کو کھینچ کر اپنی

کہ تھینک یو میری جان اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے۔ فاطمہ سے تو شرم کے مارے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔ اور اس کو شرماتے ہوئے دیکھ کر زین نے کہا کہ کچھ کھاؤ گی۔ کھانے کا سن کر تو فاطمہ کی بھوک چمک اٹھی۔ اس نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔ اور ہیوی ناشتے کو دیکھ کر تو اس کا دل اور عجیب سا ہو رہا تھا۔ اسی لیے اس نے جٹ سے ہاں میں سر ہلایا۔ اور کہا کہ مجھے بس جو س چاہیے۔ اور کچھ نہیں۔ فاطمہ کی بات سن کر زین نے اسے گھورتے ہوئے کہا کہ۔ صرف جو س سے گزارا نہیں چلے گا۔ ڈاکٹر کی بات سنی ہے نا کہ ان کی خوراک کا خیال رکھے۔ اسی لیے تمہیں ہیوی ناشتہ کرنا پڑے گا۔ زین نے اسے سمجھایا تو فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوئے۔ اور کہا کہ نہیں نا مجھے اس وقت صرف جو س چاہیے۔ اگر کچھ اور اپ نے لا کر دیا تو میں الٹی کر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر زین نے جلدی سے اس کی آنکھوں دوں گی۔ اس پر اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ ٹھیک ہے رومت میں تمہیں صرف جو س ہی دلاؤں گا۔ زین کی بات سن کر فاطمہ مطمئن ہوئی۔ اور اس کے کندھے پر سر

رکھا۔ اور کہا کہ چلیں پھر۔ زین اس کی ادا پر مسکرایا۔ اور کہا کہ میری جان اپنی سیٹ پر تو بیٹھ جاؤ۔ تبھی تو میں گاڑی چلا پاؤں گا۔ تو فاطمہ نے کہا کہ نہیں مجھے یہیں پر بیٹھنا ہے۔ اپ بس گاڑی چلاؤ۔ فاطمہ نے بچوں کی طرح ضدی انداز میں کہا تو۔ زین نے بھی مسکرا کر اس کے گال پر اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ ٹھیک ہے لیکن اگر کوئی گستاخی ہوئی۔ تو بعد میں مجھ کو مت کہنا۔ یہ کہنے کے ساتھ ہی زین نے گاڑی سٹارٹ کی۔ اور راستے سے فاطمہ کے لیے جو س لیتے ہوئے گھر کی طرف نکل پڑا۔ آخر گھر والوں کو بھی تو یہ خوشخبری سنانی تھی۔ پتہ نہیں ان کا کیساری ایکشن ہونا تھا۔ زین کو تو سوچ سوچ کر ہی مزہ ا تھا کہ۔ جب وہ دادا جی کو بتائے گا۔ تو وہ کیسے ری ایکٹ کریں گے۔ ادھے رہا گھنٹے بعد زین نے گھر کے سامنے گاڑی روکی۔ اور فاطمہ سے کہا کہ گھر آگیا ہے۔ فاطمہ جو سکون سے اس کے کندھے پر سر رکھے نیند کے وادیوں میں اترنے ہی لگی تھی۔ اس نے اپنی بوجھل انکھیں کھول کر زین کی طرف دیکھا۔ اور ہاں میں سر ہلایا وہ نیچے اترنے لگی۔ تو زین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ اس

کے ہاتھ روکنے پر فاطمہ نے اس کی طرف دیکھا۔ تو زین نے احتیاط سے پہلے اسے نیچے اتارا۔ اور پھر خود نیچے اتر۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر کے اندر لے گیا

“

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی۔ زین نے جب سب کو گڈ نیوز سنائی۔ تو ہر کوئی اپنی اپنی جگہ بہت خوش تھا۔ اور کسی کے بھی پیر زمین پر لگنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ہر کوئی اپنے اپنے پلان بنا رہا تھا کہ۔ نام میں رکھوں گا یا میں رکھوں گی۔ فاطمہ کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے رانیا بیگم نے اسے کمرے میں بیچ دیا۔ کہ جا کر آرام کرو۔ اور باقی سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ عائشہ کچن میں کھڑی سب کے لیے چائے بنا رہی تھی۔ کے موقع دیکھتے ہی فرحان اس کے پیچھے آیا۔ اور اس کے پیٹ کے گرد اپنے ہاتھ زور سے باندھے۔ اور اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی رکھ کر کہا کہ۔ کیا کر رہی ہے میری جان۔

عائشہ جو صبح سے ہی اس سے چھپتی چھپتی پھر رہی تھی۔ اب دوبارہ اس کے شکنجے میں آنے کے بعد وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔ عائشہ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا کہ۔ ف۔ فرحان پلیز چھوڑیں یہ ہمارا بیڈ روم کوئی اجائے گا۔ اس کی بات سن کر فرحان نے اس کے کندھے پر نہیں ہے اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ اگر ادھر کوئی اتنا ہے تو چلو بیڈ روم میں چلتے ہیں اپنے۔ اس سے پہلے کہ عائشہ اس کو کوئی جواب دیتی۔ پیچھے سے انہیں کسی کے چلنے کی آواز آئی جو اہستہ اہستہ کچن کی طرف آرہی تھی۔ عائشہ نے جلدی سے کہا کہ پیچھے ہٹے کوئی ارہا ہے۔ لیکن فرحان نے زور سے اپنے لب اس کے گال پر رکھے۔ اور شدت سے اُسے چومنے لگا۔ عائشہ نے گھبرا کر اسے خود سے دور کیا۔ جیسے ہی وہ دور ہوا کچن میں لیلہ داخل ہوئی۔ اور فرحان کو دیکھ کر کہا کہ۔ اپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں۔ فرحان فریج کی طرف گیا اور پانی کی بوتل نکال کر کہا کہ۔ رومینس کر رہا تھا اگر اپ نہ اتی تو اور بھی ہو جاتا۔ ہمیشہ غلط وقت پر ہی انا ہوتا ہے ہر جگہ۔ فرحان کی بات سن کر عائشہ سے تو

شرمندگی سے سر ہی نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔ اور لیلہ نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔ اور کہا کہ میرے خیال سے رو مینس کے لیے ایک عدد کمرہ بھی موجود ہوتا ہے۔ اور اپ لوگوں کو وہیں جانا چاہیے۔ آخر ہماری لیلہ بھی کسی سے کم تھوڑی نہ تھی۔ اس نے بھی ٹکاسا جواب دیا فرحان کو۔ تو فرحان نے پانی پیتے ہوئے کہا کہ تمہاری بہن ہے نا۔ چلتی نہیں ہے بیڈ روم میں۔ اس سے پہلے کہ لیلہ کوئی اور بات کہتی۔ عائشہ نے غصے سے کہا کہ چپ کرو دونوں۔ اور نکلو کچن سے۔ اس کو غصے میں دیکھ کر ان دونوں نے بھی جپ رہنے میں عافیت جانی۔ اور دونوں کچن سے نکل پڑے۔ بد تمیز پیچھے عائشہ خود سے بڑبڑائی تھی،،،

زار اپنے کمرے میں ایٹنے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔ تیار کس لیے ہو رہی تھی۔ اور کہاں جانا تھا۔ اس کو بالکل بھی کچھ بھی نہیں پتہ تھا۔ بس

ابراہیم نے اس کو کال کر کے کہا تھا کہ۔ تم تیار ہو جاؤ تمہارے لیے سرپرائز ہے۔ ساتھ ہی اس کے لیے ایک پیار سا باربی فراک بھیجا تھا۔ جو وہ پہنے ہلکا سا بلسٹون لگائے۔ ہونٹوں پر ریڈ ڈارک لپسٹک لگائیں۔ بالوں کو کرل کر کے پیچھے کمر پر کھلے چھوڑ دیے۔ وہ اس وقت بالکل آسمان سے اتری ہوئی کوئی خوبصورت پری لگ رہی تھی۔ شام کا ٹائم تھا ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ اور اُسے سردی محسوس ہو رہی تھی۔ اس لیے اس نے الماری سے اپنے لیے ایک شال نکالی۔ اپنے گرد اوڑھ کر موبائل اٹھا کر ابراہیم کو میسج کرنے لگی۔ کہ میں تیار ہو گئی ہوں۔ اگلے ہی پل ابراہیم کا جواب آیا کہ دس منٹ میں گھر کے باہر اوکے میں سیپلائی کر کے آجانا۔ میں میسج کرتا ہوں تمہیں۔ ابراہیم کے میسج کا اس نے اپنا موبائل کا کیمرہ کھولا۔ اور اپنی پکس بنانے لگی۔ ابھی وہ پکس بنا ہی رہی تھی کہ۔ اتنے میں لیلہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اور اس کو دیکھ کر کہا کہ۔ اوئے ہوئے کوئی تو بہت تیار شیار ہو کے اپنی سیاں جی سے ملنے جا رہا ہے۔ اس کی شرارت کو دیکھتے ہوئے۔ زارا نے کہا کہ چپ کرو تم تو۔ اگر

تمہیں بھی سر پر انڈیا چاہیے تو تم بھی حسن سے کہہ دو۔ شاید وہ تم پر ترس کھا کر سر پر انڈیا دے دے تمہیں۔ زارا نے بھی اس کو چھیڑتے ہوئے کہا تو۔ لیلہ کو وہ دن یاد آیا جب وہ اس سے ملنے چھت پر آیا تھا۔ اس نے جلد ہی خود کے تاثرات پر قابو پائے۔ اور زارا سے کہا کہ لاؤ میں تمہاری تصویریں بناتی ہوں۔ تم تو فضول میں بولتی ہی رہو گی۔ تصویریں بنانی تھوڑی اتنی ہے تمہیں۔ زارا بھی مسکرائی۔ اور اس کے بعد موبائل اس کے ہاتھ میں تھمایا۔ اس کے بہت ساری تصویریں بنائی اور کہا کہ لو۔ لیلہ نے کئی مختلف پوز میں تھی۔ اور زارا بیچاری تصویریں بنانا کر تھک گئی تھی۔ لیکن لیلہ تھی جو بس کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ تو شکر تھا کہ ابراہیم نے میسج کیا کہ میں نیچے پہنچ گیا ہوں۔ اجاؤں۔ میسج پر کر لیلہ نے کہا کہ۔ لو جی تمہارے سیاں جی کا میسج اگیا۔ اب جاؤ تم۔ موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر اور اپنے گرد اچھی طرح شال اوڑ کر۔ زارا احتیاط سے اپنا فرائڈ اٹھاتی۔ سیڑھیوں سے نیچے اتر کر گھر سے باہر نکلی۔ جہاں ابراہیم تیار کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے اپنی جانب

بڑھتا ہوا دیکھ کر۔ ابراہیم نے جب اپنی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تو۔ ابراہیم کو
 لگا کہ وہ سانس نہیں لے پائے گا۔ اس کی دل نے آج صاف لفظوں میں یہ
 اعتراف کیا تھا کہ۔ آخر کوئی اتنا خوبصورت کیسے لگ سکتا ہے۔ ابراہیم کو سٹکے
 میں کھڑا دیکھ کر۔ زار نے اس کا بازو ہلایا۔ اور کہا کہ چلیں ابراہیم نے چونک
 کر اس کی طرف دیکھا۔ اور آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور اپنی
 باہوں میں بھر کر کہا کہ۔ جان لینے کا ارادہ ہے کیا۔ اتنا خوبصورت لگنے کی کیا
 ضرورت تھی۔ ابراہیم کی بات سن کر زار نے شرم کر کہا کہ۔ آپ نے خود
 ہی تو تیار ہونے کے لیے کہا تھا۔ اگر نہ ہوئی ہوتی تب بھی آپ ناراض ہو
 جاتے۔ اب چھوڑے مجھے۔ نا آپ نے یہاں ادھر ہی کھڑے رہنا ہے۔ سرد
 ہوا کا جھونکا۔ جیسے ہی زار اسے ٹکرایا تو وہ کپکپا اٹھی۔ اور ابراہیم سے کہا تو
 ابراہیم نے محسوس کیا کہ اسے سردی لگ رہی ہے۔ تو اس نے زار کے گرد
 اچھی طرح شال اڑا کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔ جیسے زار اندر بیٹھی۔ ابراہیم
 دروازہ بند کرتے ہوئے اپنی طرف آکر بیٹھا۔ اور گاڑی گھر سے نکال دی۔

گاڑی میں ان دونوں نے اپس میں کوئی بھی بات نہ کی۔ اور سارا راستہ خاموشی سے کٹھا۔ ابراہیم نے گاڑی ایک جگہ پر روکی۔ اور زارا سے اترنے کو کہا۔ یہاں زارا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اگے چاروں طرف صرف پہاڑ ہی نظر آرہے تھے۔ ابراہیم نے ہاں میں سر ہلایا۔ اور گاڑی سے نکلا اور ساتھ زارا کو نکلنے کو بھی کہا۔ زارا نے جیسے ہی دروازہ کھولا گاڑی کا۔ باہر قدم رکھتے ہی سرد ہوانے دوبارہ اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا تھا۔ ابراہیم کے پاس پہنچتے۔ زارا نے کہا کہ اب کہاں جانا ہے۔ ابراہیم نے پہاڑ کے اوپر کی جانب اشارہ کیا تو۔ زارا حیران ہوئی۔ اور اس نے اپنی ہیلز کی جانب اشارہ کیا۔ جیسے کہہ رہی ہو کہ میں ان کے ساتھ اوپر کیسے جاؤں گی۔ ابراہیم نے بھی اس کے پاؤں کی طرف دیکھا۔ جہاں وہ وائٹ کلر کی سیم ڈریس کے ساتھ وائٹ ہیلز بھی پہنے ہوئی تھی۔ جو اس نے آج سے کبھی بھی پہلے نہیں پہنی تھی۔ کوئی بات نہیں میں نے گاڑی میں تمہارے لیے شوز خرید رکھے گاڑی کے ہیں۔ وہ پہن لو۔ ابراہیم نے زارا کو بچوں کی طرح گود میں اٹھا کر

بونٹ پر بٹھایا۔ اور جلدی گاڑی کے اندر سے شاہر نکال کر اس میں سے شوز نکال کر زار کو پہنانے لگا۔ اور زار احیران ہوتے ہوئے۔ ابراہیم کو دیکھ رہی تھی۔ جس نے اس کے پاؤں اپنے ہاتھ میں پکڑے اسے شوز پہنا رہے تھے۔ زار کو اس وقت اپنے شوہر پر بہت پیار آیا۔ جو اس کے پیر پکڑنے سے گھبرا نہیں رہا تھا۔ شوز پہنانے کے بعد ابراہیم نے زار کو دیکھا۔ جو پیار بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم اٹھا اور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ بیوی کس خوشی میں اتنی پیار بھری نظروں سے دیکھا جا رہا ہے۔ ابھی سے کیوں بہکا رہی ہو۔ تو زار نے اس کے کندھے کے گرد اپنے بازو حائل کیے۔ اور کہا کہ کیوں کیا صرف آپ ہی پیار بھری نظروں سے مجھے دیکھ سکتے ہیں۔ مجھے کوئی حق نہیں ہے آپ کو پیار بھری نظروں سے دیکھنے کا۔ تو ابراہیم نے ہنس کے اسے اپنے نزدیک کیا۔ اور کہا کہ بالکل میں صرف اور صرف آپ کا ہی ہوں۔ اور آپ کا ہی حق ہے مجھ پہ۔ جتنا بھی دیکھنا ہی دیکھ سکتی ہوں۔ جی اس کی بات سن کر زار نے کہا کہ۔ آپ صرف اور

صرف میری پر سنل پر اپرٹی ہے۔ بس ابراہیم نے اس کے گال کو زور سے چوما۔ جی جی میں اپ کی پر سنل پر اپرٹی ہی ہوں۔ جس پر اپ نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اب چلو چلتے ہیں ابراہیم نے کہا اور زارا کو نیچے اتار کر اوپر کی طرف دونوں چلنے لگے،،

اوپر پہنچنے کے بعد زارا نے جب وہاں کے ڈیکوریشن دیکھی۔ تو وہ اس شکڈرہ گئی تھی۔ جب اس نے پہاڑ کے اوپر سے نیچے کی طرف دیکھا۔ تو وہاں پر ایسا لگا جیسے سارا شہر اس کے قدموں کے نیچے ہو۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی۔ اس کو بے انتہا پیار الگ رہا تھا یہ سب۔ اور وہ خوش بھی ہو رہی تھی۔ اور اسے خوش دیکھ کر ابراہیم بھی مطمئن تھا۔ ابراہیم نے پیچھے سے اس کو اپنے گلے لگایا۔ اور کہا کہ تمہیں نہیں لگتا کہ زین اور فاطمہ ہم سے اگے چلے گئے ہیں۔ اور ہم پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس کے بات زارا کو بالکل بھی سمجھ نہیں آئی۔ اور

اس نے سوالیہ نظروں سے ابراہیم کی طرف دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کیا مطلب ہے آپ کا۔ ابراہیم نے اس کے سوالیہ نظر کا جواب دیا۔ اور کہا کہ ارے میں کہہ رہا ہوں کہ ان دونوں کی رخصتی بھی ہمارے رخصتی کے ساتھ تھی۔ اور وہ ہی ہوئی تھی۔ لیکن تم تھی جو میرے کمرے میں بھی نہیں اتی دونوں ساتھ رہتے تھے۔ اب دیکھو ان دونوں کا بچہ بھی ہونے والا ہے اور ہم؟ ابراہیم جب ہم پر رکا۔ تو زارا نے کہا کہ ہم کیا۔ زارا کو سمجھار ہاتھا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔ بس اس کو ابراہیم کو تنگ کرنے میں مزہ اڑھا تھا۔ ابراہیم کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ زارا اسے تنگ کر رہی ہے۔ تو اس نے جاہرانہ انداز میں اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ اور شدت سے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر انہیں محسوس کرنے لگا۔ زارا تو حیران رہ گئی تھی کہ آخر کیا ہو گیا تھا اس کو۔ تھوڑی دیر بعد ابراہیم جب اپنی مرضی سے پیچھے ہوا تو۔ زارا سے کہا کہ اب سمجھ گیا ہے یا پھر اور بھی پریکٹیکل کر کے بتاؤں۔ زارا نے ناراض بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ جائیں میں نہیں

کرتی آپ سے بات۔ ابراہیم ہنسا اور اس کو اپنی گود میں اٹھا کر ٹیبل کی طرف رکھ کر چلے گئے تھے۔ وہاں اس خوبصورت لے جانے لگا۔ جہاں پرویٹر کا نا وادی پر ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا۔ ایسا ابراہیم کا سوچنا تھا۔ اگے جا کر ابراہیم نے ایک چھوٹا سا کیمپ بھی لگایا تھا۔ جہاں اس کا رات گزارنے کا ارادہ تھا۔ لیکن اس نے ابھی زارا کو نہیں دکھایا تھا۔ اور زارا نے بھی کیمپ کی طرف نہ دیکھا تھا۔ کیونکہ اس کیمپ کو چاروں طرف کالے پردوں سے ڈھک دیا گیا تھا۔ ایسا ابراہیم نے کرنے کو بولا تھا۔ کیونکہ وہ زارا کو خود سر پر اُتر دینا چاہتا تھا۔ یہ آپ مجھے کہاں لے کے جا رہے ہیں۔ چھوڑیں مجھے۔ زارا نے اس کی گود سے خود کو اتارنے کی کوشش کی تو۔ ابراہیم نے اسے قریب کرتے ہوئے کہا کہ۔ کھانا کھانے لے کر جا رہا ہوں چپ کرو۔ میں آپ کے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گی۔ زارا نے ایک بار پھر سے اسے باور کروایا کہ وہ ناراض ہے اس سے۔ تو ابراہیم نے کہا کہ کوئی بات نہیں۔ میں خود تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گا۔ پہلے زارا اسے تنگ کر رہی تھی۔ تو اب

ابراہیم کا بھی تھوڑا حق تو بنتا تھا نا۔ ابراہیم نے ٹیبل کے قریب پہنچ کر۔ زارا کو کرسی پر بٹھایا۔ اور اس کے ساتھ خود بھی بیٹھا۔ اور دونوں کے لیے کھانا نکالنے لگا۔ اور زارا اس سے بے نیاز ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ ان کے پیچھے ایک گھنسا جنگل تھا۔ جہاں پر فل اندھیرا تھا۔ زارا نے جب وہاں دیکھا تو اسے جاڑیوں کے پیچھے کسی کا عکس نظر آیا۔ اس نے گھبرا کر ابراہیم کی طرف دیکھا جو کھانا نکالنے میں بڑی تھا۔ اس نے جلدی سے کہا کہ ابراہیم وہاں پر کوئی ہے۔ ابراہیم بھی چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا کہ کہاں پر۔ وہاں پر زارا نے اپنے ہاتھ سے جنگل کی طرف اشارہ کیا۔ تو ابراہیم نے جب وہاں دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔ تو زارا کو کہا کہ ہو سکتا ہے تمہارا وہم ہو یہاں پر ہم دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔ اور یہاں کا سٹاف بھی نیچے چلا گیا ہے۔ اب چپ کر کے کھانا کھاؤ۔ لیکن ابراہیم اپ۔ اس سے پہلے کے زارہ کچھ کہتی ابراہیم نے نوالہ بنا کر اس کے منہ میں رکھا۔ اور کہا کہ چپ چاپ

کھانا کھاؤ۔ تو زار انے بھی سوچا کہ ہو سکتا ہے۔ اس کا وہم ہو اور وہ بھی چپ کر کے کھانا کھانے لگی،،،

دادا جی اپ کو اپنے معصوم پوتے پر رحم نہیں اتا۔ حسن دادا جی کے سامنے معصوم سا چہرہ بنائے ہوئے۔ ان کے کمرے میں بیٹھا ان سے بات کر رہا تھا۔ تو دادا جی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ بالکل بھی نہیں اتا مجھے تم پر رحم۔ تو حسن نے بھی چھڑ کر جواب دیا کہ۔ دادا جی اب کر بھی دے رخصتی تینوں پوتوں کی کروادی۔ ایک تو ماشاء اللہ سے باپ بھی بننے والا ہے۔ اور ابھی تک صرف مجھے ہی سنگل رکھا ہے۔ میرا کیا قصور ہے۔ حسن کے ڈرامے بازیاں عروج پر تھی۔ دادا جی کو ہنسی بھی آرہی تھی لیکن وہ مشکل سے ضبط کیے۔ اس سے بات کر رہے تھے۔ تم ان سب سے چھوٹے ہونا بھی تمہاری دو یا تین سال بعد رخصتی کرواؤں گا۔ دو تین سال کا تو سن کر حسن نے انکھیں پھاڑ کر

دادا جی کی طرف دیکھا۔ دادا جی کو اس کے انداز پر ہنسی تو بہت آئی۔ لیکن انہوں نے ضبط کی۔ حسن جب کچھ سبھلا تو کہا کہ۔ ٹھیک ہے دو یا تین سال بعد اپر خستی کروادینا۔ تب میں اپنے لیے باہر سے کوئی ایک بیوی لے آتا ہوں۔ اپ کو تو مجھ معصوم پر کوئی رحم ہی نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے باہر ہی کوئی اس مسکین شکل پر رحم کھالے۔ اور اپنی بیٹی مجھے دے دے۔ فکر مت کرو باہر بھی کوئی تمہیں اپنی بیٹی نہیں دے گا۔ اس بار دادی نے بھی ان کی بات میں اپنا حصہ شامل کیا۔ حسن نے دادی کی طرف بھی ناراضگی بھری نظروں سے دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہو کہ اب اپ بھی ایسا کریں گی میرے ساتھ۔ حسن نے دادا جی کی طرف دیکھ کر کہا کہ۔ مجھے رخصتی چاہیے چاہیے چاہیے چاہیے چاہیے چاہیے۔ ورنہ، ورنہ کیا دادا جی نے بھی اتنی بروچکا کر اس کی طرف دیکھا۔ تو حسن نے معصومیت سے کہا کہ میں اس بیڈ سے کود کر خودکشی کر لوں گا۔ حسن کی بات سن کر تو دادا جی کا جاندار قہقہہ کمرے میں ایسا گونجا۔ اور کہا کہ اس بیڈ سے کود کر تو تمہارا ہاتھ بھی ٹوٹنے نہیں والا۔ تم

کرو سب سے اوپر چھت پر جاؤ۔ اور وہاں سے نیچے کود جاؤ جب تمہارے ہاتھ پیر ٹوٹیں گے تو ہو سکتا ہے۔ تب میں تم پر رحم کھا کر رخصتی کروادوں۔

حسن نے حیران ہوتے ہوئے دادا جی کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ اب تو مجھے بالکل ہی یقین آ گیا ہے کہ۔ میں آپ کا سگا پوتا نہیں ہوں۔ اگر یہاں پر ابراہیم بھائی زین یا پھر فرحان ہوتا تو آپ نے ان کی بات چٹکیوں میں مان لینی تھی۔

لیکن مجھے ہی پا پڑ بیلنے پڑ رہے ہیں۔ اور آپ مجھے یہاں پر خود کشی کے خود مشورے دے رہے ہیں۔ اس بار حسن نے کچھ سیریس انداز میں کہا۔ تو دادی نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ بس کریں آپ دونوں۔ اور دادی نے دادا جی کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیوں تنگ کر رہے ہیں۔ بتادے انہیں کہ سنڈے کے دن ریسپشن ہی رکھا ہے ان لوگوں کا۔ دادا جی نے بد مزہ ہو کر دادی کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ ابھی آپ نے کیوں بتایا۔ ابھی دادا جی آگے کہتے کہ۔ حسن آگے ہوا اور دادی کا گال چوما۔ اور کہا کہ ہائے مزید کچھ دادی دل خوش کر دیا آپ نے۔ آپ بہت بہت بہت بہت اچھی ہے۔

حسن کی اس حرکت پر دادی سرخ ہوئی۔ اور داداجی نے حسن کے کندھے پر ایک چیت رسید کی۔ اور کہا کہ کھوتے ہٹ میری بیوی سے۔ تو حسن نے بھی ہنستے ہوئے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اپ اپنی بیوی کے ساتھ ہی رہیں۔ میں اپنی بیوی کی خبر لے کر آتا ہوں۔ کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ جاتے جاتے حسن نے ایک بار پھر سے دادی کا گال چوما۔ اور کمرے سے بھاگ گیا۔ پیچھے داداجی نے اس کو کئی سلوتوں سے نوازا تھا۔ حسن کو یقین تھا کہ اگر وہ ٹائم سے کمرے سے نہ بھاگتا۔ تو داداجی اس کو مارنے سے بھی گریز نہ کرتے۔ خیر اس وقت حسن نے اپنے سارے سوچوں کو پیچھے چھوڑا۔ اور فریش ہونے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بھڑا۔ وہ اس وقت بے انتہا خوش تھا کہ۔ بہت جلد لیلہ متوقع ری ایکشن کو اس کے پاس آنے والی تھی۔ بس کچھ دن اور اس کے سوچ کر ہی۔ حسن کو ہنسی آئی جا رہی تھی کہ۔ پتہ نہیں اس نازک سی لڑکی کا کیا ہو گا جب وہ اس پر اپنی شدت نچھاور کرے گا،،،،

کھانا کھا کر ابراہیم نے زارا کو کہا کہ۔ او تمہارے لیے ایک اور سر پرانز ہے۔
تو زارا بچوں کی طرح خوش ہوئی۔ اور کہا کہ جی جی ضرور جلدی بتائیں۔ زارا
کو خوش ہوتے ہوئے دیکھ کر۔ ابراہیم بھی ہنسا اور کہا کہ او۔ اور اس کو اپنے
ساتھ کیمپ کی طرف لا کر کھڑا کیا۔ اور سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے اس نے
کیمپ کی طرف سے خود پردے ہٹائے۔ کیمپ کو دیکھ کر زارا خوش ہوئی۔ اور
کہا کہ ابراہیم یہ کتنا چھوٹا سا پیارا ہے۔ اس کی بات سن کر ابراہیم ہنسا۔ اور کہا
کہ جی میری جان یہ بہت پیارا ہے۔ اور آج کی رات ہم یہیں پر گزاریں گے۔
ابراہیم کے لہجے میں بھاری پن کو محسوس کر کے۔ زارا نے ترچھی نظروں
سے اس کی طرف دیکھا۔ اور نہ محسوس انداز میں اس سے تھوڑا پیچھے ہوئی۔
اور کہا کہ ی۔ ی۔ یہاں۔ اس کے کانپتے لہجے کو محسوس کر کے۔ ابراہیم نے
اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کیا۔ اور کہا کہ جی میری جان یہاں۔
اس کے سینے پر اپنی دونوں ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش

کرتے ہوئے۔ زارا نے کہا کہ ابراہیم کوئی دیکھ لے گا چھوڑے مجھے۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر۔ ابراہیم نے اس کے کمر پر لگاتے ہوئے کہا کہ۔ کوئی نہیں دیکھے گا کیونکہ یہاں پر کوئی ہے ہی نہیں۔ کہتے کے ساتھ ہی ابراہیم نے اس کے گال پر شدت بھرا لمس چھوڑا۔ جس سے زارا گھبرا اٹھی۔ اور اس سے پہلے کہ ابراہیم اس کے دوسری گال پر جھکتا۔ زارا نے جلدی سے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔ ابراہیم نے اس کے بالوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر۔ جھٹکا دے کر اس کا چہرہ اپنے قریب کیا۔ اور کہا کہ میری جان اج اپ کی یہ کوئی بھی مزاحمتے کام نہیں کریں گی۔ اور نہ ہی اج اپ کی یہ خوبصورت آنکھیں انسوؤں سے بھر کر مجھے اپنی شدتیں کم کرنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ ابراہیم کی باتیں تو سن کر اج زارا صحیح معنوں میں گھبرا اٹھی تھی۔ اور اس نے کانپتے ہاتھوں سے ابراہیم کی شرٹ کو اپنی مٹی میں دبو چھا۔ اس کی گھبراہٹ کو محسوس کر کے۔ ابراہیم نے اسے اپنی گود میں اٹھایا۔ اور زارا نے گرنے کے ڈر سے اپنے دونوں پاؤں ابراہیم کی کمر کے گرد باندھے۔ اور

ابراہیم بنا آس پاس کی پرواہ کیے۔ شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا اس پر اپنی دیوانگی کی داستان قائم کرتا چلا گیا۔ دوسری طرف زارا اس کی شدتوں سے بحال ہوتی۔ اس کی کمر پر مکے مار مار کر تھک گئی تھی۔ لیکن ابراہیم تھا جس پر انج کسی بات کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔ اور اس کے لمس میں انج جنون اور شدت کو برداشت کرتے ہوئے۔ زارا گھبرا اٹھی تھی۔ ابراہیم اس کی قربت میں گم اپنی انکھیں بند کیے اسے محسوس کر رہا تھا کہ۔ تب ہی اسے پیچھے سے کسی چیز کی گرنے کی آواز آئی۔ اس نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو وہاں ماہ نور ہاتھ میں پستل لیے کھڑی تھی۔ اور انہیں دیکھ کر عجیب ہی انداز میں مسکرا رہی تھی۔ اور کہا کہ واہ واہ میں تو یہاں تم دونوں کو اوپر پہنچانے آئی ہوں۔ لیکن تم دونوں تو یہاں اپنی گولڈن نائٹ منار ہے ہو۔ کیا بات ہے اب تو اور بھی مزہ آئے گا تم دونوں کو مارنے میں۔ زارا بے انتہا ڈری ہوئی ابراہیم کے گلے لگی تھی۔ اور ابراہیم نے اسے دیکھ کر اپنی حیرانی کم کرنی چاہی۔ اور کہا کہ تم یہاں پر کیا کر رہی ہو۔ اور تمہیں کس نے بتایا کہ ہم

دونوں یہاں پر ہیں۔ تو مانور عجیب ہی انداز میں بولی کہ تمہارے پاس ابھی بھی وقت ہے۔ میں تمہیں کچھ بھی نہیں کروں گی تم اس زار کو چھوڑ دو ہم اس کو یہی پر مار کر چلے جاتے ہیں۔ جنگل میں اس کا کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔ اور ہم دونوں ہنسی خوشی اپنی اگے کی زندگی گزاریں گے۔ اس نے اس انداز میں کہا تھا کہ۔ اس کی بات سن کر جہاں زار امزید اس سے ڈری۔ وہی ابراہیم کو اس کے پاگل ہونے کا شبہ ہوا۔ وہ مزید رکی نہیں اور بولتی چلی جا رہی تھی کہ۔ ابراہیم میری بات مانو اس کو یہیں پر پھینک دو اور اگے چلو ہم اپنی زندگی سے خوشی گزاریں گے چھوڑ دو اس کو۔ بکو اس بند کر واپنی۔ اس سے پہلے کہ مانور کچھ اور بولتی ابراہیم دھاڑا۔ پاگل خانے سے بھاگ کرائی ہو کیا۔ ابراہیم کے ایسا بولنے پر مانور نے کہا کہ۔ ٹھیک ہے جب تم میری بات ہی نہیں مان رہے تو میں کیوں چپ کروں۔ اور تمہاری اس زار کو تو میں مار کر ہی رہوں گی۔ یہ کہتے ہی ماہ نور زار کی طرف بڑی جوا ابراہیم کی گلی لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ زار ا تک پہنچتے مانور نے جیسے ہی اس کے بالوں کی طرف

ہاتھ بڑھائے۔ تو ابراہیم نے اس کے ہاتھ بیچ راستے میں ہی روک دیے۔ اور اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف جھکے۔ اور زار کو مزید اپنے حصار میں کرتے ہوئے کہا کہ۔ دور رہو پاگل عورت ایک بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہاں ہاں نہیں آتی میری بات سمجھ میں آج تو میں اس کو مار کر ہی رہوں گی۔ جس سے میری خوشیاں برداشت ہی نہیں ہوتی۔ اور ہم دونوں کے بیچ آگئی ہے۔ ماہ نور نے زار کی طرف دیکھتے ہوئے عجیب ہی انداز میں کہا تھا۔ جواب رونا شروع ہو گئی تھی۔ ابراہیم نے ماہ نور کی طرف پیٹ موڑ کر زار کی طرف دیکھتے ہوئے۔ اس کے انسو صاف کیے اور کہا کہ۔ چپ ہو جاؤ میری جان جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں یہ تمہیں کچھ بھی نہیں بول پائے گی۔ ابراہیم کے پیٹھ موڑ لینے پر ماہ نور کے ہاتھ موقع آیا۔ اور جہاں پر کھانے کی ٹیبل پڑی تھی وہاں سے شیشے کا گلاس اٹھا کر اس نے پیچھے سے ابراہیم کے سر پر دے مارا۔ اور وہاں سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے سر سے بہتا ہوا خون دیکھ کر زار کے منہ سے بے اختیار ایک دل خراش چیخ نکلی۔ ساتھ ہی

مانور زور زور سے ہنسنا شروع ہو گئی تھی کہ۔ میں نے مار دیا میں نے مار دیا۔ اور خود پر قابو پاتے ہوئے کہا کہ زارا ابراہیم نے اپنے پیچھے سر پر ہاتھ رکھا۔ میری جان چپ ہو جاؤ مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔ میں بالکل ٹھیک ہوں حالانکہ خون بہنے کی وجہ سے ابراہیم کی آنکھیں اب اہستہ اہستہ اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھی۔ ماہ نور اس پر بس نہیں ہوئی اور اس نے زارا کی طرف اپنے قدم بڑھاتے۔ اس کو ہاتھ سے پکڑ کر ابراہیم کے حصار سے نکالا۔ اور کہا کہ اب تمہاری باری۔ ساتھ ہی اس نے اپنی پسٹل نکالی جو اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ اور زارا کے کنپٹی پر رکھ کر اس سے پہلے کہ وہ گولی چلاتی۔ ابراہیم نے اس کے ہاتھ زور سے جھٹکے۔ ابراہیم نے اسے اتنی زور سے دکھا دیا تھا کہ۔ وہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں پائی اور پاؤں کے نیچے پتھر آنے کی وجہ سے وہ پہاڑ سے پسلتے ہوئی۔ ان گھنے جنگلوں کی گہرائیوں میں گر گئی۔ اور اس کی دل خراش چیخ گونجی۔ اس کو نیچے گرتا ہوا دیکھ کر زارا اسی جگہ بے ہوش ہو کر گرنے ہی والی تھی کہ۔ ابراہیم نے اس کو اپنے حصار میں لیا۔ اور ابراہیم کو

اپنی کیے پر کوئی افسوس نہ ہوا۔ جو وہ کر نہیں جا رہی تھی اس کے لیے یہی بہتر تھا۔ ابراہیم نے اب زارا کی طرف دیکھا جو بے ہوش ہو کر اس کے گلے لگی ہوئی تھی۔ اور اس کے خود کے سر میں بھی درد کی ٹھسیے اب اٹھنے لگی تھی۔ لیکن اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے ٹیبل سے پانی کی بوتل اٹھا کر۔ زارا پر پانی کی چھٹیس ڈالی۔ اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ ٹھنڈا پانی منہ پر پڑنے کی وجہ سے زارا نے ہڑبڑا کر اپنی آنکھیں کھولی۔ اور ابراہیم کا چہرہ سامنے اتی ہی اس نے ابراہیم کی آنکھوں میں درد محسوس کرتے ہوئے کہا کہ۔۔۔ ابراہیم اب ٹھیک ہیں درد تو نہیں ارہا پ کو۔ پلیز اپنی آنکھیں بند نہیں کرنا چلیں ہم ہاسپٹل چلتے ہیں۔ زارا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ابراہیم کہا کہ۔ میری کو کچھ خاص اچھا نہیں لگا۔ اور اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے جان میں ٹھیک ہوں چلو گھر چلتے ہیں۔ یہاں پر جو بھی حادثہ ہوا تھا ابراہیم نے یہاں سے چلے جانا ہی بہتر سمجھا۔ ابراہیم کی بات زارا کو بھی ٹھیک لگی اور وہ دونوں نیچے کی طرف اترنے لگے،،

ماہ نور کے واقعے کو گزرے ہوئے تین دن ہو چکے تھے۔ ابراہیم اور زار نے گھرا کر سب کو ساری بات سچ سچ بتادی تھی۔ اور سب نے یہی کہا تھا ابراہیم سے کہ۔ تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ اور تم نے اسے مارنے کی غرض سے دھکا تو نہیں دیا تھا نا۔ وہ تو اس کا پیر پھسلنے کی وجہ سے خود گری تھی۔ اب اس بات کو چھوڑو اور حسن اور لیلہ کی ریسپشن کی تیاری کرو سب۔ تین دن گزرنے کے بعد بھی زار ا کورات میں سوتے ہوئے۔ ماہ نور کی وہ چیخ ایک نہ ایک بار ضرور خواب میں سنائی دیتی تھی۔ اور وہ ہڑبڑا کر اٹھتی۔ اور اپنی اس پاس دیکھتی تو کوئی نہ ہوتا۔ ابراہیم اس کی حالت سے کافی پریشان تھا۔ جواب تک اس واقعے کو بول تک نہیں پارہی تھی۔ کل ریسپشن تھا۔ تو آج ساری ینگ پارٹی نے سوچ رکھا تھا کہ۔ آج ہلہ گلہ کریں گے۔ جس میں صرف گھر کے لوگ ہی شامل تھے۔ بڑوں نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ جو کرنا ہے کر لو۔

تو سب نے سوچ رکھا تھا کہ آج ہو مستی کریں گے۔ اور اس وقت سب لان میں کھڑے لان کو ڈیکوریٹ کر رہے تھے۔ لیلہ جو پھولوں کی ٹھوکری کے پاس کھڑی ایک ایک پول حسن کو پکڑا رہی تھی۔ جو سٹول کے اوپر کھڑا لائنوں میں لگا رہا تھا۔ تبھی حسن کو شرارت سو جھی۔ اور منہ دیوار کی طرف کیے اس نے ہاتھ بڑھا کر لیلہ کے گال پر ہاتھ رکھ کر زور سے اس کے گال کو کھینچا۔ کہ لیلہ چیخ اٹھی اور کہا کہ بد تمیز انسان یہ کیا کر رہے ہو۔ اس کی چیخ پر حسن نے اپنی ہنسی دبائی۔ اور اس کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ سوری بھی مجھے لگا پھول ہے۔ اس کو ناراض ہوتے ہوئے وہاں سے جاتا دیکھ کر۔ حسن نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور نیچے اتر کر کہا کہ۔ یا اس میں میرا کیا قصور ہے تمہارے گال اور پھول میں کوئی فرق ہی نہیں ہے۔ دونوں ہی اتنی نرم ہیں کہ چھو تو ٹوٹ جاتے ہیں۔ حسن نے جذبات بھرے لہجے میں کہا۔ تو لیلہ کے میں ایک بیٹ مس کی۔ اور اس نے حسن سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی دل کوشش کرتے ہوئے کہا کہ۔ حسن چھوڑے میرا ہاتھ کوئی دیکھ لے گا سب

یہیں پر ہے۔ اپ کو شرم نہیں اتی۔ حسن ہنسا اور اس کے گال پر جھکتے ہوئے
 کہا کہ۔ جی میری جان بالکل مجھ میں شرم نہیں ہے۔ لیلہ نے زبردستی اس کا
 ہاتھ اپنی ہاتھ سے ہٹایا۔ اور وہاں سے بھاگ گئی۔ پیچھے حسن نے اپنے بالوں
 میں ہاتھ پھیرا اور کہا کہ یہ لڑکی جان لے کر رہے گی میری۔ اور واپس اپنے
 کام میں بڑی ہو گیا۔ مزید ایک گھنٹہ محنت کرنے کے بعد سب کی محنت رنگ
 لائی۔ اور انہوں نے لوگوں کا نقشہ ہی بدل دیا تھا۔ اب جب سب ہو چکا ہے
 تو سب تیار ہونے چلتے ہیں۔ فرحان نے کہا اور سب نے اس کی ہاں میں ہاں
 ملائی۔ اور کمرے میں تیار ہونے چلے گئے۔ سب کے سب کے ساتھ زارا کو
 بھی لگا ہوا دیکھ کر ابراہیم کو بھی اطمینان ہوا اور وہ بھی تیار ہونی چلا گیا،،

تیار ہونے کے بعد سب ایک ایک کر کے لان میں ارہے تھے۔ ساری
 لڑکیوں نے ایک جیسے سوٹ پہن رکھے تھے۔ زیادہ کسی نے تیاری نہیں کی

تھی۔ سمپل سے سوٹ پہنیں۔ اور ہلکا سا میک اپ کیے بالوں کا اونچا جوڑا بنائیں اور کانوں میں ٹاپس پہنے وہ سب بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ ان سب کو ایک جیسے ڈریس میں دیکھ کر۔ سب لڑکوں کے منہ کھولے رہ گئے۔ تو اتنے میں ہی زین نے کہا کہ یار ہم سب میں اتفاق ہی نہیں ہے۔ اگر پتہ ہوتا تو ہم سب بھی ایک جیسے کپڑے پہن کراتے ہیں۔ ان سب کے قریب آنے پر ذہن نے لیلہ سے کہا کہ چڑیل میری بیوی جیسے کپڑے پہننے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کی خوبصورتی کو دیکھ دیکھ کر اب تم بھی خوبصورت لگ رہی ہو۔ زین نے محض شرارت سے کہا تھا وہ اس کی چھوٹی بہن تھی۔ اور اب اس کی شادی ہونے والی تھی تو تھوڑا تنگ کرنا تو بنتا تھا۔ اپنے لیے چڑیل کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ کالفرن سن کر لیلہ نے حیران ہوتے ہوئے زین میں نے نہیں اپ کی بیوی نے میرے جیسے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ اور مجھے خوبصورت دکھ دیکھ کر وہ بھی خوبصورت لگ رہی ہے بڑے ائے۔ لیلہ نے ایک ادا سے کہتے ہوئے اپنے بال پیچھے جھٹکے۔ اور اس

وقت وہ حسن کو اتنی خوبصورت لگی کہ کسی کا لحاظ کیے بغیر حسن جلدی سے اگے بڑھا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا کہ۔ ہاں ہاں میری بیوی سب سے خوبصورت لگ رہی ہے۔ اس کی سب کے سامنے اس حرکت پر لیلہ نے اسے خود سے دور کیا۔ اور جلدی سے نہ محسوس انداز میں عائشہ کے پیچھے ہوئی۔ تھوڑا شرم کر لیں ہم بھی یہیں پر موجود ہیں۔ اور تجھے کیا اتنی جلدی پڑی ہوئی ہے۔ فرحان نے اس کو شرم دلانی چاہی تو حسن نے بھی ڈھیٹ بنتے ہوئے کہا کہ۔ اس میں شرم کی کیا بات ہے تیری بھی کھڑی ہے تو بھی کر لے۔ اس نے عائشہ کی طرف اشارہ کر کے کہا جو اتنی سی بات پر سرخ ہو گئی انسان۔ عائشہ کی سرخ چہرے کو دیکھ کر فرحان تھی۔ چپ کر بے غیرت نے اس سے کہا۔ ان سب کو اپنی بحث میں لگا ہوا دیکھ کر زارا جس کو اب چکر آنے لگ گئے تھے۔ ابراہیم جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسے انکھیں بند کرتے ہوئے دیکھ کر۔ جلدی سے اس کے پاس گیا اور کہا کہ۔ زارا میری جان ٹھیک ہونا تم کیا ہو گیا ہے طبیعت ٹھیک ہے۔ زارا نہیں بمشکل ذرا سی انکھیں کھول

کر اس کی طرف دیکھا۔ اور اس کے سینے پر سر رکھ کر روہانسی اواز میں کہا کہ چکرار ہے ہیں۔ فرحان بھی زار کی طرف متوجہ ہوا جو ڈھل ڈھل سی لگ رہی تھی۔ تو باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سب نے ہی پوچھا کہ کیا ہوا ہے اس کو ابراہیم خود پریشان ہو گیا تھا۔ اور اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر دیکھا۔ اس کا منہ تھپ تھپاتے ہوئے کہا کہ زار زار۔ لیکن زار کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر ابراہیم کے ہاتھ پر پھول گئے۔ اور اس نے چیخ جلدی سے ڈاکٹر کو کال کرو۔ اور زار کو اپنی گود میں اٹھا کر حسن سے کہا کہ کر کمرے کی طرف لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر اور اس کا چیک اپ کیا اور باہر اکرام سب کو خوشی کی خبر سنائی۔ اس خبر کو سننے کے بعد سب کی خوشیاں اور بڑھ گئی۔ اور دادا جی نے سب سے کہا کہ سب ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ انہوں نے ہمیں ایک ساتھ اتنی ہی خوشیاں دی۔ اور سب نے شکر ادا کیا اللہ تعالیٰ کا دادا جی نے سب کو کہا تھا کہ چلو اب آرام کرو کل ریسپشن بھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے۔ ان کی بات سب کو ہی ٹھیک

لگے لیکن ینگ جنریشن کا سارا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ کہ اب ہم حلہ گلہ نہیں کر پائیں گے لیکن سب نہیں سوچا کہ چلو کوئی بات نہیں کل کا دن ہے۔ کل ہی مستی کر لیں گے اور سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے،،

زار اپنے کمرے میں اپنے کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔ کل سے لے کر اب تک وہ ابراہیم سے چھپتی پھر رہی تھی۔ نہ جانے کیوں لیکن اس کو ابراہیم سے بہت شرم سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بلیک کلر کا پیروں کو چھوتا فراک پہن رکھا تھا۔ جس میں وہ بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔ اس نے اپنے لمبے بال کھولے چھوڑ دیے تھے۔ ابھی وہ رنگز پہن ہی رہی تھی کہ۔ ابراہیم کمرے میں داخل ہوا اور اس کی تیاری کو دیکھ کر وہ سٹل اپنی جگہ کھڑا رہ گیا تھا۔ یہ لڑکی اس کو اپنے ہر روپ کا دیوانہ بنا رہی تھی۔ ابراہیم اس کے پاس گیا۔ اور اس کو پیچھے سے اپنی باہوں میں بھر کر کہا کہ۔ ماشاء اللہ سے اپ

تو دن بدن خوبصورت ہوتی جا رہی ہیں۔ ابراہیم کی بات سن کر زار نے شرما کر اسے خود سے دور کرا۔ اور اپنا چہرہ نیچے کر کر کہا کہ اپ کو تیار نہیں ہونا دیر ہو رہی ہے جائیں۔ اس کی شرم و حیا کو محسوس کر کے ابراہیم نے اس کا چہرہ تھوڑی سی پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ اور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھے۔ چھوٹی سی کس کی اور کہا کہ ہو جاؤں گا تیار۔ پہلے جو میرے لیے تیار ہوئی ہے اسکی نظر تو اتار لینے دو۔ اس کے جذبات بھرے لہجے کو محسوس کر کے زار نے گھبرا کر اس کو واش روم کی طرف دھکیلنا چاہا۔ لیکن ابراہیم نے اسے روکا اور کہا کہ ارے میری جان تھوڑا پیار تو کر لینے دو پھر چلا جاؤں گا تیار ہونے بھی۔ اور ویسے بھی اب تو ہمارا بی بی بھی آنے والا ہے اور تمہیں اپنا بہت زیادہ خیال رکھنا ہو گا۔ تھینک یو نہیں بولوں گا کیونکہ ساری محنت تو میں نے ہی کی تھی۔ ورنہ شرم کے چکر میں تو تم۔ اس سے پہلے کہ ابراہیم اگتے کچھ بولتا۔ زار نے اپنے کپکپاتے ہوئے ہاتھ اس کے منہ پر رکھے۔ اور روہان سے لہجے میں بولا کہ جائیں ناپلیز تیار ہو جائیں۔ زار کے لہجے میں نمی محسوس کر کے ابراہیم نے کہا

میں چلا جاتا ہوں۔ ابراہیم جھکا اور اس کے ماتھے پر بوسہ کہ۔ ٹھیک ہے
دے کر اپنے کپڑے لیے اور واش روم چلا گیا،

تم تیار ہو گئی ہو تو چلو چلتے ہیں باہر ڈرائیور لینے آگیا ہے۔ عائشہ نے لیلا کو
دیکھتے ہوئے کہا جو تیار ہو گئی تھی فل۔ اور اب اپنے موبائل میں تصویریں
لے رہی تھی۔ ماشاء اللہ تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔ عائشہ نے اس کی نظر
اتاری۔ جو ریڈ ڈارک کلر کا لہنگہ پہنے پارلروالی نے اس کا ہلکا سا میک اپ
کیے۔ اس کے نین نقش کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا۔ جو لیری پہنے بالوں کا
جوڑا بنا ہے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ لیلہ نے بھی اپنی تعریف وصول
کی اور گردن اکڑا کر کہا کہ۔ میں ہوں ہی پیاری روپ تو انا تھا نا مجھ پر۔ اس کی
بات سن کر عائشہ نے کہا کہ جی جی چلو بہت زیادہ دیر ہو گئی ہے۔ بار بار دادا جی
گھر کال کر رہے ہیں۔ حال بھی دور ہے جانے میں ٹائم لگے گا جلدی چلو۔ ہاں

ہاں چلو چلو لیلہ نے بھی کہا۔ اور دونوں گاڑی میں بیٹھ کر حال کی طرف روانہ ہو گئی۔ اور ادھے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ دونوں ہال کے سامنے اتری۔ زین ان کا باہر ہی انتظار کر رہا تھا۔ اس نے اگے جا کر لیلہ کے سائیڈ کا دروازہ کھولا۔ اور اس کو احتیاط سے نیچے اتارا۔ اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر کہا کہ۔

میری بہن آج بہت پیاری لگ رہی ہے چڑیل۔ زین کے لہجے میں نئی محسوس کر کے لیلہ نے کہا کہ اوہو بھائی مجھے ایمو شنل نہ کرے ویسے اتنا مہنگا میک اپ کروا کے آئی ہوں ایسا نہ ہو یہ انسو میں بہہ کر خراب ہو جائے۔ لیلہ نے جب کہا تو زین نے مسکرا کر اسے خود کہا کہ۔ ہاں ہاں چلو نہیں کرتا تمہارا میک اپ خراب اندر چلو دیر ہو رہی ہے۔ تمہارا دلہا تمہارے انتظار میں سوکھ گیا ہو گا اب تک۔ حسن کا سن کر تو لیلہ بھی گھبرا اٹھی۔ اور کہا کہ ہاں ہاں بھائی چلیں حسن نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور جیسی وہ حال میں اینٹر ہوئے ہال کی ساری لائٹس اف ہوئی۔ اور صرف واحد ایک لائٹ ہی لیلہ اور زین پر ان تھی۔ سپورٹ لائٹ کی روشنی میں لیلہ قدم ب قدم اٹھاتی اپنے بھائی کے

ہاتھ میں ہاتھ دیے سٹیج کی طرف حسن کی طرف جارہی تھی۔ حسن تو اس کو دیکھ کر اپنی جگہ سے ہلنا تک بھول گیا تھا۔ آج سے پہلے لیلہ نے کبھی اتنی تیاری نہیں کی تھی۔ اور آج اس اس کو دلہن کے روپ میں تیار ہوتا ہوا دیکھ کر۔ حسن تو بے چین ہو گیا تھا۔ سٹیج کے قریب پہنچ کر وہ جلدی سے اٹھا۔ اور لیلہ کو اوپر آنے میں مدد کی۔ اور اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھا کر اپنے قریب کیا۔ اور کہا کہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ ایسا نہ ہو یہیں پر میری نیت خراب ہو جائے اور میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں۔ لیلہ نے اپنی مہندی بھرے ہاتھوں سے اس کے ہاتھ اپنی کمر پر سے ہٹائے۔ اور کہا کہ کچھ تو شرم کر لیں یہاں پر اتنے لوگ ہیں۔ اس کی بات ان سنی کر کے۔ حسن نے اس کا مہندی بھرا پکڑا اور اس پر اپنے لب رکھے۔ اور کہا کہ تمہاری ہی غلطی ہے تمہیں اتنا تیار ہو کر نہیں انا چاہیے تھا میرے سامنے۔ تو لیلہ نے کہا کہ ٹھیک ہے میں چلی جاتی ہوں۔ آپ خود ہی پر اپنی شادی انجام دے کریں۔ اس کے لہجے میں ناراضگی محسوس کر کے حسن نے پیار بھرے لہجے میں کہا کہ۔ خبردار جو

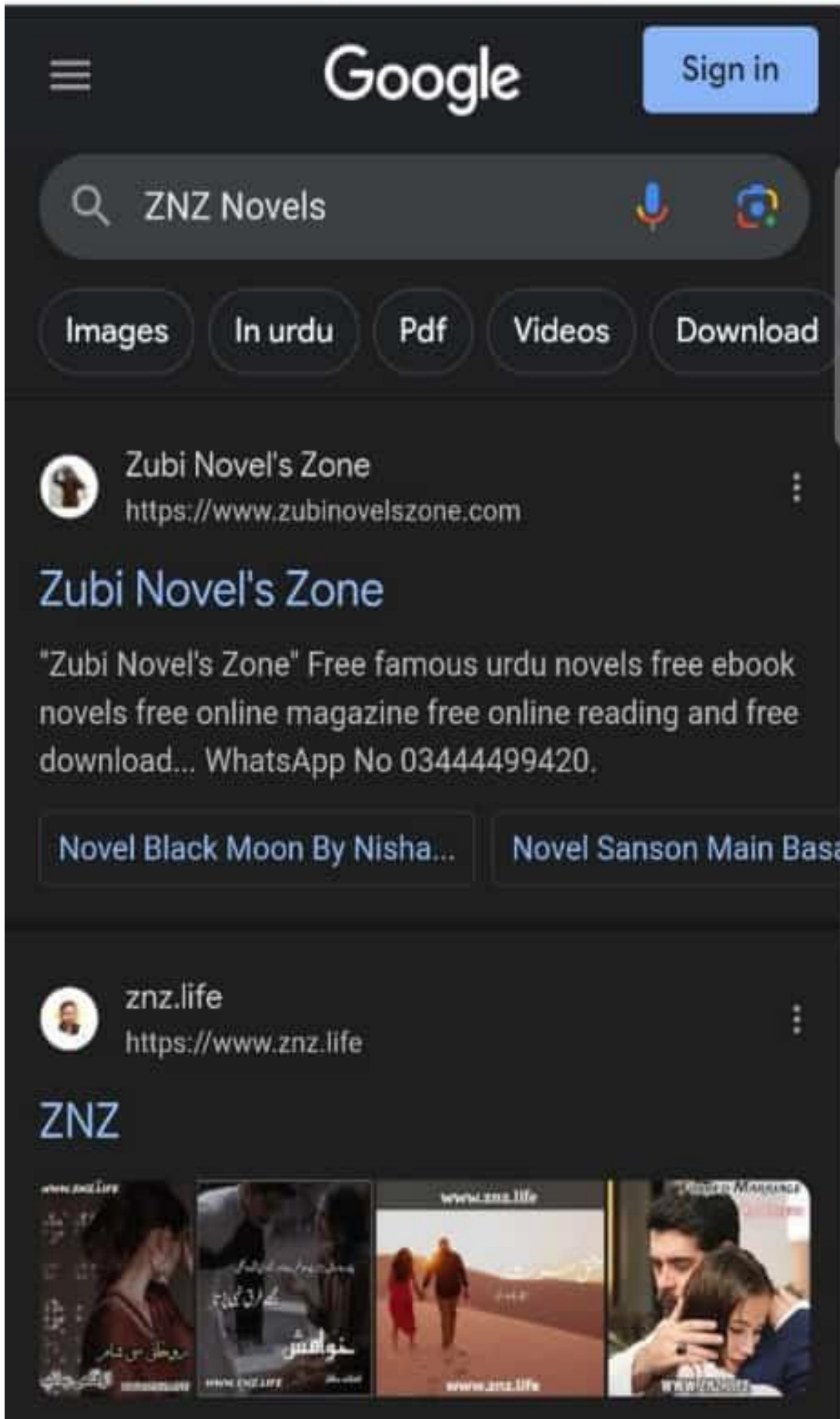
یہاں سے ہلنے کی بھی کوشش کی۔ ورنہ یہیں پر سب کے سامنے اٹھا کر کمرے میں لے جاؤں گا۔ پھر اگے مجھ سے مت کہنا کہ اپ نے ایسا کیوں کیا۔ لیلہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور عائشہ فاطمہ اور زارا کو دیکھا جو سٹیج کی طرف ہی ارہی تھی۔ ان تینوں کو سٹیج کی طرف جاتا ہوا دیکھ کر ابراہیم زین اور فرحان بھی گئے۔ سٹیج پر پہنچ کر فرحان نے کہا کہ چل حسن اب تو اٹھ جا۔ اور ہمیں تصویریں لینے دیں۔ فرحان کی بات پر حسن نے حیران ہوتے ہوئے کہا کہ۔ دولہا میں ہوں تو تمہیں میرے ساتھ ہی تو تصویریں لینا ہوگی نا۔ اور ویسے بھی میں اپنی دلہن کو کہیں بھی چھوڑ کر نہیں ہیں تو یہیں پر لو ورنہ اتر جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔ جاؤں گا۔ اگر تصویریں لینا واہ بھائی واہ اب تو بھی اتنا بولے گا۔ پہلی بار دولہا بنا ہوا ہے تو۔ کوئی بات نہیں تیری برداشت کر لیتے۔ لیکن اٹھ یہاں سے اس بار زین نے بھی اسے تنگ کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ زین مانہ کہ تو میرا بہنوئی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تیری ہر بات مانوں گا۔ یا ابراہیم بھائی اپ چپ کیوں

کھڑے ہیں چپ کروائے ان کو۔ فرحان کو دوبارہ منہ کھولتے ہوئے دیکھ کر حسن نے جلدی سے ابراہیم سے کہا۔ چپ کرو تم دونوں آج میرے بھائی کا دن ہے۔ آج تو اس کی جان چھوڑ دو۔ ابراہیم نے بھی فرحان اور زین کو ڈانٹتے ہوئے چپ کر دیا۔ تو زین نے کہا کہ یا ابراہیم تو بھی ناچلو آ جاؤ۔ اس بندر کے ساتھ ہی تصویریں لینی پڑے گی۔ زین اب بھی شرارت سے باز نہ آیا تو حسن نے اس کے پیٹ پر ایک موقع دیا۔ اور کہا کہ اب تو تو ہی بنائے گا میری تصویریں۔ ان سب کی نوک جوک دیکھتے ہوئے سیٹج کے نیچے سائیڈ پر رکھے صوفے پر دادا اور دادی جی مسکرائے۔ اور اسی طرح اپنی فیملی کو ہمیشہ ہنستے مسکراتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی تھی،،،

ختم شد

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں پیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>